تدوین

دیوانِ شیخ ولی اللہ محب

برائے پی ایچ ڈی

(ترتیب، مقدمہ، حواشی)

مسز شگفتہ زکریا

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو

لاہور کالج برائے خواتین لاہور

نگرانِ تحقیق:

ڈاکٹر عبیداللہ خان

استاد شعبہ اردو یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہو

دیباچہ

شیخ ولی اللہ محب کا نام میں نے پہلی مرتبہ طالب علمی کے زمانے میں آزاد کی آب حیات میں پڑھا تھا ۔ آج سے چند برس پہلے جب مجھے پی ایچ ڈی کیلئے کسی موضوع کی تلاش تھی تو اس سلسلے میں مشفق خواجہ کی جائزہ مخطوطات اردو میری نظر سے گزری ۔ اس میں محب کے ایک مخطوطے کی نشاندہی کی گئی تھی اور قرائن سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ نہایت نادر مخطوطہ ہے ۔ چنانچہ نیشنل میوزیم کراچی سے اس کی عکسی نقل حاصل کی ۔ پنجاب یونیورسٹی سے اس کی تدوین کی منظوری مل گئی ۔ چنانچہ کام کا باقاعدہ آغاز ہو گیا ۔

مجھے اس سے قبل تدوین متن کا کوئی تجربہ نہیں تھا اور نہ ہی اس کی دشواریوں کا اندازہ تھا ۔ دو سو سال پہلے کے کرم خوردہ قلمی نسخے کا پڑھنا شروع میں تو بہت مشکل معلوم ہوا لیکن بعد میں جوں جوں کاتب کے سواد خط سے آگاہی ہوتی چلی گئی تو کچھ مسائل حل ہو گئے ۔ تاہم کسی مرحلے پر بھی کام آسان نظر نہیں آیا ۔ چار سال کی سخت محنت کے بعد میں بہت حد تک متن کی تکمیل میں کامیاب ہو گئی ۔ پھر بعض الفاظ کو پڑھنے کیلئے نیشنل میوزیم کراچی میں اصل مخطوطے سے مدد لی ۔ اس طرح پہلی مرتبہ محب کے کلام کو مرتب کرکے قابل اشاعت بنا دیا گیا ہے ۔ خیال یہ ہے کہ ایک مرتبہ پھر تمام دیوان پر نظر ثانی کی جائے اور اگر اشاعت کی اجازت مل گئی تو مزید اغلاط کی درستی کے بعد اسے شائع کرایا جائے گا ۔ مخطوطات سے تدوین متن کا کام خاصہ دشوار ہے خصوصاً جب مخطوطہ اتنا پرانا، بوسیدہ، دریدہ اور کرم خوردہ ہو ۔ اتنے ضخیم کام میں اغلاط کا رہ جانا بھی ممکن ہے تاہم میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ ایک معیاری متن تیار کر دیا جائے ۔

میں نے حسن طباعت کے خیال سے متن کمپیوٹر سے تیار کرایا تھا لیکن جب پروف خوانی شروع کی تو اس میں بلا مبالغہ ہزاروں اغلاط تھیں ۔ ان کی تصحیح دو مرتبہ کی اس لیے اب بھی طباعت کی اغلاط رہ گئی ہوں گی جن کیلئے معذرت کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ کمپیوٹر پرنٹنگ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اس لیے متعدد جگہ املا کی یکسانیت بھی برقرار نہیں رہ سکتی ۔ بعض الفاظ اپریٹر نے دو چشمی

ھ سے اور بعض ہائے ہوز سے لکھ دیے ہیں ۔ اسی طرح کوشش کے باوجود بعض مقامات پر تیری اور تری/ میری اور مری، نگاہ اور نگہہ / سیاہ اور سیہ وغیرہ کا فرق ملحوظ نہیں رکھا جا سکا ۔ اس طرح کی بعض اور فروگزاشتیں بھی یقیناً موجود ہوں گی تاہم ایک بات کا اطمینان ہے کہ میں نے کہیں ٹرخانے کی کوشش نہیں کی اور جو الفاظ پڑھے نہیں جا سکے حواشی میں "ناخوانا" لکھ کر ان کی وضاحت کر دی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ میرا تیار کیا ہوا متن نوے فیصد کے قریب درست ہے ۔ کہیں کہیں سے چند فحش اشعار حذف کر دیے ہیں ۔ ان کے مقامات کی نشاندہی بھی حواشی میں کر دی ہے ۔ میں نگران تحقیق محترم ڈاکٹر عبداللہ خان صاحب کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے بعض الفاظ کے تعین میں بے حد مدد فرمائی ۔ علاوہ ازیں میں اپنے شوہر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کی بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے ساتھ مل کر بہت سے الفاظ پڑھے اور اس طرح متن کو بہتر بنانے میں معاونت کی ۔

اگر میری حوصلہ افزائی کی گئی تو انشاءاللہ میں تدوین متن کے کچھ اور منصوبوں پر بھی کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں ۔

مسز شگفتہ زکریا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

شیخ ولی اللہ محب دور انشاء و مصحفی و جرأت کے ایک معروف شاعر تھے - بہت سے تزکروں میں ان کا زکر اچھے لفظوں میں کیا گیا ہے - مگر ابھی تک نہ تو ان کا دیوان شائع ہوا ہے نہ ہی کسی محقق نے ان کی سوانح اور کلام کے بارے میں کافی تحقیق و تنقید کی ہے اسلیے اردو ادب کی تاریخ میں ان کو کوئی مقام نہیں دیا گیا بلکہ بیشتر ادبی تاریخیں ان کے زکر سے تہی ہیں -

میرا موضوع " دیوان محب " کی تدوین ہے مگر محب کے سوانحی کوائف ، شخصیت اور کلام کے بارے میں جو معلومات مختلف زرائع سے حاصل ہو سکی ہیں وہ زیل میں درج ہیں -

محب کے خاندان کے بارے میں ہماری معلومات بہت محدود ہیں - بعض تزکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ ایک مشہور صوفی " محمد افضل خدا نما " کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں - سب سے پہلے خوب چند زکا نے اس بارے میں لکھا ہے - وہ ولی اللہ محب کا تزکرہ کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں :

" شاہ افضل خدا نما مردے بود عارف و مشہور - این کس از اولادِ آن بزرگ است"[1]

قدرت اللہ قاسم مولفِ مجموعۂ نغز ولی اللہ محب کے دوستوں میں تھے - انہوں نے اس سلسلے میں لکھا ہے :

" وے مرد بود ہندوستان زا از اولادِ امجادِ حضرتِ شاہ افضل خدا نما قدس سرہٗ " -[2]

١- خوب چند زکا — عیار الشعراء - مخطوطہ مملوکہ احمد حسین قریشی (گجرات) .

٢- قدرت اللہ قاسم — مجموعہ نغز جلد دوم صفحہ ١٦٣

ان دو تذکروں کے علاوہ معاصر تذکرے اس سلسلے میں خاموش ھیں - مندرجہ بالا دونوں عبارتوں میں محب کو شاہ افضل خدا نما کی اولاد قرار دیا گیا ھے - اگر قاسم کی عبارت کا لفظی مفہوم لیا جائے تو محبّ افضل خدا نما کے بڑے بیٹے قرار پاتے ھیں - مگر یہ بزرگ کون تھے اور کس زمانے میں تھے ؟ اس سلسلے میں یہ تذکرے بالکل خاموش ھیں - صوفیاء کے معاصر تذکروں میں ، محمد افضل ، نام کے کئی صوفیاء کا ذکر ھے مگر اب تک " محمد افضل خدا نما " نام کا کوئی شخص نہیں مل سکا اسلیے یہ بتانا فی الحال ممکن نہیں کہ یہ کون بزرگ تھے اور آیا واقعی محب انہیں کے بیٹے تھے -

اوپر مجموعہ نغز کا جو اقتباس درج ھوا ھے اس میں محب کو " مردے ھندوستان زا " قرار دیا گیا ھے - یہی بات اعظم الدولہ سرور نے لکھی ھے :

" اصلِ آن دارالخلافہ است و از ھندوستان زایانِ قدیم " -[1]

قدرت اللّٰہ قاسم اور اعظم الدولہ سرور دونوں محب سے ذاتی تعلقات رکھتے تھے قدرت اللّٰہ قاسم کا شمار ان کے قریبی دوستوں میں ھوتا تھا - دونوں نے انہیں " ھندوستان زا " لکھا ھے - اس کا ایک واضح مطلب تو یہ ھے کہ وہ ھندوستان میں پیدا ھوئے تھے لیکن اگر مفہوم یہی کچھ ھو تو پھر ھر اردو شاعر کو "ھندوستان زا" لکھنا چاھیے کیونکہ اردو کا کوئی اھم شاعر ایسا نہیں جو ھندوستان میں پیدا نہ ھوا ھو - میر ، سودا ، درد ، قائم ، سوز وغیرہ سبھی ھندوستان میں پیدا ھوئے تھے مگر ان کے ذکر میں کسی تذکرہ نگار نے انہیں " ھندوستان زا " نہیں لکھا اسلیے معلوم ھوتا ھے کہ " ھندوستان زا " سے مراد یہ ھے کہ ان کے آباء و اجداد ماضی بعید سے ھندوستان میں مقیم تھے - ان کا تعلق ایران ، افغانستان یا عرب سے

۱- اعظم الدولہ سرور — عمدہ منتخبہ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی - صفحہ ۶۷۳

دہین تھا بلکہ وہ ہندوستان کے قدیم باشندے تھے اور ان لوگون مین سے تھے جنھون نے اسلام قبول کر لیا تھا - اس خیال کو مزید تقویت اس بات سے حاصل ہوتی ہے کہ ہر تزکرہ نگار نے ادہین بالالتزام " شیخ " لکھا ہے - ہمارے ہان " شیخ " یا تو ان افراد کے نامون کے ساتھ لکھا جاتا ہے جو عرب سے ہجرت کر کے آئے ہون یا ان اسماء کے ساتھ اضافہ کیا جاتا ہے جن کو اسلام لائے زیادہ مدت نہ گزری ہو - ہابسن جابسن کا ایک اقتباس اس سلسلے مین ملاحظہ ہو :

SHEIKH, S. Ar. Shaikh; and old man, elder, chief, head of an Arab tribe. The word should properly mean one of the descendants of tribes of genuine Arabe descent, but at the present day, in India, it is often applied to converts to Islam from the lower Hindu tribes.(1)

اکثر لغات ہابسن جابسن کی رائے کی تو ثیق کرتی ہین - زیل کی دومثالین کافی ہونگی -

ڈنکن فوربس :

Shaikh (vulg.shekh), m.a.venerable olad man; a cheif; a prelate; a title taken by the descendants of the prophet and given to those who become proselytes to Muhammadanism.(2)

---

(1) Haleson-galeson: Henry yule and A.C.Burnell. Rautledge & Kegan Paul. Landon and Newyork reprint (1986) P:8
(2) A Dictionary: Duncan Forbes, Utter Paradesh Urdu academy, Lan (India) reprint 1987. P:510
(3) A New Hindustan-English Dictionary: S.W.Fallen. Central Urdu Board Lahore. repring (1976) P:824.

ایس - ڈبلیو فالن :

A Shaikh; Pop. Shekh n.m.

1. A venerable old man...
2. A Chief; prelate.
3. A title taken by the descendants of the prophet and given to proselytes to Mahomedanism. (3)

ان اقتباسات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محب کا آبائی تعلق ہندوستان سے تھا اور ان کے خاندان کو اسلام لائے زیادہ مدت دہین گزری تھی - لیکن شاہ افضل خدا نما ، کو ان کے اجداد مین شامل کرنے سے شبہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک درویش اور صوفی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اسلیے دو مسلم خاندان کے فرد دہین ہونگے مگر جب تک " افضل خدا نما " سے ان کا واضح تعلق ثابت دہین ہوتا اور خود افضل خدا نما کے خاندانی سلسلے کے بارے مین کوئی مختلف شہادت دہین ملتی اس وقت تک محب کے خاندان کو ہندوستان کا قدیم خاندان قرار دینا درست معلوم ہوتا ہے - یہ بات بجائے خود درست ہے کہ نو مسلم افراد بھی اپنے زہد و طاعت کے زور سے درویشان ِ خدا و صوفیان ِ باصفا مین شامل ہو سکتے ہین- اس طرح کوئی تذکرہ نگار ایسا دہین جس نے ادہین باشندہ ٔ شاہجہان آباد یا دہلی نہ لکھا ہو - اس لیے گمان غالب یہ ہے کہ ان کا خاندان عرصہ دراز سے دہلی مین مقیم تھا اور محب دہلی ہی مین پیدا ہوئے اور پلے بڑھے -[2]

۲- حکیم سیّد احمد اللہ قادری نے لکھا ہے :

تذکرہ نویسون نے محب کو شعرائے دہلی مین شمار کیا ہے اور مشہور یہ ہے کہ دہلی مین رہا کرتے تھے لیکن خود محب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پنجاب کے رہنے والے تھے - علاقہ سرہند مین قصبہ انبالہ ان کا وطن تھا :

محب ہندوستان زادون کی گویائی کو کیا پہنچے سخن کہنے مین ہو جس کا وطن سرہند/ انبالہ

("محب" از سیّد احمد اللہ قادری- رسالہ زمانہ کانپور - جولائی ۱۹۲۹ء) -

مگر محب کو ذاتی طور پر جاننے والے تذکرہ نگارون کی واضح شہادتون کی وجہ سے یہ بیان قابل قبول دہین - درصل یہ کسی ایسے معاصر شاعر پر طنز ہے جو محبؔ کا مد مقابل تھا اور سرہند سے تعلق رکھتا تھا مثلاً سعادت یار خان رنگین وغیرہ پر طنز ہوسکتی ہے .

تمام تزکرہ نگاروں نے بالاتفاق ان کا نام ولی اللہ اور تخلص محب لکھا ہے ـ چند تزکرے ایسے ضرور ہیں جنہوں نے ان کا نام نہیں لکھا محض تخلص سے کام چلا لیا ہے مگر جہاں کہیں ان کا نام درج ہوا ہے وہاں ہر جگہ ولی اللہ ہی لکھا گیا ہے اس لیے انکا پورا نام مع تخلص شیخ ولی اللہ محب ہے اور اس میں قطعی طور پر کوئی اختلاف نہیں ہے ـ

محب کے سال ولادت کے بارے میں کسی تزکرہ نگار نے اشارہ نہیں کیا بلکہ کسی جگہ انکی عمر تخمیناً بھی نہیں لکھی گئی اسلیے ان کے سال ولادت کے بارے میں قیاس آرائی زیادہ سے زیادہ ان کے سال وفات کے حوالے سے کی جا سکتی ہے (یہ بحث ان کے سال انتقال کے مقام پر کی جائے گی)ـ

محب کی تعلیم و تربیت کے بارے میں بھی تمام تزکرہ نگار بالکل خاموش ہیں ـ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک غریب خاندان کے فرد تھے اور اس زمانے میں اچھی اور باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے تمول ضروری تھا ـ مگر محب کے کلام کا مطالعہ یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ انہوں نے فارسی اور عربی دونوں زبانوں میں اچھی مشق بہم پہنچائی تھی ـ فارسی زبان کا تو ان کی جوانی کے زمانے میں بڑا چرچا تھا مگر عربی زبان کسی تعلیم نسبتاً محدود تھی ـ چونکہ محب کے بارے میں کسی نے نہیں لکھا کہ انہوں نے تعلیم کہاں اور کس سے حاصل کی تھی ۔۔ اس لیے قیاس یہ ہے کہ انہوں نے ذاتی کوشش سے فارسی اور عربی زبانیں سیکھیں ـ علاوہ ازیں دینی تعلیم سے بھی انہیں اچھی خاصی واقفیت معلوم ہوتی ہے ـ ان کے متعدد اشعار ایسے ہیں جو داخلی شواہد کی بنا پر انہیں ایک پڑھا لکھا شخص ثابت کرتے ہیں ـ اس کی تفصیل ان کے کلام کا تنقیدی جائزہ لیتے وقت پیش کی جائے گی ـ

اگر محب محمد افضل خدا دما کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے جو خوب چند زکا اور قدرت اللہ قاسم کے مزکورہ بالا بیانات کے مطابق مرد عارف اور قدس سرہٗ کہلانے کے مستحق تھے تو انہیں صوفیاء کے روایتی مسلک کے مطابق سنی العقیدہ ہونا چاہیے مگر محب کی غزلیات کے مقطعون اور بعض دیگر اشعار سے یہ بات واضح ہے کہ وہ اثنا عشری تھے ۔ چند اشعار بطور ثبوت درج ذیل ہیں :

کیا فکر ہم کو حشر کے دن ہے شفیع کا — ضامن نبی علی ہے شریف و وضیع کا

میلا کرے نہ خاک مرا تا ابد کفن — بندہ ہون مین ازل سے محب بوتراب کا

رقیب ہوئے اگر اژدھا تو اک دم مین — کرے دو پارہ محب مدح خوان حیدر کا

یا علی اس کی مشکل آسان کر — یہ محب مدح خوان ہے تیرا

غیرِ حبِ علی نہین اس مین — اے محب واہ واہ دل میرا

اے محب جو ہے گدائے در حیدر اسکو — بس ہے کونین مین شبیر و شبر کا تکیہ

وہ راندہ ہے درِ رحمت سے حق کے دین و دنیا مین
محب جو وردِ اسمِ اعظمِ حیدر نہین کرتا

نہ فکر عقدہ مشکل سے اپنے ہے غلط مجھ کو
کہ آسان کرنے والا ہے علی مشکل کشا میرا

نکل کنارے پہ جھاڑے غبار دامن سے — غریق بولے جو یا بو تراب در تہ آب

فصل خزان مین باغ مزاہب کی کی جو سیر — ہے ہر طرف بہار گل جعفری سے آج

مشت خاک اپنی کو عالم مین نہ ضائع کر عزیز — ہند سے لے تا نجف اے بو ترابی تو پہنچ

ہفت جنت کیا نہ لون مین ہر دو عالم کو محب — حشر کے بازار مین حب شہر صفدر کے نرخ

اہل دنیا کی طرح رکھتے نہین ہیں ہم محب — غیر حُبِ پنجتن جاگیر و منصب کی غرض

یہ چند اشعار نمونتاً پیش کئے گئے ہیں ورنہ اس طرح کے اشعار بیسیون ہیں ۔

لیکن بعض اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ صوفیانہ مسلک رکھتے تھے :

کمر کیون عاشقی مین جهد پر باندهی هے اے دادان — رضائے دوست مین دل پر ارادہ رکھ توکل کا

تمکّن کا اگر پردہ نہ هووے دیدۂ دل پر — تو پھر جلوہ نظر آنے لگے هر جزو مین کل کا

پایا مزاهبون مین اک عشق صاف مزهب — دیکھے هزار ادیان اور سو ملل مین بیٹھا

جس نے قدم رکھا هے محب راہ عشق مین — پھر اس کو کفر و دین کا دل سے خطر گیا

اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا هے کہ محب راسخ العقیدہ شیعہ تھے لیکن صوفیانہ مسلک کے مطابق هر مسلک و مزهب کے پیروکارون کو اپنے اپنے عقیدے پر قائم رهنے کی آزادی دینے کے قائل تھے اور اصل چیز عقیدے مین " عشق " کو سمجھتے تھے - دراصل محب جس دور سے تعلق رکھتے تھے اس وقت درویشی اور تصوف بہت عام هو چکے تھے - بے شمار لوگ کشمکش حیات سے مجبوراً کنارہ کش هو کر اور درویشی لباس اختیار کر کے کسی نہ کسی تکیے مین جا بیٹھے تھے - ساتھ هی شیعہ عقائد بھی پھیل رهے تھے اور بہت سے سنّی افراد نے بھی اس قسم کے عقائد اور رسوم و رواج اختیار کر لیے تھے - خصوصاً لکھنئو مین تشیع کا بہت زور تھا اسلیے محب کے هان بھی شیعہ عقائد کی پیروی اور اظہار جگہ جگہ نظر آتا هے -[1]

---

[1] - محب کے بعض اشعار مین قدرے مبہم انداز مین چار کا عدد آتا هے اور دیوان مین ایک جگہ تو صاف طور سے چار خلفائے راشدین کی طرف اشارہ کیا گیا هے :

سنی و شیعہ رکھتے هین جربات پر نزاع — مین نے تو یون کہی وہ صغار و کبار مین

هین چار عنصر ایک بہ ترکیب ذهن کے — پس برخلاف ایک نہین هر چہار مین

اس سے اندازہ هو سکتا هے کہ محب خاندانی طور پر شیعہ نہین تھے - انہون نے یہ مسلک اختیار کیا تھا یہ بھی ممکن هے تبدیلی مسلک لکھنو مین کی هو - بہر طور ایک بات ظاهر هے کہ وہ عقیدے مین مستحکم تو هو سکتے هین مگر متشدد نہین -

محب نے شاعری کا آغاز کب کیا ؟ اس سلسلے میں قطعیت سے کچھ کہنا مشکل ہے میر حسن کے تذکرے میں ان کا ذکر ہے لیکن اس سے پہلے کے تذکروں میں ان کا نام نہیں آیا۔ تذکرۂ میر حسن کی تکمیل کے زمانے میں یعنی ۱۷۷۸ء کے قریب وہ فرخ آباد میں نواب مہربان خان رند کے پاس مقیم تھے لیکن دہلی میں اس سے پہلے وہ بہت سے ادبی معرکوں میں شریک رہ چکے تھے جن کا ذکر خوب چند ذکا ، قدرت اللہ قاسم اور اعظم الدولہ سرور کے تذکروں میں موجود ہے ۔ خصوصاً مجموعۂ نغز کے مولف قدرت اللہ قاسم نے ان کا نام اپنے گروہ کے ایک رکن رکین کی حیثیت سے لکھا ہے اور دلی میں انشاء کے ساتھ عظیم بیگ وغیرہ کے جو شعری مجادلے ہوئے ان میں محب کی نمایاں حیثیت کا تذکروں میں اعتراف موجود ہے ۔ ساتھ ہی اس بات کا اندراج بھی قریب قریب ہر تذکرے میں ہے کہ وہ میرزا رفیع سودا کے شاگرد یا متبع تھے ۔ وہ ایک جگہ خود لکھتے ہیں :

شاگرد گو نہیں ہوں یہ انداز گفتگو　　　　فیضان نطق محب کو ہے مرزا رفیع کا

بیشتر تذکروں نے انہیں شاگرد سودا قرار دیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ شاگرد اور متبع میں زیادہ فرق بھی نہیں ہے ۔ اتباع کرنے والا اپنے آپ کو معنوی شاگرد تو لازماً سمجھتا ہے اسلیے اگر محب سودا سے باقاعدہ اصلاح نہیں لیتے تھے جب بھی ان کی پیروی کا بار بار اعتراف انہیں سودا کا ایک طرح کا شاگرد ہی ثابت کرتا ہے ۔ میر حسن نے اپنے تذکرے میں لکھا ہے :

از شاگردان مرزا محمد رفیع سودا .... پیش مہربان خان بہ طرف فرخ آباد بسر می برد[1]

ظاہر ہے کہ محب ابھی لکھنؤ پہنچے ہی نہیں تھے اسلیے سودا سے سلسلۂ تلمذ دلی ہی کے قیام کے زمانے میں ہو سکتا ہے ۔ فرخ آباد میں سودا اور محب کی ملاقات کا امکان بہت کم ہے ۔ سودا فرخ آباد سے ۱۷۶۹ء کے لگ بھگ لکھنؤ چلے گئے تھے ۔[2] جبکہ محب فرخ آباد

۱۔ تذکرۂ شعرائے اردو : میر حسن مرتبہ مولانا حبیب الرحمن خان شروانی ، مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (۱۹۲۲ء) صفحہ - ۱۸۲ -

۲۔ میر و سودا کا دور : ثناء الحق ۔ ادارۂ تحقیق و تصنیف حیدر آباد ۔ کراچی (۱۹۶۵ء) صفحہ - ۲۷۹

مین چند سال ٹھہرے اور تذکرۂ مسرت افزا کے مصنف نے انہین ۱۱۸۰ھ کے قریب فرخ آباد مین دیکھا جب وہ مہربان خان رند سے الگ ہو چکے تھے ۔[1] اسلیے امکان یہ ہے فرخ آباد مین سودا اور محب کا رابطہ نہین ہوا ۔ اور دلّی کے جن تذکرہ نگارون نے انہین سودا کا شاگرد قرار دیا ہے وہ دلّی سے کبھی نہین نکلے مثلاً قدرت اللّٰہ قاسم اور خوب چند ذکا وغیرہ اسلیے سودا کی شاگردی یقیناً محب نے دھلی ھی مین اختیار کی ہوگی ۔

محب سودا سے بہت متاثر تھے ۔ انہون نے اکثر اشعار مین سودا کی پیروی کو فخریہ انداز مین بیان کیا ہے اور کلام سودا کی جابجا مدح بھی کی ہے :

شاگرد گو نہین ہون یہ انداز گفتگو فیضان نطق مجھ کو ہے مرزا رفیع کا

دامن سے اس کے گرد بھی ہو کر جدا نہ ہون یہ مدعا ہے اپنے دل خاکسار کا

لیکن محب مطلع سودا کو سن کے آہ مجبور ہون کہ کام نہین اختیار کا

ریختے کے ملک کا سودا کو بخشا حق نے راج اس نگر مین کون ایسا ناظم و ناسق ہوا

دھلی مین محب کے احباب مین قدرت اللّٰہ قاسم (صاحب مجموعہ نغز) ، مرزا عظیم بیگ ، حکیم ثناء اللّٰہ فراق ، انشاء اللّٰہ انشاء ، وغیرہ شامل تھے ۔ محب ان کے ساتھ محفل آرائی کرتے اور مشاعرون مین شریک ہوتے ۔ دلّی کے مختصر قیام کے دوران انشا کا مرزا عظیم بیگ سے جو معرکہ ہوا اسکی تفصیلات مجموعہ نغز مین موجود ہین جن مین سے بعض باتین اجمالاً ذیل مین درج کی جاتی ہے ۔ ان سے اس زمانے کی شعری مجالس کا حال معلوم ہوتا ہے اور محب کے مزاج پر بھی روشنی پڑتی ہے ۔

قدرت اللّٰہ قاسم نے سیّد انشاء کے ذکر مین امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف مرزا مینڈھو کے ہان منعقد ہونے والے مشاعرون کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا

۱۔ تذکرۂ مسرت افزا : امر اللّٰہ الہ آبادی (مترجم ڈاکٹر مجیب قریشی) علم مجلسی کتب خانہ دھلی ، (۱۹۶۸ء) صفحہ ۲۳۲

خلاصہ یہ ہے :

مرزا میڈھو ہر اچھے شعر کی تحسین کرتے تھے اور حکیم ثناء اللہ فراق مرزا عظیم بیگ اور قدرت اللہ قاسم پر خصوصاً بڑے مہربان تھے - انشاء وغیرہ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ان کے سوا کسی اور کے کلام کی تعریف کی جائے - انشاء مرزا عظیم بیگ سے سخت ناخوش تھے کیونکہ عظیم بڑے خود غلط انسان تھے - ایک دن عظیم نے ایک طرحی غزل کہی - بحر رجز سے بحر رمل میں خوطہ کھا گئے - احباب کو سنائی بشمول میر ماشا اللہ (پدر انشاء) کے رو برو پڑھ ڈالی - انشاء بھی والد کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے بے حد تعریف کی - دوبارہ پڑھوائی اور یاد کر لی - جب عظیم نے مشاعرے میں پڑھی تو تقطیع کا مطالبہ کر دیا - اس وقت مرزا عظیم بیگ کی جو حالت ہوئی سو ہوئی - اگرچہ بعد ازاں انہوں نے اس سلسلے میں ایک مُخمّس انشا کی ہجو میں لکھا لیکن جو مُکا" جنگ کے بعد یاد آئے اسے اپنے منہ پر مارنا چاہیئے -

ایک روز انشا نے بادشاہ سے کہا کہ فلاں فلاں حضرات آپ کے اشعار پر قہقہے لگا کر ہنستے ہیں - ہم انکی ہجو کریں گے - بادشاہ نے منع کر دیا - ایک دربان نے یہ واقعہ ہنستے ہوئے مجھے سنایا ....
ہم نے بھی بزرگوں کی روحوں سے مدد لے کر کچھ لکھا - کچھ مخلص دوست ساتھ لیے اور حزم بالجزم کر کے زبان و بیان اور تیغ و سنان کے ساتھ محفل مشاعرہ میں پہنچ گئے -

اتفاقاً شیخ ولی اللہ محب کو ، کہ ثالث بالخیر تھے ، ان حالات کی اطلاع ملی - انہوں نے اس فتنے کو فرو کرنے کی انتہائی کوشش کی اور

واقعے کے وقوع سے پہلے ہی نواب کو اطلاع دے دی - یہ بزرگ (مراد ہے انشا وغیرہ) مشاعرے میں پہنچے اور اپنے رویے کے مطابق فخریہ غزلیں سنانے لگے ... اگرچہ شیخ ولی اللہ محب نے اشارے کنائے سے منع کیا مگر باز نہ آئے - محب ہمارے غصّے کو کم کرنے کے لیے ہی بہت پر ہم سے مخاطب ہو کر کہتے : آپ صاحبین کو معلوم ہے یہ فخرِ شاعرانہ ہے ، جو شخص بھی کہنا چاہے کہتا ہے - اس میں مضائقہ نہیں - لیکن اس سے انکی آتش غضب اور بڑھتی تھی - حتّٰی کہ میرے شعر پڑھنے کی باری آئی - میں نے انشاء سے کہا کہ کچھ دیر کے لیے بغور میری بات سنیں - نواب اور سامعین کو یقین ہو گیا کہ میں رکیک ہجویں پڑھوں گا - بے اختیار نواب اور ولی اللہ محبّ اپنی جگہوں سے اٹھے اور ہمارے پاس آ کر ہماری دلجوئی کی - ان بزرگوں نے بھی بزرگی کا مظاہرہ کیا - ہم ایک دوسرے کے سینے سے لگ گئے - انشاء نے قسمیں کھا کر کہا کہ ہمیں مرزا عظیم بیگ کی بے راہروی نے اس روش پر ڈالا ہے کہ وہ خود کو تمام لوگوں سے برتر سمجھتا ہے .... شیخ ولی اللہ محب نے بادشاہ کے ذکر کے موقعے پر جو اس دوران آ گیا تھا برمحل یہ قطعہ پڑھا :

مجلس میں چکے چاہیے جھگڑا شعراء کا اس فن کے کسو صاحب توقیر کے آگے
یہ بھی کوئی دانش ہے کہ پہنچے یہ قضایا اکبر تئیں یا شاہ جہانگیر کے آگے - [1]

۱- مجموعۂ نغز میں یہ واقعات صفحہ ۸۲ تا ۸۶ (جلد اوّل) درج ہیں - ان کا اردو خلاصہ پیش کیا گیا ہے جس میں ولی اللہ محب کے ذکر میں قطع و برید نہیں کیا گیا - خلاصہ بھی قریب قریب مصنف کے الفاظ کا لفظی ترجمہ ہے -

انشا کے ذکر کے دوران عمدہ منتخبہ میں بھی ان واقعات کی طرف ذیل کے الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے :

ہنگامے کہ در اقتدار نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم خان مذکور[1] وارد شاھجہان آباد (کذا) و در مشاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف میرزا میڑھو صاحب المتخلص بہ امیر خلف وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ مغفور انشا اللّٰہ خان با حکیم قدرت اللّٰہ قاسم و ثناء اللّٰہ فراق و میرزا عظیم بیگ و شیخ ولی اللّٰہ محب کہ ھر چہار شخص سخن سنج و سخن دان و سخن فہم و سخن گوئے عصر خود اند معارض و طرف شدہ بود و در مجلس مشاعرہ غزل ھائے تلاشبہ (کذا) از جانبین بہ زبان عربی و فارسی و ترکی و ریختہ برائے امتحان طبائع بہ گفتار آمد -[2]

ان اقتباسات سے معلوم ھوتا ھے کہ محب اپنے دور کے چند اھم ترین شعر گو اور شعر فہم افراد میں شمار ھوتے تھے اور بڑے صلح کل اور انصاف پسند شخص تھے -

جب دلّی میں حالات خراب سے خراب تر ھوتے چلے گئے تو اھل کمال ایک ایک کر کے وھاں سے رخصت ھونے لگے - آزاد آب حیات میں " سید انشا اور اھل دھلی کے معرکے " کے ذیلی عنوان کے تحت لکھتے ھیں :

دلی میں اس وقت سودا اور میر جیسے لوگ نہ تھے مگر بوڑھے بوڑھے شوقین تھے کہ ان ھی بزرگوں کے دام لینے والے تھے - مثلاً حکیم ثنا اللّٰہ خان فراق شاگرد میر درد، حکیم قدرت اللّٰہ خان قاسم شاگرد

۱- مراد ھے انشا اللّٰہ خان -

۲- عمدہ منتخبہ : اعظم الدولہ مع مقدمہ خواجہ احمد فاروقی - دھلی یونیورسٹی دھلی (۱۹۶۱ء) صفحہ ۲۵

میر درد و شاہ ہدایت ، میاں شکیبا شاگرد میر ، مرزا عظیم بیگ عظیم
شاگرد سودا ، میر قمر الدین منت والد میر معنوں ساکن سونی پت ،
شیخ ولی اللّٰہ محب وغیرہ حضرات تھے کہ دربار شاہی سے خاندانی
اعزاز رکھتے تھے" ۔[1]

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ سودا اور میر دونوں کے دلّی سے چلے جانے کے بعد بھی محب دلّی میں مقیم رہے ۔ سودا دلّی سے ۱۷۵۵ء کے قریب نکلے اور فرخ آباد چلے گئے جہاں ان کا قیام چودہ پندرہ برس رہا ۔ وہاں سے وہ ۱۷۶۹ء کے لگ بھگ فیض آباد گئے اور وہاں سے لکھنؤ ۔[2] میر تقی میر نے سودا کے انتقال کے بعد ۱۷۸۲ء میں لکھنؤ کو ہجرت کی ۔[3] انشاء کے دلّی میں قیام کا زمانہ ۱۷۸۰ء تا ۱۷۸۲ء ہے ۔[4]

اگر آزاد کا مندرجہ بالا بیان درست مانا جائے اور یہ بھی پیش نظر رکھا جائے کہ دلّی میں انشا و عظیم کے معرکوں کے دوران محب دلّی میں تھے جیسا کہ قدرت اللّٰہ قاسم کی تحریر سے یقینی معلوم ہوتا ہے تو اس صورت میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ محب ۱۸۸۲ء کے بعد دلّی سے نکلے ہونگے ۔ مگر تزکرۂ مسرت افزا کے مصنف امر اللّٰہ الہ آبادی نے لکھا ہے کہ محب سے انکی ملاقات فرخ آباد میں ہوئی ۔ مسرت افزا کی تکمیل ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹/۸۰ء میں ہوئی ۔ اگرچہ اضافے بعد تک جاری رہے ۔ قرین قیاس یہ ہے کہ مصنف تزکرہ مسرت افزا نے محب کے احوال کا اضافہ تکمیل تزکرہ کے بعد کیا ہوگا ۔ مسرت افزا کی متعلقہ عبارت

۱۔ آب حیات : محمد حسین آزاد ، اتر پردیش اردو اکیڈمی لکھنؤ (۱۹۸۶ء) صفحہ ۲۴۹

۲۔ میر و سودا کا دور : ثناء الحق ۔ صفحہ ۲۸۰

۳۔ مزکورہ بالا حوالہ صفحہ ۳۱۳

۴۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے انشا اللّٰہ خان انشا : عابد پیشاوری ۔ اتر پردیش اکیڈمی لکھنؤ (۱۹۸۵ء) صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۹

درج ذیل ھے :

شیخ ولی اللہ محب اصلش شاھجہان آباد است - جہت سعی روزگار از آنجا در فرخ آباد آمدہ - مہربان خان رند کہ مہربان حال شعرا و محب بدل ظرفا بود بکمال مہربانی بہ تفقدِ احوالش پرداختہ - بعدِ برھمی طبقۂ دولت احمد خان چو مہربان خان از آن دیار برآمد و رو بہ لشکرِ ذوالفقار الدولہ آوردے بسببِ پابندیٔ عیال ازو جدا شدہ ، در فرخ آباد ماندہ - اشعار دلچسپ و پُر مضمون دارد - این چند اشعار در فرخ آباد بطریقِ ھدیۂ دوستانہ بنظرِ مولف گزرانیدہ -[1]

اس اقتباس سے یہ تو معلوم نہیں ھوتا کہ محب اور مصنف تزکرہ کی ملاقات فرخ آباد مین کب ھوئی لیکن محب کے قیام فرخ آباد کے سلسلے مین بعض دوسری تفصیلات معلوم ھو جاتی ھین - خاص طور پر یہ پتہ چلتا ھے کہ مہربان خان رند کے فرخ آباد سے چلے جانے کے بعد بھی محب چندے وھین مقیم رھے تھے - کیونکہ اس مین یہ واضح طور پر بتایا گیا ھے کہ رند احمد خان بنگش کے انتقال اور سلطنت فرخ آباد کی برھمی کے باوجود وھان رہ رھے ھین -

تزکرہ گلزار ابراھیم کے مصنف نے بھی محبؔ کی فرخ آباد مین موجودگی کا ذکر کیا ھے -[2] گلزار ابراھیم ۱۷۸۴ء مین مکمل ھوا اسلیے کہا جا سکتا ھے کہ اس وقت محب ابھی فرخ آباد مین تھے -

---

۱- تزکرہ مسرت افزا مرتبہ قاضی عبدالودود (س - ن) صفحہ ۲۱۵

۲- تزکرہ گلشن و گلزار مرتبہ سیّد شاہ عطا الرحمٰن عطا کاکوی - پٹنہ (۱۹۶۸ء) صفحہ ۱۰۸

مصحفی نے تزکرہ ھندی میں محب کے قیام لکھنؤ اور انکی وفات کا زکر کیا ہے-وہ لکھتے ھین :

" از چند سال بہ صیغۂ شاعری در حضورِ مرشد زادۂ آفاق مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر امتیازِ تمام داشت - دو سال است کہ بہ مرضِ مزمنِ ناسورِ پا وداعِ جہانِ فانی کردہ - مرقد ش در پیر جلیل است " -[1]

تزکرہ ھندی کا سال تکمیل ۱۷۹۴ء یا ۱۷۹۵ء (۱۲۰۹ھ) ہے -[2] مصحفی محب کے انتقال کے بعد سلیمان شکوہ کے استاد بنے تھے - اسلیے محب کے سلسلے میں مصحفی کے بیان کو درجۂ استناد دیا جا سکتا ہے - ان کے بقول محب چند سال لکھنؤ میں رہے - چند سال سے مراد پانچ چھ یا زیادہ سے زیادہ سات آٹھ سال ہو سکتے ھین - ۱۷۸۲ء میں محب کا فرخ آباد میں ہونا قرینِ قیاس ہے - اس سلسلے میں مشفق خواجہ کی کتاب "جائزہ مخطوطات اردو" سے ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے :

محب فرخ آباد سے سیدھے لکھنؤ نہیں گئے بلکہ وہ پہلے دھلی آئے اور کچھ عرصے یہاں قیام کیا - جس زمانے میں انشا دھلی میں تھے محب بھی وھیں تھے ... انشاء کا قیام دھلی میں ۱۱۹۳ھ (م : ۱۷۷۹ء) اور ۱۲۰۳ھ (م : ۸۹-۱۷۸۸ء) کے درمیان رہا ... آزاد لکھتے ھین کہ مرزا سلیمان شکوہ لکھنؤ گئے تو چند روز بعد یہ (محب) بھی گئے - مرزا سلیمان شکوہ ۱۲۰۵ھ (م : ۹۱-۱۷۹۰ء) میں لکھنؤ گئے (قیصر التواریخ ، اوّل ۲۸۰) تقریباً یہی زمانہ محب کے لکھنؤ پہنچنے کا ہے " -[3]

۱- تزکرہ ھندی - غلام ھمدانی مصحفی - اتر پردیش اردو اکادمی لکھنؤ (۱۹۸۵ء) صفحہ ۲۳۹ -

۲- سالنامہ نگار پاکستان کراچی (۱۹۶۴ء) تزکروں کا تزکرہ نمبر - صفحہ ۷۸ -

۳- جائزہ مخطوطات اردو : ج ۱ ، لاھور ۱۹۷۹ء - صفحہ ۲۳۹

ان معلومات کی روشنی میں فی‌الحال اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ سلیمان شکوہ سے محب کا تعلق ممکن ہے دہلی ہی میں ہو چکا ہو ۔ مصحفی کی تحریر سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے محب کا سال وفات 1792ء کے قریب ہو گا ۔ پیر جلیل کے قبرستان میں محب کی تدفین کا ذکر مصحفی کے علاوہ خیراتی لال بے جگر اور شاہ کمال نے بھی کیا ہے :

چندیں بعلاقۂ شاعری در حضورِ مرشد زادۂ آفاق مرزا سلیمان شکوہ بہادر سرفراز ماندہ بعالم جاودانی گذاشتہ در پیر جلیل مدفون گردیدہ ۔(1)

تدفینش در لکھنو متصل شاہ عبدالجلیل گردیدہ (2)

مصحفی کے اس بیان کی تصدیق کہ دو سال پہلے محب کا انتقال ہو چکا ہے ، گارسیں دتاسی اور مولوی کریم الدین نے بھی کی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کا ہے ۔ لکھنو میں درمیان 1207 ھ کے فوت ہوا ۔(3)

اسی روایت کو حسرت موہانی نے اپنے مضمون میں تسلیم کیا ہے :

بقول ڈتاسی ان کا انتقال 1207 ھ میں ہوا (4)

لیکن حکیم احمد اللہ قادری نے اس سلسلے میں ایک عجیب قیاس آرائی کی ہے :

مرزا سودا کے انتقال کے بعد اس زمانے میں جبکہ جان گلکرسٹ نے زبان دانان ریختہ کو لکھنو طلب کیا اور لکھنو میں کلکتہ کیلئے میر تقی میر منتخب ہوئے تو اس وقت محب لکھنو میں موجود تھے ۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک شعر میں اس واقعے کو اس طرح بیان کیا ہے :

1۔ تذکرہ بے جگر ۔ عکسی مخطوطہ انڈیا آفس لندن مملوکہ مشفق خواجہ کراچی

2۔ مجموعہ انتخاب شاہ کمال ۔ نصیرالدین ہاشمی ، مطبوعہ در سہ ماہی اردو جنوری 1956ء

3۔ طبقات شعرائے ہند قلمی بخط ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ص 284

4۔ اردوئے معلیٰ مارچ 1911ء مضمون شاگردانِ سودا

سودا تو ارم کو ہوئے رخصت یہ غزل سن   کلکتہ کو ہوں لکھنو سے میر مرخص

... محب نے لکھنو آنے کے بعد اپنی زندگی کے اخیر ایام اسی شہر میں گزارے اور یہیں فوت ہو کر پیوند خاک ہوئے -

مولوی عبدالکریم نے تذکرہ شعرائے اردو میں لکھا ہے کہ ۱۲۰۷ھ میں محب نے انتقال کیا - مولانا عبدالحق سیکرٹری انجمن ترقی اردو نے بھی اسی قول کا اتباع کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب لکھنو سے کلکتہ بھیجنے کے لیے میر تقی میر کی تقریب کی گئی تھی تو اس وقت محب بقیدِ حیات موجود تھے - یہ واقعہ ۱۲۱۴ھ مطابق ۱۷۹۹ء کا ہے -

مصنفِ آبِ حیات لکھتے ہیں کہ جب سودا اور میر نہ تھے اس وقت محب کا وجود لکھنو میں تھا - میر نے ۱۲۲۵ھ مطابق ۱۸۱۰ء میں انتقال کیا - اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ محب کا انتقال میر کی وفات کے بعد واقع ہوا ہے"[1]

حکیم احمد اللہ قادری نے نتیجہ بالکل غلط نکالا ہے - اول تو آزاد نے یہ نہیں لکھا کہ " جب سودا اور میر نہ تھے اس وقت محب کا وجود لکھنو میں تھا " - بلکہ آزاد نے واضح طور پر لکھا ہے :

" دلی میں اس وقت سودا اور میر جیسے لوگ نہ تھے مگر بڑھے بڑھے شوقین تھے کہ ان ہی بزرگوں کے نام لینے والے تھے مثلاً حکیم ثنا اللہ فراق شاگرد میر درد حکیم قدرت اللہ قاسم شاگرد خواجہ میر درد و شاہ ہدایت ، میاں سکھیا شاگرد میر ، میرزا عظیم بیگ عظیم شاگرد سودا ، میر قمر الدین منت اور میر ممنون ساکن سونی پت ، شیخ ولی اللہ محب وغیرہ حضرات تھے کہ دربار شاہی سے خاندانی اعزاز رکھتے تھے"[2]

۱- رسالہ " زمانہ " کانپور جولائی ۱۹۲۹ء مضمون بعنوان " محب "

آزاد کی اس واضح رائے کے بعد کسی ابہام کی گنجائش نہیں رہتی کہ انہوں نے میر و سودا کی ہجرت لکھنو کے بعد محب کی دلّی میں موجودگی کا ذکر کیا ہے نہ کہ ان کے انتقال کے بعد لکھنو میں محب کی موجودگی بتائی ہے ۔ اسلیے یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح بھی درست نہیں کہ محب کا انتقال میر کی وفات کے بعد ہوا ۔ یہ اسلیے بھی غلط ہے کہ عیار الشعراء (تکمیل ۱۷۹۸ء) عمدۂ منتخبہ (تکمیل ۱۸۰۱ تا ۱۸۰۲ء) اور مجموعۂ نغز (تکمیل ۱۸۰۶ء) کے مصنفین محب کی وفات واضح لفظوں میں بیان کر چکے ہیں ۔ پھر مصحفی چونکہ محب کو ذاتی طور پر جانتے تھے اس لیے ان کی تحریر اس ضمن میں غلط نہیں ہو سکتی ۔ البتہ حکیم احمد اللہ قادری کی ایک بات ضرور قابل غور ہے ۔ انہوں نے محب کا جو شعر درج کیا ہے ۔ اس سے یہ بات تو بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سودا کا انتقال ہو چکا ہے تاہم کیا یہ کہنا ممکن ہے کہ " میر کلکتے کو رخص ہوں " لکھنے سے ضرور ہی اشارہ ان کے فورٹ ولیم کالج میں تقرر کی طرف ہے ۔ محض دور دراز مقام ہونے کی وجہ سے بھی شعر میں کلکتے کا ذکر آ جانا قرین قیاس ہے ۔ اسلیے میرا خیال ہے کہ جب تک محب کی وفات کے بارے میں کوئی اور قطعی شہادت دستیاب نہیں ہو جاتی مصحفی کے بیان کو درست سمجھا جانا چاہیئے ۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ محب نے کتنی عمر پائی ؟ چونکہ ان کے سال ولادت کا ذکر اب تک دستیاب ہونے والے کسی ماخذ میں نہیں ہوا اسلیے یہ اندازہ کرنا آسان نہیں کہ انتقال کے وقت ان کی عمر کتنی تھی ؟ اس بات کا امکان ہے کہ انہوں نے عمر کم نہیں پائی ۔ اگر کسی شخص کا انتقال کم عمری میں ہو جائے تو تذکرہ نگار اس کا ذکر کر دیتے ہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آزاد نے انہیں دلّی ہی میں بڈھا قرار دیا ہے ۔ اگر دلّی میں وہ بڈھے تھے تو ان کی عمر ساٹھ سال کے قریب ہوگی ۔ اگر وہ مرزا سلیمان شکوہ کے لکھنو جانے کے فوراً بعد بھی وہاں پہنچے ہوں اور اگر ان کا سال وفات (۱۷۹۲ء) درست قرار دیا جائے جب بھی وہ ساٹھ سال سے کچھ

عمر پا کر فوت ہوئے - انکی عمر اس سے پانچ سات سال کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے اس سلسلے میں ان کے معاصرین کی عمر کو بھی پیش نظر رکھنا چاہیے - محب سودا، درد اور میر کا ذکر اس انداز میں کرتے ہیں جیسے وہ ان سے بڑے ہوں - سودا کا سال ولادت ۱۷۱۳ء ہے - درد کا ۱۷۱۹ء اور میر کا ۱۷۲۳ء - اسلیے وہ میر سے چار پانچ برس چھوٹے ہوں تو ان کا سال ولادت ۱۷۲۸ء کے قریب ہونا چاہیئے - اور وفات ۱۷۹۲ء میں ہوئی ہو تو انہوں نے کم از کم چونسٹھ سال کے قریب عمر پائی ہوگی -

میر حسن نے اپنے تذکرے میں محب کو متاخرین میں شمار کیا ہے - متاخرین میں بعض دوسرے شعراء انشاء ، مصحفی ، اثر اور خود میر حسن شامل ہیں جبکہ متوسطین میں حاتم ، درد ، سودا ، میر وغیرہ کا ذکر آتا ہے - اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ محب میر و سودا سے چھوٹے اور انشاء ، مصحفی اور میر حسن کے ہم سن تھے - مصحفی کا سال ولادت ۱۷۴۸ء کے لگ بھگ سمجھا جاتا ہے - میر حسن ۱۷۴۲ء کے ارد گرد پیدا ہوئے جبکہ انشاءکی ولادت ۱۷۵۶ء کے قریب ہوئی - اس لحاظ سے محب کا سال ولادت ۱۷۴۰ء کے قریب بھی ہو سکتا ہے - اگر یہ درست ہو تو پھر انکی عمر ساٹھ سال سے کم ہو سکتی ہے - چونکہ مصحفی نے انکی وفات کا سبب " مرضِ مزمنِ ناسورِ پا " کو قرار دیا ہے جو ذیابیطس کی شدید ترین شکل ہے - اسلیے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے زیادہ عمر نہ پائی ہو -

محب عیال دار تھے یہ بات ضمناً تذکرہ مسرت افزا سے معلوم ہوتی ہے :

" احمد خان کی حکومت کی برھمی کے بعد جب مہربان خان رند وہاں سے (مراد: فرخ آباد) نکل آئے اور نواب ذوالفقار الدولہ کے لشکر کا رخ کیا تو وہ (محب) اپنے عیال کی وجہ سے ان سے جدا ہو کر فرخ آباد ہی میں رہ گئے " - [1]

۱- مسرت افزا صفحہ ۲۱۵ (یہ حوالہ پہلے بھی آ چکا ہے) -

اس سے یہ تو اندازہ دہیں ہوتا کہ وہ کثیر الاولاد تھے یا دہیں تاہم صاحب اولاد یقیدا* تھے -

محب کی شخصیت اور ان کے مزاج کے چند خصائص کی طرف تذکرہ دگاروں دے کچھ اشارے کیے ہیں - تذکرہ عمدہ منتخبہ میں ادھیں مودب ، متواضع اور خلیق قرار دیا گیا ہے -[1] مجموعہ دغز میں مرزا میڈھو کے ایک شاعرے کا احوال جس انداز میں لکھا گیا ہے اور اس میں محب کا زکر جس طرح آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انصاف پسند اور صلح کل آدمی تھے -

تزکرہ مسرت افزا کے مولف دے محمد بیگم دامی ایک طوائف کے زکر میں لکھا ہے :

شیخ ولی اللہ محب کہتے تھے کہ وہ ایک فاحشہ اور عیاش عورت تھی .... ہندی اور فارسی کے اساتزہ کے ہزار ہا شعر اسکو یاد تھے اور برمحل پڑھتی تھی .... یہ بھی کہتی تھی یہ میرا شعر ہے :

قفس میں مر گئی بلبل ترستی نہ دیکھی ہائے پھر گلشن کی بستی

یہ شعر لوگوں میں مقبول ہو گیا ... دوسروں سے اسکو منسوب کرتے ہیں ... محب کہتے تھے یہ دعویٰ کچھ اس سے بعید دہیں - ممکن ہے کہ اسی کا ہو -[2]

اس اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ محب عیش و دشاط کی زندگی سے ناواقف دہیں تھے - تزکرہ مسرت افزا سے وہ خوش مزاج اور ظریف طبع بھی معلوم ہوتے ہیں -

محب اپنے عہد کے اہم شعراء میں شمار ہوتے تھے - تزکرہ دگاروں دے ادھیں "استاد" کا لقب دیا ہے - تزکروں میں ان کے چند تلامزہ کا بھی زکر آیا ہے -

بعض تزکرہ دگاروں دے ادھیں مرزا سلیمان شکوہ کا ملازم اور بعض دے استاد قرار دیا ہے - چند معاصر تزکروں کی شہادتیں پیش ہیں :

۱- عمدہ منتخبہ صفحہ ۶۷۳ -

۲- مسرت افزا ترجمہ مجیب قریشی - صفحہ ۲۳۰ -

تزکرہ ھندی :

از چند سال بہ صیغہ شاعری در حضور مرشد زادۂ آفاق مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر امتیاز تمام داشت ۔[1]

امتیاز کا لفظ استاد ھونے کی طرف ھلکا سا اشارہ کرتا ھے ۔

عیار الشعراء کے مولف لکھتے ھیں :

در سرکار شاھزادہ جمشید فر مرزا سلیمان شکوہ بہادر در زمرہ شاعران نوکری می نمود و گاہ گاہ غزلِ ارشادِ جنابِ متعالی را اصلاح می رسانید ۔[2]

عمدۂ منتخبہ کے مولف رقمطراز ھیں :

مدتے شد کہ در لکھنو رفتہ در سرکار مرشد زادۂ آفاق میرزا سلیمان شکوہ بہادر بہ صیغہ شاعری عز امتیاز داشت ۔[3]

مجموعہ نغز کے مولف یوں تحریر کرتے ھیں :

از چندے بہ سرکار دولت مدار مرشد زادہ فتوت پژوہ مرزا سلیمان شکوہ بہادر بہ صیغہ شاعری ملازم بود اشعارِ جنابِ ایشان را اصلاح می فرمود ۔[4]

معاصر تزکروں کی شہادتیں اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ھیں کہ مرزا سلیمان شکوہ مصحفی کے شاگرد تھے ۔

محمد حسین آزاد اس سلسلے میں لکھتے ھیں :

۱- تزکرہ ھندی - ص ۲۳۹ -

۲- حوالہ بتوسط ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری (گجرات) -

۳- عمدہ منتخبہ صفحہ ۲۵

۴- مجموعہ نغز - صفحہ ۱۶۴ ، ج ۲

سودا کے شاگرد تھے - اقسامِ سخن سے دیوان آراستہ کیا تھا -
مرزا سلیمان شکوہ کی غزل بنایا کرتے تھے - وہ لکھنو گئے تو چند روز بعد یہ بھی گئے اور وھیں دنیا سے گئے -[1]

اس سے ظاھر ھوتا ھے کہ محب دلّی میں بھی سلیمان شکوہ کے کلام کی اصلاح کیا کرتے تھے تاھم کسی اور معاصر ذریعے سے اسکی تصدیق نہیں ھوتی -

محب کے دوسرے شاگرد غالباً مہربان خاں رند تھے - فرخ آباد میں محب کا چند سالہ قیام رند ھی کی بدولت تھا - انہوں نے محب کے علاوہ متعدد دیگر نامی گرامی شعراء کی بھی سرپرستی کی - محب ان سے بہت قریب معلوم ھوتے ھیں - امکان ھے کہ وہ محب سے مشورہ سخن بھی کرتے ھوں -

مجموعہ نغز، عمدہ منتخبہ اور مسرت افزا میں محب کے مندرجہ ذیل تین اور تلامذہ کا ذکر ھوا ھے :

۱- جنون

جوانے است حضرتِ دھلی - مشق سخن از میر امانی اسد می کرد بعد از رحلت آن مرحوم بہ شیخ ولی اللّٰہ محب کہ خداش رحمت کناد، توسل جست -[2]

۲- شریف :

محمد شریف جوانے است ظریف الطبع شریف المزاج مزاح دوست بر ابتہاج - کم کم ریختہ می گفت و اصلاح سخن از شیخ ولی اللّٰہ

۱- آبِ حیات صفحہ ۲۳۹ (حاشیہ زیرین) -
۲-مجموعہ نغز صفحہ ۱۷۰، ج - ۱

۱۲۷۹۵

محب میگرفت - [1]

مرزا محمد شریف : شاعرے بود شاگرد شیخ ولی اللہ محب - [2]

۳- مقبول نبی مقبول :

شیخ ولی اللہ محب سے مشق کرتے ھیں - [3]

فی الحال اتنے ھی شاگردوں کے بارے میں معلومات حاصل ھو سکی ھیں -

---

۱- مجموعہ نغز صفحہ ۳۴۳ ، ج ۱

۲- عمدہ منتخبہ صفحہ ۳۷۰

۳- مسرت افزا (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۳۵

تنقیــد

======

محب اپنے عہد کے قادر الکلام شعراء میں سے تھے - ان کا اردو دیوان جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے - خاصہ ضخیم ہے اور اس میں تقریباً سات ہزار اشعار موجود ہیں - ایک مخمس کے سوا باقی سارا مخطوطہ محض غزلیات پر مشتمل ہے تاہم معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بعض دیگر شعری اصناف میں بھی طبع آزمائی کی تھی مگر وہ نامعلوم وجوہ کی بنا پر ہمارے سامنے نہیں آ سکیں - ذکا نے غزلیات کے عــلاوہ ان کے قصائد کا بھی ذکر کیا ہے [1] اور قدرت اللہ قاسم نے ان کے دیوان کو انواع سخن سے مملو قرار دیا ہے مگر اس وقت دیگر شعری اصناف میں لکھا ہوا کلام ناپید ہے - مصحفی اور بے جگر نے ان کی ایک فارسی مثنوی کا بھی ذکر کیا ہے -

مصحفی : یک مثنوی ہم بزبان فارسی بہ سلک نظم کشیدہ [2]

بے جگر : سوائے دیوان ریختہ مثنوی بزبان فارسی نظم کردہ [3]

مگر یہ مثنوی ان تک دستیاب نہیں ہو سکی - ڈاکٹر جمیل جالبی نے ایک اردو مثنوی معجزۂ فاطمہ بھی انکی تصنیف بتائی ہے - [4] مگر امکان یہ ہے کہ یہ محب تخلص کے کسی اور شاعر کی تصنیف ہوگی ورنــہ محب کے معاصر تذکرہ نگار اس کا ذکر ضرور کرتے -

قصۂ مختصر یہ کہ اس وقت ہمارے سامنے محب کا محض غزلیہ کلام ہے اسلیے تنقیــد اس کے پیش نظر کی جا سکتی ہے -

---

۱- عیار الشعراء : (مکتوب قریشی احمد حسین قلعداری گجرات) -

۲- تذکرہ ہنــدی : صفحہ ۲۳۹

۳- تذکرہ بے جگر : عکسی نقل مملوکہ مشفق خواجہ -

۴- تاریخ ادب اردو جلد دوم حصّہ اوّل ، مجلس ترقی ادب لاہور (جون ۱۹۸۲ء) صفحہ ۴۴ -

تذکرہ نگاروں نے حسب معمول یا تو محب کے کلام پر سرے سے تنقید نہیں کی یا ایک دو لفظوں میں بات ختم کر دی ہے ، مصحفی نے لکھا ہے :

"شعر را بہ متانت و پختگی تمام گفت "[1]

مصحفی کی اس رائے کو خیراتی لال بے جگر اور اعظم الدولہ سرور نے نہایت معمولی تبدیلی کے ساتھ دہرایا ہے :

شعر را بہ متانت و پختگی (کذا) صحت و خوبی واقع می شد
(تذکرہ بے جگر)[2]

شعرش پختہ و بہ میزان متانت سنجیدہ (عمدہ منتخبہ)[3]

بعد کے ناقدین نے بھی مصحفی کی اسی رائے کو معیار بنا لیا ہے :

کلام کی نسبت مصحفی کی رائے بالکل درست ہے کہ شعر را بہ متانت و پختگی تمام مے گفت -[4]

میر و سودا کا دور (ثنا الحق)[5] اور دلّی کا دبستان شاعری (نورالحسن ہاشمی)[6] میں بھی یہی رائے نقل کی گئی ہے :

۱- تزکرہ ھندی : صفحہ ۲۳۹ -

۲- محولہ بالا حوالہ -

۳- " " " -

۴- اردوئے معلےٰ مارچ ۱۹۱۱ء مضمون بعنوان شاگردان سودا -

۵- میر و سودا کا دور - ادارۂ تحقیق و تصنیف حیدر آباد و کراچی (۱۹۶۵ء) صفحہ ۳۳۳ -

۶- دلّی کا دبستان شاعری - اردو اکیڈمی سندھ کراچی (دسمبر ۱۹۶۲ء) صفحہ ۲۵۳

مولوی عبدالحق نے بھی انہیں سرسری انداز میں نپٹا دیا ہے - لکھتے ہیں :

کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسط درجے کے شاعر ہیں اور صرف غزل لکھتے ہیں - کوئی خاص بات نہیں جس سے کسی قسم کی امتیازی شان پیدا ہوتی ہو - ایسے غزل گو شاعر اردو میں (چشم بد دور) بہت ہیں " - [1]

لیکن تزکرہ نگاروں نے محب کے کلام کی اہمیت تسلیم کی ہے - خصوصاً اعظم الدولہ سرور نے انشاء کے زیر عنوان جو کچھ لکھا ہے اس سے محب کی اہمیت واضح ہوتی ہے :

ہنگامے کہ در اقتدار نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم خان مزکور (مراد انشاء) وارد شاہجہان آباد ... و در شاعرہ امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ بہادر عرف میرزا میڈھو صاحب المتخلص بہ امیر خلف وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ مغفور - انشاء اللہ خان با حکیم قدرت اللہ قاسم و ثناء اللہ فراق و میرزا عظیم بیگ و شیخ ولی اللہ محب کہ ہر چہار شخص سخن سنج و سخندان و سخت فہم و سخن گوئے عصر خود اند معارض و طرف شدہ بود ... "

گویا سرور نے ولی اللہ محب کو اپنے عہد کا ایک نہایت اہم شعر گو اور شعر فہم قرار دیا ہے - محب کے کلام کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ رائے درست معلوم ہوتی ہے اور بعد کے محققین و ناقدین نے جس سرسری انداز میں محب کے کلام کا زکر کیا ہے وہ کافی غور و فکر کا نتیجہ معلوم نہیں ہوتا -

---

۱- سہ ماہی اردو اپریل ۱۹۲۷ء : مضمون بعنوان بادہ کہن -

محب کا سال وفات اگر ۱۷۹۲ تا ۱۷۹۳ تسلیم کر لیا جائے (اور اسکے غلط ہونے کا امکان بہت کم ہے) تو محب درحقیقت میر ، سودا اور درد کے ہمعصر قرار پاتے ہیں نہ کہ انشا ، مصحفی اور جرأت کے - محب نے اپنے کلام میں جا بجا سودا کی شاعری کو خراج تحسین ادا کیا ہے - اسی طرح انہوں نے میر درد اور میر تقی میر کا ذکر بھی احترام سے کیا ہے - ایک جگہ اشرف علی فغان کے ایک مصرع کی تضمین بھی کی ہے مگر انشا ، مصحفی اور جرأت وغیرہ اور ان کے دیگر ہمعصر شعرا کا سرے سے ذکر نہیں کیا - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محب خود کو سودا ، میر اور درد کا ہمعصر تصور کرتے تھے اور بعد کے شعراء کو اپنا حریف نہیں سمجھتے تھے -

محب نے شاعری زیادہ تر دلّی میں کی ہے یا چند سال فرخ آباد میں گزارے ہیں - لکھنؤ میں ان کا قیام بمشکل تین چار سال رہا ہے پھر ان کا انتقال ہو گیا اسلیے انکی شاعری دبستان دہلی سے متعلق ہے - دبستان لکھنؤ سے کم تعلق رکھتی ہے - دبستان لکھنؤ سے ان کی جو مماثلت نظر آتی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ سودا کے متبع ہیں اور سودا میر تقی میر یا خواجہ میر درد کے مقابلے میں دبستان لکھنؤ سے کچھ زیادہ اشتراک رکھتے ہیں -

محب کے ہاں عام طور پر وہی موضوعات ملتے ہیں جو اردو غزل کے عام موضوعات ہیں یعنی عشق و عاشقی ، تصوف ، خمریات ، اخلاقیات وغیرہ - اسلیے ان موضوعات کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہیں - صرف یہ بتانا کافی ہے کہ عشق و عاشقی کے مضامین میں ان کے ہاں عاشق ، معشوق اور رقیب کی روایتی مثلث قریب قریب ہر جگہ موجود ہے تاہم ان کے ہاں کہیں کہیں اس سے مختلف اشعار بھی موجود ہیں -

مین معتقد هون اپنے اس عشق کی کشش کا	پھیرا مزاج آخر اس میرزا منش کا
وصل هوا تجھ کو صنم کا محب	شکر خدا نے تیرا مطلب دیا
ترا آنا هی اپنی زیست کا باعث هوا ورنہ	بغیر از وصل دل سے هجر کا غم کب نکلتا تھا
داگاہ صنم یارو مجھ سے جو ملا آ کر	مجھ پر یہ خدا کا هے احسان مرا صاحب

تصوف کے روایتی اشعار محب کے هان خاصی تعداد مین موجود هین ۔ اس زمانے مین دهلی صوفیاء اور درویشون سے بھری پڑی تھی ۔ محب کے سینئر معاصرین مین مظہر اور درد صوفیانہ شاعری کے لئے بڑی شہرت رکھتے تھے ۔ میر کے هان بھی واردات و مسائل تصوف کے بارے مین اشعار خاصی بڑی تعداد مین موجود هین ۔ سودا کا میلان تصوف کی طرف کم تھا مگر اس کے باوجود روایتی متصوفانہ اشعار ان کی غزلیات مین بھی مل جاتے هین ۔ اسلیے محب کے هان صوفیانہ اشعار کا هونا باعث تعجب نهین مگر یہ مضامین ان کے هان حال نهین قال کی حیثیت رکھتے هین ۔ البتہ محب کے هان ناصحانہ اور اخلاقی اشعار خاصی تعداد مین موجود هین اسکی وجہ یہ هے کہ محب تزکرہ نگارون کی پیش‌کردہ تصویر کے مطابق صلح کل ، ثالث بالخیر اور انصاف پسند شخص تھے ۔ ناصحانہ اور اخلاقی اشعار کی خاصی بڑی تعداد ان کے هان موجود هے ۔ وہ ان اشعار کو خاص طور پر مصرعون کی نوک پلک سنوار کر پیش کرتے هین جس کی وجہ سے ان مین ضرب المثل بننے کی صلاحیت پیدا هو جاتی هے ۔ مثالین :

کھل جائے ایک دم مین سب احوالِ کائنات	بیٹھو محب جو موند کے دروازہ آز کا
گر حرص کی آنکھون کو قناعت سے کرے بند	مانندِ هما شہرہ هو دنیا مین گھر کا
چراغ کعبہ و دیر ایک سا هے چشمِ حق بین مین	محب جھگڑا هے گوری کے سبب شیخ و برهمن کا
مالوف نہ دنیا مین هو دو روز کے گھر کا	آخر کے هی رکھ گھر کی طرف عزم سفر کا
ملے جو نان جوین خشک هم کو بے منت	هے اسکے آگے مزہ بے نمک مزعفر کا

توکل پر نہ جہد اپنی کو دے ترجیح اے نادان کجا تدبیر کا عالم کجا تقدیر کا عالم

عزیزاں ذرا خواب غفلت سے جاگو کہ تا روزِ محشر ہے سونا مسلّم

آشنائے صاف دل سے بھی نہ کر افشائے راز بے سخن دیکھا ہے آئینے کو غمازِ سخن

اس قسم کے اشعار محب کے ہاں بکثرت ہیں جن سے ذوق یاد آنے لگتے ہیں بلکہ حالی اگر ان کے کلام سے واقف ہوتے تو رشک کرتے ۔ خصوصاً ذوق سے محب کی خاصی مماثلت ہے ۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے ۔

محب کے ہاں دنیا کی ناپائیداری اور حیات انسانی کے مختصر ہونے کے مضامین بھی اکثر اشعار میں موجود ہیں ۔ نادر شاہ کے حملہ دہلی (۱۷۳۹ء) کے بعد دلّی کے لوگوں کا رجحان اس طرف ہو گیا تھا ۔ اسی طرح زمانے کے خراب حالات کا ذکر بھی ان کے ہاں بکثرت موجود ہے ۔ شرفاء کا ذلیل ہو جانا ، نااہل لوگوں کا پھلنا پھولنا ، ادنےٰ و اعلےٰ ہر قسم کے لوگوں میں خرابیوں کا پیدا ہونا وغیرہ ایسے موضوعات ہیں جن پر اپنے دور کے بعض دوسرے شعراء کے ساتھ ساتھ محب نے بھی پوری طرح توجہ کی ہے ۔ چند مثالیں بے موقع نہیں ہونگی ۔ ؎

دنیا میں ہم سمجھتے ہیں خلد بریں اسے ہاتھ آئے جس زمین پہ گوشہ فراغ کا

یاں تک تو محب بے ہنری ہو گئی رائج اب نام و نشاں پوچھیں عنقا سے ہنر کا

کیا بے جوہری کو انقلاب چرخ نے جوہر جہاں میں نام جس کا عیب تھا وہ اب ہنر ٹھہرا

غور کر دیکھا جویاں ہم نے توجز اہلِ غرض اس زمانے میں نہیں کوئی کسی کا آشنا

عجب طرح سے کیا ہے غارت ستمگروں نے دیار دل کا

کہ ہم نے کوئی نگر نہ ایسا لٹا ہوا بے چراغ دیکھا

اٹھ گئے حرفِ حک زدہ کی طرح — قدر دان صاحب علوم کے آج

دنیا مین محبؔ طالب ہر شے کو نظر کر — سب خواہشین جھوٹی ہین مگر زر کی طلب سچ

ہم ترک مے تو کرتے جو پہلے محتسب یہ — کھاتا قسم کہ ہم بھی رشوت کو چھوڑتے ہین

ہے خزف سے کم بہا گوہر ہنر کا خلق مین — بیچ کر اسکو خریدا چاہیے مہوبیان

یہان اکثر مثالین ایسی پیش کی گئی ہین جن مین زمانے کے دگرگون حالات کو راست انداز مین بیان کر دیا گیا ہے مگر متعدد مقامات پر یہی باتین تشبیہہ ، استعارہ اور علامت کے پردے مین کہی گئی ہین - ایک غزل سے چند اشعار بطور امثلہ پیش ہین :

آج گل پژمردہ ہین اور اشکِ شبنم ہے روان
مچ رہا ہے باغ مین شورِ عزائے عندلیب
برگ گل کی جا خزان مین پر نہین اڑتے ہین یہ
ہین جگر کے دل کے یہ سب پرزہ ہائے عندلیب
مقتضائے وقت ہی ہے ورنہ شایانِ تفنگ
زاغ بیٹھے شاخِ گل پر آ بجائے عندلیب
کر گیا پرواز لی گلزار سے رنگِ اثر
دل خراشِ گل نہین اب نالہ ہائے عندلیب

غرض محبؔ محض عشق و عاشقی کے شاعر نہین وہ اپنے دور کے حالات کی عکاسی بھی کرتے ہین -

محب کے اسلوب مین کہین عربی کہین فارسی اور کہین مقامی بول چال کی زبان کے گہرے اثرات دکھائی دیتے ہین - محب کے اسلوب کی انفرادیت ان کے کلام مین کثرت سے استعمال ہونے والے عربی الفاظ اور تراکیب مین مضمر ہے - ہماری شاعری پر فارسی کے اثرات تو بڑے گہرے ہین مگر عربی زبان سے اردو مین استفادہ کرنے والے

شعراء کم ھی نظر آتے ھین - محب عربی زبان سے خوب واقف معلوم ھوتے ھین - وہ عربی الفاظ کے مختلف اشتقاقات سے بخوبی آگاہ ھین اور ادھین موقع بہ موقع خوبی سے استعمال کرتے ھین - عربی زبان کے بعض ایسے اسماء بھی ان کے ھاں موجود ھین جو ھماری شاعری مین کم ھی دکھائی دیتے ھین - مثالین :

شاہ و گدا کو عشق اولو الامر کے حضور
نص کلام دل سے ھے فرمان اطیع کا
ھو تنگ دل نہ عشق بتان مین بقدر وسع
ھے شوق اغنیا کو مکان و سیع کا
تحسین کے بھی صلا سے ھے مایوس دھر مین
ھے بار خاطر اب متکلم سمیع کا
بے وصل دوست کوئی معالج نہین محب
رنج مفارقت کے سقیم و وجیع کا
پاوے جو حدوث اربعہ عشر اسم سے تیرے
ھو چشم موحد مین احد نام قدم کا
کب عاشقی مین مالک و مملوک کا ھے فرق
محمود بھی غلام کہا یا ایاز کا
سینہ مشبک آہ پیالے سے ھے میرا
یا ھے یہ کوئی کہنہ محجر مزار کا
ناصح مجھے اصنام پرستی سے نہ کر منع
کعبے کا بھی طواف ھے مسجود حجر کا

آوے نہ نظر جس میں رخ یار کا جلوہ
دل کا بھی مسجل تو دھیں ہے سجل اتنا
کبھی جانے کو اے مُزّور شیخ
مرکب اپنا الاغ کیجیے گا
یاں صفحۂ نگیں پہ عبث شیخ مُزّور
کھدچوائے ہے ابدائے تز ویر کا نقشہ
ہے روز و شب خلائق ارض و سما میں بحث
نکلا نہ کر طلوع شمس و قمر کے وقت
حارص چھٹے نہ دام حلاوت سے حرص کے
پرواز ہو مگس سے نہ طعم شکر کے وقت
ہمراہ محب آہ کے جان ہووے جو قاصد
دے اس کو کرو نامہ تسطیر مرخص
خانہ دل کا جو طواف ہے
قصد بیت الحرم سے خائف ہے
حشر کے دن بالیقین محشور ہوگا تو محب
دامن عفو تہ لولاک کے سائے تلے

اس نکتے کو تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت دھیں کھمّحب فارسی زبان پر عبور رکھتا تھا - تذکروں میں اسکی فارسی مثنوی کی تصنیف کا ذکر ہے - شعروں میں فارسی شعراء کے نام اور انکے کلام کے متعدد حوالے موجود ہیں - صرف چند اشعار بطور مثال پیش ہیں :

نہین دنیا مین سوا خار و خس کوچہ دوست
سر شوریدہ کی خواهش بگُلا ہے گاہے

وہ پری رو جیسے هے خلوت گزین آئینہ
عالم حیرت هے نقش دل نشین آئینہ

هے قیامت جلوہ قامت ترا نیرنگ ساز
حیرت افزائے جہان ناز آفرین آئینہ

کس کی چشم مست کی هے تاک مین حیرت زدہ
هے رم آهو نگاهان خوشہ چین آئینہ

هون زیر خاک اتش گلہائے داغ سے
سوزندہ جان شمع و فروزندہ تن چراغ

یہ حسن خلق کا تیرے محب نمک پرورد
لسان غیب سے دے هے دعا خدا حافظ

حسود کا هو نمک سود سینہ با دل ریش
ز چشم بد ' رخ خوب تُرا خدا حافظ

مکھڑے ترے سے ماہ کو هے کاستن مدام
اور شب کو روز زلف سے هے تا سحر گداز

اس سیل اشک سے نظر آتا هے جون حباب
هو جائے گھر کا گھر ترا اے چشم تر گداز

محب نے دھلی اور اسکے ارد گرد بولی جانے والی اردو کے متعدد الفاظ اپنے کلام مین محفوظ کر دیے هین[1] :

۱- یہان اس بات کی وضاحت ضروری هے کہ محب نے متعدد جگہ هندی اور فارسی الفاظ کو ملا کر تراکیب بنائی هین - علاوہ ازین وہ عشق بتون ، عارض گل رہیون ، بزم میخوارون جیسی تراکیب بھی اکثر بناتے هین - دراصل یہ اس زمانے کی عام زبان هے -

ساتھ غیرون کے ھے سدا غٹ پٹ
اک ھمین سے رکھے ھے دل مین کپٹ

تیری اس وضع دلربائی سے
گھر کے گھر ھو گئے/چوڑ چپٹ (ھین)

یان قدم راہ پسر سوائے نہ رکھ
اے محب عشق کی ھے راہ بکٹ

خدا نے خوب سراپا تجھے بنایا پر
تمام خوبیان اک بد زبان نے ڈالین میٹ

بونگِ نقشِ قدم کیا وہ خاکِ گر کے اٹھین
سمند ناز کی تیرے جنھون لگے ھے جھپیٹ

دکھا کے سرمۂ دنبالہ دار گردش چشم
محب یہ حسن فرنگی پسر نے مارا کھیٹ

مختلف زبانون سے اتنی گھری واقفیت محب کے اسلوب کی انفرادیت کو متعین کرتی ھے اور ساتھ ھی اردو زبان کی وسعت کی طرف اشارہ کرتی ھے - آنے والے لغت نویسون کو کلام محب سے بھی اسناد پیش کرنا ھونگی کیونکہ اسکے استعمال کیے ھوئے متعدد الفاظ ھماری مروجہ لغات مین موجود نہین ھین -

محب کا قیام زیادہ تر دلی اور فرخ آباد مین رھا ھے لکھنئو مین انکا قیام محض چند سال تک محدود تھا - ان کے ھان دو غزلے خاصی تعداد مین ھین - سنگلاخ زمینون کی کثرت ھے ، تمثیل و تجسیم کی طرف بھی خاصا میلان ھے - ذو قافیتین غزلون کی اتنی تعداد محب کے ھان ملتی ھے جو کسی اور شاعر کے ھان

کم ھی دکھائی دیتی ھے ۔ رعایت لفظی کا رجحان بھی خاصا زیادہ ھے ۔ یہ سب نکات بظاھر محب پر لکھنو کے اثرات کی نشاندھی کرتے ھیں مگر سچ تو یہ ھے کہ دلّی کی غزل میں بھی یہ رجحانات شروع ھو چکے تھے ۔ خصوصاً سودا کی غزل میں وہ ساری خصوصیات موجود ھیں جو بعد کو لکھنوی غزل کا طرۂ امتیاز قرار پائیں ۔ محب چونکہ سودا سے بہت متاثر ھیں اسلیے ان کے ھاں یہ خصوصیات سودا کے زیر اثر بھی ھو سکتی ھیں ۔

محب میر ، سودا اور درد کے بعد اس دور کے ایک اھم شاعر ھیں ۔ ان کے کلام میں جو پختگی اور قادر الکلامی موجود ھے وہ کمیاب ھے ۔ پھر وہ خارجی موضوعات کے ساتھ ساتھ داخلی اور موثر اشعار تخلیق کرنے پر بھی قادر ھیں ۔ ان کے ھاں لفظی رعایتوں میں وہ تکلف نہیں ھے جو لکھنو کی غزل میں ملتا ھے ۔ شعروں کی ساخت دلکش اور رواں دواں ھے ۔ عربی اور فارسی تراکیب کے باوجود تصنع کا زیادہ احساس نہیں ھوتا ۔ کلام کی روانی ، بول چال کی زبان کا استعمال ، محاورہ اور روزمرہ کی بندش ، مصرعوں کے ضرب المثل بننے کی صلاحیت ، عوامی دانش کو شعروں کا جامہ پہنانے کی صلاحیت وغیرہ کی وجہ سے وہ ذوق کا نقش اوّل معلوم ھوتے ھیں ۔ محب کے انتقال کے وقت ذوق لڑکے ھی ھونگے اور محب جب دھلی میں تھے اس وقت ذوق کا بچپن ھوگا ۔ عجب نہیں کہ ذوق نے انھیں دیکھا ھو یا ان کے بارے میں بہت کچھ سنا ھو ۔ ھو سکتا ھے ان کا کلام بھی ذوق کی نظر سے گزرا ھو ۔ مجموعۂ نغز میں محب کے ایک سو ایک اشعار موجود ھیں ۔ مجموعۂ نغز کا وہ مخطوطہ جسے حافظ محمود شیرانی نے مرتب کر کے چھپوایا ھے آزاد کی ملکیت تھا ۔ تعجب نہیں کہ آزاد نے محب کا ذکر ذوق سے سنا ھو۔

محب کے چند اشعار ذیل میں پیش کیے جاتے ھیں جو ذوق کے اسلوب کی یاد دلاتے ھیں :

رقیبون کی نہ سن اے دل تو اپنا ذکر چھیڑے جا
برائی کیا پڑی ہے تجھ کو تو اپنی نبیڑے جا
بہ حسب اتفاق آئینہ سان جس کے مقابل ہو
بھلی ہو یا بری ہو صاف اسکے منہ پہ پیڑے جا
اتنا بھی دیا صبر نہ اس نفس دنی کو
کتّے کی طرح بیٹھتا قسمت کا دیا چاٹ
ستّر دو بہتر ہین فریق ان سے علیحدہ
ہے عشق کی منزل کی جدی راہ جدی باٹ
خاک ہے جو کچھ کہ ہے افلاک کے سائے تلے
دورۂ افلاک پھر ہے خاک کے سائے تلے
تاک باندھے مست تیرے ابر رحمت پر مدام
ساقیا بے خود پڑے ہین تاک کے سائے تلے
نخل معنی بارور ہوئے بہر صورت اگر
پرورش ہو صاحب ادراک کے سائے تلے
ہم ترے کوچے مین با دیدۂ تر بیٹھ گئے
پل مین سن لیجیو کتنون ہی کے گھر بیٹھ گئے
چشم پوشی نہ کر اتنی تو ہمین رخصت دے
دو گھڑی شام کو یا وقت سحر بیٹھ گئے
شب فراق نہ کاٹے کٹے ہے کیا کیجے
نہ صبح ہوئے ہے نہ پو پھٹے ہے کیا کیجے
رقیب جم کے یہ بیٹھا کہ ہم اٹھے ناچار
یہ پتھر اب نہ ہٹائے ہٹے ہے کیا کیجے

بجائے شکوہ دلا شکر ہی ادا کیجے
جفا پر اسکی نہ کیجے نظر وفا کیجے
نہ کیجے وہ کہ میاں جس سے دل کوئی ہو ملول
سوائے اسکے جو جی چاہے سو کیا کیجے

یہ مثالیں زیادہ تردد کے بغیر پیش کر دی گئی ہیں - اس سے محب اور ذوق کے کلام کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی اشتراک واضح ہو جاتا ہے - خاتمہ کلام کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ محب اپنے عہد کے دوسرے درجے کے شعراء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں - ان کا کلام میر سوز ، فغان ، یقین ، تابان وغیرہ سے بہتر ہے - اگرچہ محب نے شہرت نہیں پائی - دراصل اگر غور کیجیے تو اردو شعراء کی شہرت کا تعین محض آزاد کی آب حیات سے ہوا گیا ہے - آزاد نے جس شاعر کو اہم شاعر قرار دیا وہ آج تک اہم چلا آتا ہے - اسکے مرتبے میں کمی بیشی تو کسی حد تک ہو گئی ہے مگر یہ نہیں ہوا کہ جسے آزاد نے اہمیت دی وہ بعد میں یکسر نظر انداز ہو گیا البتہ آزاد نے جس شاعر کو نظر انداز کر دیا وہ ہمیشہ کے لئے نظر انداز ہو گیا - محب کو آزاد نے حاشیے میں جگہ دی چنانچہ وہ ضمنی حیثیت کے شاعر رہ گئے - اس پر مستزاد یہ کہ ان کا کلام بھی آج تک سامنے نہیں آیا اسلیے محب کا معمولی شاعر قرار پانا تعجب کا مقام نہیں - تعجب تو یہ ہے کہ دو سو سال میں ان کا بھی کچھ نہ کچھ ذکر ہوتا چلا آیا ہے - اب ان کا کلام سامنے آنے کے بعد ادبی مورخین اور ناقدین کا کام ہے کہ ان کا مرتبہ از سر نو متعین کریں -

مخطوطے کا تعارف

دیوان شہنہ ولی اللّٰہ محب کا اب تک دنیا بھر میں صرف ایک مخطوطہ دریافت ہو سکا ہے جو اس وقت نیشنل میوزیم کراچی میں ہے اور اس کا نمبر ڈا 183/3 ہے ۔ اس کا سائز 35 × 18 س م ہے ۔ ایک ایک صفحہ چھوڑ کر لکھا گیا ہے ۔ صفحات نمبر کسی نے بعد میں لگائے ہیں ۔ کل صفحات 468 ہیں ۔ ابتدائی چند صفحات میں سطریں بارہ یا تیرہ ہیں (پہلے صفحے کی سطریں آٹھ ہیں) بعد میں مخطوطے کا ہر صفحہ پندرہ سطور پر مشتمل ہے ۔ اس کا التزام اس حد تک کیا گیا ہے کہ بعض اوقات مقطعے کا ایک مصرع صفحے کے آخر میں لکھا گیا ہے اور پندرہ سطریں مکمل ہو جانے پر دوسرا مصرع اگلے صفحے پر لے جایا گیا ہے ۔ کاغذ بقول مشفق خواجہ چکنا ، باریک اور مٹیالا ہے ۔ نسخہ نہایت بوسیدہ ہے ۔ جگہ جگہ سے اسے دیمک نے چاٹ لیا ہے ۔ بہت سے الفاظ اور بعض جگہ آدھے آدھے مصرعے کرم خوردہ ہو چکے ہیں ۔ علاوہ ازیں چونکہ کاغذ دو سو سال سے زیادہ پرانا ہے اس لیے بوسیدہ ہو چکا ہے ۔ بعض صفحات کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اڑ کر غائب ہو چکے ہیں ۔

خط نستعلیق اوسط ہے ۔ شروع میں کتابت واضح اور خوبصورت ہے مگر جوں جوں آگے بڑھتے ہیں کتابت خراب ہوتی جاتی ہے جس کا ایک سبب کاتب کی تیز رفتاری ہے اور دوسرا سبب یہ ہے کہ قلم گھس گھس کر اتنا خراب ہو چکا ہے کہ الفاظ کی ساخت بگڑ گئی ہے ۔ ایسا لگتا ہے کہ صفحہ نمبر 337 سے نیا قلم استعمال کیا گیا ہے ، کیونکہ یہاں سے خط پھر بہتر ہو گیا ہے ۔ کتابت شروع سے آخر تک ایک ہی کاتب نے کی ہے ۔ صرف صفحہ نمبر 463 کسی اور کاتب کے خط میں ہے ، جس میں کسی غلام رسول خاں کے بیٹے کی تاریخ ولادت نکالی گئی ہے :

بغلام رسول خاں نواب   داد فرزند حق چہ خوش سیرت

از خرد لطف سال مولدجست　　　گفت:"زد سکہ وارث دولـت"

اس سے سال 1243ھ / سال عیسوی برآمد ہوتا ہے مگر اس کا محب یا دیوان محب سے کوئی تـعلق نہیں ہے ۔ غالباً مخطوطے کے کسی سابق مالک سے اس کا تـعلق ہے ۔ مخطوطہ غالباً محب کی زندگی میں کتابت ہوا ہے ۔ ترقیمہ لکھا ہی نہیں گیا　آخری صفحے پر صرف پہلی سطر استـعمال کی گئی ہے ۔ ترقیمہ لکھا جاتا تو اس کے گم ہونے کا امکان نہیں تھا اور گنجائش بھی موجود تھی کہ سارا صفحہ خالی پڑا ہے ۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کتابت بخط مصنف ہے ۔ مخطوطے میں بعض جگہ اضافے، تبدیلیاں اور اصلاحیں موجود ہیں ۔ مخطوطے اور ترمیمات کی کتابت ایک ہی خط میں ہے ۔ کچھ تفصیلات درج ذیل ہیں :

1- مخطوطے کے صفحہ نمبر 47 پر ایک شعر یوں لکھا گیا ہے ۔

دیکھنا شب خواب میں اس کو قیامت ہے کہ صبح　ڈھونڈھ مارا کوچہ وبازار کیا تھا کیا ہوا

حاشیے میں دو مصرعوں کا اضافہ کرکے دو شعر بنا دیے گئے ہیں جو اس طرح ہیں ۔

دیکھنا شب خواب میں اس کو قیامت ہے کہ صبح　کبھی سر زانوپہ دے دے مار کیا تھا کیا ہوا
کیا چھلا وہ سا ہوا غائب مجھے رستے میں دیکھ　ڈھونڈھ مارا کوچہ و بازار کیا تھا کیا ہوا

2- صفحہ نمبر 122 پر کچھ الفاظ لکھ کر کاٹ دیے گئے ہیں اور حاشیے میں "وواعل سلعہ جھٹ" کے الفاظ ان کی جگہ لکھ دیے گئے ہیں ۔

3- صفحہ نمبر 133 پر ایک مصرع یوں لکھا گیا ہے :

غنچے کی دھن اس کے سے تشبیہہ غلط ہے

حاشیے میں " کی " کی جگہ " کو " لکھ دیا گیا ہے ۔

4- صفحہ نمبر 201 پر ایک لفظ لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے اور اس کی جگہ حاشیے میں

" ذقن" لکھ دیا ہے ۔ کٹے ہوئے لفظ کی ساخت" ذقن" سے بالکل مختلف ہے۔ اس لیے یہ اصلاح معلوم ہوتی ہے ۔

5- صفحہ نمبر 234 پر ایک جگہ " کب دل خانہ خراب پر شرف" کی جگہ " اپنے ہے تار رباب پر شرف" کر دیا گیا ہے ۔ یہ بھی تبدیلی بہ سبب اصلاح ہے جو شاعر اکثر اپنے کلام پر جاری رکھتے ہیں ۔

6- صفحہ 236 پر ایک مصرع ہے :

نہیں اپنا دل پرخوں لب اظہار سے واقف

حاشیے میں اس کی جگہ یہ مصرع لکھ دیا گیا ہے :

نہیں جب عاشقوں کے دیدہ خونبار سے واقف

7- صفحہ 299 پر ایک غزل درج ہے ۔ صفحہ 464 پر اسی غزل کی تضمین کرکے اسے مخمس بنایا گیا ہے ۔ دونوں مقامات پر کئی شعروں میں اختلاف متن موجود ہے ۔ تقابل درج ذیل ہے :

غزل	مخمس
بنی ہے جوں گہر صورت سخن کی اہل معنی سے	بنی ہے جوں گہر صورت سخن کی اہل معنی سے
یہ ناداں کہنے سننے کو عبث باتیں بناتے ہیں	یہ ہم ناداں ہی کہنے سننے کو باتیں بناتے ہیں
بہار آئی ، نہ چھوٹے ہم قفس سے، ہمصفیر اپنے	بہار آئی ، قفس سے ہم نہ چھوٹے، ہمصفیر اپنے
چمن میں چہچہے کرتے ہیں اور دھومیں مچاتے ہیں	چمن میں چہچہے کرتے ہیں اور دھومیں مچاتے ہیں
ہم اپنے دل کی حالت کیا کہیں بن موت مرتے ہیں	ہم اپنے دل کی حالت کیا کہیں بے موت مرتے ہیں
تجھے ٹک دیکھ لیتے ہیں تو گویا جان پاتے ہیں	تجھے ٹک دیکھ لیتے ہیں تو گویا جان پاتے ہیں

امید آنے کی اس عیار کے ہم کو نہیں ہرگز	نہیں ہرگز امید آنے کی اس عیار کی ہم کو
خیال خام پر اپنی عبث چھاتی پکاتے ہیں	خیال خام پر اپنی عبث چھاتیں پکاتے ہیں
تماشا شیخ جی کے حال کا ہے قہر مجلس میں	تماشا شیخ جی کے حال کا ہے تحفہ مجلس میں
زنبوری ہیں مرید اور چوک میں بندر نچاتے ہیں	زنبوری ہیں مرید اور چوک میں بندر نچاتے ہیں
ہم ایسی گولیاں کچی نہیں کھیلے ہیں یہ لڑکے	کچھ ایسی گولیاں کچی نہیں کھیلے ہیں یہ لڑکے
جو چٹیالے ہوئے ہیں ٹیپ ٹاپ ان کو دکھاتے ہیں	جو چٹیالے ہوئے ہیں ٹیپ ٹاپ ان کو دکھاتے ہیں

دونوں کے تقابلی جائزہ سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تبدیلیاں عمداً کی گئی ہیں ۔ بیشتر تبدیلیوں سے اشعار بہتر ہو گئے ہیں ۔ تضمین چونکہ بعد میں کی گئی ہے اس لیے اس کا معیار بہتر ہو گیا ہے ۔ ایسی تبدیلی امکانی طور پر شاعر خود ہی کر سکتا ہے ۔

مندرجہ بالا مثالوں سے اس بات کا بہت زیادہ امکان ہے کہ محب نے یہ تبدیلیاں خود ہی کی ہوں اور خود ہی نسخے کی کتابت کی ہو ۔

یہ نسخہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کی ملکیت رہا ہے ، لیکن مولوی صاحب کو کہاں سے دستیاب ہوا ۔ اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے ۔ متن شروع ہونے سے پہلے دو اوراق ہیں ۔ پہلے ورق پر مولوی صاحب کے خط میں آب حیات کا ایک اقتباس درج ہے جو مقدمے میں صفحہ 22 پر پیش کیا جا چکا ہے ۔ علاوہ ازیں ایک مستطیل مہر ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

ذاتی کتب خانہ عبدالحق ۔ پھر ایک اور مستطیل مہر ہے جس پر " کتب خانہ خاص ۔ انجمن ترقی اردو ۔ کراچی" کے الفاظ موجود ہیں ۔ ایک تیسری دائرے کی شکل کی مہر بھی ہے جو قدیم ترین ہے اور اتنی مسخ ہو چکی ہے کہ پڑھی نہیں جاتی ۔

دوسرے ورق پر کسی سابق مالک مخطوطہ کے خط میں یہ الفاظ درج ہیں :

دیوان شیخ ولی اللہ محب دھلوی شاگرد تاج الشعرا مرزا رفیع سودالبعد عاصم زمانی عفت مکانی حصول کرد ۔

اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ مخطوطہ کہیں سے مولوی عبدالحق نے حاصل کیا ۔ پھر وہ اسے اپنے ساتھ کراچی لے آئے ۔ جہاں یہ پہلے انجمن ترقی اردو کے کتب خانہ خاص میں رہا ۔ وہاں سے دوسرے مخطوطوں کے ساتھ نیشنل میوزیم کراچی میں منتقل ہوا اور ہنوز وہیں ہے ۔

ولی اللہ محب کے کلام کا کوئی دوسرا مخطوطہ ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا ۔ سید احمد اللہ قادری نے رسالہ زمانہ کانپور میں محب پر جو مضمون جولائی 1929ء میں لکھا تھا اس کی بنیاد بھی اسی نسخے پر معلوم ہوتی ہے ۔ اس سے قریباً دو سال قبل مولوی عبدالحق محب پر ایک تعارفی مضمون سہ ماہی اردو، اپریل 1927ء میں لکھ چکے تھے ۔ دونوں مضامین میں جو کلام دیا گیا ہے ان میں اشتراک بھی ہے ۔ مشترکہ کلام میں اختلاف نسخ نہیں ۔ علاوہ ازیں دونوں مضامین کا انتخاب صرف غزلیات تک محدود ہے ۔ اس لیے دونوں مضامین ایک ہی نسخے کی بنیاد پر لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ، ہو سکتا ہے سید احمد اللہ قادری نے مولوی صاحب سے نسخہ عاریتاً لے کر مضمون لکھا ہو ۔

محب نے بعض دوسری اصناف میں بھی کلام تخلیق کیا ہے ۔ قدرت اللہ قاسم نے لکھا ہے کہ ان کا دیوان انواع سخن سے مملو ہے [1] ۔ مگر کسی تذکرہ نگار نے غزلیات کے اشعار کے سوا کسی اور صنف سے ان کا کلام درج نہیں کیا ۔ ڈاکٹر زور نے تذکرہ مخطوطات کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو میں

---

1 ۔ مجموعہ نغز ، صفحہ 164

ایک بیاض مراثی کا تعارف کرایا ہے جس میں محب کا ایک مرثیہ ہے ، لیکن دیوان کا جو مخطوطہ زیر نظر ہے اس میں غزلیات کے علاوہ آخر میں ایک مخمس درج ہے ۔ ابھی تک محب کے غیر غزلیہ کلام کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ۔ مناسب ہو گا کہ مخطوطے کی املا کا بھی کچھ تعارف کرایا جائے۔ تدوین کے دوران میں نے املا کو موجودہ زمانے کے مطابق کر دیا ہے تاکہ استفادے کا دائرہ وسیع ہو جائے ۔ تاہم ذیل میں مخطوطے کی املا کی چند خصوصیات پیش ہیں ۔

1- مخطوطے میں یائے معروف اور یائے مجہول من مانے طریقے سے لکھی گئی ہے ۔ جہاں جی چاہا یائے معروف اور جہاں جی چاہا یائے مجہول لکھ دی ۔ اس لیے خاص طور پر ہے ۔ یہی ۔ تھی اور بھی میں فرق کرنا بہت دشوار ہے ۔

2- بہت سے الفاظ جو آج یکجا لکھے جاتے ہیں ان کو الگ الگ لکھا گیا ہے ۔

جیسے آزادہگی (آزادگی) ۔ بندہگی (بندگی) میخوارہگی (میخوارگی) تازہگی (تازگی) سوختہ گاں (سوختگاں) آسودہ گاں (آسودگاں) چس کا (چسکا) کہول نا (کھولنا) وغیرہ ۔

3- بعض لفظ جو آج الگ الگ لکھے جاتے ہیں انہیں ملا کر لکھا گیا ہے :

مثلاً نہو (نہ ہو) ، دلمیں (دل میں) ، ایشیخ (اے شیخ) ، گناہوںمیں (گناہوں میں) آنمیں (آن میں) ، ایکسا (ایک سا) ، بےصبریسی (بے صبری سے) وغیرہ ۔

4- بہت سے الفاظ جو ہائے مختفی سے لکھے جاتے ہیں الف سے لکھے گئے ہیں

مثلاً ناما (نامہ) ، فرشتا (فرشتہ) ، سلیقا (سلیقہ) ، کرشما (کرشمہ) میوا (میوہ) نعرا (نعرہ) ، قصیدا (قصیدہ) وغیرہ ۔

5- ہاں اور یہاں - واں اور وہاں نیز ایک ، اک اور یک میں فرق ملحوظ نہیں رکھا گیا -

اسی طرح تیری - تری/میری اور مری وغیرہ میں بھی کوئی فرق نہیں -

6- ضمہ کی جگہ واؤ لکھی گئی ہے -

مثلاً اوس (اُس) - نوکیلا (نُکیلا) - بورش (بُرش) موڑک (مُڑک) وغیرہ

7- نگاہ اور نگہہ - بادشاہ اور بادشہ وغیرہ میں فرق نہیں کیا گیا -

8- دو چشمی ہائے کا رواج نہیں تھا اس لیے یہ کہیں نہیں لکھی گئی -

مثلاً دیکہہ (دیکھ) - باندھا (باندہا) بہروسہ (بھروسا) تہا (تھا)

9- اکثر جگہ امالہ نہیں کیا لیکن کہیں کہیں موجود ہے -

10- ڑ ٹ ڈ وغیرہ کو ڑ ٹ ڈ وغیرہ (یعنی چار نقطوں کے ساتھ) لکھا گیا ہے -

11- بعض الفاظ نون غنہ کے ساتھ لکھے گئے ہیں - مثلاً

ٹھونکر (ٹھوکر) سماں (سما) پیماں (پیما) بے بانک (بے باک) پانک (پاک)

12- آج کل جن الفاظ کو تشدید سے لکھنے کا رواج نہیں وہ تشدید سے لکھے گئے ہیں مثلاً

اوّسے (اس سے) سنّا (سننا) وغیرہ

13- بعض اوقات اضافت کی جگہ یائے لکھی گئی ہے - جیسے

تیری قضا (تیرِ قضا) نگہی لطف (نگہہِ لطف) طائرے دل (طائرِ دل) وغیرہ

14- کاف اور گاف میں فرق نہیں کیا گیا - ہر جگہ کشش کی صرف ایک لکیر دی گئی ہے -

اسی طرح نون غنہ کی بجائے ہر جگہ اعلان نون کیا گیا ہے -

15- بعض عربی الاصل تراکیب میں ایک الف زائد لکھا گیا ہے :

نقش کاالحجر (نقش کالحجر) باالفعل (بالفعل) باالکل (بالکل) وغیرہ -

16- فارسی کی بعض تراکیب عطف کے بغیر لکھی ہیں ۔

مثلاً نشونما (نشوونما)

17- بعض جگہ واو عطف لگا دی ہے جس کا اب رواج نہیں

مثلاً گفت و گو (گفتگو) جست و جو (جستجو)

18- ماضی قریب کے صیغہ جمع غائب (مونث) کی املا یوں ہے ۔

رہیں ہیں ، لگیں ہیں ، بھریں ہیں ، آتیں ہیں وغیرہ حالانکہ آج کل: رہی ہیں ،

لگی ہیں ، بھری ہیں ، آتی ہیں، مروج ہے ۔

بعض لفظوں کی املا درست نہیں ہے ۔ چند مثالیں :

سدا بمعنی آواز (اصل : صدا) ملاذم ۔ گذار ۔ ذر وغیرہ ذال معجمہ سے لکھے ہیں

جبکہ اصل میں زائے معجمہ سے ہیں ۔

ھالہ کو حالہ ، ثواب کو صواب (گناہ کا معکوس لفظ) ، عزم کو عظم، شست (بمعنی نشانہ

کو شصتہ سرسری کو صرصری ، عوض کو عیوض ، مخمصہ (الجھن) کو مخمسہ ، قوسِ قزح کو

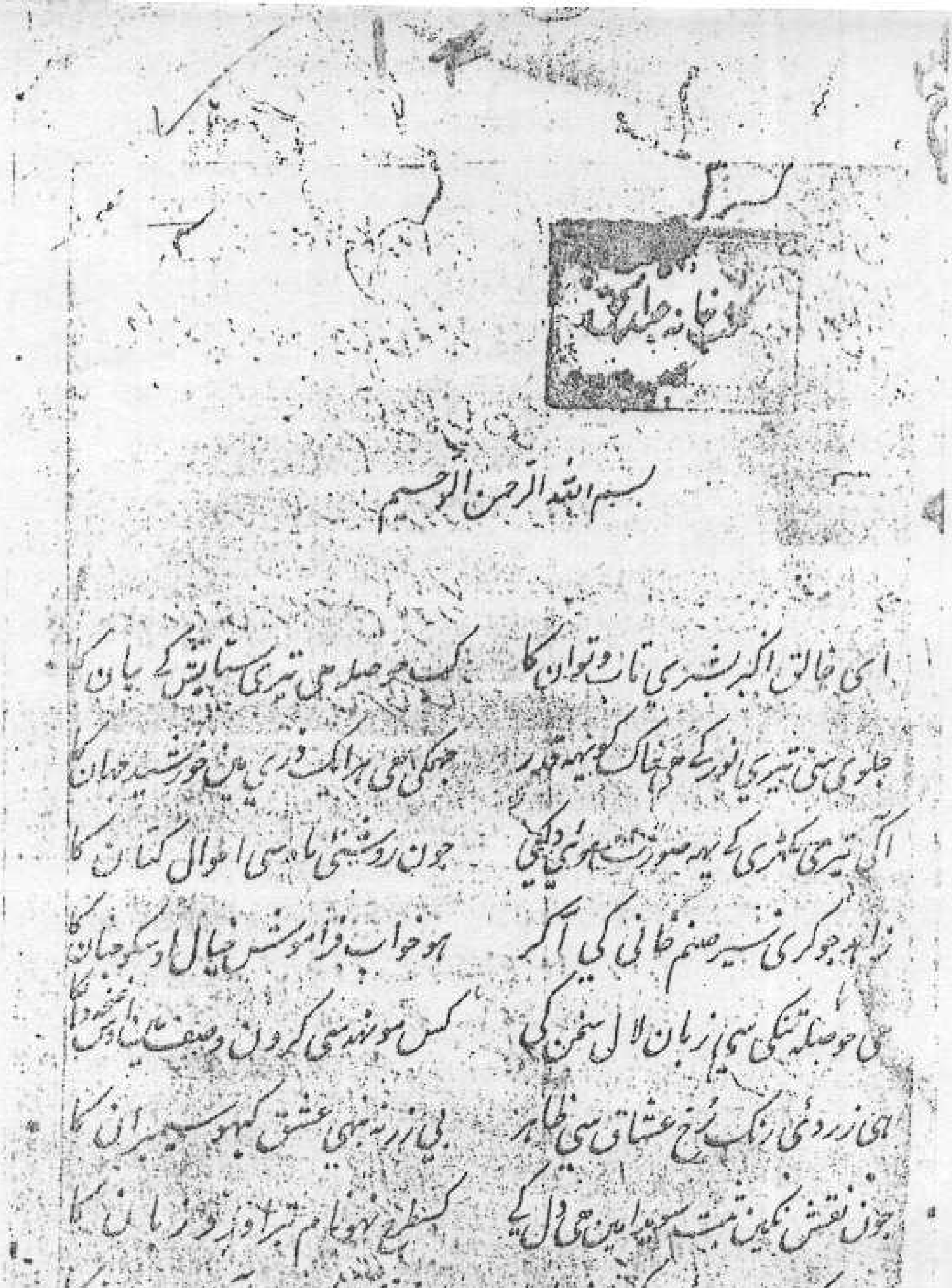
قوس و قزح لکھا گیا ہے حالانکہ ان کا کوئی جواز نہیں ہے ۔

مخطوطے میں بہت سے اغلاط اور تسامحات ہیں ۔ کئی مصرعوں میں لفظ چھوٹ گئے ہیں ، جس

سے مصرعے ناموزوں ہو گئے ہیں ۔ بعض اوقات الفاظ غلطی سے دوبارہ لکھے گئے ہیں ۔ اس سے

بھی مصرعے ساقط الوزن ہو گئے ہیں ۔ ایسے مقامات کی وضاحت حواشی میں کر دی گئی ہے ۔

مخطوطے میں اکثر مقامات پر " نہ" بہر وزن فع باندھا گیا ہے ۔ حالانکہ یہ اس زمانے میں غیر فصیح تھا اور آج بھی غیر فصیح سمجھا جاتا ہے ۔ محب نے " نے" کو استعمال کرنے کی بجائے " نہ" کی ھائے کا اعلان کرکے اسے گویا " ناں" بنا دیا ہے لیکن لکھا ہر جگہ درست املا کے ساتھ ہے ،" نہ" کو متعدد مقامات پر درست تلفظ کے ساتھ بھی باندھا گیا ہے ۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ محب" نہ" کو مروّجہ تلفظ میں بھی صحیح سمجھتے ھیں اور اپنے مخصوص تلفظ کو بھی درست تصور کرتے ھیں ۔


کتب خانہ ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خالق اکبر بشری تاب و توان کا — کب حوصلہ ہی تیری ستایش کے بیان کا

جلوی سی تیری کیا نور کے خرشاک کو یہہ قدر — جھمکی ہی ہر اک ذری میں خورشید جہان کا

آگی تیری کنکری کے یہہ صورت ہوئی دیکھی — جون روشنی پا سی احوال کتان کا

زاہد جو کری سیر صنم خانی کی آ کر — ہو خواب فراموش خیال دسکو جنان کا

ہی حوصلہ تنگی سیتی زبان لال سخن کی — کس سو نہد سی کرون وصف ... کا

ہی زردئی رنگ رخ عشاق سی ظاہر — بی زر نہی عشق کبھو سیم بران کا

جون نقش نگین ثبت ہوا ہی دل پر — کس طرح نہو نام تیرا ورد زبان کا

مت دیکھ میری دیدۂ تر کی طرف اے ماہ — پانی نظر آتا ہی آب روان کا

دیوانِ شیخ ولی اللہ محب کے مخطوطے کے صفحۂ اول کا عکس

بیت [illegible] لکھا اپنی رقم کاری کتب [illegible]

قرار و قبول سب بالا اپنی یار رکھے ہمکو کہ [illegible] دھوکہ کیا و غبار رکھے ہمکو
جلی معلوم ہاے کہ [illegible] عشق [illegible] رکھے ہمکو نہیں ہرگز امید اپنی رکھو اوس عشق [illegible] رکھے ہمکو

خیال خام پر اپنی عشق جتاے لکہتی ہین

اجل کو دور ہوش کے سجاتی ہین کبھو ہو [illegible] کبھو دی نات قوال کی شامل حال ہو کا وین
اتارین ہیں سر ہم لکاہی عمامہ سر دی بیٹھین بہت تم شیخ جی کی چال کا ہی [illegible] مجلس مین

رجھوتی ہین مرید اور خوب ہین [illegible] نمائی ہین

کبھو کو [illegible] کر تہ ہین اپنی [illegible] کبھو [illegible] ہین کر ماں [illegible]
کبھو عاشق کو لٹو کر بہرا دین [illegible] کبھہ ایسے کو لیا کچھی [illegible] ہین [illegible]

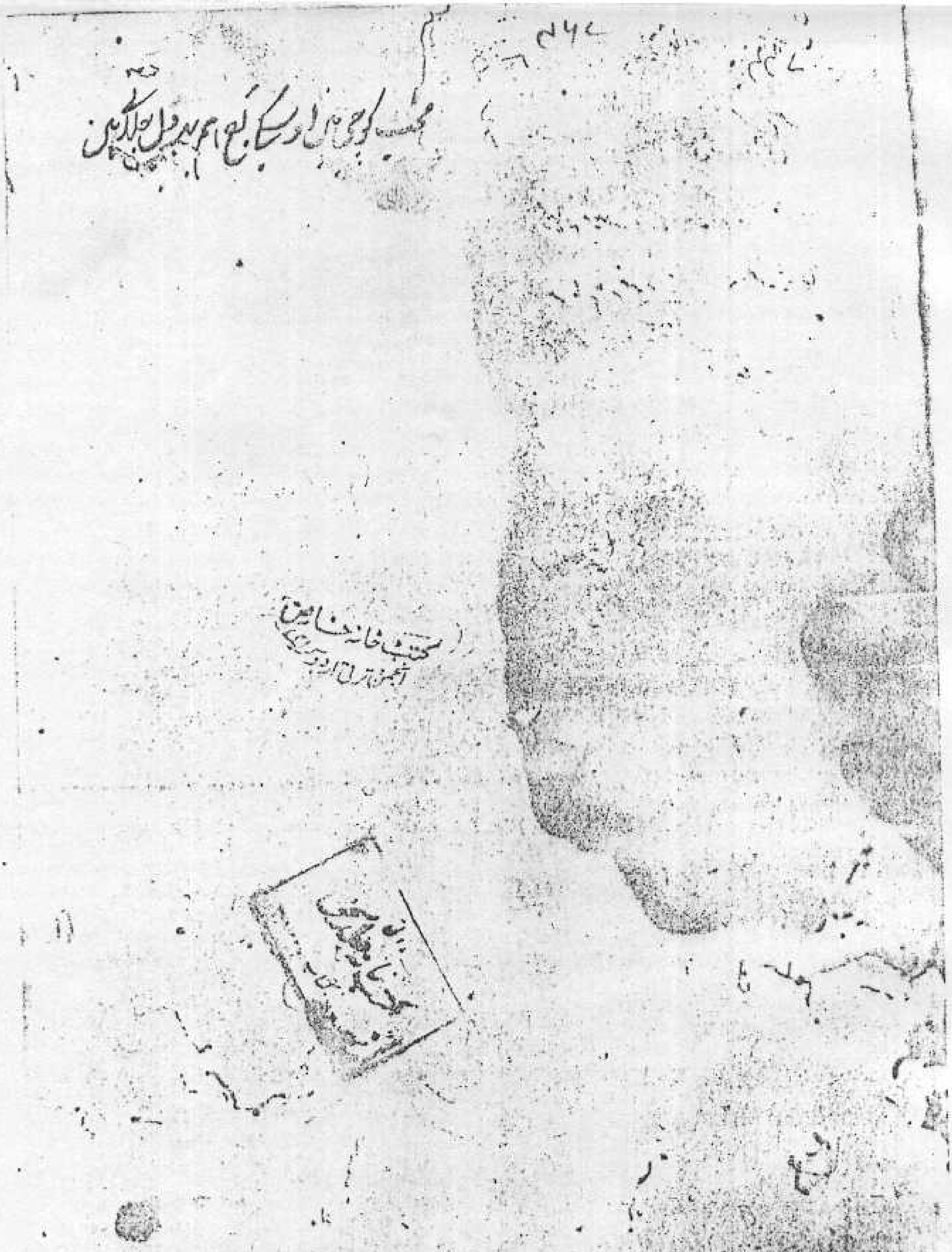
جو عشق بار ہوتی ہین سب تا اب [illegible] دکھاتی ہین

بہت [illegible] صفا [illegible] دوستی دشمن [illegible] کبھی [illegible] اور [illegible] کچھ اپنی [illegible] بار [illegible]
محبت کی [illegible] غیر دو مین [illegible] اور [illegible] اپنی [illegible] کی [illegible]

کو ملا [illegible] ہی [illegible] کچھ [illegible] ہین

[illegible] اللہ [illegible] صفت [illegible] کو [illegible]
[illegible] عشق [illegible] بہت [illegible] اور [illegible]

مخطوطے کا صفحہ نمبر ۴۶۶



مخطوطے کا آخری صفحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ ☆ ☆

اے خالق اکبر بشری تاب و تواں کا　　کب حوصلہ ہے تیری ستائش کے بیاں کا
جلوے سے ترے نور کے ہے خاک کو یہ قدر　　جھمکے ہے ہر اک ذرے میں خورشید جہاں کا
آگے ترے مکھڑے کے یہ صورت ہوئی دل کی　　جوں روشنی ماہ سے احوال کتاں کا
زاہد جو کرے سیر صنم خانے کی آ کر　　ہو خواب فراموش خیال اس کو جناں کا
ہے حوصلہ تنگی سے زباں لال سخن کی　　کس منہ سے کروں وصف میں اس غنچہ دہاں کا
ہے زردی رنگ رخ عشاق سے ظاہر　　بے زر نہ نبھے عشق کبھو سیم براں کا[1]
جوں نقش نگیں ثبت سویدا میں ہے دل کے　　کس طرح نہ ہو نام ترا ورد زباں کا
مت دیکھ مرے دیدہ تر کی طرف اے ماہ　　پالغز نظر آئینہ ہے آب رواں کا
مایوس ہوں[2] . . . .　　یاراں طرب افزا ہے لہو بادہ کشاں کا
ٹک دیکھ محب[3] . . . .　　ہے دوست دلی کون عدو کون ہے جاں کا

جز وہم غلط کار نہ پاوے گا کسی کو
پابند نہ ہو مرد خدا وہم و گماں کا

☆ ☆ ☆

ایسا فروغ ہے تری شمع ظہور کا　　پروانہ ہے چراغ خرد جس کے نور کا
خواہش ہو جس کے دل میں ترے عشق کے سوا　　ہو منفعل وہ اپنے قصور شعور کا
عشق جمال یار ہے سو رنگ جلوہ گر　　جو گل ہے تخم داغ ہے اہل قبور کا
اس کا قلق نہ ہوئے تیرا موجب ملال　　ڈرتا ہوں حال دیکھ دل ناصبور کا
دل خلق کا کیا ہے یہ الفت تری نے صید　　آزادگی کا نام قفس ہے طیور کا

لیلیٰ وشوں کا جس کے ہے سینے میں داغِ عشق　　وہ دل نہیں چراغ ہے مجنوں کی گور کا
تیری نگاہ مست کے پرتو سے بزم میں　　ہم چشم آفتاب ہے ساغر بلور کا
حسن بتاں کو دیر میں اے شیخ آ کے دیکھ　　دل سے نکال واہمہ حور و قصور کا
تو نے سنی ہے مصرع سودا سے وہ مثل　　آوازہ دہل ہے خوش آیند دور کا

با سوز عشق جو دل روشن ہے اے محب
(شایاں ہے) شمع وار وہ بزم حضور کا

☆ ☆ ☆

کیا فکر ہم کو حشر کے دن ہے شفیع کا　　ضامن نبی علی ہے شریف و وضیع کا
دنیا میں اس کے فضل سوا ہے محال عقل　　انساں جو مرتکب نہ ہو فعل شنیع کا
ہم پایہ کیوں نہ عرش بریں سے ہو عشق یار　　کرسی نشیں ہے دل کے ملاذ منیع کا
مزروع عشق سبز ہے بارش سے اشک کے　　دہقاں کو فکر و غم ہے خریف و ربیع
عشق بتاں و شمع فروزاں ہے جس کے گرد　　پروانہ وار دل ہے خلائق جمیع کا
شاہ و گدا کو عشق اولوالامر کے حضور　　نص کلام دل سے ہے فرماں اطیع کا
ہو تنگدل نہ عشق بتاں میں بقدر وسع　　ہے شوق اغنیا کو مکان وسیع کا
جوں گل شکر ہے طعم سخن رس میں ذائقہ　　طبع رسا میں شعر لطیف و بدیع کا
تحسیں کے بھی صلا سے ہے مایوس دہر میں　　ہے بار خاطر اب متکلم سمیع کا
شاگرد گو نہیں ہوں یہ انداز گفتگو　　فیضان نطق مجھ کو ہے مرزا رفیع کا

بے وصل دوست کوئی معالج نہیں محب
رنج مفارقت کے سقیم و وجیع کا

☆ ☆ ☆

یکسر ہے صواب اس کے لئے طوف حرم کا
جو شخص کہ زائر ہے ترے نقش قدم کا

کس طرح لکھوں حال تجھے دیدہ نم کا
کاغذ متحمل ہو کہاں شورش یم کا

کس رو سے ترے وصف کی تقریر ہو تحریر
قدرت نہ زباں کی ہے نہ مقدور قلم کا

زاہد کو خدا کی نظر آ جائے خدائی
دیدار میسر ہو اگر میرے صنم کا

ہے منزل ہستی میں مقام امن کا معدوم
موجود ہے ہر دم میں سفر ملک عدم کا

ممکن نہیں آلودہ گناہوں میں رہیں ہم
وہ بحر فراواں ہے تیرے فضل و کرم کا

شاکر ہوں تری وضع کا ہر آن میں اے دوست
شاکی نہیں یک لحظہ ترے جور و ستم کا

شب گزرے ہے اس فکر میں ہر روز قیامت
کب صبح کو دیکھوں ترے دیدار کا جھمکا

بس وصل کے وعدے کو بڑھاتے ہی نہ جاؤ
ہم کو تو جدائی (سے[5]) بھروسا نہیں دم کا

پاوے جو حدوث اربعہ عشر اسم سے تیرے
ہو چشم موحد میں احد (نام) قدم کا

اے شیخ محب عشق کے کوچے سے ہے آگاہ
رستہ نہیں معلوم اسے دیر و حرم کا

☆ ☆ ☆

بنا ہے بادہ گلرنگ ہی ہر رنگ شیشے کا
کہ نظروں میں (———[6]) ہے نیرنگ شیشے کا

خود آرائی سے ہوئے دل شکن ہم جنس ہی اپنا
بھلا دیکھو تو دشمن کس قدر ہے سنگ شیشے کا[7]

نشہ ہم کو بہ کیفیت ہے اس کی چشم میگوں سے
مغاں! ہے بزم میں اپنی تو آنا ننگ شیشے کا

چمن ہے حسن ساقی جام گل عالم میں مستی کے
یہ قلقل نغمہ بلبل ہے خوش آہنگ شیشے کا

قسم ہے ساقیا صدمے سے تیرے سنگ فرقت کے
ہوا ہے زندگی اپنی سے اب دل تنگ شیشے کا

بھرا ہے شیشہ دل بادہ حسرت سے پہلو میں
ہماری بزم سے ہے ذکر سو فرسنگ شیشے کا

ذرا سی ٹھیس لگ جانے میں چکنا چور ہوتا ہے
یہ سیکھا ہے کہاں سے دل نے یا رب ڈھنگ شیشے کا

کسی ڈھب سے نہیں پیوند ہو سکتا ہے ٹوٹے پر
نزاکت میں بنا ہے دل مگر ہم سنگ شیشے کا

ہمارے دیدہ پرخوں کی ہر دم اشکباری سے
حباب آسا محب ہوتا ہے پانی انگ شیشے کا

☆ ☆ ☆

کب ہم سے دل ملا صنم عشوہ ساز کا
رکھتا ہے فرق مرتبہ نازو نیاز کا

اس شمع رو کو حال دل اپنا اگر لکھوں
نامہ مرا ہو ترجمہ سوز و گداز کا

سو عمر خضر ہوئے اگر صرف ناطقہ
کوتاہ داستاں نہ ہو زلف دراز کا

(گھبرائے)[8] سے انھوں کے (بچے)[9] کیونکہ صید دل
مژگاں نہیں ہیں شوخ کی چنگل ہے بازِ کا

محراب ابرو اس بت کافر کے دیکھ کے
ہے دل میں شیخ کے بھی تحیہ نماز کا

جوں بید خم ہو دیکھ کے قامت کو یار کی
قد گلستاں میں سرو سہی سرفراز کا

کب عاشقی میں مالک و مملوک کا ہے فرق
محمود بھی غلام کہایا ایاز کا

کھل جائے ایک دم میں سب احوال کائنات
(بیٹھو)[10] محب جو موند کے دروازہ آز کا

☆ ☆ ☆

ہم دل جلوں کو شوق کہاں سیر باغ کا
کرتے ہیں دید اپنے ہی سینے کے داغ کا[11]

دنیا میں ہم سمجھتے ہیں خلد بریں اسے
ہاتھ آئے جس زمین پہ گوشہ فراغ کا

میں جستجو میں اس گل رعنا کی صبح و شام
آوارہ جوں صبا ہوں ہر اک باغ و راغ کا

ایسی نہ ہوئی صبح کہ دیکھا نہ ہم نے منہ
لبریز اپنے خون جگر سے ایاغ کا

مدفوں ہوئے ہیں یا دل پر داغ بسکہ ہم — ہے ننگ اپنی خاک پر آنا چراغ کا
اس گل کی بو سے ہے یہ معطر مشام جاں — کس کو دماغ نکہت گل کے سراغ کا
بوئے ہوس سے خالی ہے اپنا دل و دماغ — دل کا بیان شکوہ کروں یا دماغ کا
بے جا کرے ہے بحث فصیحوں سے ہرزہ گو — طوطی کے آگے سبز نہ غیں چیں ہو زاغ کا

جانا حرم کا شیخ کو پھبتا ہے اے محب
مندیل کا وہ باندھنا چڑھنا الاغ کا

☆ ☆ ☆

بلبل جو ہوا پر ہے یہ گلزار ہوس کا — تو . . . . . پابند* قفس کا
ہے حق بطرف قیس ترے عشق میں لیلیٰ — دل تڑپے ہے اور سینہ ہے صد چاک جرس کا
ہستی سے تو ہے امن بہت ملک عدم میں — معدوم ہے واں نام و نشاں وزد و عس کا
حاصل ہو صفا دل کو بہ از آئینہ لیکن — ہر دم جو سخن گو کو رہے پاس نفس کا
گر حرص کی آنکھوں کو قناعت سے کرے بند — مانند ہما شہرہ ہو دنیا میں مگس کا
اشراف بگوش شنوا کر ہے کہ دل پر — نشتر سے زیادہ ہے سخن ناکس و کس کا
جو عشق کے ہو بار گراں کا متحمل — ہے کوہ نظر اس کی میں یک دانہ عدس کا
تو بے مزہ کیونکر نہ ہو ملنے سے ہمارے — ہے تجھ کو پڑا صحبت اغیار کا چسکا

یک روزہ ترا وعدہ دیدار محب کو
جوں روز قیامت ہے کئی لاکھ برس کا

☆ ☆ ☆

نہ رکھ دل میں خیال اس یار ہرجائی سے ملنے کا — بھلا کیا لطف ہے عالم میں رسوائی سے ملنے کا

* کرم خوردہ

مری دیوانگی کو دیکھ یار آپس میں کہتے ہیں
کہ جانے دو میاں کیا لطف سودائی سے ملنے کا

خفا کر دے ہے بے صبری سے اپنی یار کو یہ دل
نہیں ڈھب سیکھتا ظالم شکیبائی سے ملنے کا

چمن میں خار و گل رہتے ہیں باہم لیکن اس گل کو
دماغ و دل کہاں ہر خار صحرائی سے ملنے کا

وطیرہ اس ستم گر کا نہیں ہے ساتھ عاشق کے
نگاہ رحم سے الفت کی گویائی سے ملنے کا

جب آیا تب رقیبوں (ساتھ)[14] پیارے تو ہمارے گھر
رہا دل میں مرے ارمان تنہائی سے ملنے کا

یہ دل مدت سے ہے ملنے کا شائق اس چھبیلے سے
کہ جس کا طور ہے (ہندوستاں زائی)[15] سے ملنے کا

ہمیں ہے عالم حیرت کہ اس کے ساتھ آئینہ
سلیقہ کیونکے سیکھا بے سروپائی سے ملنے کا

محب جس کے لئے بے خود ہے تو وہ کب ملا تجھ سے
اسے ہے شوق اپنی ہی خود آرائی سے ملنے کا

☆ ☆ ☆

پتنگ اتنا کہے تھا دیکھ جلوہ شمع روشن کا
کہ یکدم وصل دلبر مدعی ہے جان اور تن کا

اثر سے آہ میری کے، نہیں ہے کوئی شے خالی
خدا جانے بتاں کا دل ہے کیسے سنگ و آہن کا

پڑھی تسبیح ساری عمر تیرے نام کی ہم نے
ولے تسخیر کا ارمان سب من میں رہا من کا

بصورت باغ کی دیوار ہوں اس سیر ہستی میں
قرین خار ہے دستار کا گل زیب دامن کا

سفر کا عزم صحرائے جنوں سے جب کیا ہم نے
پڑی زنجیر پاؤں میں مچایا شور شیون کا

ذرا بچ کھیلیو زلف بتاں سے اے دل شیدا
کہ افسوں سے نہیں بچتا ہے مارا ایسی ناگن کا

فنون عشق میں فرہاد و مجنوں طفل مکتب ہے
مجھے گر دیکھتے کہتے یہ ہے استاد اس فن کا

گریباں صبر کا دل نے کیا جوں غنچہ صد پارہ
چمن میں دور دامن دیکھ کر اس رشک گلشن کا

چراغ کعبہ و دیر ایک سا ہے چشم حق بیں میں
محب جھگڑا ہے کوری کے سبب شیخ و برہمن کا

☆ ☆ ☆

وہ یار نہ وہ دوست ہوا خواہ کسو کا
دل سے جو سنے قصہ جاں کاہ کسو کا

تنہائی بغیر اپنے کوئی راہ عدم میں
منزل سے پرے تک نہیں ہمراہ کسو کا

صحبت بہم اب تفرقہ دہر سے کب ہو
ملنا نہیں قسمت میں سر راہ کسو کا

نومید نہ کر عفو سے مجھ مست کو اے شیخ
ہوں میں بھی تو اک بندہ درگاہ کسو کا

ہردم میں جلاتی رہی میرے ہی جگر کو
دل نرم ہوا تجھ سے نہ اے آہ کسو کا

کیا تجھ سے کہوں یار کہ احوال سے دل کے
اللہ سوا کون ہے آگاہ کسو کا

آنکھیں مری پر آب ہیں جی جائے ہے ڈوبا
دیکھا ہے زنخداں کا مگر چاہ کسو کا

اب تک مجھے بھولا نہیں بوسے کی طلب میں
کہنا متبسم ہو محب واہ کسو کا

☆ ☆ ☆

شور ہے عالم میں ملک حسن کے تجھ شاہ کا
یہ کمال عشق ہے مجھ بندہ درگاہ کا

تو ہے جیسا آپ ہو عاشق کسی ویسے ہی پر
حال تب دریافت ہو تجھ کو کسی کی چاہ کا

دوستی چھوٹے چھڑائے سے کسو کے کس طرح
بند ہوتا ہی نہیں رستہ دلوں کی راہ کا[16]

ایک بوسے کے مواجب پر ترے چاکر ہوئے
مدتیں گزریں کہ جھگڑا روز ہے تنخواہ کا

یوں جلا مجھ ناتواں کا جسم و جاں تجھ عشق میں
بس نہیں چلتا ہے جوں آتش کے آگے کاہ کا

ناتواں ایسا ہوا ہوں ہجر کی کاہش سے میں
ہوئے جو تو کہربائی رنگ میرا کاہ کا

وہ بھی اب موقوف ظالم نے رکھا میری طرف
دیکھنا سیدھی نگہ سے گاہ اور بیگاہ کا

تم نے اب دل سے اتارا ہم کو شاید ان دنوں
مل گیا ہے کوئی عاشق اور خاطر خواہ کا

جب کہا تو نے محب کو، قتل کرتا ہوں تجھے
تب زباں اس کی سے نکلا نام بسم اللہ کا

☆ ☆ ☆

یہ دہکتا ہے جگر پر داغ عشق اس ماہ کا
پار گزرے ہے فلک سے شعلہ میری آہ کا

اس کے کوچے ہی میں آنکلوں ہوں جاؤں جس طرف
میں تو دیوانہ ہوں اپنے اس دل گمراہ کا

ہو نہ قاصد کو کہیں رستے ہی میں درد جگر
لے چلا ہے نامہ میرے قصہ جاں کاہ کا

پوچھے اپنی تیغ ابرو سے ہماری سرگزشت
سو یہ کب ہو آسماں پر ہے دماغ اس ماہ کا

جان و دل رکھتے ہیں تیرے کام اگر آوے تو لے
مال و زر ہم پاس پیارے نام ہے اللہ کا

خاک ہو کر بھی نہ چھوڑیں آستاں کو یار کے
عاشقوں کو بس ہے دنیا میں یہ رتبہ جاہ کا

یار کے آنے کی اڑتی سی سنی ہے اے محب
دیکھئے تحقیق ہے یا شور ہے افواہ کا

☆ ☆ ☆

بہ چشم مردماں ہے گرچہ مولد سنگ آتش کا
میں اپنے اشک میں جوں آب دیکھا رنگ آتش کا

نہ پہنچے رنگ آہ عاشقاں کو رنگ آتش کا
کہ اسکا ہے مکاں دل اور مکاں ہے سنگ آتش کا

ہوا عشق بتاں میں دل مرا دیں چھوڑ کے کافر
پرستش کے لئے رکھتا ہے اب آہنگ آتش کا

جلا دل جوں پتنگ اس شمع رو کی گرم جوشی سے
یہ شیوہ محفل آرائی کا ہے یا ڈھنگ آتش کا

جو دیکھے عشق کی آتش میں جلتا دل کو عاشق کے
تو خاکستر ہوا اڑتا پھرے نیرنگ آتش کا

سمند ناز میں تیرے ہے ایسی گرم جولانی
کہ مانند پری خلقی ہے یہ شبرنگ آتش کا

قدم تو عشق کے کوچے میں مت رکھ اے دل سوزاں
کہ واں ہر کام پر ہے بحر صد فرسنگ آتش کا

گزار ایسا کیا نالے نے تیرے دل خلائق کا
کہ پانی ہوئے زہرہ ہو اگرچہ سنگ آتش کا

بچے دل کس طرح حسن فرنگی کے تعشق بن   کہ واں لہرائے ہے ہر دم نشان جنگ آتش کا
رچا ہے ہاتھ میں اس شوخ کے وہ رنگ مہندی کا   کہ ایسا کا ہے کو ہے رنگ شوخ و شنگ آتش کا
چلا جب قافلہ سالار میرے دل سے نالے کا   تو باندھا جوں جرس بجلی کو پیش آہنگ آتش کا

ہمارے دیدہ خونبار، عشق لالہ رویاں سے
ڈباتے ہیں محب لوہو میں نام و ننگ آتش کا

☆ ☆ ☆

یار اس گھڑی تجھے وہ نشہ ہے شراب کا   مکھ سے ترے خجل ہے فروغ آفتاب کا
مستوں کو اکل و شرب شراب و کباب کا   ہے محض بے مآخذہ روز حساب کا
خط پشت لے گا روئے کتابی پہ یار کے   نکلا ہے جلد حسن سے شعر انتخاب کا
پروانے کی طرح دل عالم ہو گرد سیر   وہ شمع رو اٹھائے جو گوشہ نقاب کا
اس شہسوار حسن کی ایسی ہے زرق برق   سمجھے ہے مہر و مہ کو ملازم[17] رکاب کا
تیری جفا سے یار مجھے کچھ گلا نہیں   شاکی ہوں اپنے ہی دل خانہ خراب کا
جی آ رہا ہے آنکھوں میں پر تم نہ آئے جاں   اب کوئی دم یہ خیمہ نشیں ہے حباب کا
پیارے مجھے ترا یہ تصور ہے رات دن   جاتا رہا خیال ہی آنکھوں سے خواب کا

میلا کرے نہ خاک مرا تا ابد کفن
بندہ ہوں میں ازل سے محب بو تراب کا

☆ ☆ ☆

دل تو پہلے لے چکے اب کیا ہے مطلب آپ کا   بے تکلف وہ بھی کہہ دیجے کہ ہے سب آپ کا[18]
دن گذر کر شام جب ہوتی ہے مجھ بیتاب کو   صبح تک رہتا ہے مذکورات ہر شب آپ کا
جام مے غیروں کو بخشو ہم کو دو زہر نگاہ   واہ واہ دیکھا نرالا سب سے مشرب آپ کا

اس کے کوچے میں قیامت ہے رقیبوں کا ہجوم / حضرت دل تم نہ واں جاؤ نہیں ڈھب آپ کا
کیوں نہ ہوئے روز ہم پر جور اوروں پر کرم / دل دیا ہم نے ہوا یہ ہتھکنڈا تب آپ کا
ہم مسیحا کے جلائے سے جئیں ممکن نہیں / ہو تبسم سے نہ جب تک جنبش لب آپ کا
جب تلک کیجے نہ برسوں تک خوشامد منتیں / رحم پر عالی مزاج آتا ہے یوں کب آپ کا
صاحب من سنتے ہی بلبل نے چھوڑا عشق گل / ہو نہ ہو گلشن میں تھا مذکور اغلب آپ کا

اے محب تم وصل میں بھی رہتے ہو زار و نزار
مدعا معلوم کچھ ہوتا نہیں اب آپ کا

☆ ☆ ☆

پیش رو آئینہ ہوں میں مردم ممتاز کا / کب صفا میری سے ہے خورشید محرم راز کا
دیکھ ٹک چشم ترحم سے مرا عجز و نیاز / بے نیازی سے نہ کھینچ اے یار خنجر ناز کا
خط کے آنے سے بڑھا اس کا غرور و حسن و ناز / ہوئے یارب خیر سے انجام اس آغاز کا
ہم صفیروں کی ہے الفت باغ ہستی میں ہمیں / ورنہ عرصہ تا عدم ہے یک نفس پرواز کا
شکل میں کیوں کر کہوں تیرا کوئی ثانی نہیں / پر ادا و ناز تجھ پر ختم ہے اعجاز کا
شب جہاں رقاص وہ زہرہ جبیں تھا ہم نہ تھے / ہے بجاشکوہ اس اپنے طالع ناساز کا[19]
اے کماں ابرو نہ کر عاشق سے اپنے سرکشی / آہ درد آلود ہے اک تیر حکم انداز کا
اس طرح لے ہے جھپٹ گیرائی اس مژگاں کی دل / گانٹھ لے ہے صید کو جس طرح چنگل باز کا

دل دیا تو نے محب اس میرزا بانکے کے ہاتھ
دلربائی میں ہے شہرہ جس کے ترک و تاز کا

☆ ☆ ☆

20

دیکھیو جلوہ اس کی قامت کا
فتنہ انگیز ہے قیامت کا

پیچ میں زلف کی دل بیتاب
ہے گرفتار اپنی شامت کا

تیری الفت میں کھو کے نام اور ننگ
ہم نے پایا ثمر ندامت کا

عشق تیرے میں اے کماں ابرو
دل نشانہ ہوا ملامت کا

غم ترا فوج فوج دل تنہا
کب جگر پائے استقامت کا

ہو گدھے پر سوار جا کعبہ
شیخ یہ کوچ ہے سلامت کا

حق شفا بخشے اے محب تجھ کو
ہے مرض عشق کی علامت کا

☆ ☆ ☆

21

قطرہ اگر پیئے مے گل گوں کے جام کا
پھر محتسب مبالغہ بھولے حرام کا

پہنچائے کون اس صنم سنگدل کو آہ
نامہ شکست شیشہ دل کے پیام کا

مثل نگیں نہ نام کی خاطر ہو رو سیاہ
یاں ہے سوائے خاک نشاں کس کے نام کا

آزاد اس کو بندگی عشق سے نہ کر
یہ مدعا ہے صاحب من اس غلام کا

دل کو کسی کے رشتہ الفت سے باندھ چھوڑ
ہوتا نہیں یہ صید گرفتار دام کا

اس تیری ہرزہ گردی کے باعث ہمیں ہوا
سننا کم و زیادہ سخن ہر کدام کا

پایا ہے خاک منزل ہستی میں آکے چین
غل ہر نفس ہے کوچ کا ہر دم مقام کا

ڈھونڈھا ہر اک شجر طمع خام سے ولے
اس باغ میں ثمر نہ ملا اپنے کام کا

دل اس کے رخ سے زلف میں آکر رہا محب
آنا بھلا ہے صبح کے بھولے کو شام کا

☆ ☆ ☆

سودا ہے روز و شب مجھے چشم نگار کا
میں مبتلا ہوں گردش لیل و نہار کا

بھولا ہے دل سے غم ستم روزگار کا
ہے یاد شکوہ یار فراموش گار کا

ہے لالہ زار دامن دل داغ عشق سے
یہ دشت دوں لگے سے ہے (دہکا) بہار کا

غم دل سے کم ہوا نہ پیام وصال سے
ذکر شراب ہوئے نہ دافع خمار کا

اب دل امید وصل سے مایوس ہو گیا
کھینچا ہے بسکہ درد و الم انتظار کا

آب رواں و سیر چراغاں ہے جان من
کر دید میرے داغ دل و چشم زار کا

روتا ہوں خوں جو اس در دنداں کے شوق میں
ہر قطرہ اشک چشم ہے دانہ انار کا

دل پر مرے میاں تری آنکھوں کی ہر پلک
کرتی ہے کام نیشتر آب دار کا

سینہ مشبک آہ پیالے سے ہے مرا
یا ہے یہ کوئی کہنہ مجر مزار کا

چشم کرم سے عاشق وحشی اسیر ہو
الفت ہے دام آ ہوئے دل کے شکار کا

مے یار پیچ و تاب سے نامے کے لے کہاں
مضمون شوق میرے دل بے قرار کا

دامن سے اس کے گرد بھی ہو کر جدا نہ ہوں
یہ مدعا ہے اپنے دل خاکسار کا

لیکن محب مطلع سودا کوسن کے آہ
مجبور ہوں کہ کام نہیں اختیار کا

دامن صبا نہ چھو سکی جس شہ سوار کا
پہنچے کب اس کو ہاتھ ہمارے غبار کا

☆ ☆ ☆

وہ دل نہیں کہ جس کو ستایا نہ ہوئے گا
ظالم خدا نے تجھ سا بنایا نہ ہوئے گا

کیا لطف زندگی وہ جہاں سے اٹھائے گا
جس نے کہ دل کسو سے لگایا نہ ہوئے گا

ملتا ہے منہ کو خاک اسی اشتیاق سے
آئینہ اس کو دیکھنے پایا نہ ہوئے گا

کیا تاب اس کی بزم ادب میں قدم رکھے
جوں شمع جس نے سر کو کٹایا نہ ہوئے گا

تعمیر آب و گل کے سوا صرف نور سے / کعبے بغیر دل نظر آیا نہ ہوئے گا
ساقی چمن میں آج ہے خوش مے کشی کا لطف / پھر اس مزے کے ابر کا سایہ نہ ہوئے گا

اب تک نہ خط کے آنے کا موجب یہ ہے محب
حظ اس کو خط کے آنے کا آیا نہ ہوئے گا

☆ ☆ ☆

سنتا ہے وہ کب یارو گفتار نہ کیجے گا / احوال میرا ناحق اظہار نہ کیجے گا
دشمن ہو بلائے گا جو دوست ہوا ہم سے / اب آگے کہیں الفت زنہار نہ کیجے گا
یہ آہ و فغاں نالے دن رات مچانے سے / اے حضرت دل اس کو بیزار نہ کیجے گا
تاحشر رہیں گے ہم در سختی جاں کندن / اس دم جو قدم رنجہ اے یار نہ کیجے گا
کافر ہوں جو ہم لیویں دوزخ کے عوض جنت / واللہ ترا جب تک دیدار نہ کیجے گا
یہ ہم سے نہیں ہونا جو خوف رقیبوں سے / کوچے میں گزر تیرے ناچار نہ کیجے گا
سو طرح کے اے ہمدم ہم عیش سے در گزرے / اب غم کے سوا اپنا غم خوار نہ کیجے گا

جاتا ہی رہے گا دل پہلو سے محب تیرے
جو اس کو تڑپنے میں مختار نہ کیجے گا

☆ ☆ ☆

میں معتقد ہوں اپنے اس عشق کی کشش کا / پھیرا مزاج آخر اس میرزا منش کا [22]
اے برق چشم کم سے مت دیکھ دل جلوں کو / اک آہ میں اڑا دیں شعلہ تری تپش کا
لبریز ساغر مے ہم تک کبھو نہ پہنچا / یہ دور چرخ گویا ہے دست مرتعش کا
پرچیں جو ہوئے ابرو رخسار نو خطاں پر / سب اس کو اہل معنی کہتے ہیں شعر غش کا
آگے بھی خوب صورت اکثر ہوئے نکیلے / ان سب سے بانکپن ہے اس کا نئی روش کا

اے کاش خط کو پڑھ کر وہ شوخ پرزے کرتا
اس میں فقط لکھا تھا آداب کورنش کا

میں داغ دل رکھا ہے آنکھوں سے تازہ و تر
ہے اشک خوں معاون اس گل کی پرورش کا

جیتے نہ پھریے اب کے کوچے میں اس کے جا کے
کس کو دماغ و دل ہے ہر روز کی خلش کا

کل کس عذاب سے ہم کوچے تک اس کے پہنچے
عشاق کی صفیں تھیں اور شور تھا برش کا [23]

القصہ وہ قیامت برپا تھی کشت و خوں کی
یک شمہ شور محشر تھا واں کی چپقلش کا

باتیں کرو عدو سے دو گالیاں محب کو
قرباں ہوں آپ کی میں اس داد اور دہش کا

☆ ☆ ☆

جس دل میں ہو نہ داغ کسی گلعذار کا [24]
کیا غم اسے چمن کی خزاں و بہار کا

طوفان ہیں یہ دل کے ڈبونے کے واسطے
خانہ خراب ہو کہیں اس چشم زار کا

مستوں کو غسل مے سے ہے واجب کہ بعد مرگ
ایذا نہ دیوے درد سر ان کو خمار کا [25]

اس کی زبان کاٹے محفل میں شمع وار
روشن کرے جو حال دل داغدار کا

بے جا ہے ہم کو شکوہ تجھے دیکھ غیر ساتھ
گل ہم نشیں چمن میں ہمیشہ ہے خار کا

نرگس کی طرح سر سے قدم تک ہوا ہوں چشم
ہے دیدنی یہ گل چمن انتظار کا

کہتی ہے گرد باد جسے خلق میں محب
ہے دود آہ میرے دل بے قرار کا

☆ ☆ ☆

عجب ہنگامہ دیکھا صبحدم کل رخصت گل کا
برنگ گل کرے تھا دل کے ٹکڑے نالہ بلبل کا

امید زندگی ہے تیر اور برچھی کے زخمی کو
مگر جیتا نہیں مارا ہوا تیغ تغافل کا

پریشاں خاطری کچھ ان دنوں یہ ہے کہ ہر اک سے
الجھ پڑتا ہوں سن کر ذکر اس کے زلف و کاکل کا

نہ کر مجلس کو بے کیفیت اس دور پیاپے سے
کہ مرد افگن ہے پینا بے تامل ساقیا مل کا

کمر کیوں عاشقی میں جہد پر باندھی ہے اے ناداں
رضائے دوست میں دل پر ارادہ رکھ توکل کا

قیام دولت و افلاس توام ہیں زمانے میں
کہ رتبہ ایک سا ہے یاں ترقی اور تنزل کا

بشر کیا کر سکے دریافت ماہیت خدائی کی
نہیں ہے دخل واں مطلق تخیل اور تعقل کا

تعین کا اگر پردہ نہ ہووے دیدہ دل پر
تو پھر جلوہ نظر آنے لگے ہر جزو میں کل کا

محب مجبور ہیں ہم عشق میں بے تابی دل سے
نہ یاں مختار پایا آپ کو صبر و تحمل کا

☆ ☆ ☆

مختار رقیب آج ہے گو یار کے گھر کا
کل ہم کو جو دیکھا تو دبے پاؤں ہی سرکا

چرچا ہے سر ہر مژہ پر لخت جگر کا
ہم چشم ہو کیا ابر مرے دیدہ تر کا

بیمار کا تجھ چشم کی دیکھا عجب احوال
نہ شام کے جینے کا بھروسہ نہ سحر کا

مدت سے نہیں مجھ کو رہائی کی توقع
گو بال و پر اب کے گئے محبوس ہوں پر کا

ہم صرف ترے دیکھنے والے ہیں یقیں جان
کچھ جی میں نہ شک لائیو تو نوع دگر کا

اے ہم سفراں ہم نے تو موہوم ہی سمجھا
دن یاں کے مقامات کا اور واں کے سفر کا

دوں بال سے تشبیہ تو اک وہم ہے وہ بھی
معدوم خیال اپنے سے ہے وصف کمر کا

دیکھوں ہوں دل اپنے کو بہ از طور تجلی
جس دن سے ہوا یار کے منظور نظر کا

دیکھے جو تیرا حسن پری میں نہ رہے ہوش
ہو سامنے تیرے نہیں مقدور بشر کا

کم خور جو زاہد کو ضعیفی نے کیا ہے
پوچھے ہے کہ بتلاؤ مصالح کوئی چر کا

یاں تک تو محب بے ہنری ہو گئی رائج
اب نام و نشاں پوچھئے عنقا سے ہنر کا

☆ ☆ ☆

مالوف نہ دنیا میں ہو دو روز کے گھر کا
آخر کے ہی رکھ گھر کی طرف عزم سفر کا

خود مرد ہو یا پیرو مرداں ہو وگرنہ
غفلت میں تو اے یار ادھر کا نہ ادھر کا

ناصح مجھے اصنام پرستی سے نہ کر منع
کعبہ کا ہے طوآف ہی مسجود حجر کا

وہ چشم نہ ہوں جلوہ دیدار سے روشن
کحل سے ہے غفلت کی جنہیں کحل بصر کا

گذرے نہ کبھو عشق کے کوچے سے سلامت
جو شخص کہ مارا ہوا ہے جی کے خطر کا

ان دو کے سوا کوئی فلک سے نہ ہوا پار
یا تیر مری آہ کا یا اس کی نظر کا

کچھ دل شکنی میری سے حاصل بھی تجھے ہے
بے نفع ہے خواہاں تو مرے جی کے ضرر کا

رکھ حسن کی کشور کو میاں خلق سے آباد
در پیش ہے خط آنے سے دن زیر و زبر کا

پہنچائے میری خاک کو کون اس کی گلی تک
بے اذن گذارا نہیں واں باد سحر کا

نگیں کیا ہے عقیق جگری ہے
ہر نوک مژہ پر مرے ہے لخت جگر کا

سنتے ہیں محب سنگ میں آتش کا مکاں ہے
لیکن دل عاشق ہی ٹھکانا ہے شرر کا

☆ ☆ ☆

یہ فکر شعر بھی اک جوش ہے سمندر کا
سخن جو صاف ڈھلا ہے نظیر گوہر کا

محب تو کب متلاشی ہے مال اور زرکا
کہ چشم زار ہے اس پاس گنج گوہر کا

ہنر جہان میں خلف الرشید آدم ہے
کہ روشن آئینے سے نام ہے سکندر کا

ہزاروں غوطے ہی کھا کھا کے ڈوب ڈوب گئے
محیط عشق میں کیا بس چلے شناور کا

جسے ہوس ہو جلے آگ میں، کٹاوے سر
وہ شمع وار رکھے شوق زر کے افسر کا

ملے جو نان جویں خشک ہم کو بے منت
ہے اس کے آگے مزہ بے نمک مزعفر کا

سخن رکھے ہے فزوں آب و تاب گوہر سے　　جو قدر داں کوئی دنیا میں ہو سخن ور کا
گلی میں اس کی تو جلتے ہیں پر فرشتے کے　　نہیں ہے نامہ بری حوصلہ کبوتر کا
یہ اس کے چاہنے والوں کی اب تو ہے افراط　　کہ کل کے روز کا قصہ ہے ایک کے گھر کا
کشاکشی ہوئی آپس میں رشک کے مارے　　کسو نے ٹک جو لیا نام اس ستم گر کا
رقیب ہوئے اگر اژدہا تو اک دم میں
کرے دو پارہ محب مدح خوان حیدر کا[28]

☆ ☆ ☆

میں جیتے جی تلک رہوں مرہون آپ کا　　گر آج قصد کیجئے مجھ سے ملاپ کا
میں یہ سمجھ کے دوڑوں ہوں آیا وہ شہسوار　　کھٹکا سنوں ہوں جب کسی گھوڑے کی ٹاپ کا
تم گاؤ اپنے راگ کو اس پاس واعظو　　مشتاق جو گدھا ہو تمہارے الاپ کا
گو دخت رز سے ملنے میں بد ٹھہرے محتسب　　دینا نہیں دھرانے میں ہم اس کے باپ کا
دکھ میں نہیں ہے کوئی کسو کا شریک حال　　یاں کھیل بچ رہا ہے عجب آپ دھاپ کا
تھپوایں ان کی ماٹی کی اینٹیں فلک نے حیف　　تھا شور جن کے محلوں میں طبلے کی تھاپ کا
اوراق گنجفہ کہو اصناف خلق کو　　ہے شوق ان کے دل میں سدا ٹیپ ٹاپ کا
کس طرح ہم سے بوسے کا وعدہ کرے وہ شوخ　　(نجری)* رقیب سے ہے ڈرا منہ کی بھاپ کا
کیجو محب نگاہ یہ چھاپا ہے اور ہی
کندہ کرے ہے دل کو نگیں اس کی چھاپ کا

☆ ☆ ☆

آج ہے دن شراب پینے کا　　آسمان پر ہے ابر مینے کا
جو گھڑی خوش نبھے غنیمت جان　　کچھ بھروسا نہیں ہے جینے کا

* مشکوک

ہم سے وہ ماہ رو ملا نہ کبھو — وعدہ گذرا کئی مہینے کا
لوہو اپنا گرائیں جس جاگہ — گرے قطرہ ترے پسینے کا
یاد تجھ لعل لب کی اے تو خط — دل میں جوں نقش ہے نگینے کا
ہوش اڑ جائے گا میاں لالہ — داغ مت دیکھ میرے سینے کا
صاف رکھ آئینے کی صورت سے — نہ لگا زنگ دل کو کینے کا
دل سے میرے ملے جو تیرا دل — ربط ہو سنگ و آبگینے کا
ناخدا ہے خدا تو خوف نہ کر
اے محب اپنے تو سفینے کا

☆ ☆ ☆

کریں ہیں ذکر عبث خاص و عام عاشق کا — کہ بے نشاں ہے زمانے میں نام عاشق کا
سمجھ سکے نہ سخن ہر کدام عاشق کا — کہ ہے جہاں سے نرالا کلام عاشق کا
سوائے قاصد آہ و فغاں بحضرت دوست — نہ پہنچے لے کے فرشتہ[۲۹] پیام عاشق کا
اس آرزو میں ہوئے یار جاں بحق تسلیم — کہ لیوے دست بسر ہو سلام عاشق کا
حرام واسطے فاسق کے ہے سن اے زاہد — نہیں شراب کا پینا حرام عاشق کا
نشاں ہوئے تیرے تیر نگاہ کے یاں تک — کہ اب زمانے میں عنقا ہے نام عاشق کا
نہ کہہ کہ کل تو مجھے کام ہے نہ آوں گا — کہ یاں تو آج ہی آخر ہے کام عاشق کا
جہاں کشش ہو ذرا عشق کی تو واں معشوق — ہمیشہ ہے مرے صاحب غلام عاشق کا
امید پر کہ ترا زلف و رخ نظر آوے — تلاش یاس میں ہے صبح و شام عاشق کا
لکھا نصیب کا ہے یہ کہ خط کے آنے پر — پڑھا نہ تو نے کبھو خط تمام عاشق کا
جو محترم ہیں جہاں میں وہ چشم حق بیں سے — برب کعبہ کریں احترام عاشق کا

تری نگاہ تغافل ستم ہے اے ساقی   کہ طوق گردن مینا ہے جام عاشق کا
صنم کے سایہ قامت سوا معاذاللہ   ہوا ہے روز قیامت قیام عاشق کا
بغیر وصل صنم مرہم اور ٹانکوں سے   نہ پائے زخم جگر التیام عاشق کا

محب من نہ رکھو چشم مے کے پینے کی
کہ خون دل سے لبالب ہے جام عاشق کا

☆ ☆ ☆

روز مرو عاشقوں سے ہے جواب صاف کا   مٹ گیا ان تو خطوں کے دل سے حرف انصاف کا[30]
پیش جاتا ہے سخن کب عاشقی میں لاف کا   جان من بندہ تو ممنوں ہے ترے الطاف کا
عشق وہ شمشیر براں ہے کہ جو منہ پر چڑھے   قتل یکساں کر دکھاوے ارزل و اشراف کا
یہ رگ جاں ہے کسی مقتول عاشق کی میاں   یا کہ جوڑے پر نمایاں رشتہ ہے موباف کا[31]
ہے سنہری رنگ کا یہ ہالہ[32] گرد ماہتاب   بادلا تجھ دور دامن میں نہیں سنجاف کا
اس بھنور میں عقل غوطے کھائے ہے پیراک کی   حسن کے دریا میں ہے گرداب طوفاں ناف کا
شور رکھتے ہیں جہاں میں جسقدر سبزان ہند   بے نمک ہے ان کے آگے حسن اور اطراف کا
نہ غرض جنت سے ہے ہم کو نہ کچھ دوزخ سے کام   نہ طلب ہے حور و غلماں کی نہ شوق اعراف کا

طالب دیدار اپنے یار کے ہم ہیں محب
ذکر ہے ورد زباں جس کے ہمیں اوصاف کا

☆ ☆ ☆

ذکر ہر آن آن ہے تیرا   رات دن مجھ کو دھیان ہے تیرا
چاہے آ دل میں چاہے آنکھوں میں   جان یہ سب مکان ہے تیرا
چاہے عزت دے چاہے ذلت دے   یہ سیاہ رو ندان ہے تیرا

جوں نگیں رو سیاہ ہوں لیکن دل میں نام و نشاں ہے تیرا
دست بردار ہم تو ہیں سب سے دین و دل مال و جان ہے تیرا
دل عاشق ہے مطلع خورشید کیونکے رو درمیان ہے تیرا
حسن تیرا وہ ہے کہ عاشق زار جو ہے پیر و جوان ہے تیرا
دل کو میرے عزیز رکھ اے جاں کوئی دم میہمان ہے تیرا
چھوڑ کر در ترا کہاں جاوے دل میرا پاسبان ہے تیرا
یار آنا بھی ہے یقیں تجھ کو دل یہ وہم و گمان ہے تیرا
یا علی اس کی مشکل آساں کر
یہ محب مدح خوان ہے تیرا

☆ ☆ ☆

ہم رنگ غنچہ خامش و دلگیر بے صدا ہوں اس چمن میں بلبل تصویر بے صدا [33]
ہم کو نہیں خبر کہ کیا دل سے کب گزر کس کی نگاہ کا یہ چلا تیر بے صدا
کیونکر نہ ہوئے گم دل سودا گرفتہ واں وہ زلف حلقہ دار ہے زنجیر بے صدا
نکلی صدا نہ آہ کی یوں قصر دل ڈہا گرنے میں جوں دھوئیں کی ہو تعمیر بے صدا
سرے کو دیکھ کر تری تیغ نگاہ کے صیاد وقت ذبح ہے نخچیر بے صدا [34]
ساقی بغیر قہقہہ مینا کا بزم میں کر دے ہے بادہ ہوکے گلوگیر بے صدا
سنتا نہیں ہے کوئی جو کہتا ہے درد دل
یہ ضعف سے محب کی ہے تقریر بے صدا

☆ ☆ ☆

مجرم یک نگاہ دل میرا مفت مرتا ہے آہ دل میرا

تو نے اے شاہ حسن لوٹ لیا　　عشق کا تخت گاہ دل میرا
تیری زلف سیہ کے ماروں میں　　ہے یہی رو سیاہ دل میرا
خوب سیکھا ہے واہ صد رحمت　　دوستی کا نباہ دل میرا
شمع رو تیرے لشکر غم میں　　ہے علم دار راہ دل میرا
ہے گنہگار عشق کا منما　　بخدا بے گناہ دل میرا
شیخ پوچھے ہے راہ کعبہ کی　　دل کی ڈھونڈے (ہے)[35] راہ دل میرا
ہے تجھی سے تری جفاؤں کا　　روز و شب داد خواہ دل میرا
طالب حسن ہے بصورت عشق　　نہ گدا ہے نہ شاہ دل میرا
عشق کا کاروبار سر دے کر　　کر چکا سربراہ دل میرا
اس کو خورشید حشر سے کیا خوف　　ہے محبت پناہ دل میرا
لشکر غم میں گھر گیا آخر　　خسرو بے سپاہ دل میرا
تیرے جلوے سے جل گئے ہیں کوہ　　یہ تو کیا مشل کاہ دل میرا
اس کے چاہ ذقن میں ڈوب گیا　　زیست اپنی نہ چاہ دل میرا

(قطعہ)

گرچہ رکھتا نہیں ہے ظاہر میں　　دولت و مال و جاہ دل میرا
تیرے صدقے تو ہوں برائے جاں　　رکھے ہے دستگاہ دل میرا
تب دوری سے تیری اے گل رو　　رات ساری کراہ دل میرا
بوئے گل کی طرح (صبا)[36] کے ساتھ　　چل بسا صبح گاہ دل میرا

غیر حب علی نہیں اس میں [37]
اے محب واہ واہ دل میرا

☆ ☆ ☆

جھمکے ہے کیا ہی گلگوں رخسار یار تیرا
سو جان سے ہے عاشق عالم ہزار تیرا

پامال یک جہاں کا کھینچ انتظار تیرا
تصویر نقش پا ہے یہ خاکسار تیرا

چشم فشاں گہر تو نمناک ہی نہیں ہیں
اب جان و دل سے بہتر کیا ہے نثار تیرا

صبر و قرار مجھ میں مطلق نہیں رہا ہے
از بس خلاف پایا قول و قرار تیرا

اے تیغ یار تجھ سے کیا معذرت کروں میں
بیتاب دل کے ہاتھوں ہوں شرمسار تیرا

جوں آئینہ سخن سے وہ سرمہ در گلو ہے
ہے چشم مردماں میں جو راز دار تیرا

رہ سینہ صاف سب سے ہرگز نہ ہو مکدر
روشن گر آئینہ کا ہوئے غبار تیرا

سیماب اس سے سیکھے ترکیب بے قراری
جو دل گداز ہو کر ہو بے قرار تیرا

اک تیر سی نگہ سے آ منہ نہ موڑ ظالم
تڑپے ہے خاک و خوں میں زخمی شکار تیرا

کیا سیل حادثہ میں قائم رہا محب تو
تمکین میں کوہ سے ہے سنگیں وقار تیرا

☆ ☆ ☆

اثر وہ چاہتا ہے دل بہ چشم زار ہو پیدا
گرے جو اشک کا قطرہ در شہوار ہو پیدا

محبت سے محبت اور عداوت سے عداوت ہے
جو گل بووے تو گل ہو خار بووے خار ہو پیدا

بہ معنی (کفر)[38] سے اسلام کب خالی ہے اے زاہد
نکل سبحے سے رشتہ صورت زنار ہو پیدا

متاع صد ہنر رکھتا ہوں لیک افسردہ خاطر ہوں
دکھاؤں تب جو کچھ بھی گرمی بازار ہو پیدا

نظر آوے نہ ہم بن ایک عاشق کی تجھے صورت
جب اس آئینے سے مکھ پر خط انکار ہو پیدا

تری تیغ نگہ خونخوار جیسی کی ہے سرے نے
کب ایسی ہند سے تا اصفہاں تروار ہو پیدا

جدائی یار کی کیا بے طرح کا روگ ہے یارب
کسی دشمن کے دشمن کو نہ یہ آزار ہو پیدا

ملے گو راہ شیخ و برہمن کو دیر و کعبے کی — کسی کے دل میں پانا راہ کا دشوار ہو پیدا
کیا جس دل نے اخذ نور خورشید محبت سے — نگاہ اس کی سے ہر دم مطلع انوار ہو پیدا
قسم کھاتا ہوں تیرے پاؤں کی لگتا ہوں سر بارے — اس اٹکھیلی کی کیوں کر کبک میں رفتار ہو پیدا
محب باغ جناں میں سدرہ و طوبیٰ ہے لیکن واں
کہاں اپنے صنم کا سایہ دیوار ہو پیدا

☆ ☆ ☆

جی چاہے کعبے جاؤ جی چاہے بت کو پوجو — یہ سن رکھو محب تم عاشق کبھو نہ ہو جو
خوں سو دلوں کا ہوگا مشاطہ تیری گردن — زلفوں کا اس کی ٹوٹا شانے سے ایک مُوجو
جس جا فرشتے کے پر جلے ہوں پاؤں دھرتے — دل اس گلی میں سر سے شایاں ہے جائے تُوجو
اک دم میں دیکھ لیجو پھر جیب پارہ پارہ — بے فائدہ ہے ناصح کرتا ہے تو رفو جو
زخم جگر کا مرہم ہے یہ کہ جائیں مرہم — ------ نہ ہو بلا سے جلاؤ پھولو سوجو 39
کس رشک مہر و مہ کے شائق ہیں دیکھنے کے — ہیں مہر و مہ پھرتے دن رات کو بہ کو جو
پا کر تجھے حلاوت کیا کیا اٹھاتے ہیں وہ — کچھ دل ہی دل میں تیری کرتے ہیں جستجو جو
کیا کیا نہ داغ حسرت سب دل ہی دل میں کھاویں — مجلس میں گل رخوں کی آوے وہ شمع رو جو
تکتا مقابل اس کے کس رو سے ماہ ہووے — گرم سخن ہو ذرہ[40] وہ مہر شعلہ خو جو
تھی موج آ ہوئے چیں اور سب حباب نافے — دریا پر اس نے کھولے گیسوئے مشکبو جو
سیل سرشک میری پہنچے ہے غم میں تیرے — گلزار میں رواں ہے اے گل یہ آب جو جو
گلشن میں گر وہ میکش آوے شراب پینے — گل کا بھرے پیالہ غنچے کی ہے سبو جو
کالے کے کاٹنے کی چڑھتی ہے لہر دل پر — زلف سیاہ اس کی یاد آئے ہے کبھو جو

اک طرز کا ہے اپنا انداز گفتگو جو معنی شناس ہی کچھ رتبے کو اس کے سمجھے

عاشق نہ ہم تو ہوتے پر اے محب بغل میں
دل ہے وہ دشمن جاں پیتا رہے لہو جو

☆ ☆ ☆

دامن جھٹک جھٹک کر تونے ہزار کھینچا
میں دست آرزو کب اے گل عذار کھینچا

مجھ تشنہ کام کی ہی کچھ سرگذشت سن لے
آخر تو تو نے تیغا ہے آبدار کھینچا

برچھی سی پار دل کے اک پل میں ہو گئی ہے
آنکھوں میں تونے سرمہ دنبالہ دار کھینچا

سوراخ سے جگر کے یوں آہ کھنچ کے نکلی
جس طرح جنتری سے زرگر نے تار کھینچا

ہم کھنچ رہے تھے جبرا" جانے سے تجھ گلی کے
پھر الفت دلی نے بے اختیار کھینچا

جھنجھلا کے آج تو نے چین جبیں دکھا کر
کیا تاب دار میرے دل پر کٹار کھینچا

تیر نگاہ دل کے یاں پہلی بار گزرا
جب تو نے کھہ کماں کو ابرو کی یار کھینچا

مضمون غیر کاٹا جو رنگ باندھا ہم نے
سیف قلم سے جس دم اک ہاتھ مار کھینچا

مانی نے آن مانی' جب شاہد سخن کا
کلک خیال سے میں نقشہ اتار کھینچا

اے عشق لخت دل تو منصور تھا نہ میرا
مژگاں پر اس کو ناحق کیوں تو نے دار کھینچا

جس دن سے تو گیا ہے دوراں میں میکشوں نے
کیا درد سر اٹھایا رنج خمار کھینچا

جوں چشم ساغر آنکھیں ان کی سفید ہوئیں
آنے کا تیرے ساقی یہ انتظار کھینچا

لا میکدے سے باہر جس وقت محتسب نے
بنت العنب کو کر کے رسوا و خوار کھینچا

جب مغبچوں نے وو ہیں ناک اس کو ریش بابا
داڑھی پکڑ کے اس کا کر رشتہ وار کھینچا

کیا پیچ تھا کہ دل کو اے شمع رو محب کے
تو نے پتنگ اڑا کر پروانہ وار کھینچا

☆ ☆ ☆

چشم پر آب میں ہے جلوہ قد دلجو کا
سیر کرتا ہوں عجب سرو کنار جو کا[41]

شب فرقت میں جو اٹھتی ہیں جگر سے ہوکیں
اک جہاں مجھ کو نظر آئے ہے عالم ہو کا[42]

بے تردد تہ دل سے ہے اسے نشو و نما[43]
حکم رکھتا ہے سخن رنگ گل خود رو کا

مردم چشم میں رم خوردہ بتوں کی شاید
شیر طفلی میں پلایا ہے انہیں آہو کا

رات قصداً" وہ میرے ساتھ نہ آ سویا تھا
آ گیا یوں ہی نشے میں کہیں بھولا چوکا

ہمکنار اور سے شب خواب میں دیکھا جو اسے
کیا کہوں جاگتے ہی درد اٹھا پہلو کا

منہ لگانے سے پھر اب اس کے کراہیت ہے
ہم نے اس لولی دنیا کے ہے منہ پر تھوکا

ہاتھ تب عشق کے میں سنگ گراں پر ڈالا
زور فرہاد کے جب تول لیا بازو کا[44]

[45]باندھوں پر یہ نیا باندھوں باندھا ہے محب
شوخ نے چیرہ جو سر پر ہے سجا سالو کا

☆ ☆ ☆

شہرہ حسن بھی کیا دام بچھا جادو کا
راہ رو کوئی پھر آیا نہ کبھو اس کو کا

ادب آموختہ کم سخنی کم نگہی
روئے آئینہ ہے ہر وجہ اسی کے رو کا

نگہ لطف کی، گو سوزن مژگاں سے سیا
کوئی زخمی نہ جیا تیغ خم ابرو کا

روز کا کل سے تو تھا سلسلہ برپا سنبل
رنگ رو باختہ شب زلف سے ہے شبو کا

حسن تیرا وہ بھبھوکا ہے کہ شب تا بہ سحر
شیخ کے منہ کو لگاتا ہی رہے ہے لوکا

اور ایسا نہیں دل سوز کوئی اے ہمدم
آہ جاں سوختگاں دود ہے تمباکو کا

(قطعہ)

چشم گریاں دل سوزاں تری فرقت میں جو ہیں
ذکر ان دونوں پہ اپنے تو نہیں قابو کا

آہ کا قصد پہنچنے کا ہے آں طرف فلک
عزم ہے چشم میں آں سوئے زمیں آنسو کا

آفریں کی [illegible] سزا ذات شریف ان کی محب[46]
طرح سودا کے نہ حامی ہو کسی کاشو کا

☆ ☆ ☆

آنے کے وعدے پر یاں میں ہوں خلل میں بیٹھا
وہ آج بھی رہا پھر مکر و حیل میں بیٹھا

میں دوستی کے جتنا فکر و عمل میں بیٹھا
وہ دشمنی سے دونا جنگ و جدل میں بیٹھا

شیشے کو مے کے لے کر وہ مہ بغل میں بیٹھا
یا آفتاب آ کر برج حمل میں بیٹھا

بیکل رہوں کہاں تک یہ دیکھ لیجئے گا
در پر کسو کے جا کر میں آج کل میں بیٹھا

اس باغ میں ہمیں تو تو ہی نظر پڑے ہے
ہر برگ و بر میں بیٹھا ہر پھول و پھل میں بیٹھا

ہر قطرہ اشک میرا اک بے بہا گہر ہے
تو جیسے آ کے دل کے موتی محل میں بیٹھا

ملنے کی آج بھی کچھ ٹھہرا گیا نہ' میں تو
تھا دیر سے اسی کے رد و بدل میں بیٹھا

ہارا ہوں نقد جاں تک اس بد قمار سے پر
ہوں اب کے داؤ لینے بوسہ شغل[47] میں بیٹھا

صحبت خوش آئے اس کو کب ہم سے مفلسوں کی
جو سیم تن ہو بزم اہل دول میں بیٹھا

غم اور غصے ہی میں شب وصل کی ہے گزری
تا صبحدم رہا وہ جنگ و جدل میں بیٹھا

پایا مذاہبوں میں (اک)[48] عشق صاف مذہب
دیکھے ہزار ادیاں اور سو ملل میں بیٹھا

گالی سوا کسو سے سیدھی زباں نہ بولا
وہ اپنے بانکپن کے ہے آج بل میں بیٹھا

جوں نقش پا گلی میں تیری ہوں خاک بر سر
ایک پل اٹھا جو واں سے پھر ایک پل میں بیٹھا

نزدیک زلف کے یوں دنبالہ چشم کا ہے
جوں ناگنی کا بچہ چھپ کر کنول میں بیٹھا

تیرا بنا ہوں مجنوں' دیوانگی کی لیلیٰ
گھر ہوش کا لٹا کر دشت و جبل میں بیٹھا

قسمت کا آب و دانہ لایا محب اٹھا کر
یاں جیتے جی ہوں آ کر دام اجل میں بیٹھا

☆ ☆ ☆

عارض کا خال مہو ہے کیا قہر سانپ کا
زلف سیاہ اس کی میں ہے زہر سانپ کا

ماروں گا اس کی زلف کے دیکھا جو بحر اشک
رکھتی ہے رنگ اس کی ہر اک لہر سانپ کا

افعی نے زلف کی یہ ڈسے عاشقوں کے دل
رکھتا ہے بال سے بھی خطر زہر[49] سانپ کا

کس ماہ رو کے گیسوئے پیچاں سے ملک دل
ویراں ہے جیسے مارا ہوا شہر سانپ کا

اس کاکل سیہ کے ہے سائے میں وہ فسوں[50]
ہوش اس کی لہر میں نہ رہے ٹھہر سانپ کا

قرباں ہوں بسکہ اس کے کھلے بال دیکھ کر
گنجینہ سیل اشک کی ہے نہر سانپ کا

زنجیر زلف سے دل سودا زدہ محب
رکھتا ہے خوف ہر گھڑی ہر پہر سانپ کا

☆ ☆ ☆

گر وصف زلف میں ہو رقم رنگ سانپ کا
طول سخن سے قافیہ ہوتنگ سانپ کا

چھل بل سے زلف رکھتی جو ہے ڈھنگ سانپ کا
ہے زیر ران (رخش)[51] یہ شبرنگ سانپ کا

سو سو گرہ ہوا میں ہر اک بال بال کھائے
نازک برنگ زلف کہاں انگ سانپ کا

مارا تمام لشکر عشاق زلف نے
اپنا نشان کھول سر جنگ سانپ کا[52]

سبزے وہ خط کے لہلے اور لہر زلف کی
دیکھے سے ہوش ہوگیا جب بھنگ سانپ کا

دنبال میں درازی زلف سیاہ سن
ہے کوہ و دشت کی طرف آہنگ سانپ کا

پی ہے ڈسے پر افعی کاکل کا زہر کھینچ
وہ خال لب ہے مہو سیہ رنگ سانپ کا

دریا میں خوف لہر سے اس بت کی زلف کے
ہوجائے آب زہر ہو گر سنگ سانپ کا

ماروں گا اس کی زلف کے دیکھا جو دود آہ ‏ ‏ ہو دوداں سیہ کئی فرسنگ سانپ کا
جو پیچ و تاب گیسوئے پیچاں میں اس کے ہے ‏ ‏ ہو یک جہان دیکھ اسے دنگ سانپ کا
گہ حلقہ حلقہ گہ گرہ و گاہ پیچ و تاب ‏ ‏ زلف پری رخوں میں ہے نیرنگ سانپ کا
زلفوں کی اس عذار پر آشفتگی محب
اک دغدغہ ہے روم سے تازنگ سانپ کا

☆ ☆ ☆

شہر جنوں میں باسق منشور ہے ہمارا ‏ ‏ مجنوں بھی اک چارم دستور ہے ہمارا
محبوب تو نہایت مغرور ہے ہمارا ‏ ‏ قرب وصال اس سے اب دور ہے ہمارا
شکوے تو سو طرح کے درخور ہیں پردل اپنا ‏ ‏ شاکر رضا پر اس کی مشکور ہے ہمارا
عالم ہے سب طرح کا اپنی نظر میں لیکن ‏ ‏ کچھ دیکھنا اسی کا منظور ہے ہمارا
اک جام ہم کو ساقی دے جلد بھر کے ورنہ ‏ ‏ پیانہ عمر کا بھی معمور ہے ہمارا
شور جنون مجنوں پر بے نمک ہے اس سے ‏ ‏ دیوانگی کا ہمدم جو شور ہے ہمارا
دل دے کے اس پری کو کرنے کا مسترد پھر ‏ ‏ گر ہوں فرشتہ تو کب مقدور ہے ہمارا
ہم پاس آکہ شب کو خفاش کے علی الرغم ‏ ‏ اے رشک ماہ حاسد شب کور ہے ہمارا
لکھ اور ہی محب کچھ بہر سرور خاطر
یار اس غزل کو سن کر مسرور ہے ہمارا

☆ ☆ ☆

ملنا پری رخوں سے دستور ہے ہمارا ‏ ‏ دیوانگی کا چرچا مشہور ہے ہمارا
گو ملتجی جہاں بھی اہل جہاں سے ہووے ‏ ‏ یاں مقتضائے غیرت غیور ہے ہمارا
فرہاد و قیس نامی کاہے کو اس قدر تھے ‏ ‏ نام عاشقی جتانا مشہور ہے ہمارا

بے جوہری جو رائج ازبسکہ عیب کی ہے
جوہر ہنروری کا مستور ہے ہمارا

ہم میرزا منش ہیں بنیاد جانکنی کے
اک کوہکن بھی ادنیٰ مزدور ہے ہمارا

زائر ہوں کیوں نہ اپنے ہم دل کے مقبرے کے
مرحوم ہے ہمارا مغفور ہے ہمارا

تجھ کو تو برج عقرب گھر غیر کا خوش آیا
اب ماہ خانہ دل بے نور ہے ہمارا

اے چشم یار تیرے جادو سے کیا کہیں دل
بیمار ہے ہمارا رنجور ہے ہمارا

پی کر شراب مل کر ہر سنگ دل صنم سے
پہلو میں شیشہ دل سب چور ہے ہمارا

اس چشم سرمہ ساکی یہ یاد روز و شب ہے
دل نالہ و فغاں سے معذور ہے ہمارا

ہم ہیں محب حیدر سنتے ہو اے عزیزاں
جس تذکرے میں دیکھو مذکور ہے ہمارا[53]

☆ ☆ ☆

حوض میں دوپہر کے وقت اے مہ من زیبا
تھا نہانے میں ترے خورشید روشن زیبا

گاہ آتا ہے نظر جوں برق گاہے بادِتند
ہے (چھلاوہ)[54] اس پری پیکر کے توسن زیبا

آبلوں کا دشت میں سینے کو چاک پیرہن
ہے ترے مجنوں کے نوک خار سوزن زیبا

جائے ہے جس راہ وہ کافر سراسر ہر قدم
فرش آنکھیں کرتے ہیں شیخ و برہمن زیبا

قصر جن کے تافلک تھے سربلند اس خاک پر
صورت نقش قدم ان کا ہے مسکن زیبا

جز ہلال و انجم اپنے تو سمند ناز کے
ترک من ! بندھوا نہ نعل و میخ آہن زیبا

تانشے میں غیر پہچانے نہ تم کو یوں چلو
نہ قدم لغزش کرے نہ اور دامن زیبا

چوک سے گو پہن آئے کفش تم اغیار ساتھ
ہم تمہارے دوست ہیں کہتے ہیں دشمن زیبا

صورت گلدستہ ہر نقش قدم پر ہے بہار
ہے خرام ناز میں اس گل کے گلشن زیبا[55]

خون عاشق سے ملاکر پائمال اس کو نہ کر
رنگ کا مہندی کے ڈھل جاوے نہ جوبن زیبا

جائے آسائش قیامت تک نہیں ایسی محب
ہوئے گر معشوق کے عاشق کا مدفن زیرپا

☆ ☆ ☆

شب و روز اشک سے ہے خانہ چشم تر کبوتر کا
مژہ ہر یک ہے خط لے جانے پر شہپر کبوتر کا

نہیں ہے کام لے جانا میرا خط ہر کبوتر کا
جلا دیتا ہے سوز دل کا پرزہ پر کبوتر کا

جگر سے تابلب نامہ بری کے شوق میں ہردم
کرے ہے آہ میری کام بازی گر کبوتر کا

ہم اپنے دل کے ٹکڑوں کی اڑائیں ٹکڑیاں رنگیں
جو سیکھے کھیل کچھ بھی وہ پری پیکر کبوتر کا

کیا چاہ ذقن، زاغ سیاہ خال بے مسکن
کنویں میں ورنہ دیکھا پتھر ہے گھر کبوتر کا

اڑا بھاگا ہوا لوہو کی تر چھینٹوں سے دم گھبرا
ہمارا قاصد آیا رنگ بن گلبر کبوتر کا

گلی اس کی میں قاصد کا ہے وہ احوال بیتابی
جو سرگرداں فراموش آشیاں مضطر کبوتر کا

بچے کیا عشق کے جھپٹے سے صید ناتوان دل
نہیں چلتا ہے کچھ شاہیں سے زور آور کبوتر کا

ہمیں یوں ہانک مت دے پھر بلائے پر نہ آویں گے
وتیرہ عشق بازوں میں نہیں دلبر کبوتر کا

56 (اڑا) کر بے وفائی کچھ تو آداب وفا سیکھیں
پری رویوں کے حق میں کھیل ہے بہتر کبوتر کا

یہ قاصد ہم دگر میں عالم ارواح کا بھی ہے
محب ہے مقبروں میں آشیاں اکثر کبوتر کا

☆ ☆ ☆

اٹھا دے دل کی چوٹوں کا جو خط شہپر کبوتر کا
تو نیلا رنگ ہو صدمے سے سر تا سر کبوتر کا

حقیقت شعلہ خیز آہ جگر کی کچھ جو لکھ بھیجی
ہوا جوالا مکھی کا روپ ہر اک پر کبوتر کا

گیا تھا جوگیوں میں مل کے پہنچانے مرے خط کو
گلی اس کی میں سر کا ہے پڑا کھپر کبوتر کا

وہ کوچہ اس کا یا ہُوکا ہے عالم یہ تعجب ہے
جواب خط نہ لانا خط کے آنے پر کبوتر کا

نہ راس وچپ ہیں زلفیں حلقہ حلقہ اس کے چہرے پر
یہ ہر یک پھاند ہے عاشق کے نامہ بر کبوتر کا

[57]. . ایسا ہے وہ جو نیچے[58] ہے . . .
اڑا دے کاٹ پر پرزہ ہوا پر دھر کبوتر کا

کلام سعدی شیرازی اور یا شعر مکتوبی
پڑھے ہے آب خوں سے وہ نگار اکثر کبوتر کا

جواب خط کوئی جیتا چھٹا کب اس شرابی سے
کہ جس کو ہو پسند اکثر (بآب) تر کبوتر کا

خط سبز اور لعل لب محب ان مہ لقاؤں کا
یہ دام و دانہ ہے عاشق کے دل کے ہر کبوتر کا

☆ ☆ ☆

دل اس کے مقابل سے ٹلے گا نہ ٹلے گا
سر تیغ تلے اس کے ہلے گا نہ ہلے گا

جی جان سے اس شمع مجالس کے ہو قرباں
پروانہ میری طرح جلے گا نہ جلے گا۔

دلتا ہے جو چھاتی پہ مری مونگ مرا یار
سو غیر کی چھاتی پہ دلے گا نہ دلے گا

پامال مرے خون کو مہندی کی طرح کر
افسوس سے وہ ہاتھ ملے گا نہ ملے گا

خورشید قیامت ہے ترے حسن کا جلوہ
خوبی کے دنوں سے یہ ڈھلے گا نہ ڈھلے گا

اشک آنکھ میں دن رات غضب شوخ ہے غماز
یہ نا شدنی طفل پلے گا نہ پلے گا

جو ریگ رواں شیشہ ساعت میں ہے یوں دل
باہر تیرے کوچے سے چلے گا نہ چلے گا

جو شمع پہ جز آگ دیے نخل تمنا[59]
اس باغ میں پھولے گا پھلے گا نہ پھلے گا

بن تیل کڑاہی کوئی میری سی طرح دل
کہہ تو ارے مے خوار تلے گا نہ تلے گا

جز آتش نظارہ کباب دل عاشق
اے مست مے ناز گلے گا نہ گلے گا

جوں اس کی گلی میں ہے محب خاک برابر
یوں ہی کوئی ماٹی میں رلے گا نہ رلے گا

☆ ☆ ☆

اسرار داں ہے حضرت آدم شراب کا
عالم سے کیا بیاں کریں عالم شراب کا

شیشہ مدام سبز و کبودی پہن لباس
رو رو کرے ہے بزم میں ماتم شراب کا

مستوں کے بیٹھے پہلو میں با نالہ و فغاں
شب تا سحر سبو نے کیا غم شراب کا

ہے زندگی میں وہ نفس عیش بس ہمیں
جو صبح شکل شیشہ بھریں دم شراب کا

بخشے ہے گل کے چہرے کو دو قطروں میں فروغ
رنگ اثر ہے تجھ میں بھی شبنم شراب کا

اس چشم مست کی ہمیں کافی ہے یک نگاہ
رکھتا ہے نفع شرب بہت کم شراب کا

بے ہوش اس میں کشتی دل کو نہ دے بہا
پرخوف موج نشہ سے ہے یم شراب کا

ہیں راز دار دیدہ دل رمز عشق کے
بے جام و شیشہ کون ہے محرم شراب کا

تیغ نگاہ مست کا زخمی ہے دل محب
انگور اس پہ لائے گا مرہم شراب کا

☆ ☆ ☆

آئینے کے جو دیکھا رو درمیان تیرا
مہ سا نظر پڑے ہے اے مہربان تیرا

اس باغ میں ہے نالاں کس گل کے واسطے تو
اے بلبل فغاں ہے عرش آشیان تیرا

مانند تیر یاراں محبت سے ہو جواں کے
پیران سر جو ہووے قامت کمان تیرا

ان صورتوں سے اے دل تو روشناس ہوئے
ہے خاکدان آخر آئینہ دان تیرا

اوہم کا گنبد اس سے کتنا نچان میں ہے
عمامہ شیخنا کا بل بے انچان تیرا

یاقوتی لب اس کے کر ضعف دل کی قوت
بیمار چشم کا ہے بس ناتوان تیرا

کچھ بات تو بناؤں گو تنگ حوصلہ ہوں
گر مجھ کو مجھ میں چھوڑے فکر دہان تیرا 60

نکلا شکم سے لے کر ہمراہ روزی اپنی
تس پر ترا کشندہ ہے فکر نان تیرا

تو فکر زاد رہ میں یاں ہے، وہ چل ہی نکلا
طبل رحیل دے کر واں کاروان تیرا

اندیشہ نشان و نقارہ و عماری — ہے تیرے روندنے کو پیل دمان تیرا
کس آشنا کے خوں سے مجلس کرے ہے رنگیں — دیکھیں تو یار کھانا غیروں میں پان تیرا
آیا نہ بعد میرے تقریب فاتحہ سے — ناصاف دل ہے اب تک اے بدگمان تیرا
تو بے کسانہ اے دل جلتا ہے جی ہی جی میں — نہ شعلہ اٹھتے دیکھا نہ کچھ دخان تیرا
خوشبوئے خانہ تیرا تفویض گل ہے جیسے — تحویل غنچہ ہر یک ہے عطر دان تیرا
جوں حلقہ در آنکھیں در سے ترے لگی ہیں[61] — تا زندگی یہ سر ہے اور آستان تیرا
بتخانے سے نہ واقف نہ خانہ خدا سے — عاشق تری گلی کا ہے خانمان تیرا

کہتا تھا اس کا پیغام آتا ہے کل سو آیا
دل اے محب قیامت ہے غیب دان تیرا

☆ ☆ ☆

خواب و خور و صبر و دل و آرام ہمارا — ساتھ اپنے گیا لے کے دل آرام ہمارا
زنار سے دل جوڑ کے تسبیح کو توڑا — باللہ نہیں تو بھی وہ صنم رام ہمارا
ہیں گرد سر اس چشم کی گردش کے شب و روز — گو رشک کرے گردش ایام ہمارا
اس دور میں ہے دورہ ساغر سے ہمیں کام — ناکام نہیں ہیں ہے یہی کام ہمارا
جز خال و خط زلف و جبین و رخ و عارض — خواہاں نہیں ہے دل سحر و شام ہمارا
آنا ہے تو آئیں کوئی ساعت ہی ہیں مہماں — کہیو ارے قاصد یہی پیغام ہمارا
آغاز خط یار سے ہے مشق جنوں کی — ارقام ہے کیا دیکھئے انجام ہمارا
ہم نے تو بڑا درد ترا نام ہے پایا — خاطر سے تری گو کہ ہے گم نام ہمارا
ہے اس دہن و چشم سے جو طبع کو رغبت — مرغوب ہے اب پستہ و بادام ہمارا
وہ صبح نہ دیکھی کہ نہ ہو خون جگر سے — لبریز برنگ شفقی جام ہمارا
گرنے لگے ہے ضعف سے جب ہو کے عصا آہ — لیتی ہے دل زار وہیں تھام ہمارا

آیا ہے نہ غیراز گل داغ اپنے کبھو کام   دشمن ہے اے بلبل درم و دام ہمارا
دیں نقد دل اک بوسے کی قیمت جو پھر آگے   سودا نہ بگاڑے طمع خام ہمارا
قامت سے الف زلف سے بے لام پڑھے ہے   ہر دم دل سیپارہ الف لام ہمارا
ہر شوخ پری وش کی محبت میں پھرے ہے
دیوانہ محب ہے دل خود کام ہمارا

☆ ☆ ☆

جب سے اس بے مہر کا دل خواہ آئینہ ہوا   عکس رو اس کے سے شکل ماہ آئینہ ہوا
تھے خود آرائی سے کیا واقف یہ تو خط سادہ لوح   ان کو اس عالم کا خضر راہ آئینہ ہوا
ان بتوں سے ہو کے صورت آشنا حیرت میں ہے   حسن معنی سے تو کب آگاہ آئینہ ہوا
میں تو حیراں ہوں کہ جو صورت ہوئی پیدا حسیں   یار اس کا پہلی بسم اللہ آئینہ ہوا
کردیا اس شوخ کا دونا غرور حسن و ناز   62 کیوں ہمارا دشمن جانکاہ آئینہ ہوا
قابل عرض صفا کیا دل نہ ہو جب ہو گداز   آہن از بے جوہری ہر گاہ آئینہ ہوا
صورت دل اس کو ہی اک آہ سے کھینچے گداز   سخت نظارے کا سد راہ آئینہ ہوا
تیرے بن دیکھے تو اے ساقی ہماری چشم میں   خون فشاں اک ابر اشک و آہ آئینہ ہوا
عشق کی آتش سے دل اول تو خاکستر ہوا   حسن کے جلوے سے آخر واہ آئینہ ہوا
صاف ہے رنگ کدورت سے مثال آفتاب
دل محب تیرا ز حب شاہ آئینہ ہوا

☆ ☆ ☆

صحرا میں خار باغ میں گل گل میں بو ہوا   جس رنگ میں نمود ہوا یار تو ہوا 63
خواہش نہ دین کی ہے نہ دنیا کی ہے ہوس   پیدا جہاں میں میں دل بے آرزو ہوا

جب سے نظر پڑی ہے تیری چشم سرمہ سا — دل کا وہ شور نالہ گرہ در گلو ہوا
دنیا میں چشم زار سے عاشق کو ہے یہ فیض — ہر قطرہ اشک کا گہر آبرو ہوا
اس بزم میں کسی کو ملا غم کسی کو عیش — ساغر کو خندہ گریہ نصیب سبو ہوا[64]
اے شمع بزم ہم سے بجز اپنے سوز دل — تیرا گلہ جلے یہ زباں جو کبھو ہوا

دامن تک اس کے پہنچنے کے شوق میں محب
آخر غبار راہ ہوا خاکِ کوُ ہوا

☆ ☆ ☆

اس حنا کا جسے قسمت ترا پا بوس ہوا — ہم کو ہر برگ برنگ کف افسوس ہوا
دل دیوانہ پری رویوں سے مایوس ہوا — زور حیرت کے طلسمات میں محبوس ہوا
عکس سے لالہ و گل کے لب جو شیشہ ے — آب کے آئینے میں صورت طاؤس ہوا
عشق کے شہ نے محالات محبت جو دیئے — نالہ و آہ ہمارا علم و کوس ہوا
ہر گھڑی وہم میں گزرے ہیں نئے اخبارات — ترے کوچے میں گماں اپنا یہ جاسوس ہوا
نہیں پھر اس کو دو عالم میں کہیں باب امید — عشق تیرے در دولت سے جو مایوس ہوا
جو عمل ہم نے محبت کا کیا طالع کی — ہوئی برگشتگی ایسی کہ وہ معکوس ہوا
محتسب کھینچ کے لا دختر رز کو گھر میں — بہت رسوائے خلائق ترا ناموس ہوا

قاتل اپنے سے شہادت طلب آئے تھے محب
قدم سعد لعیں شیخ ہے منحوس ہوا

☆ ☆ ☆

آپ کا جی کس لئے ملنے سے میرے دق ہوا — لاکھ عاشق ہیں تمہارے میں بھی اک عاشق ہوا
شام کا اقرار اب ہم سے تو اے کاذب نہ کر — کچھ ترا آنے کا وعدہ صبح کا صادق ہوا
خواب [65] میں افسانہ میرے عشق کا — قیس سے تا کوہکن عذرا سے تا وامق ہوا

چاند سا مکھڑا بت بے مہر کا نام خدا — خط سے اب وہ چند روشن نسبت سابق ہوا

دن تو گذرے ہے قیامت رات اس سے بھی زیاد — دل مرا جب سے ترے دیدار کا شائق ہوا

(ناصحا) ملنے سے اس کے منع تو مجھ کو نہ کر — اب تو قسمت میں جو ہونا تھا مرے مشفق ہوا

روز بخشے ہے جگر خواری کی اک لذت نئی — غم ترا عشاق کا روزی رساں رازق ہوا

حسن کا جلوہ ترا ایسا تو ہے اے رشک حور — آپ عاشق دیکھ تجھ مخلوق کو خالق ہوا

تیری ہی توصیف بولا کلمہ حق اللہ کا — طوطی دل جب زبان حال سے ناطق ہوا

عاشقوں میں کیوں نہ فوقیت ترے عاشق کو ہو — سارے معشوقوں سے تو آفاق کے فائق ہوا

رونق افزا حسن کی ہے پاک عاشق کی نگاہ — کس طرح ہم چشم اس کا بوالہوس فاسق ہوا

شعر معنی میں بہرصورت ہو جوں آئینہ صاف — ہے غبار خاطر سامع اگر مغلق ہوا

ریختے کے ملک کا سودا کو بخشا حق نے راج — اس نگر میں کون ایسا ناظم و ناسق ہوا

جب نشے میں ہم نے کچھ میٹھے کی خواہش اس سے کی — ترش ہو بولا کہ کیوں بے تو بھی اس لائق ہوا

جب سے اس بے مہر کا عاشق ہوا ہے تو محب
تب سے سرگرداں میان مغرب و مشرق ہوا

☆ ☆ ☆

جو تو نے ہم کو جفا سے سے تباہ کر چھوڑا — ہم اپنے عہد وفا کو نباہ کر چھوڑا

ادھر تو دیکھ یہ خوں ریز انکھڑیوں نے تری — ہمیں کو خون گرفتہ نگاہ کر چھوڑا

اگرچہ دل میں نہ تھی صبر کی ذرا طاقت — سو مدتیں ہوئیں اس کو بھی آہ کر چھوڑا

ترے فراق میں اے ماہ سقف گردوں کو — جلا کے آہ نے میری سیاہ کر چھوڑا

نہ بتکدے سے ہمیں کام ہے نہ مسجد سے — یہ صلح کل کے لئے سب سے راہ کر چھوڑا

وفا کیا نہ کبھو ایک تو نے اے بے مہر — کروڑ وعدہ بہر سال و ماہ کر چھوڑا

زمیں پہ خاک کئے بن فلک نے ہائے محب
کسے فقیر کسے بادشاہ کر چھوڑا

☆ ☆ ☆

نہ ملتا ہی جسے سب طرح منظور نظر ٹھہرا — کچھ اس سے پھر نہ اپنا زور ٹھہرا اور نہ زر ٹھہرا
کیا سینہ سپر ہر آن اس کی تیر مژگاں کا — صف عشاق میں میرا ہی ایسا دل جگر ٹھہرا
نظر آیا نہ کچھ اک مو برابر اپنی نظروں میں — مگر تیرا کمر بند اے میاں بند کمر ٹھہرا
چمک دانتوں کی سرخی اس کے ہونٹوں کی قیامت ہے — مقابل اس کے کس رو سے کہو لعل و گہر ٹھہرا
تمیز اپنی عبث کھونے کو آیا شیخ رندوں میں — تجھے کہتے تھے آگے گاؤ اب یاں ماچہ خر ٹھہرا
کیا بے جوہری کو انقلاب چرخ نے جوہر — جہاں میں نام جس کا عیب تھا سو اب ہنر ٹھہرا
محب ملک عدم کی طرف ایسا جلد کیا سچ ہے — سنا ہے آج کل ہم نے ترا عزم سفر ٹھہرا

☆ ☆ ☆

67
اٹھ گیا عشق میں یکبار سبھی کا خطرہ — نہ ہمیں جان کی پروا ہے نہ جی کا خطرہ
دیکھ کے شام و شفق آگ لگی ہے دل میں — جب گزرتا ہے ترے پان مسی کا خطرہ
جن کی نظروں میں تصور ہے ترے مکھڑے کا — دل میں کب لاتے ہیں وہ حسن پری کا خطرہ
کر دیا تجھ سے جدا مجھ کو فلک نے آخر — تھا مرے دل میں شب و روز اسی کا خطرہ
درد دل بھی کبھو اظہار نہیں کر سکتے — ہے ہمیں نازکی طبع تری کا خطرہ
سبزہ خط نے کیا زیر و زبر کشور حسن — فوج سے پہلے قیامت ہے کسی کا خطرہ
پھر خدائی میں نظر آئے نہ اپنا ثانی — خود بخود دل سے جو اٹھ جائے خودی کا خطرہ
صاف دل رہتے ہیں آلائش دنیا سے نڈر — آئینے کو نہیں خشکی و تری کا خطرہ

ہم محبوں سے علی کے نہ ڈرے کیونکر شیخ
دل میں شیطان کے رہتا ہے ولی کا خطرہ

☆ ☆ ☆

نہ مال و زر کے منعم داغ کو چھاتی پہ دھر لے جا
چلے جب باغ دنیا سے تو نیکی کا ثمر لے جا [68]

خریداری جو ہو منظور جنس رستگاری کی
بجائے گنج گوہر ساتھ اپنے چشم تر لے جا [69]

رواں ہر طرف ہے دریائے فیض عشق عالم میں
کہیں عاشق ہو پھریاں سے سبوئے دل کو بھر لے جا

نہیں لائق تجھے محروم رکھنا اے غم جاناں
وگرنہ صبر سی شے کوئی بھی دیتا ہے پر لے جا

یہ عالم بزم عبرت ہے زباں کر قطع شکوے کی
بسان شمع خاموشی میں جوں گزرے بسر لے جا

نہ فکر آشیاں ہے مجھ کو نہ حب وطن دل میں
اسیر دام الفت ہوں جدھر چاہے ادھر لے جا

عبث بہ جائے گا خوں ہو کے دل آنکھوں سے فرقت میں
اسے ساتھ اپنے جس دن ہو ترا عزم سفر لے جا

نہیں ہے تاب خط لکھنے کی مجھ میں کاہش غم سے
مرے احوال کی قاصد زبانی ہی خبر لے جا

نہ کر صیاد فکر صید میرے طائر دل کا
ترے جب جی میں آوے ہیں قفس میں مشت پر لے جا

نہ جا اے آہ بے تاثیر اس گل رو کے کوچے میں
ہمارے اشک خوں سے ارمغاں رنگ اثر لے جا

خریدار متاع درد ہے واں نقد آمرزش
محب یہ تحفہ یاں سے ہاتھ آوے جس قدر لے جا

☆ ☆ ☆

دل جو دیوانہ بنا اسرار کیا تھا کیا ہوا
تو ہی بتلا اے پری رخسار کیا تھا کیا ہوا

ہم ہی واقف رخنہ اندازوں سے تیرے گھر کے ہیں
کوئی کیا جانے پس دیوار کیا تھا کیا ہوا

کہتے ہیں اس چشم کے عاشق کا مردم حال دیکھ
ہے قریب مرگ یہ بیمار کیا تھا کیا ہوا

دیکھتے ہی دیکھتے اس ابرو و مژگاں[71] سے دل
کھا کے زخم تیر اور تلوار کیا تھا کیا ہوا

دیکھنا شب خواب میں اس کو قیامت ہے کہ صبح
ڈھونڈ مارا کوچہ و بازار کیا تھا کیا ہوا

حال عاشق کا ترے یہ ہے کہ اس کو دیکھ کر
کہتے ہیں افسوس کھا کر یار کیا تھا کیا ہوا

کل تو تو جی کا بھلا تھا آج آخر ہو چلا — کچھ تو منہ سے بول آخر کار کیا تھا کیا ہوا
سن کے اس نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کے یہ کہا — خوب تو اس کا نہیں اظہار کیا تھا کیا ہوا
قیس اور فرہاد کو جس روگ نے مارا بتاؤ — میں نہیں آگاہ وہ آزار کیا تھا کیا ہوا
عشق وہ شیریں لبوں لیلیٰ وشوں کا ہے محبؔ
تجھ کو اس افعی نے ڈالا مار کیا تھا کیا ہوا

☆ ☆ ☆

جہاں میں جو لب دلبر سے کامیاب ہوا — وہ بد شراب ہے گر مائل شراب ہوا
شراب تو نے تو کل جا کے بزم غیر میں پی — مرا جگر اسی آتش سے جل کباب ہوا
ملاپ دیکھ کے شانے کا زلف تیری سے — جدا جدا مرے ہر مو کو پیچ و تاب ہوا
زیادہ دولت و آباد خانہ ہو تیرا — کہ تجھ سے مل کے مرا خانماں خراب ہوا
لگی نہ زیر زمیں بھی مری پلک سے پلک — ترا خیال قیامت عدوئے خواب ہوا
بہار حسن رہی جس کی خط کے آنے پر — وہ شرع عشق میں اک صاحب کتاب ہوا
گداز آتش دوری نے یہ کیا دل کو — وہ سنگ سینہ جو اک صبر تھا سو آب ہوا
یہ راستی ہے کہ دیوان سے قیامت کے — مرا یہ مصرع قامت ہی انتخاب ہوا
سحر جھلک ترے مکھڑے کی دیکھ کے تا شام — زمیں میں گڑنے کا آمادہ آفتاب ہوا
مرے مزار پر آیا جو تو تو صد رحمت — عذاب یاں سے مٹا اور تجھے ثواب ہوا 72
محبؔ جو دید کیا ہست و نیست کا ہم نے
نمود کیا کہوں جو آب پر حباب ہوا

☆ ☆ ☆

قطرہ اشک جو مجھ دیدہ تر سے نکلا — ایک سے ایک فزوں قدر گہر سے نکلا 73

ہے گلستان بیاں رنگ معانی سے تہی — یہ گل تازہ و تر خون جگر سے نکلا

موج خوں کیا کہوں اس دم مرے سر سے گزری — خنجر اس شوخ کا جس وقت کمر سے نکلا

جی نکل کے مرے آیا ہے لبوں پر تو بھی — حیف اے جان کہ تو اپنے نہ گھر سے نکلا

عشق کی آگ میں دیکھے ہے مرا دل جیسا — شعلہ ایسا نہ تو اخگر نہ شرر سے نکلا

آج آتش فگن مجمر جاں کس کا تھا — تو جو ڈوبا ہوا جاں عطر اگر سے نکلا

ہونٹ اپنے لگے سب چاٹنے شیریں دہناں — جب سخن اس کے لب تنگ شکر سے نکلا

خود ستائی کا سخن جیسے ہو سرزد جوں باد — اس کا مخرج نہیں معلوم کدھر سے نکلا

دل پر درد محب کب ہے اثر سے خالی
کہ اثر درد سے اور درد اثر سے نکلا

☆ ☆ ☆

دماغ اس شوخ کا کیونکر نہ ہو بر عالم بالا — دوبالا حسن کو کرتا ہے اس کے کان کا بالا

ہوا اک پل میں کام آخر تری آنکھوں کے مارے کا — انی برچھی کی ہے ظالم نہیں سرمے کا دنبالہ

غم دوراں سے پی کر خون دل اس بزم میں اپنا — بھرا ہے عمر کا پیمانہ ساقی جام صہبالا

وہ اپنے آنے کا وعدہ جو ہم سے کر گیا ہمدم — یقیں کر جانیو جھوٹا ہی ظالم دے گیا بالا

غرور اتنا نہ کر اے شاہ خوباں فوج خط آئی — کوئی دن میں یہ ملک حسن ہوتا ہے تہہ و بالا

ہوس پیری میں ملنے کی کرے ہے شیخ لونڈوں سے — مثل اس حمق کی وہ ہے کہ جوں بوڑھا ہے توں بالا

محب ہندوستاں زادوں کی گویائی کو کب پہنچے
سخن کہنے میں ہو جس کا وطن سرہند انبالا[7/6]

☆ ☆ ☆

اس بے وفا کو یار کیا ہم نے کیا کیا — دل دینے کا قرار کیا ہم نے کیا کیا

گلشن میں ذکر چھیڑ کے اس گل عذار کا
گل کو گلے کا ہار کیا ہم نے کیا کیا

دل اس کو دے کے جان سے بے دل جیا کئے
بہ جبر اختیار کیا ہم نے کیا کیا

مل تجھ سے ہرزہ گرد سے خلقت میں آپ کو
ناحق خراب خوار کیا ہم نے کیا کیا

کیا چوکے اس سے کیوں سر دنگل ہے حرف شوق
اظہار بار بار کیا ہم نے کیا کیا

اس گل کو آئینہ جو دکھا کر غرور حسن
اب ایک سے ہزار کیا ہم نے کیا کیا

پروانہ وار وار کے اس شمع بزم پر
ایک دم میں جی نثار کیا ہم نے کیا کیا

اس کی قسم کو جان کے سچ دل دیا اسے
جھوٹے کا اعتبار کیا ہم نے کیا کیا

سن کر گیا تھا ناصح مشفق ابھی محب
پھر جیب تار تار کیا ہم نے کیا کیا

☆ ☆ ☆

یہ صفا میرا گداز عشق نے سینہ کیا
رفتہ رفتہ حسن کا دلبر کے آئینہ کیا

کوئی شے خالی نہ دیکھے گا سوا اس کے ظہور
یاں عنایت جس کو حق نے دیدہ بینا کیا

ہجر میں ہم کو میسر ہے یہ کچھ آب و خورش
غم کیا کھانا مقرر خون دل پینا کیا

سر خوشی کا دور زندانی ہے ساقی تجھ بغیر
جام ہے مستوں نے طوق گردن مینا کیا

جز دل عاشق اٹھایا کس نے بار عشق کو
لے کے آدم سے ملک تک ہم نے تخمینا کیا

تھی جو امید وفا و مہر ہم کو یار سے
خوبی قسمت نے اس کو بغض اور کینا کیا

عیش دنیا کی نہیں صورت سے مطلق آشنا
دل نے غم تیرے کو ایسا یار (دیرینا)[75] کیا

رفع امراض ہوس کا ہے وہ حکمت خانہ عشق
طفل مکتب جس مطب کا بو علی سینا کیا

لشکر عشاق کا اس شاہ خوباں نے محب
شکل ماہ عید یک دیدار سالینا کیا

☆ ☆ ☆

76
تو اور تری چاہ پوچھنا کیا — صدقے ترے واہ پوچھنا کیا
معشوق کی چاہ پوچھنا کیا — عاشق سے نباہ پوچھنا کیا
اس منہ سے دوچار ہو سکے گا — اس مہر سے ماہ پوچھنا کیا
درپے نہیں کس کے صید دل کے — وہ تیر نگاہ پوچھنا کیا
اس بت کو جو دیکھے شیخ بولے — سبحان اللہ پوچھنا کیا
سودائے خط نگار سے ہیں — ہم نامہ سیاہ پوچھنا کیا
کاٹے ہیں جو کچھ جدائی کے دن — با نالہ و آہ پوچھنا کیا
آئینہ سے اس قدر محبت — اے جان نگاہ پوچھنا کیا
قتل عشاق ہر کسی سے — اے حسن پناہ پوچھنا کیا
یہ خون ہے بے دیت جہاں میں — شاہد نہ گواہ پوچھنا کیا

ہم پائیں محب جو شارع دلبر
پھر کعبے کی راہ پوچھنا کیا

☆ ☆ ☆

اے دل خیال عشق ترا خام رہ گیا — حاصل نہ اس کے لب سے ہوا کام رہ گیا
غارت کیا بتاں نے دل و دیں شکیب و صبر — ہم پاس اب خدا کا فقط نام رہ گیا
وہ سحر زلف و رخ نے ترے خلق پر کیا — نہ کفر ہی رہا نہ کچھ اسلام رہ گیا
یہ جرعہ ہم کو دیتے ہو تم پی کے جام سے — یہ تحفہ ربط بوسہ بہ پیغام رہ گیا
اس بت کو دیکھتے ہی کیا سجدہ شیخ نے — موقوف اب تو کعبے کا احرام رہ گیا
اس غم کدے میں منزل ہستی کے جز عدم — کوئی نہ یک دو روز بہ آرام رہ گیا

برپا کیا تھا فتنہ ترے شور حسن نے آنے سے خط کے خیریت انجام رہ گیا
شب کا تو ذکر کیا کہو آیا جو یاں تو خیر مہماں طریق صبح سے تا شام رہ گیا
وہ دن گئے جو پیتے تھے باہم محب شراب
کھانے کو جی کے اب غم ایام رہ گیا

☆ ☆ ☆

فلک جو تو نے ہمیں سر بسر تباہ کیا خدا نے تجھ کو بھی خلقت میں رو سیاہ کیا
تجھے ہمیشہ یہ گردش رہے گی اے بے مہر ہم اپنا دور برا یا بھلا نباہ کیا
جگر کے خون سے ابریق دل کو بھر لے کر مسافری کا یہی ہم نے زاد راہ کیا
میں اپنے نامہ اعمال کی سیاہی کا خجل ہو کر عرق شرم عذر خواہ کیا
صنم ہمیشہ ہمیں سے ہے تجھ کو جنگ و جدل خدا ہی جانے ترا ہم نے کیا گناہ کیا
جنوں کی فوج کا مجنوں اگرچہ تھا سردار خدا نے ہم کو اس عالم کا بادشاہ کیا
محب کے شعر کو جس نے سنا بگوش یقیں
یہ بے گماں کہ ہے سنتے ہی واہ واہ کیا

☆ ☆ ☆

دل کو کوچے سے ترے پھیر کے لایا نہ گیا مل گیا خاک میں ایسا ہی کہ پایا نہ گیا
وہ نوشتہ جو مرے قتل کا تقدیر سے تھا جوہر تیغ بتاں ہے کہ مٹایا نہ گیا
شمع کی طرح تری بزم ادب میں افسوس سوز دل دیدہ گریاں سے چھپایا نہ گیا
خانہ دل کے سوا عرش کے معمار کے ہاتھ تیرے رہنے کا مکاں اور بنایا نہ گیا
کون سا سرو ہے آزاد چمن میں جس کا خط غلامی کا ترے قد سے لکھایا نہ گیا
مرغ دل کے لئے ہے زلف بتاں دام بلا جو گرفتار ہوا پھر وہ چھڑایا نہ گیا

اے فلک تجھ کو نہیں خوف مکافات مگر — ظلم تیرے سے کوئی ہے کہ ستایا نہ گیا
بے قراری سے یہ دل مثل جرس کیا ٹھہرے — کارواں اشک کا آنکھوں میں تھمایا نہ گیا
کہہ تو اس آتش گل سے یہ چمن اے بلبل — آشیاں کوئی بچا ہے کہ جلایا نہ گیا
دل ہی واقف ہے کچھ اسرار محبت سے محب
ورنہ یہ بھید فلاطوں سے بتایا نہ گیا

☆ ☆ ☆

میں تیرے دیکھنے کے لئے مرتے مر گیا — ظالم تو اک نگاہ بھی ایدھر نہ کر گیا
تاثیر اس قدر نفس سرد کی ہوئی — اے آہ رفتہ ترا بھی اثر گیا
جانے کا نام سنتے ہی تیری زباں سے جان — دل تجھ سے پہلے چھوڑ ہمیں کر سفر گیا
رنگ حنا کو اس کے کف پا میں دیکھ کر — دریائے اشک خوں مرے سر سے گزر گیا
آیا جو بزم گلشن دوراں میں مثل گل — پیانہ عمر کا مے حسرت سے بھر گیا
غواص بحر عشق جہاں سے بہ چشم تر — لب خشک و غرق آب بسان گہر گیا
گھبرا کے میرے پہلو سے کیا جانے تجھ بغیر — وہ خانماں خراب مرا دل کدھر گیا
روکے سے کب رکے ہیں خدنگ نگاہ یار — دل داغ کی عبث لئے منہ پہ سپر گیا
جس نے قدم رکھا ہے محب راہ عشق میں
پھر اس کو کفر و دین کا دل سے خطر گیا

☆ ☆ ☆

جس کو فلک نے مہر سے روشن گہر کیا — ہر شب بسان ماہ اسے در بدر کیا
(یارب) کچھ ان بتاں ہی کے دل سے حذر کیا — پتھر میں ورنہ آہ نے میری اثر کیا
تجھ پہ نثار کر مرے قطروں نے اشک کے — جیب و کنار میری کو گنج گہر کیا

ہم نے تری جدائی میں ہر آن ہر گھڑی — کھو بیٹھنے سے جان کے کب در گزر گیا

کی دوستی جو اس بت مخمور چشم سے — پیدا یہ اور اپنے لئے درد سر کیا

عشق بتاں نے ساری خدائی کو چھوڑ کر — مجھ خانماں خراب کے سینے میں گھر کیا

چاہا بہت کہ حال دل اپنا تجھے لکھوں — ہر بار چشم زار نے کاغذ کو تر کیا

پیارے تری گلی میں دل و جاں توہے مقیم — گو تن نے چند روز بظاہر سفر کیا

دن جب ہوا غروب تو شام فراق سے — میں شور نالہ تا بہ طلوع سحر کیا

قدر ہنر جہاں میں ہے بے قدر عیب سے — صد شکر حق نے خلق ہمیں بے ہنر کیا

میری جو تو نے دل شکنی کی ہزار طرح — ظالم کچھ اپنے جی میں خدا کا بھی ڈر کیا

اب جاں بلب ہوں آمد و شد دم کی تنگ ہے — آنے کا انتظار ترا اس قدر کیا

سب سے کیا نباہ ولے ہم سے تُو نے یار — پورا وفا کے عہد کو نوع دگر کیا

منظور تم کو ناز سے کرنا ہے ہم کو قتل — ہم نے بھی سر نیاز کو مد نظر کیا

کعبے اگر گیا نہ گیا شیخ بے تمیز — خلقت میں حق نے خلق اسے ماچہ خر کیا[77]

تسکیں محب نہ ہوئی تجھے چاک جیب سے
آخر جنوں نے چاک ترا دل جگر کیا

☆ ☆ ☆

نہ ہمیں زور کی امید نہ زر کا تکیہ — ہے مگر تیرے تفضل کی نظر کا تکیہ

رات کو سنگ در دوست ہے سر کا تکیہ — دن کو دیوار اسی کی ہے کمر کا تکیہ

ضعف سے آہ لبوں تک مرے کیونکر پہنچے — ہر قدم چاہئے اک لخت جگر کا تکیہ

اس پری وش کو تو واں موجب آسائش ہے — یاں وبال سرشوریدہ ہے پر کا تکیہ

اشک خوں سائے سے مژگاں کے چلا دم لے کر — جوں مسافر کو ملے راہ گزر کا تکیہ

خانہ چشم میں ہے تیرے ہی مقدم کے لئے — مسند مردمک اور نور بصر کا تکیہ

اس تحیر میں کہ میں یار سے ہمبستر تھا — سر سے میرے کبھو زانو کا نہ سر کا تکیہ
شہر و صحرا میں ہے پابند فقیروں کا مکاں — مرد آزاد کو ہے صحن ہی گھر کا تکیہ
بوریا بوئے ریا جان کے کر رہتے ہیں — بستر خاک پر اک رکھ کے حجر کا تکیہ
دل کی واشد کو زمانے کی ہوا پر نہ کیا — ہم نے جوں غنچہ گل باد سحر کا تکیہ

اے محب جو ہے گدائے در حیدر اس کو
بس ہے کونین میں شبیر و شبر کا تکیہ

☆ ☆ ☆

اس روشنی طبع نے یہ داغ دکھایا — جوں شمع ملا جس سے مجھے اس نے جلایا
دل چور ہو کیونکر نہ مرا ل کے بتاں سے — شیشے نے کہاں سنگ کے صدمے کو اٹھایا
اس باغ میں کب ہے ثمر نخل تمنا — دل کی طمع خام نے چھاتی کو پکایا
میں کاہے کو تھا عشق کے دریا کا شناور — دل کی نہیں تقصیر ان آنکھوں نے ڈبایا
سینے میں مرا دل یہ جلا عشق بتاں سے — واللہ کہ ڈھونڈا جو نشاں خاک نہ پایا
گھائل نہیں جیتا کوئی اس تیغ نگہ کا — جس دم سے اسے سنگ ہے سرے کا چٹایا
جوں نقش نگیں اس خط باطل پہ جہاں کے — وہ نام کہاں ہے جو سیہ رو نہ کہایا
اے شیشہ گراں حیف کہ تم میں سے کسی نے — ایک آدھ ہی ٹوٹے ہوئے دل کو نہ بنایا

پیتا ہے محب خون جگر کھائے ہے افسوس
پیارے یہ مزا تیری محبت نے چکھایا

☆ ☆ ☆

دیکھتے ہی ہم نے تری چھب دیا — دل تجھے جاں اور نے یوں کب دیا

حق نے جو تقسیم کیا حسن کو — کچھ دیا یوسف کو تجھے سب دیا
داغ ترے غم نے میاں جوں چراغ — دل کے جلانے کو یہ ہر شب دیا
تلخ کسی ساتھ میاں کہہ نہ بات — حق نے تجھے تنگ شکر لب دیا
ہاتھ سے جب کھو دیا صبر و قرار — چین مرے دل نے مجھے تب دیا
پھیر کے رستم نہ کبھو لا سکے — ہاتھ میں اس شوخ کے دل جب دیا
دن کو نہ آرام ہے نہ شب کو خواب — عشق عجب روگ ہے یارب دیا
بادہ کشی کیوں نہ کریں ہم مدام — پیر مغاں نے یہی مشرب دیا
شیخ تجھے فرض ہے صوم و صلواۃ — ہم کو وہ اور تم کو یہ مذہب دیا
جی میں تو یہ تھا کہ کبھو دل نہ دیں — دیکھتے ہی تجھ کو میاں اب دیا

وصل ہوا تجھ کو صنم کا محب
شکر خدا نے ترا مطلب[79] دیا

☆ ☆ ☆

مرے گھر تک کا اگر مشکل تجھے آنا بنا — جان من جی کا مرے آسان تر جانا بنا
جو مکان آباد تھا اوجڑ ہو ویرانہ بنا — اینٹ جس جاگہ نہ تھی واں آئینہ خانہ بنا
جس نے ان شیریں لبوں کے عشق کی لے لی[80] وہی — صورت فرہاد یا جوں قیس دیوانہ بنا
شمع جس جاگہ بنی رونق فزائے بزم حسن — ساتھ ہی ایک عشق کی آتش سے پروانہ بنا
تو جو بگڑا ہم سے یہ اپنے بنے آب و خورش — خون دل پینا بنا اور غم ترا کھانا بنا
قصہ اپنی بے قراری کا کسو کے عشق میں — خلق کے ہے خواب آسائش کا افسانہ بنا
تیرے ہی دیدار کے جلوے سے دیکھ اے خود نما — آئینہ خانہ میری چشموں کا کاشانہ بنا
روئے جب روئے عرق افشاں کو تیرے یاد کر — اشک جو قطرا گرا آنکھوں سے دردانہ بنا

اس دل صد چاک میرے کو سیہ بختوں میں دیکھ
شانہ میں کہتے ہیں اس کی زلف کا شانہ بنا

میکشی کو باغ میں آتا ہے وہ گل اے نسیم
جلد غنچے کی گلابی گل کا پیانہ بنا

مرد مان چشم (گریاں)[81] جوں گہر اس بحر میں
خوبی قسمت سے غلطاں آب میں دانہ بنا

ہے یہ اس ناآشنا کی آشنائی کا ثمر
دل سا اپنا ہمدم و ہمراز بیگانہ بنا

بوسہ لینے میں جھکا جومیں وہیں وہ چونک اٹھا
گالیاں[82] دینے کا باندھا تار کھسیانا بنا

اس میں چار اغیار بھی آئے سنا یہ ماجرا
کچھ نہ بن آیا مجھے اس وقت شرمانا بنا

چشم و ابرو کا جو توعاشق ہے اس کے اے محب
جان کو مسجد بنا اور دل کو بت خانہ بنا

☆ ☆ ☆

اے شیخ ہم صنم کی گلی کا سراغ پا
ساری خدائی چھوڑ کے بیٹھے فراغ پا

تجھ پر نثار کرنے کو لایا ہوں میں بچشم
ہر قطرہ اشک کا گہر شب چراغ پا

میں سینہ رشک باغ کیا داغ عشق سے
مرغوب طبع لالہ رخاں سیر باغ پا

جوں شمع بزم آہ سراپا جلا دیا
دل کو ہمارے عشق نے شایان داغ پا

چلنے کی دور بزم میں رکھتا ہے دسترس
ہم تک پہنچنے کو نہیں پاتا ایاغ پا

عاشق کو (کچھ)[83] دیا نہ بجز داغ عشق نے
لایا اسی کو گور پر اپنی چراغ پا

طوطی قفس میں بند ہے نطق فصیح سے
وارستہ بند دام سے رکھتا ہے زاغ پا

شب کو پڑھی نماز جو معکوس شیخ نے
گھوڑا ہوا ہے نفس کا اس پر چراغ پا

میں چاہتا تھا حال دل اپنا کہوں محب
لیکن رہا خموش اسے بے دماغ پا

☆ ☆ ☆

قالیں کی ہے بہار ترا جوش نقش پا — کیا کیا نہ رنگ گل ہے ہم آغوش نقش پا
فرسودہ بسکہ پے میں زخود رفتگاں کے ہے — باقی رہا نہ خاک تن و توش نقش پا
آسودگان خاک سے ہے دور شور حشر — ہوتی نہیں کبھو شنوا گوش نقش پا
کہتے ہیں کس سے خاک نشیں اپنی سرگذشت — ہے یک جہاں کی یاد فراموش نقش پا
نقش قدم سے غیر کے باہم نہ ہونے پائے — ملحوظ اس کے کوچے میں رکھ ہوش نقش پا
یاں تک تری گلی میں ہے عشاق کا ہجوم — سر ہو رہے ہیں بتوں کے ہم دوش نقش پا
پیارے یہ آرزو ہے کہ میرا سر نیاز — تیرے قدم کے ہوئے ہم آغوش نقش پا
معنی سے خاکساری کے ہے شکل آئینہ — در چشم دید صورت خاموش نقش پا
بے ہوش اپنی ہستی موہوم سے نہ ہو — تا منزل عدم تو نہ کھو ہوش نقش پا
نقشہ یہ تیری فندق پا کا ہے ورنہ کب — دیکھی کسی نے صورت گل پوش نقش پا

تو جو قدم رکھے ہے میاں گھر میں غیر کے
اس اشک سے ہے خون محب نوش نقش پا

☆ ☆ ☆

گاہے ادھر آ جس میں ہو تسکین دل اتنا — جتنا ملے ہے غیر سے ہم سے نہ مل اتنا
پامال نہ کر خوں کو حنا کی طرح اپنے — اے طائر دل دست صنم سے نہ ہل اتنا
فوارہ خوں چشم سے چھوٹے ہے کہ دل کا — دم لینے میں جاتا ہے سر زخم چھل اتنا
نزدیک ہے تو عرش سے یہ جائے ادب (ہے) — اے آہ شرر بار نہ ہو مشتعل اتنا
آوے نہ نظر جس میں رخ یار کا جلوہ — دل کا بھی مسبل تو نہیں بے محل اتنا
مانع نہ ہو میرا خلل انداز کے باعث — محفل میں تری میں تو نہیں ہوں مخل اتنا

کافی ہے مرے قتل کو ابرو کی اشارت   تلوار گھسیٹے ہوئے ہر دم نہ مل اتنا
ہر گل کا ہر اک عارض گلرنگ ہے خاکا   کب نشو نما کر سکے ہے آب و گل اتنا
جتنا نظر انداز ہوں اے دوست ترا میں   دشمن کی نظر میں نہیں ہوں مبتذل اتنا
اکثر ہوس اکسیر کی آ جائے ہے دل پر   افسوس مس قلب میں باقی ہے غل اتنا
وہ دشمن جاں ہے نہیں سمجھائے سمجھتا
ہے دوستی اس کی میں محب مستقل اتنا

☆ ☆ ☆

یاں حسن گلرخاں پر عاشق کبھو نہ ہونا   یارو یہ اپنے حق میں کانٹے عبث ہے بونا
غافل کو جاگنے کی آنکھوں میں قدر کم ہے   ہشیار ہو تو سمجھے آگے بہت ہے سونا
سوز و گداز دل سے ہے زرد رنگ عاشق   ترکیب سے مہوس مس کو کرے ہے سونا
جس طرح ہر شجر کو پانی سے تازگی ہے   یوں نخل مدعا کو دے برگ و بار رونا
ہم مست خوش ہیں زاہد عالم میں بے خودی کے   تو ہم میں آ کے ناحق اپنی خودی نہ کھونا
دل خلق کا کرے ہے دیوانہ وہ پری وش   ہیں چشم اس کی جادو زلفیں ہیں اس کی ٹونا
قاتل مرا سراپا رکھتا ہے وہ ملاحت   زخمی کا اس کے دائم رہتا ہے منہ سلونا
آنکھوں کی ضد کے مارے خط یار کو لکھوں کیا   ہر آن مجھ کو لکھتا ہر دم انہیں بھگونا
کیونکر درمعانی ہر اک سے منتظم ہو   کب دست مرتعش سے موتی کا ہو پرونا
کمبل ہو یا دوشالہ اوڑھو بچھاؤ دو دن   ہے خاک ایسی آگے پھر اوڑھنا بچھونا
دل کو محب نہ ڈالو تم چاہ میں کسی کی
واللہ جیتے جی ہے اپنے تئیں ڈبونا

☆ ☆ ☆

تری زلف مسلسل پر ہمارا دل ہے دیوانہ
اگر زنجیر کر رکھیے تو اس قابل ہے دیوانہ

بجھایا تو نے خنجر زور بے ہوشی کے پانی میں
کہ جو مذبوح ہے بے خود ہے جو بسمل ہے دیوانہ

اٹھایا ہاتھ اس نے قتل عاشق سے بایں معنی
کسی صورت کے پیچھے ان دنوں قاتل ہے دیوانہ

نہیں کچھ خوف سودائی کو اپنے ڈوب جانے کا
گرا چاہ زقن اس کے میں کافر تل ہے دیوانہ

ہمارے اس دل وحشی کو تم محروم مت پھیرو
میاں اک بوسہ دے گزرو اگر سائل ہے دیوانہ

نہ کچھ زنجیر کا کھڑکا نہ کچھ ہے شور زنداں میں
بہار آنے کی دھوموں سے مگر غافل ہے دیوانہ

نصیحت واسطے ناقص کے ہے اے ناصحا چپ رہ
یہ بک بک اس سے لاحاصل ہے جو کامل ہے دیوانہ

حذر کرنے میں شغل عاشقی سے وہ جو غافل ہیں
پری رویوں کے اکثر عشق کا شاغل ہے دیوانہ

جرس کیا اے محب نالاں ہے بیتابی سے مجنوں کی
بیابانی ہے ناقہ' صاحب محمل ہے دیوانہ

☆ ☆ ☆

جہاں میں کون ہے اپنا نہ جاں اپنا نہ تن اپنا
مگر ہے بعد اپنے یادگار اپنا سخن اپنا 86

نہیں ہوتا دل آزاد پابند وطن ہرگز
مکاں آرام کا پایا جہاں' سمجھا وطن اپنا

چمن زار جہاں میں کلمہ شکر و شکایت ہے
برنگ غنچہ تصویر ہے گویا دہن اپنا

سبک روش اس قدر دنیا میں ہوں بار علائق سے
کہ جوں گل ہے لباس زندگی اپنا کفن اپنا 87

کیا ہے قطع رشتہ سبحہ و زنار کا ہم نے
کہ شیخ اپنا مخالف ہے تو دشمن برہمن اپنا

مرا دل تشنہ کام خضر ہے بوسہ کا اس لب سے
کہ جو سمجھے ہے زمزم سے پرے چاہ ذقن اپنا 88

اٹھائے بسکہ عشق گل رخاں میں داغ حسرت کے
کیا میں رشک صد گلزار سینے کا چمن اپنا

نہ پہنچی گفتگو اپنی کسی کے کان تک ہرگز
زبان خامہ ہوں خاموش گویائی ہے فن اپنا

محب میں شیشہ دل ہاتھ اس کے خوار کے دے کر
بنایا دل شکن آخر بت پیماں شکن اپنا

☆ ☆ ☆

جدا جب کا ہوا ہے اے محب ہم سے حبیب اپنا
بعید از زندگی احوال اجل سے ہے قریب اپنا

حرارت عشق کی جب نبض سے تشخیص کی ہمدم
اٹھا مایوس ہو اک سانس ٹھنڈی بھر طبیب اپنا

ترے کوچے میں ہم کھو کر چلے دل ہائے کیسا دل
مسافر بے وطن بے خانماں بیکس غریب اپنا

جدا کیا کیا رفیق اپنے ہوئے ہیں عشق میں تیرے
قرار و خواب و آرام و سکوں صبر و شکیب اپنا

چمن کی سیر دکھلانے میں گل سینے کے داغوں کے
دل نالاں ہے پہلو میں غزل خواں عندلیب اپنا

میاں تو جس کو چاہے ہم اسے کیونکر نہ چاہیں گے
ہم اس کے دوست ہیں دشمن اگر ہووے رقیب اپنا [89]

نہیں سمجھے یہ شیخ و برہمن آپس کے رشتے کو
جو وہ تسبیح کو اپنی گنے ہے وہ صلیب اپنا

عبث ہے [90] صرف کرنا عمر کا فکر معیشت میں
مقرر سنگ کے کیڑے کو پہنچے ہے نصیب اپنا

یقیں ہے سنتے ہی ہو جائے ناصح تو بھی دیوانہ
کہے تجھ سے محب گر عشق کا قصہ عجیب اپنا

☆ ☆ ☆

ستم پرست جفا کار سے یہی کہنا
ہم اپنے جی سے گئے یار سے یہی کہنا

صبا مرے دل پرخوں کا رنگ دیکھے ہے
ملے جو اس گل بے خار سے یہی کہنا

خدا کو مان کر آ مل کہ اب میں مرتا ہوں
پیامبر بت عیار سے یہی کہنا

ہوا جی رشک سے شانے کے دل مرا صد چاک
نسیم زلف کے ہر تار سے یہی کہنا

مرا یہ حال دل زار سن رکھو یارو
کہ بعد میرے دل آزار سے یہی کہنا

جنوں نے گھیر کیا پھر مرا گریباں چاک
ولا تو دامن کہسار سے یہی کہنا

لئے تو جائے ہے قاصد محب کا نامہ تو
ولے زبانی بھی دلدار سے یہی کہنا

کہ اب تو زیست کی امید اے مسیحا لب
گئی ہے اٹھ ترے بیمار سے یہی کہنا

ٹک اس کے حال اپر رحم کر کے دیکھ تو جا　　مری ہی حسرت دیدار سے یہی کہنا
پھر آگے مانے نہ مانے ہے اختیار اس کا
جو کہنے پائے تو تکرار سے یہی کہنا

☆ ☆ ☆

یوں گھر سے محبت کے کیا بھاگ چلے جانا　　کچھ اس میں سمجھتا ہے دے آگ چلے جانا
تا شہر عدم ہم کو مشکل نظر آتا ہے　　آلائش ہستی سے بے لاگ چلے جانا
کوچے سے ترے گاہے گہ شب کو جو آتا ہوں　　پھر صبح ہوئے سوتے اٹھ جاگ چلے جانا
اس زلف کے افعی نے مارا ہے جسے اس کے　　اشک آنکھ سے اور منہ سے ہیں جھاگ چلے جانا
جاتے تو ہو میخانے مسجد میں بھی یک ساعت
واعظ کا محب سنتے کھڑاگ چلے جانا

☆ ☆ ☆

وہ بت بے گانہ وش یارب ہے کیسا آشنا　　جو ہے اس کا آشنا عالم سے ہے نا آشنا
آشنائی کا گلہ تجھ سے میاں ہم کیا کریں　　دل جو اپنا ہے اسے اپنا بنایا آشنا
وہ تغافل پیشہ کچھ اپنے غرور حسن میں　　ایک سا سمجھے ہے کیا بیگانہ و کیا آشنا
بے سروپا جوں گہر تا بحر معنی میں نہ ہو　　کب صفائی سے سخن کے ہو سراپا آشنا
اس اذیت کو جدائی کی اگر میں جانتا　　نام سے بھی آشنائی کے نہ ہوتا آشنا
غور کر دیکھا جو یاں ہم نے تو جز اہل غرض　　اس زمانے میں نہیں کوئی کسی کا آشنا
کوئی دن میں ہم نشین خار کر دے گا تجھے　　مت سمجھیو گل کو تو اے بلبل اپنا آشنا
سیر گلشن تک ہیں وہ ہمراہ ہم تا زندگی　　فرق باشد جان من از آشنا تا آشنا
آشنا مجھ سا بناؤ گے سنو میری محب
ایک دن میں گو کہ سو کر دو گے پیدا آشنا

☆ ☆ ☆

شب فرقت میں خواب آلودہ وہ بستر نہیں کرتا
کہ جس کو اشک خوں سے صبح تک میں تر نہیں کرتا

دل مومن خدا کا گھر ہے یاں عاشق بتاں پایا
غلط ہے یہ کسی کے گھر میں کوئی گھر نہیں کرتا ٩١

رواں تنہا ہو غافل قافلہ کی چھوڑ ہمراہی
کہ راہ عشق میں تن سے رفاقت سر نہیں کرتا

پرستش عشق میں مصنوع کی صانع کو لازم ہے
ہمارے بت کو سجدہ کون سا بت گر نہیں کرتا

نہ عاشق ملتجی ہو خضر تیرے آب حیواں کا
وہ پیاسا وصل کا ہے خواہش کوثر نہیں کرتا

کہوں میں دردِ دل کس طرح اپنا اس سے اے ہمدم
توجہ حال پر میرے تو وہ دلبر نہیں کرتا

کہاں مجھ ناتواں کے دل میں طاقت شکوہ کرنے کی
وگر ہے بھی تو گستاخی سمجھ اکثر نہیں کرتا

پر پرواز ہے تن کے قفس سے طائر دل کو
ولیکن همصفیروں کی جدائی پر نہیں کرتا

قسم ہے مجھ کو اس تیرے قسم کھانے کی ہر ساعت
کہ پیارے میں تری جھوٹی قسم باور نہیں کرتا

اگر مانع ہو مجھ عاشق کو آہ و نالہ کرنے سے
بہت خوب اے میاں صاحب بہت بہتر نہیں کرتا

وہ راندہ ہے در رحمت سے حق کے دین و دنیا میں
محب جو ورد اسم اعظم حیدر نہیں کرتا

☆ ☆ ☆

اس کے دل میں گزر نہیں رکھتا
نالہ میرا اثر نہیں رکھتا

لالہ عشق غیر داغ جگر
رنگ و بو برگ و بر نہیں رکھتا

عشق میں آبرو ہے خاک اسے
جو کوئی چشم تر نہیں رکھتا

حال اپنے سے مثل سیل سرشک
میں تو مطلق خبر نہیں رکھتا

قطرہ اشک کا بہا مت پوچھ
قیمت ایسی گہر نہیں رکھتا

عیب پوشی پہ ہے نظر جس کی
کون سا وہ ہنر نہیں رکھتا

اس کے کوچے میں وہ رکھے ہے پاؤں   تن پر اپنے جو سر نہیں رکھتا
میں تو اڑ کر بھی پہنچوں یار کے پاس   کیا کروں بال و پر نہیں رکھتا
ایک بوسہ تو دے میاں تُو تو   تنگ دل اس قدر نہیں رکھتا
ہم سے ملنے کی اس سبب خواہش   وہ بت سیم بر نہیں رکھتا[92]
جانتا ہے کہ نقد دل کے سوا
یہ محب مال و زر نہیں رکھتا[93]

☆ ☆ ☆

رات روشن اس تجلی سے مرا کاشانہ تھا   صبح کے ہوتے تلک وہ شمع میں پروانہ تھا
وہ بھی تھا اک روز جب آباد یہ میخانہ تھا   ساقی اپنا آشنا تھا شیشہ اور پیمانہ تھا
یاد آئیں شب جو اس میخوار کی آنکھیں مجھے   صبح تک بے اختیار اک گریہ مستانہ تھا
زلف پیچاں سے بتاں کی دل ہمارا بندھ گیا   بسکہ اس کی شکل تھی زنجیر یہ دیوانہ تھا
تجھ سے مل کر ہیں خراب اے خانہ آباد اس قدر   ورنہ اپنا بافراغ اک گوشہ ویرانہ تھا
محو تھا ایسا کہ تجھ بن میں نہ دیکھا آپ کو   تو ہی کہہ مجلس میں تیری رات میں تھا یا نہ تھا
جلوہ گر تھا یار دونوں میں جو دیکھا ہم نے شیخ   کچھ نہ پایا فرق یہ تھا کعبہ یہ بت خانہ تھا
دل نے عاشق ہو گرایا آنکھ سے بے قدر کر   ورنہ اپنے اشک کا قطرہ بہ از دردانہ تھا
صبح کن بیتابیوں سے ہوئی تجکو(اے) محب
یہ شب فرقت تھی یا اس زلف کا افسانہ تھا

☆ ☆ ☆

وہی دن عید اور نو روز ہے کہیے لگا لپٹا   گلے سے اپنے جس دن بے تکلف یار آ لپٹا
(چڑی) باز اب کوئی ہنستا ہوا زاہد سے آلپٹا   پھرے ہے ہر پری رو ساتھ لاسا سا لگا لپٹا

رقیبوں نے کری ہے کوچہ بندی نامہ بر سن رکھ
جواب خط کھلا مت لائیو لانا چھپا لپٹا

لفافے میں کسی پیچیدہ برگ گل کے گل رو کو
ہمارے پیچ و تاب دل کا خط پہنچا صبا لپٹا

جبیں فرسودہ ہیں ہم آرزو میں پاؤں پڑنے کے
غبار اس مہ کے سر صندل ہو کس کا ہے چڑھا لپٹا

بعید از دوستی دن عید کے ملنا نہ تھا ہم سے
گلے سے جان من اوروں کے تو ہنس ہنس ملا لپٹا

سبھوں کے تم نے بانٹے پان اور دھمکا کے مجلس میں
نیا بیڑا ہمیں اک پان خالی کا دیا لپٹا

جلایا عشق کی آتش نے سر سے اس کو مجلس میں
قدم سے شمع کے جل کر جو پروانہ رہا لپٹا

چمن میں کل ہزاروں عندلیبوں کا ہوا جھرمٹ
گلابی رنگ کا سر سے دوپٹا اس کے تھا لپٹا

... تھی لپٹ اک بات دہلی بیچ والوں کی
ادھر جوڑے کو باندھا کھینچ ادھر دل کو لیا لپٹا

کجا فیل اور کجا مور ضعیف انصاف کر ہمدم
دل اس کے عشق کے کس کس طرح کشتی لڑا لپٹا

شب الجھا تھا دل اس کی زلف پیچاں میں چھٹالائے
سیہ بختی سے ہے کاکل کے اب دنبالہ جا لپٹا

پتنگ اس نے اڑایا کھینچ کے گو عاشقوں کے دل
ہزاروں کٹ گئے ایک آدھ الجھا رہ گیا لپٹا

دیت جب تک نہ لے زخم جگر چھوٹے نہ دھونے سے
ترے ہاتھوں سے میرا خوں ہے جوں رنگ حنا لپٹا

نشے میں آپ اس سج دھج سے جاتے ہیں کہاں ہر شب
کھلے ہیں بند اک پیچا ہے سر سے پشت پا لپٹا

دل صد چاک اپنا ہاتھ سے اس کے بچے کیونکر
محب ہے زلف سے خوبوں کی شانہ بد بلا لپٹا

☆ ☆ ☆

حسن کا انجام اور خط کا کچھ اک آغاز تھا
ان دنوں بھی قہر اس کے ناز کا انداز تھا

اس صنم کا جلد کل ایسا سمند ناز تھا
فاصلہ صید حرم تک ایک تیر انداز تھا

بزم میں اس کی میں اپنے دل کو دیکھا جوں سپند
جل گیا لیکن برنگ شعلہ بے آواز تھا

دیکھتے ہی خط مکدر ہو ہوا روپوش صاف
جان آئینہ تمہارا تو بڑا دم ساز تھا

ہے مکمل ربط حسن و عشق باہم متفق شمع و پروانہ میں روشن یک نیاز و ناز تھا
عیب پوشی فقر میں بستر نمد پوشی سے ہے آئینہ دیکھا جو ہم نے موبہ مو غماز تھا
بے پرو بالی نے کی تخفیف تصدیع کمال ورنہ تا بام قفس گاہے سر پرواز تھا
صید مطلب کو کف محتاج پر دیکھا محب
پنجہ دست سخی جوں چنگل شہباز تھا

☆ ☆ ☆

نشے میں شب کو تیرے منہ سے بیش و کم نکلتا تھا بہلنے میں سخن کے زور ہی عالم نکلتا تھا
مرخص ہو کے میرے گھر سے تو جس دم نکلتا تھا غرض میں کیا کہوں اس آن میرا دم نکلتا تھا
گل عارض کو اس خورشید رُو کے دیکھ حسرت سے چمن میں چشم گل سے گریہ جوں شبنم نکلتا تھا
ترا آنا ہی اپنی زیست کا باعث ہوا ورنہ بعید از وصل دل سے ہجر کا کب غم نکلتا تھا
عبث مانع ہوا رونے کا تو اے ناصحا اس دم عجب حالت میں تھا میں دل سے میرے غم نکلتا تھا
وہ تیرا بانکپن دیکھا ہے ہم نے نازو خوبی کا کہ جس کے روبرو سے کانپتا رستم نکلتا تھا
بہت چاہا کئے ہم رام ہووے وہ پری ہم سے غلط فہمی تھی کب وحشی کے دل سے رم نکلتا تھا
مشابہ شیخ کی صورت اگر ہوتی نہ شیطاں سے
محب جنت سے میخانہ کے کب آدم نکلتا تھا

☆ ☆ ☆

تو چلا ہم سے جدا ہو کر بھلا کیونکر بتا ہم جئیں گے جان کو کھو کر بھلا کیونکر بتا
داغ تو دل کا نہ چھوٹے گا ولے اس زیست سے ہم نہ بیٹھیں ہاتھ بھی دھو کر بھلا کیونکر بتا
بن ترے دیکھے یہ آنکھیں بہ گئیں خوں ہو ندان صبر آ جاتا ہمیں رو کر بھلا کیونکر بتا
بو نہ پائی ہم نے غیراز داغ باور کس کو ہو دوستی کے دل میں گل بو کر بھلا کیونکر بتا

آپ مرتے ہیں پر اس کو ہاتھ تیرے دیجئے　　ایک دل کو ہم رکھیں دو کر بھلا کیونکر بتا
عرض کیجے حال تب جب ہو مزاج اس کا بحال　　وہ اٹھا ہے گا ابھی سو کر بھلا کیونکر بتا

گو محب سے تو گیا کہہ کر پر اس سے کب یہ ہو
یعنی تیرے جی میں ہو جو کر بھلا کیونکر بتا

☆ ☆ ☆

مدعا تجھ کو یاں نہ آنا تھا　　روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا
اس تغافل کو یار کیا کہیے　　غرض ہر آن میں ستانا تھا
دل نے میرے تو دیکھتے ہی جاں　　قاتل اپنا تجھے پچھانا تھا
غیر کے ساتھ تو جو ہنستا تھا　　چاہنے والے کو رلانا تھا
حال میرے کو سن کے کہتے ہو　　واہ واہ زور ہی فسانہ تھا
دور ساغر تھا اور ہم تم تھے　　وہ بھی کیا دن تھے کیا زمانہ تھا
صبح سے شام شام سے تا صبح　　عیش میں رات دن نہ جانا تھا
اب ترستے ہیں دیکھنے کو ترے　　حق کو یہ دن ہمیں دکھانا تھا

اشک گوہر تھا اے محب جب تک
چشم عشاق میں ٹھکانا تھا

☆ ☆ ☆

زمیں سے تا بفلک ہے جو یہ غبار اٹھا　　میاں ترا کوئی دنیا سے خاکسار اٹھا
ہزار حیف کہ ایک عمر تیرے در پر بیٹھ　　یہ ناامید ہی پیارے ! امید وار اٹھا
تو ہی بتا کہ ترے پاس بیٹھ کر عاشق　　سوائے جبر کے کیونکر بہ اختیار اٹھا
قسم ہے ناؤں کی تیرے کہ (قول) تیرے کا　　ہمارے دل سے تو یکدست اعتبار اٹھا

ترے قرار پہ ہم صبر کر کے بیٹھے تھے میاں وہ صبر ہی ہو دل سے بے قرار اٹھا
کمان ابرو و تیر مژہ سنبھال کے آج وہ کس کے وحشی دل کے پئے شکار اٹھا
کبھو جو خواب میں دیکھی وہ زلف ناگن سی پٹک پٹک کے سر اپنے کو آہ مار اٹھا
یقیں ہے روز جزا گرم ہو ترا بازار متاع درد و غم و عجز و انکسار اٹھا
یہ بد قمار ہے میر بساط عشق محب
کہ نقد دل کو میں جیتے جی اپنے مار اٹھا

☆ ☆ ☆

چمن میں سیر کو جس دم وہ گلعذار اٹھا ہزار طرف عجب نالہ ہزار اٹھا
نہ ہو رقیب تو مل بیٹھے ہم سے وہ گل رو الٰہی جلد یہ اب درمیان سے خار اٹھا
نظر پڑے ہے مہ عید ابر میں نہ پوچھ ذرا تو زلف کو مکھڑے سے اپنے یار اٹھا
گیا تھا شب کو میں چوری سے در تلک تیرے یہ قسمت اپنی وہیں پاسباں پکار اٹھا
تری کشیدہ مزاجی ہے بس کشندہ ہمیں یہ کھینچنے کو میاں تیغ آبدار اٹھا
یہ داغ عشق بتاں اس چمن سے ہستی کو دلا عدم کو چلے جب یہ یادگار اٹھا
ہوا جو کوئی مئے عشق یار سے بے ہوش وہ میکدے سے زمانے کے ہوشیار اٹھا
بچھا نہ بیٹھنے اٹھنے کو شیخ سجادہ ریا کے جادے سے تو دل کو ایک بار اٹھا
غریق بحر محبت محب بہ چشم پر آب
گہر کی طرح سے تنہا حباب وار اٹھا

☆ ☆ ☆

ترے ابرو نے قتل عاشقاں شمشیر پر لکھا نگہ سرکش نے اس کو بازگشت تیر پر لکھا
نہ سمجھا حسن کے رتبے کو تیرے جب تو مانی نے شبیہہ یوسف ثانی تری تصویر پر لکھا

مجھے دعویٰ غلامی کا ہے تم نے اے مرا صاحب — خط آزادگی بندے کو کس تقصیر پر لکھا
نہ کر فکر عمارت میں بنائے عمر کو ویراں — یہی ہے اس خراب آباد کی تعمیر پر لکھا
خط رخسار تیرا کاتب تقدیر نے ظالم — بجز مشق ستم کچھ اور ہی تدبیر پر لکھا
ہمیں مرنا ہی تھا اس غم سے ورنہ تو نے اے پیارے — جواب نامہ لکھنے میں تو کی تاخیر پر لکھا
خوشی سے سر نہ دیں عشاق کیونکر اے محب حق نے
انھوں کی مغفرت کا حکم ہے شمشیر پر لکھا

☆ ☆ ☆

گل گرچہ گلستاں کا چشم و چراغ دیکھا — کچھ اس سے تازہ ہم نے سینے کا داغ دیکھا
رنگ نشاط دوراں (ہے) سخت ست پیاں — لبریز حسرتوں سے گل کا ایاغ دیکھا
ملک عدم سے آ کر تا شہر بند ہستی — شبنم صفت جہاں کا کر سیر باغ دیکھا
اس فصل گل میں اپنا رنگ شکستہ پائی — کنج قفس میں ہم نے کیا بافراغ دیکھا
کوچے کی اس کے ہم نے پائی نہ راہ لیکن — بے تابیوں سے دل کی کچھ کچھ سراغ دیکھا
کس گل کے ساتھ شب کو مائل تھا وہ سمن بر — جو صبح اٹھتے اس کو میں بے دماغ دیکھا
جوں بوئے گل صبا کے ہمراہ چل عدم کو
ہستی کا اے محب یاں سب باغ وراغ دیکھا

☆ ☆ ☆

جدا تجھ سے جس دم گلستاں کو دیکھا — قسم ہے کہ اک دشت ویراں کو دیکھا
ترے حسن کی ایک ذرہ جھمک میں — زلیخا نے اس ماہ کنعاں کو دیکھا
خدائی کا مظہر تو واللہ ہم نے — جو دیکھا تو اس شکل انساں کو دیکھا
اگر آشنائی ہے صورت کی تو یاں — بہ معنی نہ انساں نہ حیواں کو دیکھا

ترے رو کو دیکھا ہے میں اس ادب سے ... مسلماں نے جوں لوح قرآں کو دیکھا
ترے وصل کے ہم نے شائق کے پیارے ... جو جا کر دم نزع خوباں کو دیکھا
تو کونین کو وہ محب یہ کہے تھا
کہ تجھ بن نہ کچھ یاں نہ کچھ واں کو دیکھا

☆ ☆ ☆

مقابل حسن تیرے کے جو میں بستان کو دیکھا ... ترے فرمان برداروں میں نافرمان کو دیکھا
خدائی کے ہمیں آداب دل سے محو ہوتے ہیں ... عجب جلوے میں یکتائی کے تیری شان کو دیکھا
جہاں میں جس کے ہے دیدار کا مشتاق اک عالم ... اسی جلوے میں ہم نے صورت انسان کو دیکھا
وہ آئینہ کہ جس میں عکس روئے یار جھمکے ہے ... سو دل اپنے کو یا اس دیدہ حیران کو دیکھا
نہ دیکھا ہوئے گا موسیٰ نے وہ طور تجلی سے ... ترے دیدار کی ہم نے جو کچھ ہر آن کو دیکھا
لب خشک و رخ زرد آہ سرد و دیدہ گریاں ... یہ کچھ دنیا میں ہم نے عشق کے سامان کو دیکھا
جہاں میں اے محب اس دیدہ گریاں کی دولت سے
سنا تھا نوح کو آنکھوں سے اس طوفان کو دیکھا

☆ ☆ ☆

جدا ہو اس گل سے گر بہ تکلیف دوستاں ہم نے باغ دیکھا ... تو لالہ و گل سے اک نیا اور داغ پر دل کے داغ دیکھا
مکان رہنے کا یار تیرا کسو نے ہرگز کہیں نہ پایا ... مگر تلاشی ہمیں ہیں ایسے کہ دل ہی دل میں سراغ دیکھا
فتادگاں کو غرور دولت میں چشم کم سے نہ دیکھ منعم ... جنہوں کا شیوا ہے خاکساری فلک پر ان کا دماغ دیکھا
تری جدائی میں ہم کو ساقی قسم ہے گزری نہ رات ایسی ... کہ صبح آگے دھرا (لبالب) نہ خون دل سے ایاغ دیکھا
بہار جب جا چکی چمن سے خزاں ہوئے پر ہم آن پہنچے ... گلوں کی جاگہ تو خار پائے مقام بلبل میں زاغ دیکھا
عجب طرح سے کیا ہے غارت ستمگروں نے دیار دل کا ... کہ ہم نے کوئی نگر نہ ایسا لٹا ہوا بے چراغ دیکھا

ہم آگے عقل و خرد کے گھر میں (پھنسے) تھے نیکی سے حوصلے کی
جنوں کی دولت سرا میں آ کر محب نہایت فراغ دیکھا

☆ ☆ ☆

عاشقوں پر یہ ترے حکم کو چلتے دیکھا
سر تری تیغ تلے کوئی نہ ہلتے دیکھا

تیغ کھنچتی تری جس وقت نظر آئی مجھے
جی کو درمیان سے (قالب)[95] کے نکلتے دیکھا

دل جو گیرائی مژگاں سے بچے کیسے کہو
چنگل باز میں کنجشک کو پلتے دیکھا

ڈوب کر بحر میں اچھلے ہیں شناور اکثر
غرق دریائے محبت نہ اچھلتے دیکھا

استقامت تری قامت کو ہے دل میں میرے
سرو کا پاؤں چمن میں نہ پھسلتے دیکھا

جس نے دیکھا ہے تری بزم میں جوں شمع مجھے
مثل پروانہ اسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا

بس گئے ہم تری الفت میں ولیکن اب تک
اپنی چھاتی پہ تجھے مونگ ہی دلتے دیکھا

جلوہ گر جب تو ہوا بام پر اپنے آ کر
نور خورشید ترے سامنے ڈھلتے دیکھا

دورہ بزم میں آگے تری آنکھوں کے مدام
جام میں مے کے کلیجے کو دہلتے دیکھا

جو گرا آنکھ سے پھر اشک کے مانند اسے
جز تہ خاک زمیں پر نہ سنبھلتے دیکھا

ناز کی تیغ کو مت کھینچ کسی پر ظالم
سامنے تیرے تو رستم کو بھی ٹلتے دیکھا

سختی بخت سے دل میں ترے تاثیر نہیں
ورنہ اس آہ سے پتھر کو پگھلتے دیکھا

خانماں سوز ہے دنیا میں تو اک عالم کا
دل کو بن تیل کڑاہی تجھے تلتے دیکھا

قابل تیشہ ہے یہ نخل تمنا میرا
کہ کسو نے نہ اسے پھولتے پھلتے دیکھا

اے محب سچ ہے کہ سلک شعرا میں تجھ کو
ہم نے ہر بات میں موتی ہی اگلتے دیکھا

☆ ☆ ☆

دلربا اور کہیں ہے تجھ سا
اے مری جان نہیں ہے تجھ سا[96]

کہ مشابہ ترے یوسف نہ قمر — بہ فلک یا بہ زمیں ہے تجھ سا
کیا شرف دل کو دیا ہے حق نے — یار گر ہے تو نہیں ہے تجھ سا
آئینے کا ہے ستارہ روشن — جس کے گھر زہرہ جبیں ہے تجھ سا
دل ہمارا ہے صنم بیت اللہ — کہ جہاں خانہ نشیں ہے تجھ سا
شیخ ہم چاہتے ہیں کوچہ یار — طالب خلد بریں ہے تجھ سا
ہم ہوئے چھوڑ کے ایماں کافر — کیونکہ غارت گر دیں ہے تجھ سا
ہم سیہ رو ہیں عجب نام آور — دل میں جوں نقش نگیں ہے تجھ سا
فی المثل گر کے فلک سے بہ زمین — مہ اگرہوئے قریں ہے تجھ سا
نہ تو مجھ سا کوئی راضی بہ رضا — نہ پراز غصہ و کیں ہے تجھ سا

نہ کہا ہنس کے ہی تو نے افسوس
کہ محب کوئی حزیں ہے تجھ سا

☆ ☆ ☆

تجھ کو سوگند ہے اے یار کوئی ہے ایسا — جیسا تو مجھ سے ہے بیزار کوئی ہے ایسا
ہو فقط طالب دیدار کوئی ہے ایسا — مجھ سوا آئینہ کردار کوئی ہے ایسا
چاہ کی جنس زلیخا نے گراں قیمت کی — حسن یوسف کا خریدار کوئی ہے ایسا
خلوت دوست میں ٹک دیدۂ تحقیق سے دیکھ — دل جو ہے محرم اسرار کوئی ہے ایسا
رو برو تیرے میرے حال کو دل سوزی سے — آہ کچھ کر سکے اظہار کوئی ہے ایسا
جس کا دل لیجئے پھر قتل ہی کیجے اس کو — مجھ سوا اور گنہ گار کوئی ہے ایسا
اپنے بسمل کی طرف دیکھے نظر بھر نہ کبھو — جس قدر تو ہے ستم گار کوئی ہے ایسا
بہت کہتے ہیں کہ آساں ہے محبت کانباہ — جو نہ جانے اسے دشوار کوئی ہے ایسا

لا دوا ہوئے طبیبوں سے محب دنیا کے
غیر عشق اور بھی آزار کوئی ہے ایسا

☆ ☆ ☆

آ آ آج گلستاں میں بہ بہ باد صبح نے جا
تہ تہ تیری بوئے گل کا پہ پہ پیرہن کیاوا [97]

جہ جہ جی میں جی کسی کے چھ چھ چھوڑتا نہیں ہے
حہ حہ حال میرے دل کا خہ خہ خال تیرے لب کا [98]

د د دل نہ دے کسی کو ذ ذ ذلتیں بہت ہیں
ر ر رات کو نہ سونا' ز ز زار دن کو رہنا

سہ سہ سینہ صاف ہم ہیں شہ شہ شک نہیں ہے اس میں
صہ صہ صبر کر کے لیں گے ضہ ضہ ضد تیری کا بدلا

طہ طہ طور بانکپن کا ظہ ظہ ظلم ہے تمہارا
عہ عہ عاشقوں کے سر پر غہ غہ غل ہے شور سودا

فہ فہ فی الحقیقت اس کی قہ قہ قدرت مکمل
کہ کہ کیا ہے غیر مفہوم گہ گہ (99) کا مثلا

نہ نہ نہیں ہے اے محب یچ و و وعدہ گل رخاں کا
ہہ ہہ ہاتھ سے نہ دیجو یہ یہ یاد رکھ دل اپنا

☆ ☆ ☆

خلق خدا سے خالی روئے زمین نہ دیکھا
آدم شناس لیکن ہم نے کہیں نہ دیکھا

غم سے ترے نہ تنہا مرتا ہوں یاں کسو نے
عالم میں کس بشر کو اندوہ گیں نہ دیکھا

یک روز بعد سالے یا انقضائے ماہے
پھر کر نگاہ تجھ کو اے مہ جبیں نہ دیکھا

تھے یار جس چمن کے سیار ہم نے اس میں
گلچیں تو کیا نشاں تک گل (کا کہیں) [100] نہ دیکھا

کرنے کو قتل عاشق کہنے سے مدعی کے
ہاں بن تجھے ستم گر کرتے نہیں نہ دیکھا

دوں ہمتی سے تیری اے چرخ سفلہ پرور
اس تیری عزم [101] و شاں کا رتبہ کہیں نہ دیکھا

زاہد محب نے تیرے اس زہد کا کرشمہ
بندہ نواز غیر از داغ جبیں نہ دیکھا

☆ ☆ ☆

کیوں دور چرخ سے متلاشی ہے مال کا
اے شیخ تجھ کو فکر نہیں اپنے حال کا

جائے خطر قوی کو ہے ایذا ضعیف سے
رستم کو تیر آہ الٹ دے ہے زال کا

قاتل تری گلی سے جو گر کر نہ اٹھ سکے
تلوار سے ہے قتل عبث اس نڈھال کا

بوسہ کب اس کے لب سے ہوئے بیش نوش جاں
اے دل نہ کر خیال اس امر محال کا

ممکن نہیں (کہ)[102] لائے کبوتر جواب خط
واں زلف کا تو دام ہے اور دانہ خال کا

کاٹی شب فراق تو آنکھوں میں تا بہ صبح
اب آ پہنچ کہ روز ہے پیارے وصال کا[103]

جوگی اتیت شیخ کو کہنا عجب نہیں
ہے وہ مرید داڑھی کے ایک ایک بال کا

شیر و شکر ہو رہیے خلائق بہ صلح و خیر
روئی کا فکر مادہ ہے جنگ و جدال کا

نیرنگ سے زمانے کے یکرنگ ہے محب
ہے سرخرو غلام محمد کی آل کا

☆ ☆ ☆

صنم میرے نے سیکھا ہے وہ شیوہ خود نمائی کا
کہ جھمکے ہے پڑا ہر آن میں جلوہ خدائی کا

نظر ہر وجہ میں آنے لگے مطلوب کی صورت
مثال آئینہ دل ہو اگر طالب صفائی کا

ہوا صد چاک دل زلفوں میں جا شانے کے ہاتھوں سے
یہ دست نارسا رکھتا ہے کیا رتبہ رسائی کا

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنے سے[104]
اثر اس سنگدل کی ہے زباں میں مومیائی کا

پریشانی نہ ہووے یکسر مو راست بازوں کو
اگر چھوڑے صنم کی زلف شیوہ کج ادائی کا

یہ داڑھی محتسب نے دخت رز کے پھاڑ کھانے کو
لیا ہے منہ پر اپنے ڈال برقع بے حیائی کا

رہے نا آشنا بحر محبت سے تو بچ نکلے
ڈبونا جان کا ہے نام لینا آشنائی کا

طرف کعبے کے دل جز آستان دلربا ناصح
نہیں اے قبلہ حاجات شائق جبہ سائی کا

چھٹے اے عشق قید کفر ودیں سے ہم تری دولت
ادا ہو کس زباں سے شکر تری کبریائی کا

ہمیں دیوار کا دلبر کی سایہ تجھ کو طوبیٰ کا　　ملا یاں ہر کسی کو شیخ پھل اپنی کمائی کا
محب شب کا ترا نالہ کہیں ہیں آشنا سن کر
نہ دکھلاوے خدا دن بیچ کافر کو جدائی کا

☆ ☆ ☆

باغ میں وہ گل جو خار و خس سے ہم بستر ہوا　　اشک سے بلبل کے سارا صحن گلشن تر ہوا
صانع و مصنوع میں ہے جوہرذاتی کا فرق　　آئینہ اس صاف طینت پر نہ اسکندر ہوا
غم میں اس نوخط کے ایسا بندھ گیا ہے تار اشک　　یک قلم روئے زمیں جوں صفحہ مسطر ہوا
گریہ عشاق میں اتنا تو ہے فیض اثر　　اشک جو قطرہ گرا بس گرتے ہی گوہر ہوا
طفل اشک اپنے کو اس کے مصحف رخسار سے　　سورہ اخلاص تک پارے سبق از بر ہوا
دیدہ اہل صفا کو خاک بھی دے ہے جلا　　سرمہ آئینے کی آنکھوں میں زخاکستر ہوا
میں مرید جام اب کیونکر نہ ہوں اے اہل بزم
پیر مجھ عاصی محب کا ساقی کوثر ہوا

☆ ☆ ☆

جو از خود رفتہ ہے گمراہ ہے وہ رہنما میرا　　جو ایک عالم سے ہے بیگانہ ہے وہ آشنا میرا
کب اس کے عشق میں آب و خورش کی ہے مجھے خواہش　　مہیا خون خواہش صبح دم ہے ناشتا میرا
کروں تحریر وصف زلف کیونکر موشگافی سے　　کہ دست نارسا جوں شانہ ہے فہم رسا میرا
مجھے ہی بادشاہی فقر کے عالم کی شایاں ہے　　کہ ادنے[1] مورچہ بردار ہو بال ہما میرا
نہ ہو سرمہ صفاہاں کا ضیا بخش اپنی آنکھوں کو　　غبار خاکساری چشم کا ہے طوتیا میرا
نشاں پر کیوں[105] نہ پہنچے چھٹتے ہی تیر دعا اپنا　　کہ ہے محراب ابرو سے کسی کے واسطا میرا
وہ ہرجائی یقینی ہے پر اپنی بدگمانی سے　　پڑا پھرتا ہے دل ساتھ اس کے ناحق جا بجا میرا

کبھو تو عکس رو اپنے سے اے بے مہر روشن کر
یہ اک مدت سے ہے آئینہ دل بے جلا میرا

نہ ملنے کے ترے داغ الم سے بعد مرگ اب تک
چراغ آہ روشن خاک تربت پر رہا میرا

نہ فکر عقدہ مشکل سے اپنے ہے غلط مجھ کو
کہ آساں کرنے والا ہے علی مشکل کشا میرا

محیط عشق میں گو غرق گرداب حوادث ہے
محب اب کشتی دل پر خدا ہے نا خدا میرا

☆ ☆ ☆

اپنی خواہش وصل کی رکھے ہے دلبر سے جدا
جب خودی کو چھوڑ بے خود ہو تو ملتا ہے خدا

تا کیا ہے دخت رز سے رفع شیطانی خلل
وہ نہیں ملتی تو پھر ہوتا ہے بندہ کد خدا

نفس سرکش کے نہ رہ تیار میں مردانہ وار
حرص کے میداں سے جا گھوڑا قناعت کا کدا

خواب کو زیر زمیں کے یاد کر ہشیار ہو
کیا بچھا کر سوئے ہے غافل بچھونا گد گدا

تا جمال یار صاف آوے نظر مدت سے ہے
دل کے آئینے کا میاں پاس نفس کلفت زدہ

نام کا اپنے نشاں چاہے اگر دنیا میں تو
رکھ نگین دل پر اسم اعظم دلبر کھدا

خشک ہونا اشک کے پانی کا چشموں سے نہ چاہ
کاوس مژگان جاناں سے کنواں دل کا اودا

ضبط آہ و نالہ سے دل میں چھپا رہتا ہے عشق
بو نہیں کھلتی ہے اس غنچہ کی جو ہو منہ مندا

اے محب زہاد کے کہنے سے تو گمرہ نہ ہو
ان کے شارع سے جدا ہے عشق کی شرع حدا

☆ ☆ ☆

رقیبوں کی نہ سن اے دل تو اپنا ذکر چھیڑے جا
پرائی کیا پڑی ہے تجھ کو تو اپنی نبیڑے جا[106]

جو اس کو جھوٹ خوش آتا ہے تو ہے شیخ[107]... سے
نہ جاوے سینگ جس جاگہ میں واں موسل گھیسڑے جا

سخن تیرا ہے سونا بے نوا کا چوم کر اس کو
کوئی سونا لگا دیوے گا تو دیتا وڑیڑے جا

رقیب پوچ کیا مرغی ہے اس کو کڑکڑانے دے
دلا جرات سے جوں شہباز کھال اس کی ادھیڑے جا

۱۰۷ الف

بہ حسب اتفاق آئینہ ساں جس کے مقابل ہو
بھلی ہو یا بری ہو صاف اس کے منہ (پہ پیڑے) جا

۱۰۷ ب

سلام اغیار میں تیرا وہ بر میں (آج تب) لے گا
لگاتا منہ پہ اک اک کے چلا دو دو تھپیڑے جا

بہ خلقت بزدلی کب رو برو تیرے ٹھہرتی ہے
دلا تو شیر ہے جوں گوسفند ان کو کدھیڑے جا

یہ ملوانا تو انکا سانگ رندوں نے مچایا ہے
اگر ان کی شرارت کے سنے کوئی بکھیڑے جا

کوئی تو شیخ کو کہتا ہے جا ہو ڈل میں مگنے کو
کوئی کہتا ہے متھرا کی طرف کھانے کو پیڑے جا

محب تو حیدری ہے خارجی دم دار کی داڑھی
سمجھ کے . . . . .* جڑ سے اکھیڑے جا

☆ ☆ ☆

یہ عشاق پر کب کسو نے کیا
ستم ہائے ظالم جو تو نے کیا

چمن میں ہر اک گل کو بے رنگ و بو
گل عارض اس کے کی بو نے کیا

ہمیں مثل آئینہ حیرت زدہ
ترے جلوہ عکس رو نے کیا

خراب ایک عالم میں مجھ کو تو یار
تری ہرزہ گردی کی خو نے کیا

ز خود رفتہ گمراہ باللہ مجھے
صنم تیری ہی جستجو نے کیا

تری دخت رز کو خوش اے محتسب
خراباتیوں کے کدو نے کیا

نہ طے ایک رکعت کی منزل ہوئی
سفر شیخ جی کے وضو نے کیا

گریبان گل چاک اے عندلیب
سحر تیرے شور و غلو نے کیا

گلوں کا اتو اک قلم پیرہن
کسو کی قبا کے اتو نے کیا

تری تیغ پر جوہر قتل کو
نمود عاشقوں کے لہو نے کیا

بد احوال عاشق کا غیروں سے مل
میاں تیرے روئے نکو نے کیا

* عریانی کے سبب حذف

مرا وحشی دل تری زلف کے گرفتار ہر تار مو نے کیا
مصفا یہ رخسار گل شبنم آج تیرے اشک کی شت و شو نے کیا
مرے دل کے آئینے کو جس طرح صفا یار کی خاک کو نے کیا
ہمیں تو خوش اے محب اب ترے
اس انداز کی گفت گو نے کیا

☆ ☆ ☆

سیر گلہائے داغ کیجئے گا دل کو اک رشک باغ کیجئے گا
یار کل سیر باغ کیجئے گا غیر کے دل کو داغ کیجئے گا
نکہت زلف یار شبو سے شب چمن میں سراغ کیجئے گا
نیک چشموں سے موند چشم طمع زندگی با فراغ کیجئے گا
سوزش داغ کہتی ہے ہمدم ملک دل بے چراغ کیجئے گا
داغ سے دل جنوں سے خانہ دل جی میں ہے باغ و راغ کیجئے گا
عشق کی آگ داب رکھنے کو دل کو شکل اجاغ کیجئے گا
کبھی جانے کو اے مزور شیخ مرکب اپنا الاغ کیجئے گا
یہ نہ ہوگا کہ موسم گل میں جہاں دور ایاغ کیجئے گا
واں خزاں میں بجائے صوت ہزار گوش افغان زاغ کیجئے گا
ناز بردار ہو محب ورنہ
کیا اسے بے دماغ کیجئے گا

☆ ☆ ☆

108

بلبل وہ گل ہے خواب میں (تو) گا کے مت جگا یا چٹکیوں کی غنچوں سے بجوا کے گت جگا
وہ گلعذار باغ میں آوے جو رحم کر کہتے ہیں گل گلوں سے کریں آج رت جگا

ہمدم وہ بذلہ سنج تو آتے ہی سو رہا   خوش طبعیوں سے بول کے باہم جگت جگا
تا صبح شام سے رہے مجلس میں دور جام   ساقی ہمیں جگائے تو باکیفیت جگا
کاٹی ہے بے کلی سے شب ہجر گل رخاں   ٹک آنکھ لگ گئی ہے صبا ہم کو مت جگا
ہے مجھ کو اس کی نازکئ طبع سے لحاظ   ووں ورنہ آنکھیں پاؤں سے مل کر ترت جگا

فرہاد و قیس چھوڑ گئے کشور جنوں
نوبت پر اپنی واں کی ولا سلطنت جگا

(قطعہ)

ہوتی نصیب اپنے کوئی حب جاہ میں   دے منعموں کی کر کے ثنا و صفت جگا

تو دل کو خواب غفلت دنیا سے اے محب
ہشیار ہے تو پڑھ کے کوئی منقبت جگا

☆ ☆ ☆

سیدھی نگہ اس شوخ کی ہے تیر کا نقشا   ہر ابروئے خمدار ہے شمشیر کا نقشا
ہے آہ مری شمع کی تصویر کا نقشا   تو چاک جگر تفتہ ہے گلگیر کا نقشا
ہے عقدہ کشائندہ دل ہر سرمو سے   شانہ میں تری زلف گرہ گیر کا نقشا
کیا صورت سیماب کچھ آئینے کے گھر میں   قائم تری شوخی کی ہے تصویر کا نقشا
ہر گونہ بصد رنگ مٹائے نہیں مٹتا   تدبیر کے ہاتھوں سے تو تقدیر کا نقشا
نقاش ازل نے تو سر کاغذ باد آہ   کیا خاک لکھا عمر کی تعمیر کا نقشا
اس کاکل پیچاں کے جو سودا زدہ ہیں روز   شب خواب میں دیکھیں ہیں وہ زنجیر کا نقشا
مانی کے بنانے کی تو کچھ بات نہ مانی   ہم نے بخدا اس بت بے پیر کا نقشا
نقاش کو کہہ دے قلم تیر سے کھینچے   صیاد نگہ تیری کے نخچیر کا نقشا

دن رات کا آنکھوں میں نظر آنے لگے فرق نقشے سے جو ان کے نہ ملے ہیر کا نقشا
یاں صفحہ تکویں پہ عبث شیخ مزور کھنچوائے ہے ابنائے تزاویر کا نقشا
جوں چار عناصر ہیں تہ خاک ہے یکساں شیخ و مغل افغان و بہم میر کا نقشا
ہو اپنے چھڑی ہاتھ میں افتادہ ہوں دوچار لکھواؤ ہو تم کس سے یہ تدبیر کا نقشا
اب آیا سمجھ میں مری اللہ اکبر باندھے (ہے) یہ عشاق کی تدبیر کانقشا
لکھوایئے یک سر محب اس صفحہ دل پر
نقش قدم حضرت شبیر کا نقشا

☆ ☆ ☆

جس نے کہ ہمیں آئینہ راز نہ جانا اس نے ہنر آئینہ پرداز نہ جانا
جو کشتہ جیالب سے ترے یار پھر اس نے ہر بات کو تیری کم از اعجاز نہ جانا
آئینہ مقابل ترے کیونکردیا ہم نے صاف اس کو کسی وجہ سے غماز نہ جانا
ناسازی طالع اسے کہیے کہ بتاں کے ہم عشق میں سوزاں ہی رہے ساز نہ جانا
فرقت میں میری جان کو جانا ہے بتا جاؤں پر تو نے مجھے عاشق جانباز نہ جانا
بے بال و پری میں یہ اڑا ہوش کہ ہم نے تاہام شفق ہی سر پرواز نہ جانا
ہیں گرچہ ذلیل آگے ترے ہم نے بھلا کب خوبان جہاں سے تمہیں ممتاز نہ جانا
جوں سایہ ہوں پامال پر اس باغ میں کس روز قامت کے ترے سرو سر افراز نہ جانا
یاں تک تو ہیں ہم اپنے شب و روز سے غافل انجام نہ سمجھے کبھو آغاز نہ جانا
سیپارہ سخن جس کے سے دل ہوئے بقرآں ہم نے وہ بجز حافظ شیراز نہ جانا
ہووے سخن اس کا محب اکثر نظر انداز
جس نے کہ سخن کہنے کا انداز نہ جانا

☆ ☆ ☆

کھلا دیدہ بیدار گر دیکھے زمانے کا
تو ہے خواب پریشاں سا خیال اس کارخانے کا

فزوں از بسکہ دخل و خرج سے ہے جہد و کوشش کے
نہیں ہوتا ہے کم مصرف توکل کے خزانے کا

سخن جن کے کی صورت جوں گہر ہے بحر معنی میں
عبث غلطاں رکھے ہے فکر ان کے آب و دانے کا

کرے شہباز ہمت اول اس کا عرش پردازی
ہوا سے جو ہوس کی پھیر لے رخ آشیانے کا

شہ خوباں نے پروانہ لکھا جوں شمع عاشق کو
جلانے کا جگر کے سرکٹانے کا رلانے کا ۱۰۹

رہ دیر و حرم کی جستجو اے شیخ آساں ہے
ہنر مشکل ہے سو دل میں کسو کے راہ پانے کا

کوئی دم آمد وشد دم کی جو ہے مجھ میں اے ہمدم
یہ اب تک انتظار اس راحت جاں کے ہے آنے کا

محب جوں سرمہ اہل اللہ کی آنکھوں میں جگہ دیویں
رہے گر خاک ہو تو پنجتن کے آستانے کا

☆ ☆ ☆

بادو باراں میں بہت اس سے ہے کم آتش و آب
جو مری چشم سے برسے ہے بہم آتش و آب

لس سے چہرہ گلنار کے آئینے میں
جلوہ گر خوب کیا تو نے صنم آتش و آب

قصہ سوز دل و دیدہ تر کا احوال
مل کے نو طرز ہوا نامہ رقم آتش و آب

غصہ و دلبری و چین جبیں لطف و نگاہ
حق میں عشاق کے ہے شربت و سم آتش و آب

تیرے روئے عرق افشاں کا ہے اعجاز صنم
کہ بہم شام و سحر دیکھیں ہیں ہم آتش و آب

شور و شر اشک کا اور آہ کا میرے شب و روز
دیکھ کر کھاتے ہیں آپس میں قسم آتش و آب

تیری مجلس میں یہ اپنے ہوئے اوقات بسر
صورت شمع ہے سر تا بہ قدم آتش و آب

اشک تھمتا نہیں کس طرح لکھوں سوز فراق
کہ نہیں در خور قرطاس و قلم آتش و آب

اے محب جذب محبت سے بھرا رکھتے ہیں
تیرے جوں ساغر سے دیدہ نم آتش و آب

☆ ☆ ☆

مری تپش سے نہ ماہی کو تاب درتہ آب — نہ ماہتاب ہے بے اضطراب درتہ آب
ترا رخ عرق افشاں بتاب درتہ آب — نظر میں خلق کے ہے آفتاب درتہ آب
ترے سخن سے لیا از حجاب درتہ آب — گہر نے آب کا منہ پر نقاب درتہ آب
کوئی بنائے تو پانی میں آگ یوں جس طرح — رکھے ہے آتش پنہاں شراب درتہ آب
بھرے ہے دہر میں تردامنی پاک سرشت — ہمیشہ خشک ہے در خوشاب درتہ آب
وہ شعلہ رو لب دریا کرے جو بادہ کشی[110] — ہو اس کے عکس سے ماہی کباب درتہ آب[111]
یقیں ہے عاقبت اے چشم تیری سیل سرشک — کرے گی خانہ مردم خراب درتہ آب
اسیر زینت ظاہر چھٹے نہ جیتے جی — گہر کے دام میں بے بس ہے آب درتہ آب
جبیں صاف دلوں پر کہاں غبار ملال — رکھا ہے ریگ کو دریا نے داب درتہ آب
صنم کی زلف کے پرتو سے موج جوں زنجیر — گئی بسلسلہ پیچ و تاب درتہ آب
نکل کنارے پہ جھاڑے غبار دامن سے — غریق بولے جو یا بوتراب درتہ آب

نہیں رخ عرق افشاں کا آئینے میں عکس
محب یہ دیکھ لے آنکھوں حباب درتہ آب

☆ ☆ ☆

گریہ کر چشم نہ یاں تک کہ جہانگیر ہو آب — جوں حباب اس جسد خاک کی تعمیر ہو آب
نگہ شوخ اگر بحر میں ہو شست انداز[112] — خلق ماہی میں تیقن ہے کہ جوں تیر ہو آب
مے تو اک طرف ہے ساقی تیری فرقت میں جو ہم — چاہیں تک حلق کریں تر تو گلو گیر ہو آب
مشتعل عشق کی آتش ہے سراپا ایسی — لگ کے تن پر مرے قاتل تری شمشیر ہو آب
پڑے دریا میں اگر عکس ترے مکھڑے کا — کار استاد ازل صفحہ تصویر ہو آب

خوف تیرے دل نازک سے صنم ہے ورنہ　　کھینچئے نالہ تو پتھر سے بھی تقطیر ہو آب
زلف کا اس کے جو سودا زدہ دریا میں نہائے　　تو سیاہی کی طرح قابل تحریر ہو آب
عاشق مست کی پیدا ہو اگر خاک سے تاک　　صاف ہروانہ انگور میں اکسیر ہو آب[113]
ہوں رہا پل میں اگر یار اسیروں کی طرف　　آنکھ اٹھا دیکھے تو ہر حلقہ زنجیر ہو آب
پہنچے ہے جب ترے در تک تو دعا کرتا ہوں　　یارب اس آہ شرر بار کی تاثیر ہو آب

اسد اللہ کے جب عشق میں نعرہ کھینچیں
خوف کے مارے محب زہرہ صد شیر ہو آب

☆ ☆ ☆

شہسوار حسن کے پھرتے ہیں ہمراہ رکاب　　دو غلام زر خرید اک آفتاب اک ماہتاب
ایک قطرہ بھی عرق کا اس گل رخسار سے　　بحر میں ٹپکے تو ہو پانی بہ از عطر گلاب
خاک جوں اکسیر کر ڈالا جلا کر عشق نے　　تو بھی اس دل کا ہے جوں سیماب قائم اضطراب
ہے سند موجود عشق دوست کی یاں داغ دل　　حشر کے دن کا محاسب ہم سے کیا لے گا حساب
مت جھگڑ مستوں سے یاں زاہد یہ سرخوش ہیں مدام　　دیکھ لیجو واں بھی ساقی دے کے جام شراب
اس قدر ہے عشق شور انگیز کس میخوار کا　　جس کی خاطر دل جگر سینے میں ہوتے ہیں کباب
کھینچ کے چلّے ہوا گو قامت زاہد کماں　　آہ ہے عشاق کی تیر دعائے مستجاب
سربلندی سے ہے رہنے میں فزوں افتادگی　　سایہ کا دیکھا زمیں پر فرش نور آفتاب

اس محب خاکسار اپنے کی حل کر مشکلیں
یا علی یا ایلیا یا بوالحسن یا بوتراب

☆ ☆ ☆

قافلہ اس شہر ہستی سے رواں ہے روز و شب　　بسکہ منزل ہے عدم شور و فغاں ہے روز و شب

تھی ہمیں خواب عدم میں سیر گلشن کی ہوس
آنکھ جب کھولی تو گل وقف خزاں ہے روز و شب

میں نہیں آگہ کدھر وہ میرے پہلو سے گیا
ہو نہ ہو تجھ پاس دل اب یہ گماں ہے روز و شب

ہے نہ تنہا قامت اس کافتنہ روئے زمیں
زلف سے نازل بلائے آسمان ہے روز و شب

بند ہو منقار بلبل جب سنے میری فغاں
اس قدر دل محو عشق گل رخاں ہے روز و شب

ان ستم کیشوں کے ناحق وصل کی امید پر
دل تو کھو بیٹھے ہیں اور اب خوف جاں ہے روز و شب

خاک اس کے آستاں کی سر پہ کر رکھئے محب
کیا کریں آنکھوں سے جوئے خوں رواں ہے روز و شب

☆ ☆ ☆

تروار کھینچ ہم کو دکھاتے ہو جب نہ تب
کیا مر رہے جواں کو ستاتے ہو جب نہ تب

تقصیر ہم سے کون سی ایسی ہوئی وقوع
منہ پر جو ہاتھ میرے دھراتے ہو جب نہ تب

از بس مزاج ہم سے تمہارا کشیدہ ہے
آزردہ بات میں ہوئے جاتے ہو جب نہ تب

اب تو رکھا ہے کاٹ ہمارا یہ آپ نے
غیروں سے مل پتنگ اڑاتے ہو جب نہ تب

اک بات کا ہماری بتنگڑ بناتے ہو
سو جھوٹ سچ کو اپنے چھپاتے ہو جب نہ تب

اے واعظو یہ کیا تمہیں بکواس لگ گئی
میری سنو تم اپنی ہی گاتے ہو جب نہ تب

ہم درد دل کہیں تو جواب اس مزے سے دو
قصہ محب یہ کس کو سناتے ہو جب نہ تب

☆ ☆ ☆

لے دہاں کو جو وہ گل پونچھے ہے رومال سے خوب
بے کلی دل کی یہ پہنچی کی ہے منہال سے خوب

وصل کی رات کی پوچھوں ہوں جو رمال سے خوب
کہے ہے دن تو ترے آئے ہیں اس سال سے خوب

گل رخاں سیر جو کی عارض گل رویوں کی
ایک تل بھر نظر آئے نہ ترے خال سے خوب

ہے زباں زیر زباں بات کے ہے تہہ دار
اس کے واقف نہیں فی الحال تو ہم قال سے خوب

ہیں گدا کب ترے گردش میں مگر اہل دول
چرخ میں رہتے ہیں اے چرخ تیرے مال سے خوب

مطربا اشک سے ہم تال تلیاں بھر دیں
گائے تو چھیڑ طنبورے کو جو سرتال سے خوب

چاہنے والوں سوا راہ چلے جا..نوں کے
دل تو پامال ہیں ٹھوکر کے تری چال سے خوب

ترش روئی سے ہی دوچار اگر بوسے دے
شربتِ لعل مسی زیب کے ہیں خال سے خوب

عرض حال اس سے میں اپنا کہوں کیا اے ہمدم
ایک عیار ہے واقف ہے مرے حال سے خوب

دانہ اور دام ہے گو طائر دل کا خط و خال
زلف پیچاں کے ہے دن رات کے جنجال سے خوب

مژدہ قتل لے آیا ہے بنا چیٹلا
خوں ٹپکتا ہے کبوتر کے پرو بال سے خوب

شست و شو اشک سے ہی برسوں کی اے ابر کرم
پر سیاہی نہ چھٹی نامہ اعمال سے خوب

دن بہت گزرے ہیں کیا بھیجوں اسے تحفہ طریق
ارمغان لخت جگر چھٹ نہیں ارسال سے خوب

رتبہ ظاہر و باطن میں ہے (فرق)[114] اے منعم
پشم کمل ہے گدا سمجھے ہے پرشال سے خوب

مہر و مہ کے جو مقابل محب اس کو دیکھا
شکل ہر وجہ ورائے نظر اشکال سے خوب

☆ ☆ ☆

آپ جس کو چاہئے اور وہ نہ چاہے دو جواب
دوستی اس سے کوئی کیونکر نباہے دو جواب

یہ کہاں طالع کہ ہم سے لب (وہ)[115] ہو ویں ہم کلام
عرض جب اپنا کریں احوال کا ہے دو جواب

کب کہا میں نے نہ اوروں سے ملو لیکن میاں
وہ چلن چلئے کہ سب عالم سراہے دو جواب

کوئی تم سے دوستی کر کے بھلا کس واسطے
روگ اپنی جان کو ناحق (بساہے)[116] دو جواب

جس محب کو تم سے دعوائے غلامی ہو اسے
کیا مناسب ہے کہ بعد از سال ماہے دو جواب

☆ ☆ ☆

ہم تیرے رنگ و روپ کو پہچانتے ہیں خوب
جو چال ڈھال ہے تری سو جانتے ہیں خوب

اے یار بار عشق سمجھ کر اٹھائیو
مگدر نہ ہوئیں یہ کہ جسے بھانتے ہیں خوب

دیکھو نہ راہ غیر کو سوگند ہے تجھے
کوچے ترے کی خاک ہمیں چھانتے ہیں خوب

عشاق راہ عشق میں با صدق اعتقاد
ہادی سمجھ کے اپنا ہمیں مانتے ہیں خوب

ہو جاتی ہے وہ خوبی قسمت سے آہ زشت
جب دل میں کوئی بات محب ٹھانتے ہیں خوب

☆ ☆ ☆

میری خبر نہ لینا اے یار ہے تعجب
جی سے بچے جو مجھ سا بیمار ہے تعجب

وعدہ خلافیوں سے تیری ہے دل میں شبہہ
ہووے جو حشر میں بھی دیدار ہے تعجب

تم کہتے ہو کہ وہ آج آتا ہے پاس تیرے
اس یار سے تو یارو بسیار ہے تعجب

ہستی سے اک نفس کا ہے فاصلہ عدم تک
تس پر بھی ہے پہنچنا دشوار ہے تعجب

کافی نہ تھا تمہارے ابرو کا اک اشارہ
کھینچی جو عاشقوں پر تلوار ہے تعجب

سو بار دین وایماں گم ہوئے تو عجب کیا
ٹوٹے جو عہد الفت اک یار ہے تعجب

کیونکر کٹے گی یارب اوقات غم زدوں کی
کوئی نہیں جہاں میں غم خوار ہے تعجب

ناصح میرا گریباں سینے کا فکر مت کر
ثابوت اس میں پانا اک تار ہے تعجب

پامال دل کئے ہیں عالم کے ہر قدم میں
سیکھی یہ تم نے کس سے رفتار ہے تعجب

گالی ہوئی ہے اب تو تکیہ کلام تیرا
سیدھی زباں کسو سے گفتار ہے تعجب

اسلام میں یہ کیسا انکار کفر سے ہے
تسبیح میں پروئے زنار ہے تعجب

دیوانہ ہے محب تو تیری شکستہ حالی
دیکھے جو آنکھ اٹھا کر دلدار ہے تعجب

ہر بات میں جو کہیے مجبور' ہے قباحت
انساں کو گر سمجھے مختار ہے تعجب

کچھ گو مگو ہے یارو یہ امر بندگی کا
انکار ہے اچنبھا اقرار ہے تعجب

☆ ☆ ☆

آنا ہے تو آجاؤ یک آن مرا صاحب
ایک آن کے ہیں ہم بھی مہمان مرا صاحب

مدت سے تمہارا میں سوجان سے ہوں عاشق
کیوں جان کے ہوتے ہو انجان مرا صاحب

غصے ہو اٹھے مجھ پر کیوں تیرو کماں لے کر
میں ہونے کو بیٹھا ہوں قربان مرا صاحب

ناگاہ صنم یارو مجھ سے جو ملا آکر
مجھ پر یہ خدا کا ہے احسان مرا صاحب

یہ بندہ ہو یا تم ہو واں غیر نہ ہو کوئی
اس ڈھب کے ہے ملنے کا ارمان مرا صاحب

کچھ یاد نہیں مجھے کو کافر ہوں مسلماں ہوں
ہے غم میں ترے یاں تک نسیان مرا صاحب

جو عشق کی منزل کے ہیں اہل کمال ان کا
ہے شکر و شکایت میں نقصان مرا صاحب

صاف آئینہ دل میں روشن ہے جمال اس کا
برعکس ہے اک عالم حیران مرا صاحب

سو طرح کہوں دل کا احوال حضور اس کے
میرے تو نہیں رہتے اوسان مرا صاحب

ہم عشق کی دولت سے اک کنج قناعت میں
کرتے ہیں فقیرانہ گذران مرا صاحب

یاں حد سے قدم باہر رکھنے کوئی پایا ہے
اس جرم میں سرلیں ہیں تاوان مرا صاحب

منصف ہو محب دل میں اس بات کو ٹک سوچے
جب بے سروساماں ہو انسان مرا صاحب

کیا ساتھ لے آیا تھا لے جائے گا کیا یاں سے
پھر چاہیے کس خاطر سامان مرا صاحب

معنی میں وہ کاٹیں ہیں اوقات بہت بے غم
جو شخص بصورت ہیں عریان مرا صاحب

شمشیر برہنہ کے جوہر نظر آتے ہیں
انصاف کی آنکھوں کے درمیان مرا صاحب

☆ ☆ ☆

تجھ بن تو ہمیں حق دے دکھاوے شب مہتاب　　کیا فائدہ جلتوں کو جلاوے شب مہتاب
اک خانہ ماتم میں چراغ سحری ہے　　بے مہر جو تجھ بن نظر آوے شب مہتاب
ہر نقش قدم سے گل خورشید ہو پیدا　　گلشن میں جو تو دیکھنے جاوے شب مہتاب
اے پی کے میاں دفع حرارت کے خیال کو　　پیالی میں طباشیر ملاوے شب مہتاب
دیکھے جو میرے یار کے چہرے کا جھمکڑا
واللہ محب صدقے ہی جاوے شب مہتاب

☆ ☆ ☆

تجھ بن ہے یہ عالم میں فتور شب مہتاب　　خورشید قیامت ہے ظہور شب مہتاب
لوٹے ہے تیرے پاؤں تلے شام سے صبح　　ہے سر بفلک گریہ غرور شب مہتاب
دیکھو اگر اس مہر کے مکھڑے کے مقابل　　جوں شمع سحر گاہ ہے نور شب مہتاب
کس کے لب مے گوں کی تمنا میں فلک پر　　لبریز ہے یہ جام بلور شب مہتاب
ہر شب ہے ہمیں روز قیامت سے زیادہ　　فرقت میں تری شور نشور شب مہتاب
بیٹھا ہے وہ رشک مہ و خور بام پہ آکر　　موسےٰ نہیں دیکھے جو یہ طور شب مہتاب
دور اس سے ہوں نزدیک مرے گھر کے نہ آنا　　کرتا ہوں یہی عرض حضور شب مہتاب
جوں شبنم گل تابش رخسار بتاں سے　　اڑ جائے ہے سیماب ہو نور شب مہتاب
جلتا ہے کہ خورشید کی اک روٹی ہو تیار　　لے شام سے تا صبح تنور شب مہتاب
اے بادہ کشاں دفع حرارت کو رکھے ہے　　خاصیت کافور شعور شب مہتاب
خالی ہے محب لطف سے بے جام و صراحی
کیفیت صد بزم سرور شب مہتاب

☆ ☆ ☆

غیروں کے ساتھ پھرنا تجھ کو نہ تھا مناسب　　عاشق کا جی کڑھانا ظالم ہے نامناسب

80

زلفوں میں دل کا پھنسنا دیوانہ پن نہیں ہے — زنجیر سے جنوں کا ہے سلسلہ مناسب
رندوں کو بیت بحثی ناصح سے کیا ہے لازم — اوقات کرنے ضائع بک بک میں کیا مناسب
ہم بات بھی کہیں تو منہ پھیر بیٹھتے ہو — سبحان تیری قدرت یہ ہے بھلا مناسب
تم درد سر نہ کھینچو تشخیص کا طبیبو — بیمار عشق کی بھی کچھ ہے دوا مناسب
خار جفا بھرے ہیں بوئے وفا نہیں ہے — اس باغ کا تماشہ کیا دیکھنا مناسب
ہم ہیں محب تمہارے واللہ جان و دل سے
تم کو نہیں ہے ہم سے ہونا خفا مناسب

☆ ☆ ☆

آخر کو گل کے داغ سے گلشن میں عندلیب — جلوا کے آشیاں کو ہوئی بیکس وغریب
از بسکہ ہم صفیروں کی صحبت سے ہے بعید — بلبل قفس میں دیکھی تو ہے مرگ کے قریب
بیمار درد عشق کو بخشے نہ فائدہ — ہو معجز مسیح اگر نسخہ طبیب
سودا زدوں میں ہے کوئی ایسا سیاہ بخت — میں جس (قدر) ہوں زلف کا مارا بلا نصیب [117]
وحشت نہیں ہے روز قیامت کی اس قدر — جیسی شب فراق کی ہے ہر گھڑی مہیب
کوچے میں تیرے آنے سے روکے ہے اب ہمیں — یاں تک تو تو نے اپنا مصاحب کیا رقیب
کیا خوف ہے رقیب کے کہنے سے اے محب
دشمن سے کچھ نہ ہوئے جو ہو مہرباں حبیب

☆ ☆ ☆

رنگ سو بدلے فغاں و ہائے ہائے عندلیب — گوش گل تک پہنچی کب ہے صدائے عندلیب
باغباں بیگانہ تھا یا آشنائے عندلیب — سینچ کے گل کو جولے ہے خوں بہائے عندلیب
چاہے جب پرواز کر نکلے قفس کو توڑ کر — نکہت گل گر نہ ہو زنجیر پائے عندلیب

روئے آتش ناک سے اک قطرہ گر بخشے گلاب
ضعف دل کی ہے حرارت کو دوائے عندلیب

نگہت گل کم مسیحا سے نہیں، ہے کیا عجب
مر گئی بھی ہو تو پھر کر جان پائے عندلیب

منہ سے منہ ملتی ہے شبنم گل کے اور وہ دیکھے ہے
بوند بھر پانی میں ڈوبی سب ضیائے عندلیب

عشق گل میں سرزنش سے خار کے نالاں رہی
سخت بے رنگ حمیت ہے وفائے عندلیب

شاخ گل پر آشیاں باندھے تو پہلے بہر یمن
تربت عشاق ہی پھولوں سے چھائے عندلیب

آج گل پژمردہ ہیں اور اشک شبنم ہے رواں
مچ رہا ہے باغ میں شور عزائے عندلیب

رنگ گل تب ڈھڈہا آوے نظر جب میری طرح
سینکڑوں گل دل جگر پر اپنے کھائے عندلیب

برگ گل کی جا خزاں میں پر نہیں اڑتے ہیں یہ
ہیں جگر کے دل کے یہ سب پرزہ ہائے عندلیب

مقتضائے وقت ہی ہے ورنہ شایان تفنگ
زاغ بیٹھے شاخ گل پر آ بجائے عندلیب

ہم شہید اک ایسے گلرو کی ہیں تیغ عشق کے
گل ہماری خاک پر آنکھوں سے لائے عندلیب

کر گیا پرواز اس گلزارؔ" سے رنگ اثر
دل خراش گل نہیں اب نالہ ہائے عندلیب

جان شیریں دیوے جوں فرہاد عشق گل میں تب
جوئے خوں آنکھوں سے لے مردم بہائے عندلیب

جان دے بیٹھے گی عین فصل گل میں دیکھیو
جور گلچیں اے محب کب تک اٹھائے عندلیب

☆ ☆ ☆

ہے یہ کچھ گریہ شبنم میں اثر آخر شب
پھٹ گئے غنچوں کے یک لخت جگر آخر شب

نالہ بلبل تو لگے کرنے ادھر آخر شب
پیرہن گل نے کیا چاک ادھر آخر شب

جانور ہوتے ہیں سب یاد میں اس کی مشغول
حیف انسان نہ ہو بیدار اگر آخر شب

دل کی واشد نظر آتی نہیں جوں غنچہ گل
اس چمن زار میں اک آن مگر آخر شب

یوں کٹا روز اذیت سے تیرے وعدے کا
ہوئے جوں حالت بیمار بتر آخر شب

اول شام سے یہ چاند سا مکھڑا تیرا　　آئے ہے خوبی میں وہ چند نظر آخر شب
اتفاقاً کبھو کوچے میں تمہارے اپنا　　چوری چوری سے جو ہوتا ہے گزر آخر شب
دیکھتے کیا ہیں کہ تم مجلس اغیار سے مست　　گرتے پڑتے ہوئے آ پہنچے ہو گھر آخر شب
نور صد مطلع خورشید محب دکھلایا
مکھ پر اس ماہ کی زلفوں نے بکھر آخر شب

☆ ☆ ☆

قطرہ اشک سر ہر مژہ پر آخر شب　　جم گئے سرو ہو جوں سلک گہر آخر شب
اول شب جو قدم رنجہ کرے یار تو خیر　　دل بیمار کا ہے ورنہ سفر آخر شب
مو سفیدی ہے جوانی کی ودیعت اس طرح　　جوں نمودار ہو آثار سحر آخر شب
آج آئی نہ تجھے نیند چلا ہے کس کے　　قتل پر باندھ کے شمشیر و سپر آخر شب
دیکھ کے خندہ گل گریہ کناں ہیں ناصح　　ساتھ شبنم کے ہر اک برگ شجر آخر شب
شمع نے جل کے میرے سوز سے سر تا بہ قدم　　شمعداں کو بھی دیا داغ جگر آخر شب
خوب اس بات میں ہم تم ہوئے دونوں جھوٹے　　ذکر کل کا ہے گیا جو کہ گزر آخر شب
توتو کہتا تھا کہ ہے نصف شب اور میں کچھ کم　　تا کمر زلف جو تھی مد نظر آخر شب
جب چلو منزل ہستی سے محب سوئے عدم
پہنچو آرام سے باندھو جو کمر آخر شب

☆ ☆ ☆

نہ ملنا اس سے ٹھہرا ہوئے گا جب　　تو ہمدم حال دل کیا ہوئے گا تب
ترے بہہ چلنے سے اے اشک افسوس　　ہمارا عشق رسوا ہوئے گا اب
نہیں رہتا بجا اس فکر میں ہوش　　کہ وہ میخوار کس جا ہوئے گا شب

وہ مست خوابِ نازایسا ہے ظالم   خیال اس کو کسی کا ہوئے گا کب؟
کسی ڈھب سے اسے لے آئے مجھ تک   یہ کس کو یاد ایسا ہوئے گا ڈھب
وہ دن ہوگا عجب مجھ جاں بلب کو   کہ لب پر اس کے میرا ہوئے گا لب
محب تم بت پرستی کو نہ چھوڑو
تمہارا یاں ہویدا ہوئے گا رب

☆ ☆ ☆

آج ہے ساقی چمن میں بلبل وگل کا ملاپ   تو ہمارے لب سے کردے ساغرِ مل کا ملاپ
سخت گستاخانہ آتاہے نظر ہر صبح و شام   یار کے مکھڑے سے باہم زلف و کاکل کا ملاپ
زلف پیچاں اس کے خط سبز سے باہم نہیں   ہے چمن میں حسن کے ریحان و سنبل کا ملاپ
اے دل اتنا لگ نہ چل اس شوخ جادو چشم سے   کچھ بھلا ہے صید سے ہونا قراول کا ملاپ
بعد مدت وعدہ ملنے کا کرو پھر بھول جاؤ   یاد گاری ہے تمہاری اس تغافل کا ملاپ
جھد سے میرے ملے وہ یار ہرجائی سو خیر   یہ ہے قسمت آزمائی ہے توکل کا ملاپ
ہو تنزل میں ترقی جوں ہلال انساں اگر   ایک سا سمجھیں ترقی اور تنزل کا ملاپ
کیا کسی یار آشنا سے اس تلاطم میں ملیں   ہے یہ آمد رفت دریا پر سرپل کا ملاپ
یار کا ملنا وسیلے بن محب دشوار ہے
شاہ سے کب ہو گدائے بے توسل کا ملاپ

☆ ☆ ☆

جو کچھ کبھو نہ کہا تھاسدھارے کہہ کے آپ   نشے میں رات عجب بانکپن سے بہکے آپ 119
ادھر تو آکے مزے میں نشے کے بہکے آپ   ادھر ہمارے بھی جاتے تھے اشک بہہ کے آپ
سوائے جرم محبت جو کچھ کیاہے نہ ہوئے   ہم اپنے دل سے ہوں محجوب کس گنہ کے آپ

ہزار عیب کو ڈھانکے ہے ایک کم گوئی کلام خلق ہوں سمجھا خموش رہ کے آپ
کسی کے بندے ہو تم یا کہ آپ خود ہو بتاں گدا کو سمجھو نہ اپنا نہ بادشہ کے آپ
تمہیں تو عید ہے دن اور شب برات ہے رات ہم اپنی آہ کے یاں داغتے ہیں چھلکے آپ
ہوئے نہ کھولنے کے اے نسیم خواہش مند ہم اپنے غنچہ دل کے کبھو گرہ کے آپ
ہزار جاں سے کریں نذر ہم کرو سودا یہ دل جو مول میں مانگیں ہیں یک نگہ کے آپ
محب کہے سے بہ روح رسول یا مولا
شفیع حشر ہیں مجھ نامہ سیہ کے آپ

☆ ☆ ☆

لخت دل لا نہ مژہ پر نہ سرخار کو سونپ یہ گل تازہ کسی رونق دستار کو سونپ
مایہ جاں سے اگر کچھ بھی ہو باقی تن میں عشق کہتا ہے کہ اس شوخ کے رخسار کو سونپ
قطرہ خوں دم شمشیر کے شایان کہاں دوں میں کس روسے دل اس ابروئے(خمدار) کو سونپ
نہیں ہے تجھ کو جو عالم کی خرابی منظور کام اپنا نہ دلا دیدہ خوں بار کو سونپ
کب اسیران قفس کو ہے رہائی کی امید چشم گل گشت کی یاں رخنہ (دیوار کو سونپ)
شور سے نالے کے چپ ہو یہ سیہ بخت اے کاش دل کہیں سرمہ چشم نگہ یار کو سونپ
دیکھتے دیکھتے اپنے بہ تہ خاک قضا کیا بتاؤں گئے کیاکیا در شہوار کو سونپ
آج کل ہم ہیں تہی دست صدف کی صورت جائے گی گوہر جاں حسرت دیدار کو سونپ
دین و دنیا کے جو مطلب ہوں معقد دل میں
اے محب شاہ نجف حیدر کرار کو سونپ

☆ ☆ ☆

پہلو میں اس کے بیٹھے ہیں اغیار راس و چپ سرگوشیوں میں ہوتے ہیں گفتار راس و چپ

گزرا وہ شوخ کون سے کوچے سے یوں کبھو
آپس میں چل گئی نہ ہو تلوار راس و چپ

(مقتل) پر عاشقوں کے قدم رکھ سنبھال کر
بسمل ترے تڑپتے ہیں دوچار راس و چپ

ساقی بٹھا کے سامنے بھولے ہمیں کو تم
بھر بھر کے جام دیتے ہو ہر بار راس و چپ

اس باغ میں نہ ایک گل ایسا نظر پڑا
جس کے ہزار ساتھ نہ ہوں خار راس و چپ

اطراف آفتاب ستارے جھمکتے ہیں
کانوں میں شوخ کے در شہوار راس و چپ

بارے نقاب رو سے اٹھا دیکھ ادھر ادھر
لاکھوں کھڑے ہیں طالب دیدار راس وچپ

آئینہ خانے میں ترے عارض کے عکس سے
پھولے ہے کیا بہار سے گلزار راس و چپ

دو ناگ ہیں یہ بیٹھے ہوئے گنج حسن پر
زلفیں نہیں یہ عارض دلدار راس و چپ

یوسف کی گاہک ایک زلیخا تھی اور ترے
ویسے کھڑے ہیں لاکھ خریدار راس و چپ

آج آئے گا وہ ملنے کو تجھ سے محب کہ کل
ڈھونڈے تھا[۱۲۵] گھر ترا سر بازار راس و چپ

☆ ☆ ☆

حیف جیتے جی نہ کیجے عاشق اپنے سے ملاپ
جب وہ دنیا سے چلے تب لائیے تشریف آپ

فیض صحبت سے رہے محروم اکثر بد اصول
درمیان پہلوئے شمشیر بے جوہر ہے گھاپ

یہ جگر سے اٹھنے میں شعلے کے جب لیتا ہوں سانس
تن کے کپڑوں کو جلا اک دم میں دے ہے منہ کی بھاپ

حال پرساں بھی نہیں یاروں کے ہوتے یار حیف
کیا زمانے کی ہوا سے بچ رہی ہے آپ دھاپ

جس جگہ لڑ جائے دو شخصوں میں آنکھ اس شوخ کی
باپ کا بیٹا عدو بیٹے کا دشمن ہوئے باپ

فی الحقیقت حسن کا زیور ادا و ناز ہے
چاند کا گہنا حسینوں کے لئے ہے ٹیپ ٹاپ

کیوں نہ جھگڑے محتسب جب مست کھینچیں اس کو وو
دختر رز جس کو پالا اس نے بالشتوں سے ناپ

راگ اپنا گا ہمارا ذکر مت کر اے رقیب
جب ستاوے گا ہمیں تب لیں گے ہم اک ڈھول تھاپ

اس کے ہاتھوں کھائیں گے عشاق ہیرے کی کنی
ہے محب الماس کی پہنی مرصع اس نے چھاپ

☆ ☆ ☆

محب عشق ہے وہ بیابان غربت — کہ واں دل ہے اک روز سامان غربت
وہ صبح وطن اپنی قسمت میں کب ہے — کہ رکھیں نہ شام غریبان غربت
جنوں نے گریباں مرا چاک کر کے — بنایا مجھے گرد دامان غربت
کہاں صاف طینت کو خواہش وطن کی — صدف بیچ گوہر ہے خواہان غربت
ہم آزاد مشرب ہیں جوں روح تن میں — وطن کو سمجھتے ہیں زندان غربت
تعین ہے تیرا سبب تفرقے کا — کہ ہے عکس آئینہ حیران غربت
کہو ہم کو وہ سبزہ پائے گلبن — وطن سے بہ طفلی پریشان غربت
کہ میری جوانی لٹی سیر کرتے — خزان و بہاراں گلستان غربت

بھلا دل سے دیتے ہیں حب وطن کو
رفیقان محنت محبان غربت

☆ ☆ ☆

ہے وصل گل اک آن اسے جان غنیمت — اے بلبل نالان اسے جان غنیمت
یاں داغ جگر سے ہی اگر نام ہوروشن — جوں شمع شبستان اسے جان غنیمت
گر پیشتر آنے سے خزاں کے ہو میسر — گلگشت گلستان اسے جان غنیمت
ہر باہ نظر آئے اگر عہد وفا کا — دو مخلص کے درمیان اسے جان غنیمت
ہے درد میں کچھ لطف نہ کر اے دل بیمار — تو خواہش درمان اسے جان غنیمت
مجھ عاشق بے جان سے جو دم ہے ملاقات — سنتا ہے میری جان اسے جان غنیمت
اس باغ میں جوں گل ہے اگر چاک گریباں — تا گوشہ دامان اسے جان غنیمت
کیا مصرع دل چسپ قدیار ہے موزوں — اے صاحب دیوان اسے جان غنیمت

ہے کوچ ترا منزل ہستی سے مقرر — جو دن رہے مہمان اسے جان غنیمت
کر زندگی اس طرح کہ ہمسائے ترے بعد — ہوں تیرے ثنا خوان اسے جان غنیمت
دل خون نہ کر عشق بتاں میں کہ ہے تیرا — اللہ نگہبان اسے جان غنیمت
جب تک یہ رقم ہاتھ مبصر کے نہ پہنچے — رکھ خلق سے پنہان اسے جان غنیمت
یوں اشک کے قطرے کو نہ آنکھوں سے گرا دے — ہے گوہر غلطان اسے جان غنیمت
جب تک کہ مخالف رہیں یہ چار مخالف — اے صورت انسان اسے جان غنیمت[121]

صد شکر محب حیدر کرار کریں گے
مشکل تری آسان اسے جان غنیمت

☆ ☆ ☆

جسے کہ عشق میں ہے خورد وخواب سے نسبت — نہیں وہ آدم اسے ہے دو آب اسے نسبت
نہ اشک خوں کو ہے میرے شراب سے نسبت — نہ سوز داغ جگر کو کباب سے نسبت
شرف اگرچہ ہے کعبہ کو پر خدا ہے گواہ — نہیں میرے دل خانہ خراب سے نسبت
گرے ہے چشم سے اس گل کی یاد میں جو اشک — وہ رنگ و بو میں رکھے ہے گلاب سے نسبت
وہ آبدار میری چشم کے ہیں گوہر اشک — کہ جن کو ننگ ہے موتی کی آب سے نسبت
بہ ہیچ وجہ ترے عارض درخشاں کو — نہ ماہتاب سے نہ آفتاب سے نسبت
یقیں ہے مرنے کے بعد اس کی خاک ہو اکسیر — جسے ہے بندگی بوتراب سے نسبت
مدام گردش دوراں میں جز مے و معشوق — نہیں ہے مستوں کو کچھ شیخ شاب سے نسبت
نقاب چہرے پر اس شوخ کے تکلف ہے — کہ روئے مہر کو کیا ہے حجاب سے نسبت
فغان و آہ سے منسوب دل ہے اس کو نہیں — (صدائے)[122] نغمہ چنگ و رباب سے نسبت
شراب نیند کی کیفیت اڑ چلے جو کریں — اسے تری نگہ پر عتاب سے نسبت

تڑپنے کی کہیں اک پارہ برق اور سیماب — رکھیں ہیں دل کے مرے اضطراب سے نسبت
ہماری چشم کو اب انتظار میں اس کے — بعینہ کیونکہ ہے چشم حباب سے نسبت
تہی وہ کاسئہ واژوں وہ روز وشب لبریز — کہاں حباب کو چشم پر آپ سے نسبت

مکاں یہ بلکہ ہے نمناک و تر نہیں ہے محب
ہماری چشم میں مردم کو خواب سے نسبت

☆ ☆ ☆

مانگوں دعا تو ڈوبیں میاں دل اثر کے وقت — اول تو وقت نصف شب اور پھر سحر کے وقت
پرواز روح تن سے مرے کی ہے کر چکی — اس حور وش کے ناز و ادا پر نظر کے وقت
اس خانماں خراب کو بھی دے میاں بتا — ہیں کون کون سے ترے رہنے کے گھر کے وقت
گھڑیاں ہی گنتے کٹ گئی وعدے کی شب ہمیں — وہ یار گھر سے غیر کے نکلا گجر کے وقت
بوسہ لگے ہو داؤں مرے ہاتھ نقش ہے — لیتا ہوں دون چند نہ ہو کل بسر کے وقت
گلیوں کو شہر کی نہ چکوروں کے سا جہان — اے مہ اندھیری رات میں خوف و خطر کے وقت
جاتا ہوں میں صنم کی پرستش کو شیخ روز — اکثر قضا نماز صبوحی کا کر کے وقت
اس وقت جو گزرتی ہے دل پر سو کیا کہوں — آئے ہو تم جہاں سے ہمارے گزر کے وقت
ہو اس چمن میں تم گل دوپہریئے کا پھول — دکھلائی دو کبھو نہ بجز دوپہر کے وقت
ابرو کے ساتھ مردمک چشم کو سنبھال — عاشق کُشی کے واسطے تیغ و سپر کے وقت

لکھ اس غزل کو اب تو غزل در غزل محب
آمد کا تا کہ نظم کے دل سے بسر کے وقت

☆ ☆ ☆

جھکنا تو دیکھ شاخ کا منعم ثمر کے وقت — ہو فیض بخش دست رس مال و زر کے وقت

چاہے کہ دل ہو مطلع خورشید فیض حق
مل رو کشادہ خلق جہاں سے سحر کے وقت

ہم سر پٹک پٹک مرے اے نخلبند کہہ
ہیں کھولنے کے کون سے گلشن کے در کے وقت

اب نالہ کش ہیں دیکھ کے بے بال و پر مجھے
وے ہم صفیر اپنے جو تھے بال و پر کے وقت

ہے روز و شب خلائق ارض و سما[123] میں بحث
نکلا نہ کر طلوع شمس و قمر کے وقت

ہر دم ہے عزم کوچ کا اوپر نفس مقام
ہمراہ اپنے کون ہو ایسے سفر کے وقت

بدطالعی بھی یہ کہ جو آیا پیام بر
ہم بے خبر ہیں آپ سے اس خوش خبر کے وقت

نقصان جان و مال سے عاشق ہے بے خطر
سودے میں نفع عشق کے ہوئے ضرر کے وقت

مجلس ہنروروں کی جہاں ہے تو اہل ہوش
کرتے ہیں امتحان ہنرور ہنر کے وقت

چلنا باامتیاز جو روشن کرے نہ نام
خنداں نہ ہووے شمع کٹانے کو سر کے وقت

حارص چھٹے نہ دام حلاوت سے حرص کے
پرواز ہو مگس سے نہ طعم شکر کے وقت

خاطر شکست خوردہ کر اور بھاگ عجب سے
چاہے اگر فتوح تو فتح و ظفر کے وقت

ہو اس بشر کی کیوں[124] نہ محب عاقبت بخیر
یکساں رکھے مزاج کو جو خیر و شر کے وقت

☆ ☆ ☆

ہے دل خراش شکوہ ہمسائیگاں کی بات
ہمدم نہ پوچھ کچھ مری آہ[125] و فغاں کی بات

سمجھے ہے کون پست و بلند بتاں کی بات
پوچھو زمین کی تو کہیں آسماں کی بات

گھائل کسو تو ابرو و مژگاں کا ہے یہ دل
برچھی سی لگتی ہے اسے تیر و کماں کی بات

کیا سبز ہو بہار رخ یار کے حضور
بلبل اگر ہزار کہے گلستاں کی بات

فرحت فزائے دل ہے ہنسی اپنے یار کی
گو شاخ زعفراں ہے گل زعفراں کی بات

اس کے سمند ناز کی شوخی زمیں پہ دیکھ
اڑ آسمان پر گئی برق جہاں کی بات

تن پر ہر ایک موہو زبان ادائے شکر
جس کے سنیں دہن سے ہم اس کی زباں کی بات

تلوار بات بات میں اگلی ہی پڑتی ہے
منہ سے نکالے کوئی تو اس مو میاں کی بات

چھیڑو تو ذکر یار ہی یارو مرے حضور
قصہ زمانے کا نہ کہو ہے کہاں کی بات

لیل و نہار عمر نہ کھو ہیچ و پوچ ہے
پیر کہن سے دوستی نوجواں کی بات

واقف ہوں اس کے جلوہ حسن و جمال کا
ہر ذرے میں جھمکتی ہے جس مہماں کی بات

خواہش ہے دیکھنے کی ترے کھینچ لائے ہے
پیارے نہ پوچھ کچھ مری تاب و تواں کی بات

کرتا ہے ظاہر آپ کو قلاش و کم عیار
بے زر نہ منہ سے کاڑھیے سیمیں براں کی بات

یا رب بہار ہی میں اٹھا اس چمن سے جلد
بھلا کے مت سنا ہمیں فصل خزاں کی بات

جس کا جرس کی طرح سے دل ہو نہ چاک چاک
اس پر کھلے نہ عشق کے کچھ کارواں کی بات

مہماں سپاہی زادوں کو بے خون دل نہ کر
تیغ و سپر سے کہتے ہیں وہ آب و ناں کی بات

اس تیر خروہ کے لب معشوق ہے بہ کام
سو فار کی سنے ہے جو رنگیں دہاں کی بات

کر سیر تک حدیقۂ دل کی کسو کے شیخ
پھر کہہ جو سبز ہوئے تو باغ جناں کی بات[126]

ہر حال میں ہو بے خود دانیدگاں خموش
افسوس کس سے پوچھے کوئی رفتگاں کی بات

گلزار شعر میں تو محب نے پسند کی
بلبل ہزار رنگ و روش سے فغاں کی بات

☆ ☆ ☆

آنکھوں میں رہی اس در شہوار کی حسرت
ٹپکا جو زمین پر لئے دیدار کی حسرت

نرگس نہیں گلزار میں با دیدہ حیراں
ہے یہ بھی کسو چشم کے بیمار کی حسرت

سینہ تو مُشبک کیا اس تیر نگہ نے
پر دل میں ہے یکسر دم تلوار کی حسرت

عشاق کو فردوس جہنم سے ہے مانا
جی میں ہے اسے کوچہ دلدار کی حسرت

بلبل کوئی جوں خار کھٹک میری فغاں کی　　یاں تک ہے کسو کے گل رخسار کی حسرت
بات آب خضر کی کرے ہے فوت زباں پر　　تیرے لب جاں بخش سے گفتار کی حسرت
جوں غنچہ بشگفتہ ہے خوں ہو کے جگر میں　　تیرے چمن حسن کے سیار کی حسرت
جام مئے گلرنگ سے اس ابر میں ساقی　　کر یاد مرے دیدہ خوں باز کی حسرت
ہررنگ ہے آشفتگی واشد گل سے
دل میں محب اس بندش دستار کی حسرت

☆ ☆ ☆

ہنس کے رنگ زرد پر کچھ رحم سا کھا کر بسنت　　زعفرانی پوش ہو ہم سے ملے آ کر بسنت
کیا ہی سرسوں سی ہتھیلی پر جمائی سحر سے　　تو نے رنگ عاشقاں یکشت[127] (اڑوا) کر بسنت
پیرہن میں گل نہیں پھولے سماتے کس کو دیکھ　　گائے بلبل چٹکیاں غنچوں سے بجوا کر بسنت
لالہ رویوں کے سردستار پر کیا پھول پھول　　رنگ رعنائی سے بیٹھے ہے جگہ پا کر بسنت
کر کے سیر زعفراں زار عاشقوں کے رنگ کی　　پھولی سرسوں سی تری آنکھوں میں کیوں جا کر بسنت
چڑھ ہنڈولے آج ان پریوں میں اک دھاری بجے　　زور ہی جھوکوں کی تانوں سے گئی گا کر بسنت
باغ میں قطروں سے شبنم کے دکھاتی ہے بہار　　موتیوں کا ہار ہر گیندے کو پہنا کر بست
مالکونس اور سوہنی ہنڈول سے لے تا بہار　　نام پنچم رکھ کے اپنا آئے لہرا کر بسنت
رنگ زرد اور اشک گلگوں دیکھ تیرا جا چھپی　　کھیت میں سرسوں کے اور ڈھاکے میں شرما کر بسنت
دختر رز کو گلابی پوش کڑوا سی بنا　　بزم میخواروں میں لے آئے ہے للچا کر بسنت
دیکھ گلدستہ مرے سینے کے داغوں کا محب
شاخ سے ہر گل کی گل کھاتی ہے کمھلا کر بسنت

☆ ☆ ☆

غلط ہم کو کہتا ہے ہو[128] بے مروت　　تو ہی بے مروت ہے او بے مروت
نہ دیویں جگہ جی میں منہ پھیرتے ہی　　اک آئینہ اور تو یہ دو بے مروت[129]

130

نہ دو بوسہ اور مفت لو دل ہمارا　　پھر اس پر ہمیں کو کہو بے مروت

نہ دے گالیاں بس سنبھال اب زباں کو　　سناویں گے پھر ہم بھی ہو بے مروت

(یہاں بیٹھ)[131] ہر دم اٹھا آئینے کو　　یہ بے وجہ ہے صاف گو بے مروت

میرے جی نے تجھ بن تو رونا ہی چاہا　　رہا ہاتھ جینے سے دھو بے مروت

بد اطوار عالم کے خوبو میں تجھ سا　　نہ دیکھا کوئی خوبرو بے مرت

سوا خواب ہستی کے تربت مری پر　　تو کس دن گیا خوبرو بے مروت

محب اس غزل کو غزل در غزل کہہ
لڑے کاش وہ تند خو بے مروت

☆ ☆ ☆

132

تو بے دید ہے ایک او بے مروت　　تری چشم کافر ہیں دو بے مروت

نہ کیوں ہوئے صحبت برار آرسی سے　　جو بے دید تو ہے تو وو بے مروت

نصیب عشق میں اپنے جاگے تو ایسے　　ملا ہم کو اک یار سو بے مروت

ترے دیکھنے ہی کے مشتاق ہم ہیں　　نہ آنکھیں چھپا دیکھ تو بے مروت

قسم تیرے سر کی نہ پائے گا ہم سا　　ہمیں ہاتھ سے تو نہ کھو بے مروت

تری ابتری دیکھ آنکھوں نے خشکی　　تو رو بیٹھیں دل کو ڈبو بے مروت

تغافل میں عاشق تو سب جیسے مارے　　بھلا تم سلامت رہو بے مروت

ولا گل نہ کھا عشق میں گر خوں کے　　کہ گل بیوفا رنگ و بو بے مروت

تکلف ہے روپوش ہونا محب سے
عدو کے نہ ہو روبرو بے مروت

☆ ☆ ☆

ہم سے اس شوخ کی کیونکر ہو ملاقات کی بات
قول دن کا غلط اس سے بھی غلط رات کی بات

مہر اک ذرہ نہ اس ماہ کو ہے عاشق پر
روز و شب غیر سے ہے لطف و عنایات کی بات

شکر کی بھی جو کہیں ہم تو نہ ہووے شنوا
سنے ہے غیر کی کیا کیا نہ شکایات کی بات

شیخ مستوں سے مریدانہ کرے تو بیعت
جو سنے پیر مغاں قبلہ حاجات کی بات

جو کرے دست قناعت سے در حرص کو بند
ید قدرت سے ہو پھر باب فتوحات کی بات

دل بیمار کے اک پل میں ہے شافی یہ تری
حکمت العین ہے آنکھوں کے اشارات کی بات[133]

دیو شیشے میں کبھو گاہ پری شیشے میں
دختر رز کی بھی ہے زور (ہی) ظلمات کی بات

چھوڑ دے نقد یہ غافل بہ امید نسیہ
شیخ سو طرح کہے روز مکافات کی بات

کیوں میاں صبح تو جھڑکی ہمیں اور گالی ہے شام
سخن الطاف کا وہ اور یہ مدارات کی بات

سخن خانقاہ و مدرسہ زاہد تو سن
دلنشیں مست کے ہوتی ہے خرابات کی بات

کوچہ یار سے اب کے تو نہ پھریے جیتے
اپنے نزدیک ہے بہتر ہی روایات کی بات

وصل دلدار میسر نہ ہو گر جیتے جی
بعد مرنے کے ہے پھر وہم و خیالات کی بات

دیکھ کے ابر جو آجائے ہے رونا مجھ کو
سیم بر ساتھ کی یاد آئے ہے برسات کی بات

کیا بہار چمن دہر خزاں نے لوٹی
شاخ کی پھول کی پھل کی کہوں یا پات کی بات

جس جگہ بیٹھ کے سنتے تھے کبھو صوت ہزار
سنیے اب زاغ و زغن کے وہیں اصوات کی بات

رخ سے اے شاہ بتاں جلد کمک کر کہ مباد
قبل غم صبر کی بازی (سے) کہے بات کی بات[134]

کیوں عبث نقش و نگار اپنے کا ہے محو صفات
اے محب طالب نقاش ہو کہہ ذات کی بات

☆ ☆ ☆

جس رنگ کی رکھے ہے وہ مغرور پشت دست
عارض سے ہے بتاں کے بدستور پشت دست
اس سیم تن کی پنجہ خورشید کی طرح
مانند روئے دوست ہے پرنور پشت دست
اس لعل جاں فزا کی ہوس پر لگائے ہے
اعجاز پر مسیح کے رنجور پشت دست
کیا صاف ہے بدن کہ دوپٹے میں جو چھپائے
رکھے نہ چشم خلق سے مستور پشت دست
اس کا وہ حسن ہے کہ جو دیکھے نگاہ کر
حیرت زدہ زمیں پہ رکھے حور پشت دست
اہل قبول کے لئے ہے روئے دست یار
ملتی ہے روکے واسطے از دور پشت دست
بندے خدا کے مست نہیں کیا لگا نہ شیخ
مینا پر ان کی چشم سے پر زور پشت دست
لا کر جو چرخ سنگ مکافات کے تلے
تیری بھی شکل شیشہ کرے چور پشت دست
دل دے کے اختیار میں خوبوں کے تو محب
اب کاٹتا ہے حیف سے مجبور پشت دست

☆ ☆ ☆

رکھے ہے مجھ کو نہایت یہ غم حزیں دن رات
کہ مجھ سے کیوں ہے مرا یار خشمگیں دن رات
کوئی بتائے تو پیوستہ یوں کٹے دن رات
سوائے زلف و رخ مہ وشاں نہیں دن رات
تری جدائی میں ہوتی ہے یوں بسر اوقات
کہ شور نالہ ہے اور آہ آتشیں دن رات
کہیں تو رہتے ہو تم رات اور کہیں دن کو
تمہارے دیکھنے کو مرتے ہیں ہمیں دن رات
کسے لگایئے چوری کی گھات میں دل کے
بتاں عیاں ہو تمہیں اور نہاں تمہیں دن رات
کوئی سہے گا نہ اک تلخ بات غصے کی
تری تو گالیاں شربت ہیں ہم نے پیں دن رات
یہ چشم زار اٹھاویں گی اک نیا طوفان
نچوڑتے ہمیں گزرے ہے آستیں دن رات
ہوا ہے شیفتہ اپنے جمال کا ایسا
کہ آئینے سے ہے مائل وہ مہ جبیں دن رات

یہ کس کے دیکھنے کو اے محب تری آنکھیں
بسان دیدہ نرگس کھلی رہیں دن رات

☆ ☆ ☆

تری جفائیں تو کیا کیا نہ میں سہیں دن رات
عوض میں اس کے وفائیں ہیں تجھ سے کیں دن رات
تری گلی کو کیا جوئے خوں ان آنکھوں نے
یہ پھوٹ پھوٹ کے غم میں ترے بہیں دن رات
نگر میں عشق کے تیرے صنم ہے کیا اندھیر
لٹے ہے شیخ و برہمن کا کفر و دیں دن رات
نہیں ترا یہ در گوشوارہ اے مہ وش
ستارہ دمکے ہے خورشید سے قریں دن رات
غلط ہے گردش لیل و نہار سے تشبیہ
بتاں کی چشم کی ہے ایک خوشہ چیں دن رات
برنگ شیشہ ساعت پھرے ہے دورہ چرخ
دلوں میں مہر کی جاگہ غبار کیں دن رات
جہاں کو جھونک دیا آسماں نے تس پر بھی
کھلا ہی رکھتی ہے منہ پھاڑے یہ زمیں دن رات
محب کو تو نے جو گالی ہے دی خفا ہوکر
خوشی ہو اس نے دعائیں ہی تجھ کو دیں دن رات

☆ ☆ ☆

محب جہاں میں ہے یہ یادگار بات کی بات
نہ دل کسی سے لگا ہے ہزار بات کی بات
نظر ملاتی ہے ظالم کی تیر مژگاں کو
لگی نہ ہوتی جگر سے وہ سار بات کی بات
نہ خط نہ وعدہ نہ پیغام نہ فقط تسکیں
اب ایک بات تو کہہ سن کے چار بات کی بات
کیا سوال جو بوسے کا دے اٹھا یہ جواب
کہ بے ادب نہ کہہ اس ناگوار بات کی بات
غرور حسن نہ کر اس چمن میں ہستی کے
کہ آئے دیر ہے جائے بہار بات کی بات
تری نگاہ کے صیاد کو وہ گھات ہے یاد
کہ صید دل کو ہے کرنا شکار بات کی بات
شتاب کیجے محب جان فدائے چشم نگار
کہ زندگی کی ہے لیل و نہار بات کی بات

☆ ☆ ☆

کہتا ہے اب تو منہ سے ہر اک آن آن سخت   جانا یقیں کہ مجھ سے ہے وہ بدگمان سخت
دشوار اب تو سانس بھی لینا ہے ضعف سے   دل ہو گیا ہے غم سے ترے ناتوان سخت
گاہے ملا محب سے نہ کی تو نے ایک بات   مدت سے ہے لبوں پہ ہمارا یہ جان سخت
کھولے ہے بات میں دہن بند طعن کو   اس قفل کی کلید ہے گویا زبان سخت
اے آہ آتشیں گرہ ابرو سے اس کی کھول   ہوتی ہے نرم آگ سے کیونکر کمان سخت
تیری زباں سے گالیوں کی بات بات میں   برداشت کی محب نے تو اے مہربان سخت
لیکن زباں ہرایک بشر کی ہے جان من
لاچار ہو کے وہ بھی کہے گا ندان سخت

☆ ☆ ☆

سبزہ خط میں ہے اس گلفام کے بوئے بہشت   مردم چشم اس پری وش کے ہیں آ ہوئے بہشت
اس کے کوچے میں اگر جاگہ قدم رکھنے کی پائیں   پھر تو جوں دوزخ نظر آوے ہمیں کوئے بہشت
کیوں نہ ہو صفرا شکن عشاق کا وہ سرو ناز   کہتے ہیں جس کے ذقن کو خلق لیموئے بہشت
گر میسر ہو ہمیں نظارہ روئے بتاں   ہم تو کافر ہوں جو دیکھیں بھر نظر روئے بہشت
لالہ و نسریں میں رنگ رو تو ہے اس شوخ کا   سنبل اس کی زلف پیچاں کا ہے شبوئے بہشت
پہنچ ہم کوچے میں اس کے روئے یہ دل کھول کر   ہے رواں آنکھوں سے اپنی روز و شب جوئے بہشت
یار ہو پہلو میں اور اغیار کا ہوئے نہ دخل   کلبہ احزاں ہو میرا رشک مشکوے بہشت
جنت فردوس ہو زاہد کو اور مجھ مست کو   راہ میخانے سوا یا رب نہ ہو سوئے بہشت
کہہ تو تیرے خال عارض کے سوا اے رشک حور   کس مسلماں نے کہیں دیکھا ہے ہندوئے بہشت

جوں شتر راہ خدا تو کب چلا غیر از سرا　　شیخ وجد و حال تیرا ہے تگ و بوئے بہشت
اے محب شیر خدا ہے قاسم نار و جناں
اس کے کتوں کے لئے جاگہ ہے پہلوئے بہشت

☆ ☆ ☆

معلوم کسے ہوئے مرے دل کی حقیقت　　دریافت ہے مقتول کو قاتل کی حقیقت
لوٹے ہے جو پھولوں کی پڑا سیج پہ ظالم　　کاہے کو سنے وہ کسی بسمل کی حقیقت
گھس جائے ہے جو ناخن تدبیر سنے ہے　　اس دل کے مرے عقدہ مشکل کی حقیقت
جاتے ہیں لئے اشک تری طرف مفصل　　ہر پارہ دل نالہ مجمل کی حقیقت
پانی ہو کے بہتا نہ تو کس وجہ سمجھتا　　آئینہ ترے رو کے مقابل کی حقیقت
اک قطرہ خوں تھا سو ہوا جور سے پامال　　کیا پوچھتے ہو مجھ دل گھائل کی حقیقت
کہتاہے شب و روز جرس با دل نالاں　　معلوم مسافر کو ہے منزل کی حقیقت
اب تو کوئی دن چل کے محب وشت جنوں میں
مجنوں کی سنیں روح سے محمل کی حقیقت

☆ ☆ ☆

نہیں دل میں میرے یہ داغ محبت　　ہے اس گھر میں روشن چراغ محبت
جو دنیا سے وارستہ ہیں جانتے ہیں　　گرفتاری دل فراغ محبت
تمنائے دل کارہا تازہ و تر　　گل داغ حسرت سے باغ محبت
نہ دیکھا ترے دور میں ہم نے ساقی　　بجز دیدہ تر ایاغ محبت
زمانے میں یاں دل بدل ہم نے پایا　　نشان محبت سراغ محبت
قسم ہے خدا کی کہ غیر از عداوت　　بتاں کو کہاں ہے دماغ محبت
محب کو دکھاتا ہے سو رنگ سے یاں
بہار و خزاں باغ و راغ محبت

☆ ☆ ☆

جوں مہر ہے ہر ذرے میں اظہار محبت
آنکھیں ہوں اگر قابل دیدار محبت

نکلا نہ یہ دل دائرہ عشق بتاں سے
اس نقطے کے ہے گرد یہ پرکار محبت

چہرے کا اڑا رنگ ہمارا تو کسی کے
جا کر نہ ہوا رونق دستار محبت

ہم جائیں گے کوچے سے ترے جاں بہ سلامت
اے یار یہ رتبہ نہیں مقدار محبت

نالے سے مرے دل کے حذر کیجو بلبل
گویا ہے اثر ساتھ بہ منقار محبت

ہیں کس کے خدا جانیے ایثار کی خاطر
یاقوت فشاں دیدہ خوں بار محبت

قربان کہ عشاق میں ہے آج منادی
وے قتل ہوں جو ہوئیں سزا وار محبت

کیفیت الفت سے جو واقف نہیں ان کو
بے ہوش نظر آتے ہیں ہشیار محبت

اپنے تو ہے غم خانے میں رشک شب مہتاب
داغوں سے محب دل کے شب تار محبت

☆ ☆ ☆

منصور تو تھا محرم اسرار محبت
برحق تو یہ ہے ہم بھی ہیں سردار محبت

جی دینے کا اقرار تو کر سکتے ہیں تجھ سے
لیکن نہیں کرنے کے ہم انکار محبت

یہ عالم کثرت ہے سدا بے خبراں سے
وحدت میں جو رہتے ہیں خبردار محبت

مرہم کو مرے زخم پہ رکھنا ہے عداوت
جیتا بھی سنا کوئی دل افگار محبت

پامال ہوں جوں نقش قدم اس کی گلی میں
لیکن نہیں وہ برسر رفتار محبت

تجھ عشق میں لے قیس سے تا وامق و فرہاد
مجھ سے ہیں ورے ان کے سب اذکار محبت

سر تن سے جدا ہوئے ولے رشتہ الفت
تاحشر ہے گردن پہ مری بار محبت

سنگ رہ دیوانہ ہے کیوں ناصح بے عقل
رکھتا ہے فضا اور ہی کہسار محبت

استاد فن عشق میں دیکھا ہے محب کو
ہے ورد زباں کا اسے تکرار محبت

☆ ☆ ☆

رکھتے تھے دل میں سنگ کے توتیر کی نشست
اے آہ تجھ سے چھٹ گئی تاثیر کی نشست
آہن دلوں کو پاس نہ بٹھلائے موم دل
نزدیک شمع دیکھے جو گل گیر کی نشست
ہے دور جوں شکستہ کماں سے وصال تیر
نزدیک ہے جوان کے یوں پیر کی نشست
بیٹھا ہے دل میں یار کے ابرو کا یوں خیال
قبضے میں جس طرح سے ہو شمشیر کی نشست
حیرت فزائے مجلسیاں ہے وہ رشک حور
ہے گرد اس کے عالم تصویر کی نشست
حیرت زدہ رکھے ہے تجھے دیکھ عندلیب
نزدیک گل کے بلبل تصویر کی نشست
جاں بر ہو کیونکہ عشق کے چھپٹے میں آکے دل
جیتا نہ اٹھنے صید کو دے شیر کی نشست
شبنم کی طرح روکے شتابی ہم اٹھ گئے
لا حاصل اس چمن میں ہے تاخیر کی نشست
غافل نہ یاں عمارت عالی اٹھا کے بیٹھ
ہے جوں حباب زیست کی تعمیر کی نشست
برہم ہو کیوں نہ خلق جو ہو جائے یوں سبک
عالم میں حکم صاحب توقیر کی نشست
جو بادشاہ تھے سو ہوئے پشت برزمیں
اب تخت پر ہے گنجفے کے میر کی نشست
صحبت میں اس کی بیٹھنے پاتے نہیں محب
واں ہے رقیب کافر بے پیر کی نشست

☆ ☆ ☆

رسوائی کہاں عشق کی واں عز و شرف چھٹ
کعبے کی طرف جائیں نہ ہم دل کی طرف چھٹ
اے دیدہ وراں اشک کے گوہر کا ٹھکانا
دیکھا کہیں عشاق کی آنکھوں کے صدف چھٹ
مارا نہ نشانہ کبھو اس تیر نگہ نے
آفاق میں میرے دل لبسمل کے ہدف چھٹ

اک بوسہ میاں روز ہمیں شب کو دیا کر
اس ٹوٹکے سے جائے ہے عارض کی کلف چھٹ

گوہر سے پرے سمجھیں ہیں جو قدر سخن کی
اپنی تو نظر میں نہیں وہ اہل سلف چھٹ

شوخی تری رنگت کی حنا اور کے ہاتھوں
خوں ریز خلائق نہیں اس شوخ کی کف چھٹ

موقوف ہوئے گریہ منادی کرے زاہد
کوئی نہ رکھے دختر رز اس کے خلف چھٹ

آگہ نہیں معنی سے شناسندہ صورت
ساحل کو لآلی کی خبر خاک ہے کف چھٹ

مجلس میں ترے عشق کا گائے ہے ترانہ
یکبارگی مطرب کے گرا ہاتھ سے دف چھٹ

تھیں لاکھ صفیں پر تری آنکھوں نے مژہ کے
بھالے نہ چلائے دل عشاق کی صف چھٹ

ہو کیسے محب خلق میں آساں تری مشکل
واللہ کہ فضل و کرم شاہ نجف چھٹ

☆ ☆ ☆

ساتھ غیروں کے ہے سدا غٹ پٹ
اک ہمیں سے رکھے ہے دل میں کپٹ

چنگل باز ہیں تری مژگاں
طائر دل کو پل میں لے ہے جھپٹ

تیری اس وضع دلربائی سے
گھر کے گھر ہوگئے ہیں چوڑ چپٹ

وہ بھی دن پھر دکھائے گا اللہ
رات کو سوئے تو گلے سے لپٹ

پاس جب غیر کو بٹھاتا ہے
جائے ہے دل ترے ملاپ سے ہٹ

دیتے ہو بات بات میں بازی
ایک ہو اپنے کام کے نٹ کھٹ

ناز کی تیغ غیر پر مت کھینچ
دل ہمارا کہیں نہ جاوے کٹ

جس طرح چاند پر ہو ابر سیاہ
زلف یوں مکھڑے پر رہی ہے الٹ

عید ہے آج آ گلے مل لیں
دشمنوں کی تو جائے چھاتی پھٹ

غم میں تیرے ہیں اشک یوں جاری
ہر گھڑی جس طرح چلے ہے رہٹ

عشق وہ گھر ہے جس کے شاہ و گدا   با ادب چومتے رہے چوکھٹ
کل شیٔ محیط کی تقریر   گھٹ سے انسان کے ہوئے پرگھٹ
دل بے چارہ اک تن تنہا   فوج غم آئے ہے تمام سمٹ
دوست کی ہو مدد تو یکدم میں   جائے یہ معرکہ تمام پلٹ
یاں قدم راہ پر سوائے نہ رکھ
اے محب راہ عشق کی ہے بکٹ

☆ ☆ ☆

پہلے صف عشاق میں میرا ہی لہو چاٹ   شمشیر نگہ تیری نے کیا کیا نہ کیا کاٹ
گلشن میں ہنسی دیکھ کے اس گل کی یکایک   حسرت سے گئے غنچوں کے یک لخت جگر پھاٹ
اتنا بھی دیا صبر نہ اس نفس دنی کو   کتے کی طرح بیٹھتا قسمت کا دیا چاٹ
دھلوائیے کیا جامہ عصیاں کو بساؤ   چل کوچ میں دریا کے کنارے ہیں کھڑے گھاٹ
ہو غلہ خلقت سے نہ سودائے محبت   ہے عشق کی دکاں سو بنیے کی نہیں ہاٹ
اک پشم نظر ان کی میں ہے شال دوشالہ   جو بیٹھے بچھا بوریا اور اوڑھ لیا ٹاٹ
ستر دو بہتر ہیں طریق ان سے علیحدہ   ہے عشق کی منزل کی جدی راہ جدی باٹ
عشقیہ کہے شعر و یا مدح و مناقب   عالم کا بنواڑا کہے شاعر نہیں ہے بھاٹ
تب رفع خلش ہوئے میاں دل سے محب کے
کہتے ہیں سو تجھ سے کہے دل کھول کے دکھ ہاٹ

☆ ☆ ☆

تمام خلق خدا زیر آسماں کی سمیٹ   زمیں نے کھائی ولیکن بھرا نہ اس کا پیٹ

شہید عشق و جنوں ہوں کریں نہ دفن مجھے
سوائے جامہ عریاں تنی کفن میں لپیٹ

برنگ نقش قدم کیا وہ خاک کر کے انہیں
سمند ناز کی تیرے جنہیں لگے ہے جھپیٹ

اٹھے ہیں یاں سے وہ حسرت کا داغ ہی لے کر
بچھا بچھا کے جو پھولوں کی سیج سوئے لپیٹ

خدا نے خوب سراپا تجھے بنایا پر
تمام خوبیاں اک بد زباں نے ڈالیں میٹ

طبیب سے ترے دیوانے کا ہوا نہ علاج
مگر سیانے کہیں ہیں کہ ہے پری کی جھپیٹ

دکھا کے سرمہ دنبالہ دار گردش چشم
محب یہ حسن فرنگی پسر نے مارا کپیٹ

☆ ☆ ☆

بلبل بجائے اپنے تجھے ہمنوا سے بحث
واشد میں گل کی محض غلط ہے صبا سے بحث

آئینے کو نہ چاہیے عاشق کے دل کے ساتھ
برعکس اپنی شکل کے روئے صفا سے بحث

اب تو غرور حسن ہے ایسا بتاں تمہیں
مطلق محل خوف نہیں ہے خدا سے بحث

مبحث سے اس مقام کے خارج ہے دخل غیر
جب آشنا کو آن پڑے آشنا سے بحث

بلبل ہزار نغمہ سرا ہوئے باغ میں
کب کر سکے ہے نالہ دل کی صدا سے بحث

دانا نہ اس کو سمجھئے جو غیر خامشی
دل خستہ ہو فلک کے کرے آسیا سے بحث

کب شمع تیرے حسن کے شعلے کے روبرو
محفل میں کر سکے کم و بیش ضیا سے بحث

توسن نے تیری نازکی گلشن میں ختم کی
آج آب و رنگ گل کی ہوس پر ہوا سے بحث

گلشن میں چاک پیرہن گل کیا محب
بلبل نے کر کے اس بت گلگوں قبا سے بحث

☆ ☆ ☆

ہے مہر و مہ اب تیرا رخسار ہوا ثالث
مست انکھڑیوں میں سرمہ اے یار ہوا ثالث

کبک اور تدرو از بس رکھتے تھے خرام خوش — ان میں ترا انداز رفتار ہوا ثالث
تھے لعل و گہر پیارے عالم میں گراں قیمت — تیرا بہم اب لعل و . . . 136 ہوا ثالث
جاں بخش دم عیسیٰ اور آب خضر دو تھے — تیرا عجب اعجاز گفتار ہوا ثالث
درمیان دو ابرو کے پڑتی نہ گرہ ہر گز — اے شوخ تیرا غمزہ خونخوار ہوا ثالث
آئینہ دو عالم تھا تجھ حسن کے جلوے کا — گلزار پئے عکس دیدار ہوا ثالث

کاہش میں ترے غم سے تھے دل جگر اے ظالم
اب جان محب ہو کر بیمار ہوا ثالث

☆ ☆ ☆

ہوئے جاتے ہیں لب خشک اور چہرہ زرد کیا باعث — محب ہے بے طرح دل میں تمہارے درد کیا باعث
رہیں ہیں آبجوئیں اشک کی کیوں روز و شب جاری — اٹھے ہے دل سے جوں فوارہ آہ سرد کیا باعث
حریف اس معرکے کے جب نہ تھے ہم تب یہ کہتے تھے — ہراساں عشق سے کیوں اس قدر ہیں مرد کیا باعث
طبیعت اس قدر بے ہوش ہے کس گل کی نکہت سے — رفاقت میں نہ لایا اس کو ماوالورد کیا باعث
کسو عاشق کی صورت کے نہیں ہیں دستخط اس پر — رہی ہے صاف کورے آئینے کی فرد کیا باعث
ترے مکھ پر غبار خط سے آگے تھی ہمیں حیرت — کہ آئینے کو بخشے ہے صفائی گرد کیا باعث

تیری آنکھوں کے آگے اس محب تیرے پر اے پیارے
گنہ ناکردہ مژگاں کھینچتی ہیں کرد کیا باعث

☆ ☆ ☆

ملتی ہے اسے گوہر شب تاب کی میراث — لی مجھ دل صد پارہ نے سیماب کی میراث
حسرت سے تری چشم کی نرگس نے چمن میں — پائی ہے کسی دیدہ بے خواب کی میراث
یاں جو دل روشن کہ وہ خالی ہے خودی سے — پہنچائی فلک نے اسے مہتاب کی میراث

اک بیڑہ پاں ہاتھ سے تو اپنے جو بخشے — طوطی کو ملے غیب سے سرخاب کی میراث
پاسنگ ہیں لعل اس کے بھی جس سنگ کو پہنچے — اک قطرہ مرے اشک کے خوناب کی میراث
رو رو کے میری چشم نے اس بحر جہاں سے — لی خانہ خرابی کے لئے آب کی میراث
یہ درد و غم عشق دلا جان غنیمت — پہنچی تری حب سے تجھے احباب کی میراث

دریائے محبت سے محب لے ہی کے چھوڑی
مجھ اشک نے آخر در نایاب کی میراث

☆ ☆ ☆

رائیگاں اوقات کھوکر حیف کھانا ہے عبث — خوب رویوں سے جہاں کے دل لگانا ہے عبث
کارگر ہوگا ترا افسوں یہ باور ہے تجھے! — اس پری پر اے دل وحشی دوانا ہے عبث
جیتے پھر آنے کی پہلے رکھ توقع دل سے دور — ورنہ کوچے میں ستم گاروں کے جانا ہے عبث
خاک ہو کر ایک صورت ہے گدا و شاہ کی — گر موافق تجھ سے اے منعم زمانا ہے عبث
یاد کس کو رحم جی میں کب دماغ و دل کہاں — یاں نہ آنے کا میرے صاحب بہانا ہے عبث
دل شکن ہے صبحدم تیرا ہی گلچیں باغ میں — آشیاں اے عندلیب اس جا بنانا ہے عبث
اے گل خنداں ثبات عمر ہے شبنم سے کم — یاں بہار رنگ پر ہنسنا ہنسانا ہے عبث
واں پھرے ہیں ترکش مژگاں تلاش صید پر — یاں ترا دل تیر حسرت کا نشانا ہے عبث

آبرو کہتے ہیں جس کو ہے محب اک قطرہ آب
جب ڈھلک جاوے تو پھر اس کا اٹھانا ہے عبث

☆ ☆ ☆

تری آنکھوں کو جو فتنے کے نگر کا ہے راج — صف مژگاں نے کئے ملک دلوں کے تاراج
دولت وصل سے عشاق نہ ہوں مستغنی — ان کی آنکھیں ہیں میاں نیم نگہ کی محتاج

اس کی گیرائی مژگاں سے بچے طائرِ دل
چنگلِ باز میں آ کر جو چھٹا ہو دراج

ہم گئے جان سے تم اب تلک آتے ہی رہے
کل کے وعدے نے قیامت ہی دکھائی ہے آج

ٹوٹ کر پھر نہیں پیوند کسی سے ہوتا
دل نہیں پہلوئے عاشق میں خیالی ہے زجاج

یار جس وقت قدم رنجہ کرے میری طرف
آستاں میرے کی ہو خاک مرے سر کا تاج

پاؤں جاگہ صف پائیں میں جو تیرے اے دوست
تا فلک مرتبہ اپنے کا مجھے ہو معراج

موجب شہرہ عشاق ہے خواری ذلت
دار چڑھ خلق میں مشہور ہوا ہے حلاج

اورتو کیا کہوں اے یار بقول شخصے
تو جو اس بندے کے ملنے سے ہوا سوء مزاج

فرض کردم کہ بیاد تو دلم خور سند است
لیکن ایں دیدہ دیدار طلب را چہ علاج

عشق جب دخل کرے ہے دل انساں میں محب
واہے سب بشریت کے کرے ہے اخراج

☆ ☆ ☆

ہے نشے کی اس کو دریا پر یہ دامنگیر موج
کاٹتا ہے شوخ ہر دم کھینچ کر شمشیر موج

بحر ہستی ہے غضب مواج مانند حباب
پل میں یاں برباد دے ہے عمر کی تعمیر موج

زلف پیچاں کا جو اس کی عکس دریا میں پڑے
ہوں دل دیوانہ تیرے پاؤں میں زنجیر موج

اس کماں ابرو کی فرقت میں بہانے اشک کے
ہے نظر میں اہل بینش کے سراسر تیر موج

بحر خوں یاں چشم سے اپنی رواں ہے روز و شب
گو کہ نکلے کوہ کن کو مار جوئے شیر موج

پرتو روئے نگاریں سے ترے اے مست ناز
سطح دریا پر بنے ہے صفحہ تصویر موج

آشتاب اے بحر خوبی اب تو نالے کی مرے
دل سے اٹھتے ہی تری فرقت میں لے تاخیر موج

غرق بحر عاشقی ہوں میں زخطِ سر نوشت
ہے مری لوح جبیں پر یک قلم تسطیر موج

عشق کے اٹھتے ہی اپنے دل میں یارو جوں ترنگ
بحر بے پایاں کے دو غوطوں میں ڈالے چیر موج

اے مصور حلقے اسکی زلف کے اور پیچ و تاب   صورت گرداب پہلے لکھ کے کر تحریر موج
بوا لہوس ہو گو نہ طوفان محیط عشق میں   اس کی ہے تدبیر کشتی پر ادھر تقدیر موج
بے خطر ہے لوٹ عصیاں سے محب آٹھوں پہر
اشک کے دریا میں اس کے ہے غم شبیر موج

☆ ☆ ☆

پہنچے اسے کس شوخ طرحدار کی سج دھج   ہے نام خدا قہر مرے یار کی سج دھج
کب شیخ و برہمن کے وہ چھوڑے دل و دیں کو   اللہ رے کافر بت عیار کی سج دھج
رستم کے جگر ہے کہ ذرا سامنے ٹھہرے   دیکھے جو ترے ہاتھ میں تلوار کی سج دھج
اک آن میں کر قتل پھر اک دم میں جلا دے   تیرے لب جاں بخش سے گفتار کی سج دھج
قمری کی طرح سرو بنے والہ و شیدا   دیکھے جو تری قامت و رفتار کی سج دھج
ہے قابل تصویر کہ مجنوں سے پرے ہے   کاہش میں ترے ہجر کے بیمار کی سج دھج
انداز ترے ناز کا وہ ہے کہ یہ خوباں   رکھتے ہیں مقابل ترے دیوار کی سج دھج
اے راحت جان قہر غضب دشمن جاں ہے   عالم میں ترے غمزہ خوں خوار کی سج دھج
دل پیچ میں ڈالے کرے خاطر کو پریشاں
ظالم کے محب طرہ و دستار کی سج دھج

☆ ☆ ☆

جی خوش کیا ہے تم نے جو عاشق کشی سے آج   ناخوش کیا ہے ہم نے بھی دل زندگی سے آج
دیکھی نہیں ہے شکل بھی زنجیر زلف کی   دیوانے خود بخود ہوئے ہم بے خودی سے آج

اک بوسہ قرض جان کے دو، ہے زکات حسن
ناخوش نہ ہو جیئے سخن واجبی سے آج

پرواز روح عالم حیرت میں کل سے ہے
ملنے کا اتفاق ہوا اس پری سے آج

ہنس ہنس کے پان ہاتھ سے غیروں کے کھایئے
آتی ہے بوئے خون ہمیں اس ہنسی سے آج

تنہا گیا سنا جو چمن میں وہ گلعذار
کاٹی ہے ہم نے رات عجب بے کلی سے آج

بلبل کو گل نے شمع نے پروانوں کو بزور
مارا ہے بے گناہ تری شاہدی سے آج

گل مرغ ہو انہیں کی جو تشبیہ کرتے ہیں
تیرے خرام ناز کو کبک دری سے آج

فصل خزاں میں باغ مذاہب کی کی جو سیر
ہے ہر طرف بہار گل جعفری سے آج

روز وصال کے کہیں اے دوستی فریب
رخصت شکیب و صبر کی ہے دل سے جی سے آج

ہم ملک عشق میں عوض قیس شکر ہے
ہیں سرفراز منصب دیوانگی سے آج

دوپہر کی ہے نقل کہ درعین سوختن
اک شخص دل جلے نے یہ پوچھا ستی سے آج

کاخر بسان ہما[137] لئے مشت استخواں
بیٹھی جلے ہے آگ میں تو کس خوشی سے آج

بولی کہ ہے یہ آتش مہر و وفا یہ عشق
بھڑکے ہے بال بال دلوں کی لگی سے آج

غنچے دریدہ جیب و گہر غرق آب ہیں
گل اور پھول جھڑ گئے آشفتگی سے آج

بجلی کہیں گری کہیں تلوار چل گئی
نام خدا ہمارے صنم کی ہنسی سے آج

یہ ہی خدائی ہے کہ سنا ہے میاں محب
رخصت طلب صنم کی ہوئے بندگی سے آج

☆ ☆ ☆

میں لا علاج ہوں کرے اس کا خدا علاج
وصل صنم ہے مجھ دل بیمار کا علاج

رکھتے ہی تیرے پاؤں پہ آرام آ گیا
اس درد سر ہمارے کا صندل نہ تھا علاج

بالیں سے اٹھ طبیب عبث تو نہ ہو ہلاک
ناداں مریض عشق کجا اور کجا علاج

تو وہ سقیم ہے کہ بجز اس کے لعل لب　　عیسیٰ سے بھی نہ ہووے میاں دل نزا علاج
صورت کو ان بتوں کی جگہ دل میں دی عبث　　ٹوٹے سے دل اور آئینہ دونوں ہیں لا علاج
بن دیکھے اس کے چین نہ دل کو نہ چشم کو　　دل کی تو لیں سمجھ پر ان آنکھوں کا کیا علاج
اندھیر ملک عشق میں ہے یہ کہ دن دیئے　　لٹنے کا دین ودل کے نہیں سوجھتا علاج
شور و فغاں سے خامشی دل کے واسطے　　اس شوخ کی ہے اک نگہ سرمہ سا علاج

اپنے مریض دل کی دوا کچھ نہ کر محب
اس کا نہیں ہے جز کرم مرتضےٰ علاج

☆ ☆ ☆

زور آیا ہے ابر جھوم کے آج　　پیجئے مے پیالہ چوم کے آج
ہم ہیں مشتاق ساقیا تیرے　　قدم میمنت کے لزوم کے آج
کہیں پرویں کو منتشر نہ کریں　　جھوم جھوم اس صنم کے جھوم کے آج 138
کل منجم کہے ہے ہوگا وصل　　ہم بھی سیار ہیں نجوم کے آج
کہیں جایا نہ کر نشے میں تو　　یار چرچے ہیں کل کی دھوم کے آج
نہ دیا اس نے ایک بوسہ بھی　　شاکی اپنی ہیں بخت شوم کے آج
اٹھ گئے حرف حک زدہ کی طرح　　قدرداں صاحب علوم کے آج
یار آتا تھا ہم تصدق کے　　تھے تحیر میں کچھ رسوم کے آج

معتقد ہو گئے یہ چشم محب
اشک خونیں ترے ہجوم کے آج

☆ ☆ ☆

انساں جو رہا خلق میں بے عشق تو کیا ہیچ　　اک نقش بہ دیوار ہے وہ اس کے سوا ہیچ

نہ رحم نہ آنکھوں میں مروت نہ وفا ہیچ
دل تجھ کو جو دے خوار ہو وہ اس کے سوا ہیچ

غنچے کو دہن اس کے سے تشبیہ غلط ہے
اس میں وہ تبسم وہ تکلم ہے بھلا ہیچ

محشر میں مرا نامہ اعمال جو دیکھا
پایا نہ محبت کے سوا جرم و خطا ہیچ

طے جلد ہو منزل جو مسافر ہو سبک بار
جب یاں سے رواں ہوئیے لے ہیچ ہیں تا ہیچ

خواہش میں جو رہتے ہیں سدا تاج و کلہ کی
سر پر نہیں جز خاک زمانے نے دیا ہیچ

لیتا ہے تو لے عشق جو لاتا ہے تولا صبر
اے دوست سوا اس کے نہ لے ہیچ نہ لا ہیچ

دین و دل و ہوش و خرد و تاب تواں سے
رکھتے ہیں ترے شوق میں ہم بے سروپا ہیچ

انداز سخن ریختہ گویوں میں بخوبی
139 بالفعل تو سودا کے سوا ہے بخدا ہیچ

خوباں سے بجز سنگدلی رحم کی امید
رکھتا ہے عبث دل میں محب ہائے کجا ہیچ

☆ ☆ ☆

تیرے لب و دنداں کے سخن وصف میں سب سچ
پر لعل و گہر سے کریں تشبیہ یہ کب سچ

واقف جو نہ ہوں ہم تو قسم تیری کو مانیں
کچھ جھوٹ نہیں تجھ سے عجب بلکہ عجب سچ

ہم لعل لبوں کو ترے جھوٹا نہ کہیں گے
تو گو کہ نہ لایا کبھو یک حرف بلب سچ 140

حق کی جو کوئی بات کہے دیں اسے سولی
بولے جو کوئی جھوٹ تو اس کو کہیں اب سچ

الطاف ہے وہ جھوٹ کہ جس میں نہیں نقصان
ہو خانہ بر انداز کسی کا وہ غضب سچ

جب بات مری جھوٹ ہی سمجھے ہے تو ہر وقت
ہے آگے ترے بولنا بے فائدہ تب سچ

دنیا میں محب طالب ہر شے کو نظر کر
سب خواہشیں جھوٹی ہیں مگر زر کی طلب سچ

☆ ☆ ☆

قاصد کی کب ہے کوچہ دلدار تک پہنچ
تو لے کے آہ نامہ مرا یار تک پہنچ

اے صید دل جو قطرہ خوں تجھ میں ہو کوئی
صیاد اپنے کی دم تلوار تک پہنچ

نکلا ہے گھر سے آج وہ شاید تجھے ملے
اے دل تو اٹھتے بیٹھتے بازار تک پہنچ

وہ گل ہے سیر باغ میں اے عندلیب روح
ہمراہ ہو نسیم کے گلزار تک پہنچ

اے ہمصفیر تجھ کو مبارک ہو سیر باغ
اپنی تو اب نہیں سر دیوار تک پہنچ

مرہم چلے میاں ترے زخمی نگاہ کے[141]
اے قاتل اب تو اپنے دل افگار تک پہنچ

اے شوخ چشم بہر عیادت تو گاہ گاہ
اپنے غم فراق کے بیمار تک پہنچ

ہے نزد فہم انہیں کا سخن صورت گہر
معنی کی ہے جہاں در شہوار تک پہنچ

جل جائیں گے بصورت پروانہ ہم بھی آہ
اس شمع رو کے جب ہوئی (رخسار) تک پہنچ

پاس ادب سے دور ہی ہم سادہ دل رہے
اغیار کی ہوئی بت عیار تک پہنچ

باتیں محب بناتے ہیں سب کہنے سننے کی
مغز سخن کی دور ہے گفتار تک پہنچ

☆ ☆ ☆

رہتی ہیں بھری اشک گہربار کے لالچ
یہ چشم مری موتیوں کے ہار کے لالچ

گھر جن کا اجالا کرے ہوں سر کے وہ دشمن
اے شمع ترے طرہ زر تار کے لالچ

اس باغ میں جوں بلبل نالاں نہ ہو اے دل
پابند قفس سیر چمن زار کے لالچ

صید دل عاشق کو تڑپتا ہی گیا چھوڑ
دو ہاتھ نہ جھاڑے دم تلوار کے لالچ

مدت ہوئی آئینہ دل پاس نفس سے
کرتا ہوں مصفا ترے دیدار کے لالچ

اے عشق ہمیں نام کو تو نے نہ دیا ننگ
اغیار کی کیا کیا نہ سہیں یار کے لالچ

ملک گہر و درج عقیق جگری کو
آنکھوں سے لے آیا ہوں خریدار کے لالچ

جوں غنچہ زباں زیر زبان جمع بہت کیں
حال دل خوں گشتہ کے اظہار کے لالچ

دل سرد ہے طوبیٰ کی تمنا سے ہمارے
اے شوخ تیری سایہ دیوار کے لالچ

تو ہنس کے ذرا بول کہ مدت سے لبوں پہ
ہے جان مری تیرے ہی گفتار کے لالچ

ناخوش نہ ہو، وہ تجھ سے غرض کچھ نہیں رکھتا
ملتا ہے محب یار ترے پیار کے لالچ

☆ ☆ ☆

لے گئے تھے دل کو اپنے ہم بصد تدبیر کھینچ
پھر ترے کوچے میں لے آئی اسے تقدیر کھینچ

صید عشق اے دل نہیں پھنستا ہے دام عقل میں
دام کو بھی مفت لے جاوے گا یہ نخچیر کھینچ

ہم نے مجلس میں تری آنے کی کھائی تھی قسم
ہائے پھر کافر محبت لے گئی بے (پیر) کھینچ

پھر میرے سودا زدہ دل کو تیری زلفوں میں یار
لے گیا دیوانگی سے نالہ شبگیر کھینچ

شکل ابرو یا مژہ اس کی مصور کچھ نہ لکھ
کھینچ پہلے تو کماں اور پھر سراسر تیر کھینچ

کب یہ دیوانہ گلی تیری سے جاتا اے پری
پاؤں پڑ کے منتوں سے لے گئی زنجیر کھینچ

بحر خون دل میں ہم نے جان شیریں غرق کی
گو کہ لایا کوہ سے فرہاد جوئے شیر کھینچ

کھینچے ہے دل کو ترا اے رشک لیلیٰ جذب عشق
ہو گیا مجنوں مصور بھی تری تصویر کھینچ

کیا ملا ہے سحر نظروں میں کہ ٹک آنکھیں ملا
لے گیا پہلو سے دل وہ صاحب تسخیر کھینچ

ہم تو کھینچا ہی کئے اے آہ تجھ کو ہر نفس
پہ نہ لائی ایک دن اس کو تری تاثیر کھینچ

صفحہ دل پہ نہ لکھ تو اور کچھ حرز و دعا
اے محب نقش ولائے حضرت شبیر کھینچ

☆ ☆ ☆

اے دل آتا ہے چمن میں وہ شرابی تو پہنچ　　لے کے پیالہ گل کا غنچہ کی گلابی تو پہنچ
بھر کے ساغر کیجئے خالی غم دوراں سے دل　　اب نہ کر تاخیر اے ساقی شتابی تو پہنچ
پہنچے قاصد جب تلک یکبار شرح اشتیاق　　لے کر اے بیتاب دل کی اضطرابی تو پہنچ
خواہش دل ہے کہ کیجے سیر اقلیم جنوں　　ٹک مدد کو اس کی اے خانہ خرابی تو پہنچ
جائے ہے تنہا شب تاریک میں وہ مہروش　　آہ آتشبار لے کر ماہتابی تو پہنچ
تانہ پھر شاعر لکھیں توصیف بالائے بتاں　　مصرع موزون شعر (انتخابی)[143] تو پہنچ
جلوہ فرما آج ہے تخت چمن پر شاہ گل　　لے کر اے پیک صبا چتر سحابی تو پہنچ
مشت خاک اپنی کو عالم میں نہ ضائع کر عزیز　　ہند سے لے تا نجف اے بوترابی تو پہنچ

اے محب خواہش گزک کی ہو جو اس میخوار کو
ہے ترا سینہ تو دکان[144] کبابی تو پہنچ

☆ ☆ ☆

غفلت میں اپنی کٹتی ہے اوقات بے طرح　　یا رب نہ کیجو اس کی مکافات بے طرح
کیونکر کٹے مجھے شب مہتاب تجھ بغیر　　بھاری ہے دن سے حشر کے یہ رات بے طرح
جادو سے چشم کے جو تجھے ہے فسون زلف　　دل ہو گیا ہے قید طلسمات بے طرح
آئینہ دیکھ مت تری یہ مست انکھڑیاں　　آپس میں لڑ پڑیں تو بنے بات بے طرح
یارائے گفتگو نہیں ہم کو ترے حضور　　ورنہ بھریں ہیں[145] دل میں شکایات بے طرح
اے دل خدا کو مان اب عاشق نہ ہوجیو　　خطرے کڈھب ہیں اس میں صعوبات بے طرح
رستے کو میکدے کے میاں شیخ چھوڑ دو　　واں آپ کی کریں گے مدارات بے طرح

اپنا وہ قیل و قال محب رمز عشق ساتھ
سمجھا ہے شیخ جی نے مساوات بے طرح

☆ ☆ ☆

آتش عشق سے ہیں کس کے فروزاں گل و صبح
شعلہ و پنبہ سے کیا کم ہیں بہ بستاں گل و صبح

تکمہ لعل ترا دیکھ بہ ملبوس سفید
صحن گلزار میں ہیں چاک گریباں گل و صبح

محفل آرائے چمن گر نہ ہو وہ نور نگاہ
داغ نظروں میں ہیں جوں شمع شبستاں گل و صبح

نہیں یہ جام بلوریں بکف فندق بند
چمن حسن میں ہیں دست و گریباں گل و صبح

رنگ و رخسار بنا گوش بتاں کے آگے
شب مہتاب میں ہیں سرو چراغاں گل و صبح

عکس آئینے میں دیکھیں جو ترے مکھڑے کا
ہوئیں اک آن میں حیران و پریشاں گل و صبح

دیدہ زار دکھاتے ہیں مجھے شام و سحر
اشک خونیں سے بھر تختہ داماں گل و صبح

چاک کر جیب کو لیں راہ بیابان عدم
دیکھیں گلشن میں جو تیرے لب و دنداں گل و صبح

سیر تنہا سے جگر پر نظر آتے ہیں محب
زخم صد نیشتر و شور نمکداں گل و صبح

☆ ☆ ☆

ہے تبسم سے ترے واشدہ دروازہ صبح
رنگ ہے پان و مسی کا شفق تازہ صبح

دل بیتاب کی اک آہ سے جوں خط شعاع
منتشر ہوئے ہے صد دفتر شیرازہ صبح

کرے ہے دست جنوں چاک گریباں دل کا
جامہ زیبوں کے تعشق میں یہ آوازہ صبح

نہیں آویزے سے ہیرے کے بہم سلک گہر
عقد پرویں ہے بنا گوش کا یہ غازہ صبح

زلف پیچاں کی سیاہی میں سفیدی رخ کی
شام غربت میں ہے عشاق کی آوازہ صبح

ہوں میں اس چاک گریبان سے اپنے خائف
ہو قیامت کے نہ یارب نظر اندازہ صبح

موتیوں کا نہیں ہے ہار گلے میں اس کے
ہے محب شبنم گل یا کہ ہے خمیازہ صبح

☆ ☆ ☆

اس مہر وش کے سامنے ہوتے ہی نور صبح / پرواز کر چلے ہے برنگ طیور صبح
روشن کرے ہے تیرگی دل کو نور صبح / کحل البصر ہے دیدہ حق بیں کو طور صبح
یہ خط استوا ہے فلک پر کہ فرق سر / یا ہے یہ نصف شب میں طلوع ظہور صبح
آویزہ گہر ہے بنا گوش یار میں / یا سرنگوں ہے اس کے مقابل غرور صبح
خاکستر اپنے سوختہ دل کی صبا کے ہاتھ / تحفہ تری گلی کو ہے پہنچا حضور صبح
جس دم یہ چاک جیب دکھاؤں تو ہو وہیں / نظروں میں سب کی شام غریباں سرور صبح
کیوں ہم صفیر آخر شب صحن باغ میں / کہتے یہی تھے شاخ گل اوپر طیور صبح
اس بحر زندگی سے خوشا حال اے نسیم / شبنم کی طرح ہو جو میسر عبور صبح

پیری میں لطف بادہ گلرنگ اے محب
جز خون دیدہ ہیچ بہ جام بلور صبح

☆ ☆ ☆

زبوں ہے گردش لیل و نہار کا مداح / بھلا ہے اس سے تو چشم نگار کا مداح
ہزار ہو تو کہاں نطق اس فصاحت کی / کوئی ہزار کا میں اپنے یار کا مداح
وہ کیا زمانہ تھا جو وصل یار میں گزرا / جہاں میں ہوں اب اسی روزگار کا مداح
چلیں سواری میں اس کی عراقی و عربی / جو ہوئے حیدر دلدل سوار کا مداح
زباں سے خامے کی اس کے دل عدو ہو دونیم / لکھے جو مدح شہ ذوالفقار کا مداح
چمن میں دہر کے کوئی خزاں کا باجی ہے / کوئی طلب میں ہے گل کی بہار کا مداح

محب کے باغ میں ہے بے خزاں ہمیشہ بہار
کہ جعفری ہے وہ ہشت و چہار کا مداح

☆ ☆ ☆

بلبل نے شور نالہ مچایا علی الصباح — خواب عدم سے گل کو جگایا علی الصباح
چلتے ہیں اس چمن سے پہ سمجھیں گے تجھ کو دوست — ہم کو نسیم اگر نہ اٹھایا علی الصباح
آج آفتاب ابر میں محجوب ہے کہ تو — دریا میں بے حجاب نہایا علی الصباح
شبنم نے گل کو ہنستے جو دیکھا چمن میں رات — آٹھ آٹھ آنسوؤں سے رلایا علی الصباح
شام آئینے کے گھر نہ ہوئی غیر عکس زلف — جس دن سے روبرو ترے آیا علی الصباح
ساغر سوائے خون جگر دور چرخ نے — مے بھر کبھو نہ ہم کو پلایا علی الصباح
ایسی نہ ہوئی شب کہ تجھے گھر سے غیر کے — کبھی نکلتے ہم نے نہ پایا علی الصباح
کس کی ہنسی پہ آج زر گل کو باغ میں — بلبل نے کر نثار لٹایا علی الصباح
حلقے میں زلف کے گہر گوشوارہ نے — شام و سحر کا وصل دکھایا علی الصباح
لائے تھے کھینچ دختر رز یار رات کو — کیفیتوں سے ہم نے چھکایا علی الصباح

تو نے بقاعدہ سبق نالہ اے محب
بلبل کو بوستاں میں پڑھایا علی الصباح

☆ ☆ ☆

بد گو کے منہ میں اب جو اٹھے چل علی الصباح — مسواک دیجئے . [148] . . علی الصباح
جوں آفتاب یک قدح مل علی الصباح — روشن کرے ہے جزو بدن کل علی الصباح
ساقی پہنچ کہ ابر سیہ جوں سیاہ مست — بجلی کی تیغ لے ہے رہا تل علی الصباح
شب بو کسو کی زلف کی پہنچی ہے باغ میں — کھاتا ہے پیچ و تاب جو سنبل علی الصباح
اس گل کے غم میں شب تو کٹی بے کلی سے اب — ہے دل خراش نالہ بلبل علی الصباح
شبنم سی آب و تاب نہیں روئے گل کو آہ — بلبل کے اشک کا ہے تسلسل علی الصباح

جیتی رہی تو دیکھ کے بلبل ہزار حیف
شبنم گلوں کے منہ پر رہی ڈھل علی الصباح

اس کی ہوائے زلف میں کیاکیا بنفشہ زار
جوں دود ہے بدست تطاول علی الصباح

صبح طرب کو شام غم اے مہروش نہ کر
مکھڑے پہ اپنے کھول نہ کاکل علی الصباح 149

دیکھے جو نور حسن ترا نور آفتاب
ہووے ترقی اس کی تنزل علی الصباح

پروانہ جل کے راکھ ہوا شمع کھا کے گل
سوز و گداز ہی میں گئے گھل علی الصباح

سب جہد آہ و نالہ ہے امید وصل پر
پھر بیٹھتے ہیں کر کے توکل علی الصباح

اک پلہ آسماں کو کیا ایک پر زمین
بیٹھا جو مہر ساتھ وہ مہ تل علی الصباح

تھا چتر ابر و تخت مرصع چمن تمام
دیکھا جو شاہ گل کا تجمل علی الصباح

ہم جان بلب ہیں اس کے تلون مزاج سے
ہر روز شب کا وعدہ تغافل علی الصباح

مت نام لے رقیب کا مت کھو کسو کی جان
منہ سے نکال نیک تفول علی الصباح

مغرور و مستِ بادہ، حسن و ادا و ناز
گلشن میں تجھ کو دیکھ کے اے گل علی الصباح

اپنے تو سب رفیق صبا ساتھ چل بسے
صبر و شکیب و تاب و تحمل علی الصباح 150

کل صبح حال دل جو لگا کہنے اس سے میں
بولا میاں محب نہ کرو غل علی الصباح

☆ ☆ ☆

ہیں مژہ یکسر بتاں کے تیر اور بھالے کے طرح
پر جو کچھ دلدوز ہے سرے کے دنبالے کی طرح

لخت دل نوک مژہ پر ہیں نمایاں روز وشب
دیدہ پر آب کے اطراف میں لالے کی طرح

سنگ باراں ہے چمن میں صبحدم ساقی پہنچ
جام گل پر قطرہ شبنم پڑے ژالے کی طرح

روشنی کاشانہ دل کی ہے آہ شعلہ خیز
رات اندھیاری میں اک مشعل کے اجیالے کی طرح

اے دل اب اس کو منالے دیکھ کب سے ہے رواں
اشک سرخ آنکھوں سے میری خون کے نالے کی طرح

کیا شب مہتاب میں اس مہر کے مکھڑے کے گرد
ہے خط مشکیں نمایاں چاند کے ہالے کی طرح

یہ نزاکت برگ گل میں بھی نہیں جو ہے نمود
ہونٹ پر اس کے نشان بوسہ تبخالے کی طرح

سم ہے تیرے حق میں اس کی زلف کا اے دل خیال
خواب میں دیکھے سے جو ڈس جائے ہے کالے کی طرح

ہوش میں بیٹھا تھا مجھ کو دیکھ کر بگڑا وہ شوخ
گالیاں دینے لگا بے ہوش متوالے کی طرح

اب ترا کوچہ ہے خارستاں رقیبوں کے سبب
ہوتے ہیں عاشق کے دامن گیر سر والے کی طرح

گاہ غصے ہو کے توڑے گہ خوشی سے منہ لگائے
دل ہے اس میخوار کے ہاتھوں میں اب پیالے کی طرح

دل پر آ لٹکی ہے آویزے کی جاگہ اے محب
کھب گئی یہ جی میں اس کے کان کے بالے کی طرح

☆ ☆ ☆

اس بت کا دیکھ دست حنائی کا رنگ سرخ
حیرت سے ہوگیا گل اورنگ سنگ سرخ

پرخون رکھے یوں مرے دل کو وہ سبزہ رنگ
جوں مردمان چشم کو رکھتی ہے بنگ سرخ

میرے دل و جگر میں تو اتنا بھی خوں نہیں
ہو جس سے گلرخاں کی نگہ کا خدنگ سرخ

رنگیں ہر ایک مصرع اسی بحر شعر سے
میں نے بزور طبع نکالا نہنگ سرخ

تحریک لب میں پان و مسی کی دھڑی اے شوخ
گویا لڑا رہا ہے بہم وہ بھجنگ سرخ

دوش ہوا پہ روح شہیدان عشق ہے
یا رنگ سے حنا کے ہے اس کا ترنگ سرخ 151

صیاد سے ہے بسمل حسرت وہ صید دل
جس کے نہ ہوئے خوں سے دہان تفنگ سرخ

ترک ہوس ہے فقر وگرنہ لباس کو
گیرو میں رنگ لیتے ہیں اکثر ملنگ سرخ

بے لطف ہے محب تہ شبنم یہ رنگ گل
اس کا ہے قہر کرتہ شبنم میں رنگ سرخ

☆ ☆ ☆

بہت دیکھے جہاں کے دلستاں شوخ — نہیں تجھ سا کوئی نامہرباں شوخ
کہاں گل میں یہ ناز و حسن و شوخی — جن اندازوں سے ہے وہ نوجواں شوخ
کرے ہے دیکھ تیری شوخ چشمی — ان اچپلیوں سے برق آسماں شوخ
پریشاں خاطروں کے واسطے ہیں — تیری زلفیں بلائے ناگہاں شوخ
بنے تیر ملامت کا نشانہ — ملے جو تجھ سے اے ابرو کماں شوخ
ہوا خواہوں کی اپنے خاک پر بھی — نہ آیا صاف دل سے بدگماں شوخ
گیا صبر و تحمل سب اسی ساتھ — جدھر دل لے گیا وہ جان جاں شوخ
یہ کیا عاشق کشی کی چال ہے ہائے — تغافل میں بھی ہے لطف نہاں شوخ

محبوں سے نہ رکھ شوخی کی چالیں
کہ خوش دل ہو نہ ہوویں حاسداں شوخ

☆ ☆ ☆

خط کی طرف ہے زلف کا اے رشک ماہ رخ — رکھتا ہے سبزہ زار پر ابر سیاہ رخ
مشتاق یک نگاہ ترے زلف و رخ کی طرف — ہے مرد مان چشم کا شام و پگاہ رخ
152 مینہ کے عوض چوئے خم گردوں سے مے مدام — پھیرے جو سوئے ابر وہ کیفی نگاہ رخ
پھر جائے رخ صفوں کی صفوں کا کماں کی طرح — سیدھا کرے جدھر کو میرا تیر آہ رخ 153
بے رخ ہو دل جو سینے سے میرے چلا نکل — شاید رکھے ہے اس کی گلی کا یہ راہ رخ
منعم لباس سرخ سے بھڑکے فقیر کے — چیتے کی طرح دیتے ہیں اب گاہ گاہ رخ
مستوں نے راہ میکدہ کا رخ لیا ہے شیخ — تو پھیر بیٹھ اپنا سوئے خانقاہ رخ
کیا احتیاط کیجئے گا ملک حسن کی — پھیرے جو فوج خط کی ادھر کو سیاہ رخ

159

اک بوسہ مانگتے ہیں گدایانہ تجھ سے ہم — پنہاں نہ کر نقاب میں اے بادشاہ رخ
کھنچتا ہے جذب عشق میں بے اختیار دل — کیا کہربا سے پھیر سکے برگ کاہ رخ
پانی سوائے اشک ندامت نہیں محب
دھونے کو از سیاہی جرم و گناہ رخ

☆ ☆ ☆

خوش رضا سے دے نگاہ یار سیمیں بر کے نرخ — زور سے بیچے نہ رنگ زرد عاشق زر کے نرخ
کب بنا سودا صبا اس کی شمیم زلف کو — تو خریدا چاہتی ہے مشک یا عنبر کے نرخ
گو مہ نو ہے ہلالی نیمچہ لیکن وہ شوخ — اپنے ابرو کے نہ لیوے تیغ پر جوہر کے نرخ
رکھ اسے آنکھوں میں بے جا صرف مت کیجو کہ ہے — ایک قطرہ اشک کا اک درجک گوہر کے نرخ
سر چڑھا کر یار کے کوچے کے خار و خس کو ہم — بادشاہت کے نہ دیویں تاج یا افسر کے نرخ
بوالہوس لے لعل اور گوہر، کو پر عاشق نہ لے — جان من تیرے در دندان و لعل تر کے نرخ
جان بیعانہ میں دل قیمت میں دستوری میں چشم — لے ہے وہ بانکا نگہ کے یکدم خنجر کے نرخ
جان دوں قرباں کروں تجھ پر نہ لوں حسن پری — اے کماں ابرو ترے تیر مژہ کے پر کے نرخ
کیا دل پر خوں کو میرے لے ہے وہ میخوار مفت — شیشہ خالی کی قیمت گاہ گہ ساغر کے نرخ
بے تمیزی کا ہے از بس ان دنوں بازار گرم — کیا تعجب ہے عراقی کو خریدیں خر کے نرخ
ہفت جنت کیا نہ لوں میں ہر دو عالم کو محب
حشر کے بازار میں حب شہ صفدر کے نرخ

☆ ☆ ☆

کیا بلا حرص کی انسان کو ہے ناپاک امید — دل سے کم ہوتی نہیں دیر تہ خاک امید
اشک تھمتا ہی نہیں ورنہ میاں رکھتے ہیں — تیرے دیدار کی یہ دیدہ نمناک امید

متبسم ہو ذرا مجھ سے کہ جوں غنچہ گل — تجھ سے واشدگی رکھے ہے دل صد چاک امید
مطلقاً بنت عنب کی نہیں خواہش ہم کو — جی میں تیری نگہ مست سے ہے تاک امید
تجھ سے بے جور و جفا طور وفا کی اک آن — بخدا ہم کو نہیں اے بت بے باک امید[155]
صید بسمل کو تڑپتا ہی نہ چھوڑ اے صیاد — کہ وہ رکھتا ہے ترا حلقہ فتراک امید[156]

مانگ جو چاہے محب شاہ نجف سے ورنہ
کسی کی بر لائیں ہیں دنیا میں یہ افلاک امید

☆ ☆ ☆

ہمیں تو صاف ہے معلوم تیرے جی کا بھید — یہ خو نہیں کہ کسی سے کہیں کسی کا بھید
ہمیشہ یار سے آنکھیں لڑائے رہتے ہیں — مقام حیرت دل ہے یہ آرسی کا بھید
نفس کو سینے میں راز دلی سے دوں نہ خبر — صبا سے مخفی ہے جوں پھول کی کلی کا بھید
یہ دخت رز ہے چغل خور سارے عالم کی[157] — منہ اس کو جس نے لگایا کہا اسی کا بھید
ہمارے ساتھ میاں تو نے دشمنی کر کے — چھپا نہ رہنے دیا اپنی دوستی کا بھید
مثال آئینہ صورت سے سینہ صافی کے — ہم اپنے دل میں رکھا رمز خامشی کا بھید
برنگ شام و شفق خون دل پیا نہ کھلا — ترے لبوں سے ہمیں پان اور مسی کا بھید
کرے خدا گرے ایسی فصول پر بجلی — کہے جو برق سے اس شوخ کی ہنسی کا بھید
دلوں میں عاشق معشوق کی ہے جو کچھ راہ[158] — وہ خوب سمجھیں ہیں اپنی بھلی بری کا بھید
بس ایک سوختہ جاں کے سوا کسے روشن — تمام بزم میں ہے شمع دل جلی کا بھید

نظر میں دید کے جوں خار و گل عیاں ہے محب
چھپے نہ باغ مذاہب میں خارجی کا بھید

☆ ☆ ☆

روتے روتے ہوئے یوں دیدہ خود کام سفید
جوش بارش سے ہو جوں ابر سیہ فام سفید

ضمن میں ہے شب فرقت کے نہاں روز وصال
جوں سیاہی میں رکھے نقش نگیں نام سفید

دیں ہیں تجھ چشم سیہ سے اے شاعر تشبیہ
کھینچ کر پوست کروں دیدہ بادام سفید

رنگ گل ہے تہ شبنم سے نمایاں پیارے
نہیں بر میں ترے ملبوس تر اندام سفید

خط سے عارض کو ترے ہے یہ بہار خوبی
جوں گل چاندنی پھولے ہے سر شام سفید[159]

ہے جوانی سے فزوں عشق کو پیری میں فروغ
ظلمت شب کے ہے آغاز کا انجام سفید

انتظار اس قدر اس ماہ کا ہر شب ہے محب
خانہ چشم کا اپنے ہے در و بام سفید

☆ ☆ ☆

داغ جگر ہے کیا کہوں ان کی جہاں میں یاد
آتے ہیں دوست اپنے زبس رفتگاں میں یاد

اے مہوش یقیں ہے کہ ذرہ نہ ہوئے گی
عشاق کی ترے دل نامہرباں میں یاد

اعجاز حسن یار یہ دیکھوں ہوں روز و شب
ہے بے خودانہ اس کی ہی پیر و جواں میں یاد

شاید سنا مرے دل صد چاک کا فغاں
کرتا جرس جو شور سے ہے کارواں میں[160] یاد

گل در گل اپنا حال بھی آیا وہیں نظر
کی جس کسو کی گریہ سے اس خاکداں میں یاد

نام و نشاں کو اپنے فراموش کر کہ کون
آتا ہے کس کو عالم نام و نشاں میں یاد

ضعف و نقاہت اس کی جزا ہے کہ دوست کی
کچھ ہوسکی نہ حالت تاب و تواں میں یاد

گھر عاقبت کا حضرت انساں سوا طیور
کرتے ہیں اپنے اپنے سبھی آشیاں میں یاد

بلبل ہزار رنگ کے شور و فغاں کے ساتھ
اس گل کی صبحدم کرے ہے گلستاں میں یاد

انساں نہیں وہ جانوروں سے بھی ہے بتر
بھولے جو اس کی مخمصہ[161] آب و ناں میں یاد

مجھ مست کی مدام ہے اک بات آرزو
کہتا ہوں سب کسی کو رہے دوستاں میں یاد

جس وقت دور جام ہو قطرہ زمین پہ ڈال
میرا بھی ذکر نام رکھیں میکشاں میں یاد

ٹکڑے جگر کے ہوتے ہیں اپنے برنگ گل
آتے ہیں جو کہ گزرے ہوئے گل رخاں میں یاد

شبنم صفت جوانی و پیری گزر گئے
رو رو کے کرتے ان کی بہار و خزاں میں یاد

رستم تو اس کے آگے سے بھاگا ٹلے نہ ہم
یہ قصہ ذکر خوانوں کو ہے داستاں میں یاد

اب اس کی پہلوانی سے کچھ بر زبان خلق
ہے ناتوانی اپنی بہت سیستاں میں یاد

دل اس کے پاس چھوڑ چل اب اے محب کہ وہ
اکثر تری رکھے گا دل دلستاں میں یاد

☆ ☆ ☆

لے آئے ہم ترے در تک ہو نیم جاں فریاد
جو دیکھیں واں تو اک عالم ہے یک زباں فریاد

ستم گروں کی نہیں دشمنی سے میں نالاں
کروں ہوں ہاتھ سے اس دل کے دوستاں فریاد

کیا ہے شور نے نالے کے دم خفا ایسا
کہ مثل نے کے ہے میرا ہر استخواں فریاد

ہوا ہے ابر ہے ساقی بغیر نکلے ہے
برنگ شیشہ مرے دل سے ہر زماں فریاد

شکستگاں کو صنم کاش اپنے بندے جان
سنا تو کیجے انہوں کی خدایگاں فریاد

جلا نہ خاک شیشوں کو اس قدر پیارے
کہ پہنچے آہ لئے تابہ آسماں فریاد

مری طرح نہ پھرا کوئی اس قدر محروم
کہ پاوے داد نہ اور جائے رائیگاں فریاد

نگاہ رحم جو تجھ چشم سرمہ سا کی ہو
نہ لاویں دل سے لبوں تک بھی عاشقاں فریاد

اداس ہو کے میں گھر سے گیا جو باغ میں کل
تو چار طرف سنوں تھا جہاں تہاں فریاد

چمن میں جا کے جو دیکھا تو اس کے بن دیکھے
دریدہ جیب ہے گل بلبلیں فغاں فریاد

اب اس جہاں میں محب دست جور خوباں سے
کس آگے روئیے جا کیجئے کہاں فریاد

☆ ☆ ☆

دنداں ترے مسی میں ہیں ایسے نگار بند　　جو فرق سر میں سلک گہر ہو قطار بند
وہ مست ناز باؤ کے گھوڑے پہ ہے سوار　　پیک خرد نہ چھو سکے اس کا شکار بند
بند قبا کو کھول کے اس عشوہ ساز نے　　دل کو کیا ہے آن میں بے اختیار بند
دنبالہ سرمے کا نہیں آنکھیں لڑانے کو　　مردم ہیں اس کی چشم کے بانکے قطار بند
کب وہ دل گرفتہ کھلے تجھ سے اے نسیم　　جواس دہن کی فکر میں ہے غنچہ وار بند
آنکھوں میں لخت دل جو نہ ہو آ کے سد راہ　　کیونکر ہو سیل اشک کے دریا کی دھار بند
جب تک کھلے نہ گرم ہو بازار عاشقاں　　دکان حسن کا رہے سب کاروبار بند

ترکیب دیکھ کے محب اس عشوہ ساز کی
سیماب وار ہے یہ دل بے قرار بند

☆ ☆ ☆

پامال خوں ہے میرا ہر دم خدا ہے شاہد　　ہاتھوں سے ان بتوں کے رنگ حنا ہے شاہد
ہم دل نیاز تیرے کر کے ہوئے ہیں بیدل　　اے دل ربا یہ تیرا ناز و ادا ہے شاہد
میں چلہ کش ہو تجھ کو ابرو کمان بنایا　　یکسر مرا پیاپے تیر دعا ہے شاہد
کیا سرسری گلی سے تیری غبار میرا　　پہنچا فلک پہ جا کر پیک صبا ہے شاہد
انکار گر جفا کا تجھ کو نہیں نہ ہووے　　اقرار دوستی پر اپنی وفا ہے شاہد
اے قیس استخواں کی لذت کا میرے تیرے　　اس کی گلی کا سگ ہے اور یا ہما ہے شاہد
آئینہ وار روشن ہے عکس رو سے اس کے　　حیرت سے ہم ہیں بے خود وہ خودنما ہے شاہد
درد دلی سے اپنی خاطر شکستگی کا　　پہلو نشین نقش ہر بوریا ہے شاہد
بے رنگ و بوئے الفت ہیں شاہدان گل رو　　سارے تو گل ہیں شاہد بلبل جدا ہے شاہد

ہے زرد رنگ عاشق باعث سے بے زری کے　　اے سیم تن لباس زریں ترا ہے شاہد
مکھڑے ترے کا جلوہ دل کے کرے ہے ٹکڑے　　اس بات کا کتاں بھی اے مہ لقا ہے شاہد
افتادہ رہ گزر میں تیری ہیں بے سروپا　　اے دوست رفتگاں کا ہر نقش پا ہے شاہد
بلبل کے خوں کا محضر بے نام و بے نشاں تھا　　اب داغ حسرت گل اس کا ہوا ہے شاہد
سیدھی نگاہ تیری پیغام ہے اجل کا　　دلدوزیوں کا اس کی تیر قضا ہے شاہد
گردوں کے سر چڑھا ہے یہ خون بے گناہاں　　رنگ شفق سے اس کے گلگوں قبا ہے شاہد
ہے بے غبار الفت اس سادہ رو کی ہم سے　　ہر وجہ آئینہ کے دل کی صفا ہے شاہد
بوسہ بھی مانگنے کی اس سے ہمیں قسم ہے　　ہم پاک عاشقوں کی طرز حیا ہے شاہد
جوں عکس آئینہ ہوں کچھ آپ ہی آپ حیراں　　اس میری بے خودی کا وہ خودنما ہے شاہد

عقدے محب کے دل کے اک پل میں ہوں گے آساں
تصدیق اس سخن پر مشکل کشا ہے شاہد

☆ ☆ ☆

یا رب یہ مرا دل ہے عجب مرحلہ درد　　کس روز گئے یاں سے نہ سو قافلہ درد
جو درد کی گویائی سے واقف نہیں ان سے　　بے درد ہے وہ جو کوئی بولے گلہ درد
ہر دل کو پہنچتا ہے یہ جوں رزق مقدر　　عالم میں ہے واللہ بڑا حوصلہ درد
اس خوف سے تافکر نہ درماں کا اسے ہو　　ہمدرد سے بھی ہم نہیں کرتے گلہ درد
فردا نہیں معلوم بجز آس چہ زائد　　ہے آج شب ہجر کڈھب حاملہ درد
اے دل تجھے کرنی ہے اگر عشق سے بیعت　　زنہار کبھو چھوڑیو مت سلسلہ درد
پرکار کی گردش نہیں کچھ دور نقط سے　　ہے دل سے مرے اس سے بھی کم فاصلہ درد
اب سانس کا لینا بھی تو دشوار ہے ہمدم　　سینے میں مرے دل نہیں ہے آبلہ درد

164

درد و غم حسنین میں رہتا ہے محب تو
کافی ہے تجھے ان کی محبت صلہ درد

☆ ☆ ☆

خال کیا تجھ زلف کے حلقے میں ہے اے یار بند
ہوگیا اس مار مہرے سے دہان یار بند

در نہ کھولا باغباں نے باغ کا تو ہم کو کیا
دید اپنی کا نہ ہووے رخنہ دیوار بند

سنگ دل ہو باغ میں نالاں ہوں جب ہم دل دونیم
گل کی واشد بند ہو بلبل کی ہو منقار بند

جونسے رستے وہ ہو نکلے ادھر پہروں تلک
ہو ہجوم خلق سے کوچہ گلی بازار بند

سنتے ہیں کڑوی کسی کی وہ جو کچھ میٹھے سے ہیں
ایک دو کو تو نہتا لے رہے ہتھیار بند

حال دل کیا کھولئے اس تبتی کے رو برو
جس کی گویائی کے آگے ہے رہ گفتار بند

زلف کے پیچوں میں لے کر باندھ چھوڑے ہے بزور
دل کو عاشق کے وہ ظالم تک تلک دستار بند

غور کر دیکھو تو یہ اک تار کا بستار ہے
رشتہ تسبیح اور سر رشتہ زنار بند

چارہ اس کا کیا محب یک بار آنکھیں کھول کے
چار ابرو جس کو دیکھا دل ہوا ناچار بند

☆ ☆ ☆

(گل کی) واشد نہ پسند اپنے نہ گلزار پسند
لٹ پٹے شوخ کی ہے بندش دستار پسند

دل کو موذی کے خلائق کا ہے آزار پسند
طعم میں زہر ہے شربت کی جگہ یار پسند

نقش یاری نہیں اس لوح جبیں پر سرمو
یک قلم دل کو ہے تس پر بھی خط یار پسند

عملی نیچہ گردوں نے بنایا مہ تو
تری ابرو کی جو آئی اسے تلوار پسند

صاحب درد کی نظروں میں بجز گوہر اشک
عین خواہش سے نہیں ہے در شہوار پسند

چشم بد سے ہیں عنادل کی ہزار اندیشے
میرے گل رو نے گلوں کا جو کیا ہار پسند

دولت وصل کبھو خواب میں وہ دیکھے گا
عشق بازی میں جو ہے دیدہ بیدار پسند

دیکھ تو اے دل سودا زدہ وہ زلف وہ خال
دانہ و دام ہے کیا طرفہ گرفتار پسند

عشق تیرا ہے عجب رشتہ الفت صنما
توڑ تسبیح کیا شیخ کو زنار پسند

جوش بر جا نہ رہا دیکھتے ہی عالم کا
تیری سج کس کو نہ آئی ارے میخوار پسند

قدر کچھ صاف دلوں کی نہیں نابینا کو
نہ کرے آئینے کو صورت دیوار پسند

زرد کیونکر نہ رہے رنگ ترے عاشق کا
حکمتی چشم ترے شوخ ہیں بیمار پسند

خسرو عالم وحدت کے جو تھے منصب دار
بات منصور کی وہ کرگئے سب دار پسند

آمد خط کا ہوں گھائل ترے آئینہ رو
زخم دل کو ہے مرے مرہم زنگار پسند

عشق جس کوچہ و بازار میں ہو حسن فروش
اے محب دل کو ہے وہ کوچہ و بازار پسند[165]

☆ ☆ ☆

پھر اب تو اس سے ہوا پیار ہر چہ بادا باد
یہ دل ہے اور وہ دل آزار ہرچہ بادا باد

ہم آج گھوریں گے ہر وجہ اس خوش ابرو کو
یہ سر ہے اور دم تلوار ہر چہ بادا باد

خفا ہو یا نہ ہو وہ یار آج تو ہم نے
دیا رقیب کو دھتکار ہرچہ بادا باد

کھلا ہے راز محبت کہ اب تو پھوٹ بہے
ہمارے دیدہ خونبار ہرچہ بادا باد

چلے ہیں آج نشے کی ترنگ میں ہم مست
بسوئے خانہ خمار ہرچہ بادا باد

اب اس کی زلف کے دام بلا میں طائر دل
ہوا ہے جا کے گرفتار ہرچہ بادا باد

کیا ہے آج تو دلبر سے دل کے دینے کا
زباں سے اپنی میں اقرار ہر چہ بادا باد

جو آکے دل مرے پہلو سے لے گیا بے طرح
میاں وہ شوخ طرحدار ہر چہ بادا باد

وہ قتل کیوں نہ کرے اب تو ایک بوسے کے
ہوئے ہیں ہم بھی گنہ گار ہر چہ بادا باد

ہمیں تو یار اکیلے ہی آج لڑ لینا
رقیب اگرچہ ہیں بسیار ہر چہ بادا باد

ہوا ہے پھر یہ مرا دل قسم خدا کی محب
بتوں کا طالب دیدار ہر چہ بادا باد

☆ ☆ ☆

یاں نہ کچھ گل کا رہا نہ گلعذاروں کا گھمنڈ
اس چمن میں سیر کر دیکھا ہزاروں کا گھمنڈ

آج کل تلوار کوچے میں تمہارے چلتی ہے
اب نظر آ جاوے گا صاحب کے یاروں کا گھمنڈ

ہیں جنوں کے ہاتھ سے جوں گل ہزاروں جیب چاک
ہائے اس گلشن میں تھا کیا کیا بہاروں کا گھمنڈ

خاک ہوویں مرمٹیں چھوڑیں نہ کوچہ یار کا
آبروئے عشق ہے ہم خاکساروں کا گھمنڈ

کوئی دن میں ہے خزاں کیوں بیٹھتی ہے پھول پھول
بلبل اب دل سے اٹھا گل کے نظاروں کا گھمنڈ

سانس لینے میں ستاروں سے فلک کے جا لڑی
بل بے آہ آتشیں تیرے شراروں کا گھمنڈ

خط نہیں آیا خط آنے کا غرور حسن نے
کر دیا ہے بے طرح ان طرحداروں کا گھمنڈ

سر کئی چوگاں کیئے بیٹھے فلک نے ان کے حیف
جن کی نظروں میں نہ تھا کچھ شہہ سواروں کا گھمنڈ

حب حیدر سے ہے مالا مال دل اپنا محب
ہم بھلا کیا مال سمجھیں مال داروں کا گھمنڈ

☆ ☆ ☆

عاشق کو خلق میں نہیں اے مہرباں ملاذ
آسودگی سوائے ترے آستاں ملاذ

کس جا فراغ زندگی اپنا ہے اختیار
عرصہ جہاں کا تنگ ہے جاؤ جہاں ملاذ

انواع حادثات سے ہیں سب بھرے ہوئے
خالی نہیں یہ حبہ نہ آسماں ملاذ

دل اختیار میں نہیں ہے میرے ناصحو
ہوتے ہو مجھ سے کیوں بہ یقیں بد گماں ملاذ

عاشق کہیں جو ہوگے تو دریافت ہوئے گا
پھر تم بھی آپ میں نہیں رہنے کے ہاں ملاذ

اوقات ان بتوں کے تعشق میں وا دریغ / بے صرفہ صرف کی بخدا رائیگاں ملاذ

کر فکر زاد راہ نہ غافل ہو کوچ سے / جو دن کہ اس سرا میں ہے تو میہماں ملاذ

نالے کی جوں جرس ہے سدا دل سے ہر نفس / آنکھوں سے اشک کا ہے رواں کارواں ملاذ

خاموش ہو کے پھرتے ہیں ہمسائے داد خواہ / تا کے یہ آہ و نالہ و شور وفغاں ملاذ

آئینہ خوب صورتوں کا کیوں نہ ہو ندیم / رکھتا ہے دل میں حسن بتاں کا مکاں ملاذ

اس چشم تر نے کیا کہوں آئینہ ساں محب
رکھ بات عشق کی کہے راز نہاں ملاذ

☆ ☆ ☆

ہم اپنے دل کی تپش کا لکھیں اگر کاغذ / برنگ طائر سیماب کھولے پر کاغذ

تمام خانہ زنبور سا مشبک ہو / چلے جو لے کے مری آہ پر شرر کاغذ

پڑھے اگر وہ مری چشم زار کا احوال / تو اس کے ہاتھ میں ہووے تمام تر کاغذ

سوائے طائر رنگ پریدہ کیا امکاں / کہ شرح شوق کا پہنچائے نامہ بر کاغذ

لکھا نہ تھا گلہ میں تری ہرزہ گردی کا / جو تو نے پھینک دیا پرزہ پرزہ کر کاغذ

علاحدہ تو مرے خط کو دیکھیو قاصد / کہ ہو نہ غیر کے کاغذ سے ہمسر کاغذ

یہ ابرو دیکھ جو رو رو لکھا ہے نامہ تجھے / غریب صفحہ ابری ہے در نظر کاغذ

لکھا جو چاہیں ہم اس شمع رو کو سوز فراق / نہیں ہے جز پر پروانہ خوب تر کاغذ

کبھی تو ہم کو بھی اک آہ پرزہ لکھ کر بھیج / ترے تو پہنچتے ہیں سب کو گھر بہ گھر کاغذ

اگرچہ لکھنے میں قاصر ہوں وصف روئے نگار / بنے ہے صفحہ تصویر تس اپر کاغذ

رقم جو شرح کروں اپنے دل کے داغوں کی / تو جل کے صاف مشبک ہو سر بسر کاغذ

حدیث درد محب خاک لکھنے پاتا ہوں
یہ سیل اشک بھگو دے ہے اس قدر کاغذ

☆ ☆ ☆

جتنا ہے بات کا ترے منہ سے بیاں لذیذ — کا ہے کو ایسے ہیں لب شیریں دہاں لذیذ
ہوں اب تو زندگی کی حلاوت سے تلخ کام — تیری اگر نبات سے ہو کام جاں لذیذ
اس کے دہن کی چاشنی لب سے ہوگئے — نیچے یہ نیشکر کی طرح بے دہاں لذیذ
دشمن کے ساتھ بھی کبھو تلخی سے کہہ نہ بات — حنظل ہو کس کے طعم میں اے مہرباں لذیذ
اس ذائقے سے بے مزا منعم کی چاشت ہے — ہے جس نمک سے خشک قناعت کے ناں لذیذ
تنگ شکر سے اپنے کیا فیض عام کر — تیرے لبوں نے کام دل یک جہاں لذیذ
خوبوں سے اب محب کو یہ ملنے کا ہے مزہ
رکھتا ہے ان کے تلخ سخن سے زباں لذیذ

☆ ☆ ☆

ترا حسن ہے کیا ملاحت کا منفذ — کہ کھولے ہے دل کی جراحت کا منفذ
نہ ہے عشق کو راہ دل تک کسو کے — یہ آنکھیں ہوئیں اس قباحت کا منفذ
اسیروں کو بس رخنہ دیوار کا ہے — بہار چمن کی سیاحت کا منفذ
نقط کے برابر ہے دور فلک کے — نہ دے دل کو پرکار راحت کا منفذ
خط سبز کی وہ زراعت ہے جس میں — نگہ کو نہیں واں مساحت کا منفذ
نمک ریز ہے زخم دل پر گلوں کے — تری رنگ رو کی صباحت کا منفذ
محب شعر کہتے ہیں فیض سخن سے
زباں ہے تری کیا فصاحت کا منفذ

☆ ☆ ☆

ہم نے جو محبت میں کیا طور وفا اخذ — کی اس کے علی الرغم میاں تم نے جفا اخذ

ماخوذ نہیں ہونے کا وہ روز جزا میں — جس نے کہ کیا عشق بتاں کا بخدا اخذ
بیمار غم عشق کی کیا تم نے طبیبو — جز مرگ طبابت سے نہ کی اور دوا اخذ
عاشق کا دل آئینے سے بہتر ہو مصفا — جوہر سے کرے حسن کے جب عرض صفا اخذ
بے برگ و بری نخل تمنا نے ہمارے — کی عشق کی مزرع سے پئے نشو و نما اخذ
حکاک عجب ہے جو مرے داغ جگر سے — کرتا نہیں فیروزہ مردہ کی جلا اخذ
واشد بہ چمن زار جہاں غنچہ دل کے — کر اس گل خنداں کے تبسم سے صبا اخذ
کی عشق میں تیرے بت بے مہر ازل سے — دل میرے سے خورشید قیامت نے ضیا اخذ

ڈھب آنکھ لڑانے کا محب اپنے سے تو نے
کیا خوب کیا آنکھ رقیبوں سے چرا اخذ

☆ ☆ ☆

باغ ہستی میں غنیمت ہے جوانی کی بہار — موسم پیری خزاں ہے زندگانی کی بہار
اشک خونی سے ہے رنگیں دامن اپنا چار فصل — ہے دو روزہ اس چمن میں گل فشانی کی بہار
دورہ گردوں میں مانند شفق بے جام خوں — کس نے دیکھی ہے شراب ارغوانی کی بہار
ہم تو پامال خزان ہجر ہیں اے ہم صفیر — دیکھتے ہیں اپنے رنگ زعفرانی کی بہار
میرے نالے سے خزاں ہولٹ گئی گلزار میں — عندلیبو شور دیوان فغانی کی بہار

شاعران ہند میں اب گلشن طبع محب
منتخب رکھتا ہے گل ہائے معانی کی بہار

☆ ☆ ☆

جوں گیا کوچے میں تیرے تو وہیں میرے پر — بے گنہ سینکڑوں تلواریں کھنچیں میرے پر

تو نے ناحق کی جفائیں جو یہ کیں میرے پر
جان من حیف سزاوار نہ تھیں میرے پر

کھو چکا دیں سے وہ ترسا بچہ یارب مجھ کو
رحم اب تک بھی تو ظالم کو نہیں میرے پر

چال وہ چل کہ تری ذیل ہوا خواہوں میں
یار کچھ حرف نہ آ جائے کہیں میرے پر

شب مہتاب نہیں ہے یہ تب دوری سے
اک پری سے ہے دل و جان حزیں میرے پر

برچھیاں پل میں کئی لاکھ تری مژگاں کی
صف عشاق میں کیا کیا نہ چلیں میرے پر

خوش کیا خاک مجھے تو نے جو باتیں دوچار
پیش کی اوروں کو اور رکھ کے کہیں میرے پر

راہ سوکوس کی طے کرتے ہوئے ضعف سے آہ
دو قدم یار کے کوچے کی زمیں میرے پر

اے محب صاف ہے وہ آئینہ رو عالم سے
ایک میں ہوں کہ رہا چیں بہ جبیں میرے پر

☆ ☆ ☆

166

لب ترے تنگ شکر رو ترا رشک قمر
رو ترا رشک قمر لب ترے تنگ شکر

دل مرا زیر وزبر دیکھ ترے خط کو ہے
دیکھ ترے خط کو ہے دل مرا زیر و زبر

چشم میں شام و سحر ہے رخ و زلف و نگار
ہے رخ و زلف و نگار چشم میں شام و سحر

غیرت سلک گہر صاف ہیں دنداں تیرے
صاف ہیں دنداں ترے غیرت سلک گوہر

سرمہ نور بصر خاک ترے در کی ہے
خاک ترے در کی ہے سرمہ نور بصر

کشتہ تیغ و تبر ابروئے قاتل سے ہوں
ابروئے قاتل سے ہوں کشتہ تیغ و تبر

جل ہی کے ہم نے بسر زندگی کی شمع ساں
زندگی کی شمع ساں جل ہی کے ہم نے بسر

شمع کے سرتاج زر دشمن جاں ہے بہ بزم
دشمن جاں ہے بہ بزم شمع کے سرتاج زر

جاں کو ہے عزم سفر دلبر من اب تو آ
دلبر من اب تو آ جاں کو ہے عزم سفر

آہ کو کر نامہ بر پہنچوں ہوں تیری طرف
پہنچوں ہوں تیری طرف آہ کو کر نامہ بر

رہتے ہو تم چشم تر روز و شب اب کیوں محب
روز و شب اب کیوں محب رہتے ہو تم چشم تر

☆ ☆ ☆

جاتی نہیں تجھ تک مژہ تر سے نظر بار
پرواز کو طائر کے ہیں بال و پر تر بار

جوں سنگ مزار اپنے تو چھاتی پہ گراں ہو
ہر چند سبک زیست کٹی ہجر میں ہر بار

تلواریوں میں تجھ کو سبک دست سنا ہے[167]
جڑ کھینچ کے کب تک سے تن کا مرے سربار

دُر باری نیساں کی تو ہے سال میں شہرت
اپنے ہیں شب و روز یونہیں چشم گہر بار[168]

یاروں کو کہاں بار ہے در تک ترے گھر کے
اغیاروں کا ہر وقت لگا رہتا ہے دربار

سر کوفتہ مار ایک کیا برق جہاں کو
پہنچی جو فلک پر یہ مری آہ شرر بار

بخشش نہ سمجھ زر کی گراں اہل ہمم پر
کب شاخ پر از میوہ کو اپنا ہے ثمر بار

منعم یہ ترا خلعت سنگین زری باب
نزدیک سبک روحوں کے اک بوجھ ہے خربار

تو آئے تو تیرے ہی تصدق کو رکھا ہے
اے دوست سرودیدہ و جان و دل و گھر بار

تا صبح کٹی جیسی یہ غیرت کی جگہ ہے
شب شمع کے سر پر کا ہوا طرہ زر بار

مسترد ہو اب کے جو ترے ہاتھ سے ظالم
لے مجھے سے قسم پھر کبھو دل دوں نہ دگر بار

آب اشک کا دیں ہر مژہ چشم ولیکن
یہ نخل نہ لادیں گے بجز لخت جگر بار[169]

اک بار نہ آیا کبھو گھر اپنے محب کے
جاتا ہے صد افسوس رقیبوں ہی کے ہر بار

☆ ☆ ☆

کیا ہے جس نے دنیا چھوڑ سطح خاک پر بستر
بچھا اس کا مسیحا سے پرے افلاک پر بستر[170]

قرار اس باغ میں جوں شبنم و گل کس کو ہے یکجا
کبھو ہے سیج پھولوں کی کبھو خاشاک پر بستر[171]

کھنچے ہیں مست ایسے دخت رز کے مدت الفت سے ‏ ‏ درمیخانہ ہے ان کا اسی کے تاک پر بستر
بچھونا پائے خم مست خراباتی کو واجب ہے ‏ ‏ نمازی کے لئے ہے فرض جائے پاک پر بستر
ہماری چشم میں اے مردماں کیا خاک نیند آوے ‏ ‏ کہ دشمن خواب کا ہے موضع نمناک پر بستر
فقیرانہ صدائے نالہ ہر دم دل سے آتی ہے ‏ ‏ بچھائے آہ کا جب سے دل صد چاک پر بستر

محب جو یار ہم بستر نہ ہو تو برگ گل کا ہے
برابر خار کے ہی خاطر غمناک پر بستر

☆ ☆ ☆

لہرا کے تری زلف گرہ گیر ہوا پر ‏ ‏ کھڑ کائے ہے دیوانوں کی زنجیر ہوا پر
سینے سے نکل آہ مری تا سر افلاک ‏ ‏ سیدھی چلی یوں جائے ہے جوں تیر ہوا پر
کب رعد کو یہ تاب جو نالے کا مرے شور ‏ ‏ بھر عمر رہا ہو کے زمیں گیر ہوا پر
کس گل کی ہے بو لائی نسیم آج چمن میں ‏ ‏ جو نکہت گل سے گئی تاثیر ہوا پر
تنہا نہ پریشاں ہو مرا نامہ اعمال ‏ ‏ وہ زلف سیہ کرتی ہے تحریر ہوا پر
مژگاں کی جھپک کھینچے ہے نشتر کے قلم سے ‏ ‏ جان و دل عشاق کی تصویر ہوا پر

معمار نے قدرت کے محب روز رکھی ہے
عنقا کی طرح زیست کی تعمیر ہوا پر

☆ ☆ ☆

جز خط سبزہ رنگ حسیں سبز نیم سبز ‏ ‏ دیکھا نہیں بروئے زمیں سبز نیم سبز
آغاز خط سبز سے لعل لب نگار ‏ ‏ گویا زمردیں ہے نگیں سبز نیم سبز
ہم رنگ قد یار سے کب سرو ہو ولے ‏ ‏ سائے سے ہے گماں نہ یقیں سبز نیم سبز
دیکھا نہیں بغیر خط سبز سبزہ رنگ ‏ ‏ دام دل اس طرح کا کہیں سبز نیم سبز

از بس کہ خط سبز سے ہے اس کے ہم قریں　　ہے گوشوارہ دُرِ ثمیں سبز نیم سبز
آغاز خط سے ہو نہیں انجام کار سبز　　گلزار حسن ماہ جبیں سبز نیم سبز

دو چار بین اور محب صورت غزل
لکھ رنگ معنوی سے قریں سبز نیم سبز

☆ ☆ ☆

یوں خط سے ہے رخ نمکیں سبز نیم سبز　　جوں ماہتاب نالہ نشیں سبز نیم سبز
اپنے تو رنگ کا ہی سے ہے اس شریک کا　　ہے زرد رنگ عشق قریں سبز نیم سبز
دنیا کے رنگ بو قلموں سے یہ اہل شوق　　رکھتے ہیں رنگ سادہ دیں سبز نیم سبز
اے خضر دل یہ سیر کے قابل ہے سبزہ زار　　اشعار رنگ رنگ و زمیں سبز نیم سبز
تیری جفا کے رنگ سے صد رنگ جور چرخ　　دیکھا بہ امتحاں تو ہمیں سبز نیم سبز
گلگشت سبزہ زار میں اس شہسوار کا　　تھا اسپ سبزہ زین زریں سبز نیم سبز
سیراب خط پشت لب و سیر حسن شوخ　　ہے سبز باغ سبز نہیں سبز نیم سبز
آئینہ عکس چہرہ سبزان ہند سے　　کیا سبز پوش ہے نمکیں سبز نیم سبز

ہے طوطیان ہند میں سر سبز اے محب
تیرا مقابلہ شکریں سبز نیم سبز

☆ ☆ ☆

مطلق نہیں محشر کا جو ہے نام زمیں پر　　کچھ شہر خموشاں میں ہے آرام زمیں پر
اب صید ملائک کے پڑا فکر میں زاہد　　تسبیح کا پھرتا ہے لئے دام زمیں پر
اک نام نکوئی نہ مٹا چرخ سے ورنہ　　دنیا میں نہ ہے گور نہ بہرام زمیں پر
جوں مہر فلک پر ہے دماغ آج اسی کا　　ہے جس کے کہ بر یار و بکف جام زمیں پر

کس کام فلک کے جو پڑے خاک دہن میں — ہم کو تو پٹک کر کیا ناکام زمیں پر
اے نور نظر ملتبس نور ہے تجھ سے — خورشید فلک صبح سے تا شام زمیں پر
جز درد و غم و داغ و الم خاک نہیں ہے — دنیا میں کہاں کیجئے بسرام زمیں پر
تیرا شب مہتاب میں ہے جلوہ قامت — خورشید قیامت ہے لب بام زمیں پر

مجھ سا نہ محب زیر فلک ہے کوئی تیرا
پیارے نہیں تجھ سا بھی دلارام زمیں پر[173]

☆ ☆ ☆

معرکے میں عشق کے سر سے گزرنے سے نہ ڈر — گر اٹھاتا ہے تو یہ جوکھوں تو مرنے سے نہ ڈر
جان من تیرا گریباں گیر ہو سکتا ہے کون — عاشقوں کے خوں میں تو دامن کے بھرنے سے نہ ڈر
زاہدا تو صحبت رنداں میں آیا ہے تو سن — ترک گالی کا نہ کر پگڑی اترنے سے نہ ڈر
گر سبکباری کی خواہش ہے تو اس قاتل سے پھر — زندگی اک بوجھ ہے سر کا اترنے سے نہ ڈر
اس کے ہر حلقے میں ہیں دل سو پریشانوں کے ساتھ — یہ نہ کہہ ہمدم کہ زلف اس کی بکھرنے سے نہ ڈر
اس کے کوچہ میں قدم رکھتے ہوئے کٹتا ہے سر — سر کو رکھ لے ہاتھ پر اور پاؤں دھرنے سے نہ ڈر

دل دیا تو نے محب اب خوف ہے کس چیز کا
دو دو باتیں ذہن سے جس وقت کرنے سے نہ ڈر

☆ ☆ ☆

کیا باغ جہاں میں نام ان کا سرو کہہ کہہ کر — کئی آہیں جو نکلی تھیں مرے سینے سے رہ رہ کر
سحاب و برق ہیں یا شیشہ وساغر ہیں کیا ہم تم — کہ ہم جس وقت روویں تم ہنسو اس وقت قہ قہ کر
ہمارا گریہ دیکھے چشم کم سے کیوں[174] نہ دریا کو — سمندر سے کئی جاتے ہیں یاں اک پل میں بہہ بہہ کر
ہوئے جس گل کے ہم چاہ زقن میں غرق کردیں گے — مرے یک قطرہ شبنم میں بلبل ڈوب چہہ چہہ کر
دھمک وہ آہ کے نعرے کی اپنے ہے کہ گردوں سے — ستارے ٹوٹے پڑتے ہیں کنویں جاتے ہیں دہ دہ کر

برائے امتحاں عشاق پر تیغے چلاتا ہے
جو زخمی ہو کے گرتے ہیں تو رہ جاتا ہے وہ وہ کر

دلا کوچے سے اس کے آج اگر تو خیر سے آیا
یہی دن کل بھی ہے در پیش شیخی سے نہ پہ پہ کر

نماز شیخ ہو اتمام کیونکر سرقہ دشمن ہے
کہ ٹوٹے ہے وضو ہر بار جب کھاتے ہیں عہ عہ کر

عمارت تو ڈھے پھر بن سکے ہے پر ترے ہاتھوں
ہوئے ہیں خاک کیا کیا قصر دل اے شوخ ڈہ ڈہ کر

نہ ہو رخ سے ترے اے آہ فوجوں کا مقابل رخ
کیا تو نے سواروں کو پیادہ مات شہہ شہہ کر

لب بام آ کے ابرو کی جھمک دن سلخ کے دکھلا
کہ عالم دیکھنے کو شہر کا دوڑے ہے مہہ مہہ کر

زمیں میں گڑ گئے دیکھ اس قد رعنا کو خجلت سے
لب جو پر اکڑتے تھے کھڑے کیا سرو لہہ لہہ کر[175]

وفائیں روز اول سے مری تجھ کو نہ خوش آئیں
جفا میں میں تری آخر ہوا بھر عمر سہہ سہہ کر

ادھر تو جامہ چیں کھولے ہے اس گل رو کے دامن کو
ادھر بلبل رکھے ہے رخت گل خجلت سے تہہ تہہ کر

لڑاتا ہے اگر اغیار سے تو روز و شب آنکھیں
محب اپنے پر اے ظالم نگاہ لطف گہہ گہہ کر

☆ ☆ ☆

کس تجمل سے چمن کے تخت پر چھایا ہے ابر
گل ہے شاہنشاہ اس پر چتر کا سایہ ہے ابر

رعد نے ہر سو منادی کی ہے دور جام کی
مژدہ باد اے میکشاں کس شور سے آیا ہے ابر

جو گداز دل سے ہے آگہ انہیں جوں برق ہے
ناقصوں نے اشک کی بارش کو ٹھہرایا ہے ابر

دے شتابی جام ساقی دل نہ مستوں کا گھٹا
دخت رز پر جھوم کے بے طرح للچایا ہے ابر

شیشہ و ساغر تو ہے موجود لیکن تجھ بغیر
خون دل سے میکشوں کے چشم بھر لایا ہے ابر

اشکباری کا مری دنیا میں ہے ہم چشم کون
مجھ کو روتے دیکھ ہو چشم تر اب آیا ہے ابر

بس کہ ہیں خونبار اپنی مردم چشم اے محب
اس برس ہو روسیہ اس کا جسے بھایا ہے ابر

☆ ☆ ☆

خدا وہ بھی دن مجھ کو دکھلائے گا پھر — کہ مجھ پاس میرا صنم آئے گا پھر
اگر اس کے جی میں تغافل ہی ٹھہرا — تو جیتا مجھے کاہے کو پائے گا پھر
یہ دل جا کے پہلے ہی ہاتھ اس کے پہنچا — وہ میری طرف کاہے کو آئے گا پھر
جو اس کی گلی میں پھرا ہو کے عاشق — وہ جنت کو خاطر میں کب لائے گا پھر
نہ آیا کبوتر جواب کے بھی پھرکر — میرا دل ہی نامے کو پہنچائے گا پھر
سنی بات ناصح کی اے دل وہ تجھ کو — طریق محبت سے بہکائے گا پھر

بغل کا تو دشمن محب دل ہے تیرا
تجھے چین سے کیوں[176] یہ بٹھلائے گا پھر

☆ ☆ ☆

یہ کیا بد خو ہے تیری کہہ چکا سو بار سمجھا کر — مرے آگے ہر اک سے دل کے لینے پر نہ مچلا کر
اٹھا مت بزم سے اپنی مجھے غیروں میں اے ظالم — کہ مرجاؤں گا لیکن یاں نہیں آنے کا پھر جا کر
نہ مل ان نو خطوں سے اے دل دیوانہ کہتا ہوں — یہ تیری جان لیں گے مفت باغ سبز دکھلا کر
چمن میں کھل کھلا کر جب ہنسا تو ساتھ غیروں کے — گرا اپنے ووہیں دل کا گل نو رستہ کملا کر
دل ودیں بیچتے ہیں ہم تو اک بوسے کے بدلے پر — اگر تو اس میں اپنا نفع جانے آ کے سودا کر
حرم کا طوف ہم مستوں کی قسمت میں لکھا کب تھا — گیا لے شیخ رستے سے صنم خانے کے بہکا کر
کبھو آنکھیں دکھائیں اور کبھو دکھلائیاں زلفیں — لیا ہے دل کو میرے تو نے جادو سحر کیا کیا کر
ہماری خاک کو تو اے کلال اس دور گردوں میں — نہ ترکیب صراحی اور نہ شکل جام صہبا کر

محب یہ کس طرح چھوٹے سنا ہے مصرع سودا
دیا ہے پیچ دل کو سادہ لوح اس زلف نے پا کر

☆ ☆ ☆

کیا خط سبز چہرہ گلرنگ یار پر
ہے طعنہ زن ہزار چمن کی بہار پر

لبریز کر ترشح مینا سے جام کو
ساقی نگاہ کر کے اس ابر بہار پر

بے زخمہ بند بند ہے محو صدائے آہ
آہنگ یار ہے جو خیال ستار پر

ہم سرکف رواں ہی رہے صید گاہ میں
آیا شکار کو نہ وہ گلگوں سوار پر

ہو جائے شیخ مرتبہ تجھ کو بھی غوث کا
177
جا قطب کے چڑھے جو کبھی تو (منار) پر

پا لغز راہ میکدہ عشق ہے مدام
موقوف مست پر ہے نہ کچھ ہوشیار پر

جوہیں مبصر در معنی شعر تر
جاوے نگہ نہ ان کی دُر آبدار پر

ایفائے عہد روز قیامت ہے منحصر
وعدے پر اس کے اور مرے انتظار پر

مجبور ہے یہ سوختۂ آتش فراق
دل اے محب گریہ بے اختیار پر

آوے جو وہ پری مری خاک مزار پر
کھولے ہوا پر آہ یہ مشت غبار پر

بتوں نے کھائے گل جو ہیں اکثر لہو میں لال
صحن چمن میں چہرہ گلنار یار پر

اپنا وہ بحر اشک رواں ہے کہ جس کی موج
دریائے بیکرانہ کو مارے ہے دھار پر

طوفان ہو اٹھا کے اگر چشم زار سے
آ جائے آستیں کی طبیعت فشار پر

بیمار کا ترے در دنداں کے ساقیا
موقوف ہے علاج شراب انار پر

اس باغ میں بھی رنگ گل عیش ہوں نمود
شبنم کا قطرہ ہو گرے جوں نوک خار پر

پہنچانے پر ہے نامے کے اس تک ہر احتمال
گو بال زن ہو کھولے کبوتر ہزار پر

تیری مژہ کے ساتھ ہی ابرو کی تیغ کھینچ
وہ پار ہو جگر کے یہ ہو دل کے وار پر

داغوں کا دل کے یاں نہ کر اس سے محب حساب
باقی یہی رقم رہے روز شمار پر

☆ ☆ ☆

تیری نگہ کا ہوئے نہ کیونکر غلام تیر
چلتا ہے بے گماں یہ پیاپے مدام تیر

جوں طائر قضا کو ہے پرواز روز و شب
مژگاں تری کے چلتے ہیں یوں صبح و شام تیر

شست[178] نگاہ کا تری حلقہ بگوش ہو
دعویٰ جو ہمسری کا کرے نیم گام تیر

سیدھا چلے کمان سے ہرگز نہ یک قدم
دیکھے اگر ترا کج و واکج خرام تیر

کھلتا کبھی نہ غنچہ پیکان کی طرح
دل تک جو تجھ نگہ کا نہ لاتا پیام تیر

تیر مژہ کا اس کے نشانہ ہے وہ بھی ایک
ہے بر فلک اگرچہ عطارد غلام[179] تیر

تصویر ہر پلک کی ترے دل کے صید کو
چھٹتی نظر میں آئے سراسر تمام تیر

مجھ آہ کا ہے شعلہ فلک پر جو ہے شہاب
کہتے ہیں اس کو خلق میں سب خاص و عام تیر

حیدر کے در کا بسکہ یہ حلقہ بگوش ہے
سینے میں غیر کے ہے محب کا کلام تیر

☆ ☆ ☆

سرو ہے کچھ اور اس کا ہے قد ممتاز اور
وہ نزاکت اور وہ کج اور وہ انداز اور

بانگ نے اور خلق لبل کا فغاں یکساں نہیں
وہ صدا کچھ اور اس کی ہے حزیں آواز اور

حسن یوسف تھا زیادہ سب سے اور سبکو عزیز
دلبری کے مرتبے کا ہے اسے اعجاز اور

ہیں صنم تو بہت پر نام خدا میرا صنم
ہے جدا سب سے سراپا ناز اور طناز اور

ہے طلوع صبح سے کچھ اور ہی انجام شب
آہ آتشبار میری کا ہے کچھ آغاز اور

عشق میں اور حسن[180] میں کیونکر ہو باہم اختلاط
اس کی خواری اور ہی کچھ اس کا ہے اعزاز اور

شوخی چشم اس کی جو کچھ ہے چکارہ ہے غزال
اس کی وحشت اور ہی کچھ اس کی ترک و تاز اور

دھوپ سے اڑ جائے ہے اکثر جہاں میں رنگ زرد
ہے ہمارے رنگ رو کا روز وشب پرواز اور

بام پر اس کے کبے ہے روز آ کر نور مہر
چاندنی بھی ہے محب اک فرش پا انداز اور

☆ ☆ ☆

بزم میں تو نے کیا پیا پے غیر کو دینا جام مقرر ۔۔۔ رشک کے مارے مے کی جاگہ ہم ہیں خوں آشام مقرر
چاہئے کوئی اک مدت سے ہم کو یہ انعام مقرر ۔۔۔ لیوے نام ہمارا پیچھے پہلے دے دشنام مقرر[181]
میرے ملنے سے اب تجھ کو عار غلط ہے شک ہے بے جا ۔۔۔ ہے مشہور جہاں میں تیرا عاشق میرا نام مقرر
آج بتوں کو دیکھتے ہی جا صنم کدے کے در پر بیٹھا ۔۔۔ ورنہ شیخ نے باندھا تھا کل کعبے کا احرام مقرر
یاں تک کیا گداز اسے لوہو کر آنکھوں سے ہو آیا ۔۔۔ عشق کے ہاتھوں ہوا ہے آخر دل کا کام تمام مقرر
سینے سے بوالہوس کے ملتے پار نہ گذرے پیکاں ہرگز ۔۔۔ تیر نگہ عاشق کے دل کو اجل کا ہے پیغام مقرر
پستا حسرت سے ہے پستا اس کے دیکھ دہن کی شیری ۔۔۔ دام میں تیری چشم کے بھی بے دام پھنسا بادام مقرر
گئی جوانی غفلت میں اب پیری میں ہے ضعف و نقاہت ۔۔۔ زیر زمیں اے فلک ہمیں تو دے گا خاک آرام مقرر
روز قیامت سے کیا کم ہے یہ فرقت کی شب اے ہمدم ۔۔۔ نہ جس کا آغاز معین اور نہ کچھ انجام مقرر
مجبوری سے آئے ہم اس عالم ہستی میں کیا کہئے ۔۔۔ ہوتے کچھ مختار تو کرتے عدم ہی میں بسرام مقرر
سر تجب خیز سے واقف کون ہے جز عشاق اے واعظ ۔۔۔ وحی پیغمبر کو جو اتری انہیں ہوا الہام مقرر
قوس قزح[182] محراب و ہلال اور کوئی کمان کہے ہے پیارے ۔۔۔ ہم تیرے خمدار ابرو کو کہتے ہیں صمصام مقرر
شیخ اگر تو اس کی گلی سے آج نہ آوے ننگے سر ہو ۔۔۔ چوموں تیرے قدم کروں پھر ٹھہر کے سات سلام مقرر
کام کا اپنے وہ پکا تھا چلا گیا اک بات بنا کر ۔۔۔ ہم نے اس کو جانے دیا یہ کیا خیال خام مقرر

رخ سے اس کے گو پچ نکلا زلف میں آکر الجھ رہے گا
دل تیرا اے محب یقین کر صبح نہیں تو شام مقرر

☆ ☆ ☆

ہو جسقدر کہ تجھ سے اے پر جفا جفا کر ۔۔۔ کہتا ہوں میں بھی تجھ سے اے با وفا وفا کر
بیت الصنم میں جا کر ہمدم برب کعبہ ۔۔۔ لایا ہوں اس صنم کو گھر تک خدا خدا کر

گوہر جو اشک کے ہیں کچھ چشم کے صدف میں ۔۔۔ غلطاں نہ خاک میں کر آنسو بہا بہا کر
مرتے ہیں ہم تو لیکن سن تیری آمد آمد ۔۔۔ امید نے رکھا ہے اب تک جلا جلا کر
تجھ کو پتنگ اڑاتے دیکھا جو عاشقوں نے ۔۔۔ کٹ مر کے بیٹھے اکثر گھر در لٹا لٹا کر
صدچاک دل کا ہونا ہر صبحدم ہمارا ۔۔۔ گل سے تو کہہ رہی ہے بلبل ہنسا ہنسا کر
آتا ہے وہ شرابی کھانے کباب دل کا ۔۔۔ کہتا ہے جھوٹی باتیں کیاکیا چبا چبا کر
ساقی معاف رکھو گستاخیاں ہماری ۔۔۔ بے خود کیا نشے میں تو نے پلا پلا کر
بوسے کا لکھ کے نسخہ یاقوتیِ لبوں سے ۔۔۔ بیمارِ عشق تیرا ہے بے دوا دوا کر
ہر صبح چاک ہو ہے ناصح مرا گریباں ۔۔۔ ہر شام تو رکھے ہے ناحق سلا سلا کر

اور اک غزل محب کہہ برقول میر صاحب
اوروں سے وے اشارے ہم سے چھپا چھپا کر

☆ ☆ ☆

دل کی لگی کو رکھے کب تک بجھا بجھا کر ۔۔۔ اس شمع رو نے مارا ہم کو جلا جلا کر
ملنے کا قصد عاشق رکھتے تھے جی میں تجھ سے ۔۔۔ ترسا کے تونے مارے کافر جدا جدا کر
قد سرو کا جو موزوں کہتے تھے شاعر ان کو ۔۔۔ خوش قامتوں کی چھب نے مارا لٹالٹا کر
اول بگڑ بگڑ کر تیوری چڑھا کے بیٹھا ۔۔۔ آخر کو لے اٹھا دل باتیں بنا بنا کر
ہیہات دست و پا کی تزئیں کو خون عاشق ۔۔۔ پامال تو کرے ہے قاتل حنا حنا کر
وعدے کو وصل کے ہے دن حشر کا بتایا ۔۔۔ میرا گھٹانے کو جی تو نے بڑھا بڑھا کر
سائل کو ہے اگرچہ ترک سوال اولیٰ ۔۔۔ پر بوسہ مانگنے کی اے دل سدا[183] صدا کر
قوال گوجروں سے کیا کم ہیں مجلسوں میں ۔۔۔ شبخوں[184] کو لوٹ لے ہیں لیکن چھپا چھپاکر
ہر طفل اشک گھر سے آنکھوں کے نکلے باہر ۔۔۔ ہوّے سے کوئی روکے کب تک ڈرا ڈرا کر

اک داغ کی سپر سے سینے میں دل کو رکھئے — تیر نگہ سے اس کے کب تک بچا بچا کر

تو نے محب بڑھائی یہ شان حسن اس کی
آئینہ سادگی سے ناحق دکھا دکھا کر

☆ ☆ ☆

دیکھی ہیں اے ابر اس گلشن میں ہم سے چشم تر — ساتھ لے آئے ہیں جوں شبنم عدم سے چشم تر
خشکی طالع سے کیا کہیے میسر ہی نہیں — ایک ساعت یار کے ملنا قدم سے چشم تر
...[185] کا ہم چشم اپنا قیس تھا یا کوہکن — اب ہے تنہا میرے ہی وابستہ دم سے چشم تر
سوکھتا امید باراں پر نہال دوستی — رکھتے ہیں سر سبز اس گلرو کے غم سے چشم تر
روز وشب اے بحر خوبی جلوہ دیدار کی — چشم رکھتے ہیں تری چشم کرم سے چشم تر
گر نہ ہو نظارہ حسن سبز کا اس کے تو خاک — سیر ہوویں سیرِ گلزار[186] ارم سے چشم تر

کیا محب طوفان خلقت میں خدا کی لائیں گے
جوش پر تیرے ہیں اب عشق صنم سے چشم تر

☆ ☆ ☆

کافر ہوئے صنم ہم دیں دار تیری خاطر — تسبیح توڑ باندھا زنار تیری خاطر
گل سینہ چاک بلبل نالاں چمن میں دیکھی — آنکھوں کے دکھ سے نرگس بیمار تیری خاطر
ابرو کی تو اشارت جسکی طرف کرے تھا — چلتی تھی مجھ میں اس میں تلوار تیری خاطر
میں جھوٹ سچ بھی یکدم آنسو نہ ان کے پونچھے — جو چشم روز و شب ہیں خونبار تیری خاطر
سب آشناؤں سے ہم بیگانہ ہو رہے تھے — اب زندگی ہے اپنی دشوار تیری خاطر
مسجد میں میکدے میں کیا کیفی اور صوفی — بے ہوش تیری خاطر ہشیار تیری خاطر
جو راہ عاشقی میں تھی پستی و بلندی — وہ ہم نے کی سرا سر ہموار تیری خاطر

پتھرا گئی ہیں آنکھیں انجم کی طرح ہر شب بیدار رہتے رہتے اے یار تیری خاطر
اس ابر میں چمن نے کیا کیا کیا ہے ساقی اسباب میکشی کا تیار تیری خاطر
ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے میخانہ ہو رہا ہے گلزار تیری خاطر[187]
آگے تو کوچہ گردی شیوہ نہ تھا محب کا
کی اب شروع اس نے ناچار تیری خاطر

ناز خامی ہے[188] نہ کر فرہاد لا کر جوئے شیر آتی ہے اَنگب ترے شیشے کے منہ سے بوئے شیر
ہم بغل ہیں . . ★ جوں طفل اشک عمر بھر دیکھا نہ آنکھیں کھول ہم نے روئے شیر
صبح پیری موسفیدی سے ہوئی ظاہر ولے ہے ہمارے لب پر اس دم تک بھی گفت و گوئے شیر
ہے شب مہتاب ساقی دور ساغر کر شروع مہ نے بام و در کو دی مستی سے شست و شوئے شیر
شیشہ مے صورت پستاں بغل سے ہے رواں طفل اشک اپنے کو ہے آب عنب سے جوئے شیر
تا کہ ہو شام جوانی صبح پیری سے بدل طفل (کو)[189] رغبت کمال اس واسطے ہے سوئے شیر
آب انگوری محب پیر مغاں سے کر طلب
شیر خواروں کی طرح مت رہ بہ جست و جوئے شیر

☆ ☆ ☆

سر رکھے ہے یاں تو تیرے آنسوؤں کا تار تر کھول اے ظاہر نگہ کے جا کے دریا پار پر
زلف کا مارا گرا ہے تا دل افگار کر چشم اس کے کہتے ہیں جلدی سے اے بیمار مر
طشت و دامان گرہ میں نرگس و گل غنچہ آج رکھتے ہیں ایثار کو کس کی بہر گلزار زر
تیغ ابرو میں جو اس مہ کی ہے برش بے نشاں چرخ چڑھ کر بھی نہ ہواس پر دم تلوار در
کوئی دم اذکار اس مکار ہی کا کر دلا ہے جو تو بیکار اے ناکارہ کچھ تو کار کر

★ کرم خوردہ

غیر واشد دل نہیں رکھتا چمن میں عشق کے
ہم نفس جوں سرو نخل آہ آتش بار پر

شور و شر تھا رنج مخموری سے بزم عیش میں
مٹ گیا آیا جو تو اے ساقی سرشار شر

عاشق اپنے کو . . .* دیں گے حاسد کی آہ
ذبح کرتا ہے گلے خنجر کی قاتل دھار دھر

کار بستہ کی کشائش کا ہے گرچہ باب دل
ہے اجابت کار آگے دیدہ بیدار در

کوہ کن دے جان شیریں کر گیا مردوں کی طرح
عشق شیریں میں بھم تیشہ و کہسار سر

حب دنیا سے دل نا مرد ہی آمادہ ہے
دیکھ کر بھاگیں ہیں مثل شیر شکل نار تر

خاک سے اس چشم کے کشتوں کے نرگس جب اگی
تب غزال آکر بہ چشم اس کے گئے دو چار مر

جنس دل بیچوں ہوں بازار محبت میں کھڑا
ہوئے گو نقصانِ جاں چھوڑوں نہ یہ پنسار پر

ہیں ہزار عاشق تو کیا ہم عاشق یکرنگ ہیں
نذر کر دیں جس گھڑی مانگے وہ گل رخسار سر

شیخ کو کعبے میں جانے کا غضب ہے اشتیاق[۱۹۰]
ڈھونڈیے مرکب سواری کو خدائی خوار خر

اس پری کے بسکہ سودا میں کئے طے کوہ و دشت
ہے محب دیوانہ بیٹھا مارے ہے ہر بار پر

☆ ☆ ☆

جب سے دیکھا صحن گلشن میں تجھے سیار یار
ہو گیا ہرنگ بلبل ہر گل گلزار زار

لہر تیری زلف کے مارے ہوئے کی دیکھ کر
سنبلستاں میں پٹک کر سر رہا میں بار بار

ہم کو چشم بد سے بلبل کی ہزار اندیشے ہیں
باغ میں گل کا نہ رکھ اپنے گلے زنہار ہار

کیا سبک نظروں میں بے تاثیر اپنے سے ہوئے
اب تو ہے سینے میں تو اے آہ آتشبار بار

* کرم خوردہ

عاشقوں سے ذکر منع عشق مت کر ناصحا
یاں نصیحت کا نہیں رکھتا ہے کچھ اذکار کار

قتل کا میرے ارادہ ہے تو میں موجود ہوں
جان من دو چار کیجے کھینچ کر تلوار وار

ہر گھڑی ہیں جھڑکیاں ہر آن ہیں بے روئیاں
ہم سے توڑے ہے محبت کا تری گفتار تار

شمع کیا محفل میں داغ رشک سے جل بل گئی
رخت گل پر ہے یہ تیرا چہرہ گلنار نار

کیوں محب دشت جنوں میں سر سے اپنے ہر قدم
آبلوں کا پاؤں کے تیرے رہا غمخوار خار

☆ ☆ ☆

اشک باری کا مری آنکھوں نے یہ باندھا ہے جھاڑ
ڈوبتے دکھلائی دیں ہیں تا کمر سارے پہاڑ

غیر کو تو نے اشارت کی چرا کر ہم سے آنکھ
ہم بھی اک عیار ہیں پیارے گئے فی الفور تاڑ

مجھ کو کیا بے خود کیا ساقی کی چشم مست نے
اک نگاہ تند سے اس نے صفیں ڈالیں پچھاڑ

ان کو پھر شور قیامت بھی اٹھا سکتا نہیں
مرد راہ عشق میں جو بیٹھتے ہیں پاؤں گاڑ

ہم تو مایوس رہائی اس برس ہیں ہمصفیر
بال و پر صیاد نے ڈالے قفس میں سب اکھاڑ

جب تلک دل میں نہ ہو اک شخص کی الفت کو راہ
کھولنا بے فائدہ ہے دیکھ اسے گھر کے کواڑ

وہ جو لیلیٰ ہے مرے دل میں، سنے اس کا جو شور
قیس نکلے گور سے باہر کفن کو چیر پھاڑ

شیخ میخانہ کی مت چل راہ میخواروں سے ڈر
مل کے دو بد مست دیں گے آپ کی سج واں بگاڑ

یاں قفس میں کرتے ہیں اپنی پر افشانی کی سیر
فارغ البال اب ہیں گل چینی سے ہم دامن کو جھاڑ

پردہ مینا میں رکھتی ہے سبھوں سے تاک جھانک
دختر رز سے نہیں دیکھی کوئی کبھی کھلاڑ

سوکھ کر ہر استخواں جوں نے ہے اس کے عشق میں
سچ ہے جو مطرب پسر کا اٹھتا ہے سینے میں ہاڑ

چاندنی میں جب وہ نو خط نیچہ لے ہاتھ میں
ماہ اس کو دیکھ لینے کی سپر لے منہ پہ آڑ

اپنے رہنے کو جو تو چاہے سو کر ان میں پسند
دو مکاں دنیا میں ہیں، آباد اک اور اک اجاڑ

میکدے میں مست ہیں اور شور ان کا ہاؤ ہو   مدرسے میں شیخ ہیں اور وائے ویلا توبہ دھاڑ
شکل مہ اس مہروش بن اپنی نظروں میں محب
ہے یہ کچھ پُردود جوں جھلکتا ہے بھڑبھونجے کا بھاڑ

☆ ☆ ☆

یوں خال لب سے ہے دہن یار سر بمہر   جوں ہوئے درج گوہر شہوار سربمہر
دلبر ہمارے داغ دیا ہے جو عشق نے   اے ہم نفس رکھا ہے غم یار سر بمہر
ہے داغ لالہ محضر خون ہزار گل   اس گل کی شاہدی سے بلگزار سر بمہر
بھیجا کھلا بھی رقعہ نہ ہم کو برائے نام   ملفوف سو خط آئے بہ اغیار سر بمہر
دے ہے اشارے ہی میں جواب اس لئے وہ شوخ   ہے مرد مانِ چشم کی گفتار سربمہر
کھا اور کھلا جو حق نے دیا ہے نہ چھوڑ جا   مہروں کی تھیلیاں ارے زردار سر بمہر
ٹوٹے نہ ان دو مہریوں کی ایک مہر بھی   ہے کیا طلسم درہم و دینار سر بمہر
کرتے ہیں ورد نام کا ساقی کے ابر دیکھ   شیشہ لئے شراب کا میخوار سر بمہر
زلف سیاہ خال سے عارض کے گنج حسن   رکھتے ہیں مار مہر سے جوں مار سر بمہر
اس اس غزل کے درج معانی میں جوں گہر   نقطے سے انتخاب کے اشعار سر بمہر
آنکھوں کی پتلیاں مرے صندوق گور میں   رکھتی ہیں اس کی حسرت دیدار سر بمہر
جنس وفا بکے ہے دل داغدار کی   شرطیہ لے جو اس کو خریدار سر بمہر
مردم نے چشم کے مرے قطرات اشک سے   پہنچا ہے تجھ کو موتیوں کا ہار سر بمہر
پہنچے ہے داغ عشق کا گل کھانے شمع کو   پروانہ اپنی آہ شرر بار سر بمہر
لب پہ ہمارے مہر خموشی جو ہے محب
احوال دل کا اپنے ہے اظہار سر بمہر

☆ ☆ ☆

اے ہم نفس اس زلف کے افسانے کو مت چھیڑ بس سلسلہ جنباں نہ ہو دیوانے کو مت چھیڑ
جس رنگ سے ہے دل میں مرے عشق رخ یار ناصح نہ ہو دیوانہ پری خانے کو مت چھیڑ
وہ شمع مجالس تو ہے فانوس میں روشن اے عشق تو مجھ سوختہ پروانے کو مت چھیڑ
تو آپ ہے پیماں شکن اس دور میں ساقی کہتا ہے مجھے بزم میں پیمانے کو مت چھیڑ
تروار سے کیا ہم کو ڈراتا ہے میاں جا یاں آپ سے موجود ہیں مرجانے کو مت چھیڑ
ہمدم نہ کہہ اس وقت کہ بوسے کی طلب کر مجلس میں مجھے گالیاں دلوانے کو مت چھیڑ
منظور اگر چھیڑ ہنسی کی ہے تو پیارے
ہوتے محب اپنے کے تو بیگانے کو مت چھیڑ

☆ ☆ ☆

تم جانتے ہو کس لئے وہ مجھ سے گیا لڑ اے ہمدم من اس کے کہیں اور لگی لڑ
اس نے شجرِ دوستی اب دل سے اکھاڑا کہنے سے رقیبوں کے ہے فتنے کی بندھی جڑ
اس بت کو کہاں پہنچیں بت آذر کے تراشے ہاتھ اپنے سے تیار کرے جس کو خدا گھڑ
دلدوز نگہ یار کی ہوتی ہے مقابل برچھی کی انی سی مرے سینے میں گئی گڑ ۱۹۱
خجلت سے تو پھر سامنے آنکھیں نہ کرے گا اے ابر میرے گریہ کی جس وقت لگی جھڑ
خط کا یہ جواب آیا کہ قاصد گیا جی سے سر ایک طرف لوٹے ہے اور ایک طرف دھڑ
رندوں نے عوض وسے کے نورا جو لگایا پاکی کی طرح شیخ کی داڑھی بھی گئی جھڑ
ترچھی نگہ اس کی کہ ہوا کوئی نہ آڑے سینے کو سپر کر کے رہے ایک ہمیں اڑ
صحرائے جنوں سے محب اس زلف کی زنجیر
پھر بیچ میں لے آئی مجھے پاؤں مرے پڑ

☆ ☆ ☆

غم مجنوں نہ تنہا چھا رہا ہے دشت و ہاموں پر
سماں شوریدگی کا ہے نرالا بید مجنوں پر

بچے اے مردماں تا زورق دل غرق[۱۹۲] سے پل میں
بہ اشک چشم اپنا یہ بہا ہے جوش جیحوں پر

قد اس کے سے مشابہ سرو ہے صورت پرستوں میں
نظر ہے صاحب معنی کی ناموزوں و موزوں پر

نشاں خونریزی و خونخوارگی کا یہ نمایاں ہے
جمی سرخی نہ رنگ پاں کی بھی اس لعل میگوں پر

سمجھتے چرخ کو کیا مال ہیں جو اہل ہمت ہیں
نہ دیکھا طعنہ زن مردوں کو ہوتے دور گردوں پر

یہ گردوں منعموں کو طفل بیجا کچھ نہیں سمجھا
بجا ہے تب تو بہلاوے ہے نقارے کی دوں دوں پر

رکابیں مہر و مہ انجم بہار دامن زیں ہوں
وہ گلرو ہو سوار آوے اگر گلشن میں گلگوں پر

خدا آگاہ ہے یا دل ہمارا اے صنم کافر
جدائی میں تری گزرے ہے جو اس جان محزوں پر

چبا کر پان جوڑا سرخ ڈوری سے جو باندھا ہے
ارادہ جان من کس کے ہے ملک دل کے شبخوں پر

پلٹ جاوے گا جادو جب کوئی تجھ سا ملا تجھ کو
بہت مغرور ہے تو حسن زلف و خط کے افسوں پر

نشے سے عاشق اس مے کے ہیں سرخوش بزم دوراں میں
نظر ہے میکشوں کے دل کی کب مینائے پرخوں پر

مدامی منکشف ہو کیوں نہ خورشید دل زاہد
جو چھوڑے قرص جام آفتاب اک حب افیوں پر

برنگ شبنم گل گلستانِ لفظ و معنی میں
طبیعت ڈھل پڑی ہے تازہ و رنگین مضمون پر

نہ پائے رفتن اور نہ دسترس ہے وصل تیرے کی
کرم کر اس محب بے دست و پا شیدا و مفتوں پر

☆ ☆ ☆

رشتہ الفت نہ دل سے ہر گھڑی ہر بار توڑ
یہ شمار تار ہے پیارے نہیں ہے تار توڑ

چاندنی میں آج قطرات عرق سے ماہ حسن
عرش کے تارے لے آیا ہے تیرا رخسار توڑ

طفل اشک اے مردماں چشم آکر پھر گئے
ازرہ شوخی تمہارا موتیوں کا ہار توڑ

باغ سے توڑے ہے گلچیں گل کو پر اے عندلیب　　گل سمیت آئینہ لے ہے حسن کا گلزار توڑ
دشمن جاں ہو اٹھے اغیار میرے ہر طرف　　دوستی کا عہد و پیمان جس سے بیٹھا یار توڑ
عشق کا سر رشتہ گو مضبوط تیرے دل سے ہے　　اولاً تو رشتہ تسبیح اور زنار توڑ
گر مسیح اس کا معالج ہو تو کیا بے وصل دوست　　جی سے امید شفا بیٹھا ترا بیمار توڑ
آئینہ کیا چیز ہے اس شوخ کا تیر نگاہ　　چار آئینے سے گزرے پل میں پہلی بار توڑ

دل جو وہ مانگے ہے دے اس کو محب لازم نہیں
اتنی شے پر بیٹھے رہیے خاطر دلدار توڑ

☆ ☆ ☆

مرگئے ہم تو ولیکن دل بیتاب ہنوز　　ہے تہ خاک ہی جوں قطرہ سیماب ہنوز
خاک تسکیں ہوئے برسوں جو بہے سیل سرشک　　دل تو سینے میں ہے جوں ماہی بے آب ہنوز
تشنگی دل کی مرے آب بقا سے نہ بجھے　　ان لبوں سے تو ہوا ہی نہیں سیراب ہنوز
تیری چھاتی ہے اسی وقت سے ترکش کی طرح　　ہیں کھلے اپنے میاں دیدہ بیخواب ہنوز
دور افلاک سے بھر پینے کی رکھے ہے عبث　　خاک میری ہوس جام مے ناب ہنوز
سر سے تو تیرے مرے اشک کا طوفاں گزرا　　نہ ملا بحر محبت کہیں پا پایاب ہنوز
کیا ہوا گر کئی باری وہ بنا اور بگڑا　　تیرے مکھڑے کے مشابہ نہیں مہتاب ہنوز
193 داڑھی کو رندوں نے بنایا کٹنی　　تو بھی زاہد کی کہیں ہے پر سرخاب ہنوز

سر دیا تو نے محب حیف نہ سیکھا تو ہی
کوئی الفت میں قدم رکھنے کے آداب ہنوز

☆ ☆ ☆

اس کے آنے کی تو ہے آج خبر آخر روز　　دل بیمار مسافر نہ ہو گر آخر روز

ہم پہ گزرے ہے جو کچھ صبح سے پہر سن جاؤ — سیر (گذری) کو وہ جاتا ہے اگر آخر روز

(چشم) مستوں میں ملا رنگ گل و بوئے بہار — کھینچے ہے ابر سیہ سرمہ مگر آخر روز

گرمیٔ غصہ ہے یوں اول روز اس مہ میں — ہوئے جوں مہر میں سردی کا اثر آخر روز

صبح سے اشک کے قطروں کا تو تھا شور پر اب — بے طرح پھوٹ بہے دیدہ تر آخر روز

شام کے آنے کا وعدہ ہے نہ جاوے کہیں اور — اس کا جا گھیر دلا راہ گذر آخر روز

دور آخر ہوا جب ٹال کے آیا ساقی — وعدہ بادہ کشی تھا جو سحر آخر روز

لخت دل صبح سے آ نوک مژہ پر ٹھہرے — اب رواں چشم سے ہے خون جگر آخر روز

ابر نیساں سے سحر چشم نے میری ضد کر — بحر و بر کر دیئے پر تیغ و گہر آخر روز

ایک دوپہر میں مجھ پاس سے اٹھنا اے یار — بیٹھنا پہر بھر اغیار کے گھر آخر روز

صبح ہم پانی چھڑک اشک کا کوچے میں ترے — بیٹھے پھر ہوکے اٹھے خاک بسر آخر روز

آئے دو چار کا کر قتل سحر پوچھو تو پھر — جلد کھا بیٹھے قسم جائے مکر آخر روز

وعدہ بوسہ صبحی نے کیا ایسا قلق — آرزو جس کی رہی جی ہی میں مر آخر روز

سیر کو باغ میں آیا تو ہر اک غنچے کا — اک تبسم سے کیا چاک جگر آخر روز

تیسرے پہر تلک گھر سے نہ نکلا باہر — پھر جو نکلا تو سجے تیغ و سپر آخر روز

آج کی شب بھی بدستور گزاریں لیکن — تپ دوری سے اگر جائیں نہ مر آخر روز

تیغ ابرو سے نہ جاں بر ہو نہ تیر مژہ سے — صبح یا کوئی چڑھے اس کی نظر آخر روز

خیر سے پہنچے تو کر قصد سویرے احمق — شیخ کعبے کو نہ جا لاد کے خر آخر روز

راہ بت خانہ کی ہموار ہے اس طرف سے جا — یاں نہ ڈر صبح ہے نہ خوف و خطر آخر روز

عید کو شیخ سے مل بیٹھے ہے زال دنیا — شیر و خرما تو سحر شیر و شکر آخر روز

جوں پری دختر رز واسطے مستوں کے مدام — خود بخود آتی ہے شیشے میں اتر آخر روز

سیرِ ہستی کو محب صبح نہ چھوڑو گر ہے
طرف ملک عدم عزم سفر آخر روز

☆ ☆ ☆

تھی ایک تو آگے ہی وہ شمشیر نگہ تیز
دی باڑھ جو سرمہ نے ہوئی اور بھی خونریز

صیاد مرا چھوڑے نہ آہوئے حرم تک
جب حسن کے گھوڑے کو کرے ناز کی مہمیز

اس طور کے ملنے میں بھی کچھ ہوئے گی حکمت
بیمار غم اپنے سے جو تم رکھتے ہو پرہیز

ہر قطرہ میں مجھ اشک کے چمکے ہے وہ آتش
جس طرح نظر آئے ہے چھٹتے ہوئے گلریز

اوروں سے حکایات بہم شیر و شکر ہے
جب ہم سے کہی بات تو وہ تھی گلہ آمیز

کس سحر کی زنجیر سے جکڑے ہی رکھے ہے
میرا دل شوریدہ تری زلف دل آویز

اک آن بھی دم لینے کی فرصت نہیں دیتی
لے شام سے تا صبح مجھے آہ شرر بیز

اس شور کو سن رعد کا پھٹتا ہے کلیجہ
جب دل سے نکلتا ہے مرے نالہ شب خیز

اب شاعری کے فن کو سخنداں کرے موقوف
کیا لطف جو ہو لفظ و معانی سے گہر ریز

میدان میں مردان سخن کے ہو مقابل
طوطی کی طرح چھوکریاں کرنے لگیں ایز

سوئے ہوئے فتنے کو محب پھیر جگایا
ٹک چھیڑ کے سرے کا نگہ اس کی نے شبدیز

☆ ☆ ☆

آیا چمن میں وہ گلشن ناز
اب رنگ گل کا کرتا ہے پرواز

بے رنج راحت کب عشق میں ہے
ہے زندگی یاں بے سوز ناساز

پہنچا وہ طائر تا اوج مطلب
بیٹھا کتر کر جو بال پرواز

تو جب تک اپنی ہے گفتگو میں
کب اس کے ہووے خلوت میں ہمراز

مطبوخ پختہ خاموش دیکھا جب تک کہ تھا خام دیتا تھا آواز
ہم سے نہ کہنا راز محبت آنکھوں میں ہے اشک بے دیدہ غماز
گر ہے ہوا خواہ اس کی رضا کا دل کی ہوس سے خاطر پرداز
جوں سایہ ہم ہیں ہمراہ اس کے جاوے جدھر کو وہ شوخ طناز
بازی نہیں ہے یہ عشق بازی دین و دل اول یک دست درباز
فرقت کی شب کا انجام کیا ہو شور قیامت جس کا ہے آغاز
ہے اے محب شعر کہنا اسی کا
ہو گفتگو میں جس کی کچھ انداز

☆ ☆ ☆

روز و شب اشک مسلسل کا جو ہے تار عزیز دل کو آنکھوں سے بھی ہے موتیوں کا ہار عزیز
جوہر خط سے ہے وہ ابروئے خمدار عزیز کہ پرائے ہے سپاہی کو بھی تلوار عزیز
عشق دلال نے قیمت شکنی کی دل کی ورنہ اس جنس کو رکھتے ہیں خریدار عزیز
صاحب درد کی نظروں میں بجز گوہر اشک کس مبصر نے ہے دیکھا در شہوار عزیز
کعبے جانے کی ہوس شیخ ہمیں بھی ہے ولے کوچہ یار قیامت ہے ہوا دار عزیز
سفر عشق میں جز بے کسی و تنہائی آشنا دوست نہ اپنا نہ کوئی یار عزیز
کفر و دیں سمجھیں ہیں دانا تو فقط راہ کا پھیر نہ شمار ان کے میں تسبیح نہ زنار عزیز
عشق یوسف سے زلیخا بھی ہوئی قاصد مصر فی الحقیقت تھی اسے خاطر دلدار عزیز
خار سے باغ میں اغیار سب آتے ہیں نظر حیف یاروں میں نہ دیکھا کوئی سیار عزیز
زلف کو شانہ سنبھالے ہے گر اے مشاطہ رگ جاں سے بھی ہے اس کا ہمیں ہر تار عزیز
لب جاں بخش سے بسیار ہجوم بوسہ کیا بتاؤں کہ دل و جاں سے ہے بسیار عزیز

بے طرح دام خود آرائی میں پھنس جاوے گا　　آئینے کو نہ کر اے شوخ طرح دار عزیز
نالہ و آہ و فغاں گریہ شب فرقت میں　　تا سحر اپنے ہیں غمخوار یہ دوچار عزیز
لال غنچوں کی طرح کرتی ہے گل رویوں کو　　بانکپن کو ترے یہ شوخی گفتار عزیز
یار کے ہم گل رخسار کے عاشق ہیں محب
گل ہزاروں ہیں تو بلبل کو ہے گلزار عزیز

☆ ☆ ☆

ایسا ہوا ہے عشق سے اب دل جگر گداز　　آتے ہیں اشک سرخ ہیں لعل و گہر گداز
انساں تو کیا ہے برسر فولاد اگر رکھیں　　جوں موم ایک دم میں کرے اس کو زر گداز
پہنچے نہ آنچ دلکو تو رونا کبھو نہ آئے　　نکلے گلاب کیونکہ نہ ہو گل اگر گداز
اس روئے آتشیں کے نظارے کی کس کو تاب　　شعلہ ہے جس کے حسن کا نور نظر گداز
اس سیل اشک سے نظر آتا ہے جوں حباب　　ہوجائے گھر کا گھر ترا اے چشم تر گداز
نوک مژہ سے گرتے ہی دل خوں ہو بہہ چلا　　جوں شاخ سے ٹپک کے ہو ضائع ثمر گداز
مکھڑے کے اس کی برق تجلی سے ہوگئے　　جوں شمع اہل بزم کے دل سر بسر گداز
اس شمع رو پر آج یہ پگھلا پڑے ہے دل　　آتش کو دیکھ موم نہ ہو اس قدر گداز
کیا دل جگر گلا کے کئے آب عشق نے　　ایسا تو سنگ کو نہ کرے شیشہ گر گداز
کچھ تیرے دل سے پاس ادب ہے وگرنہ یار　　کرتی ہے اپنی آہ تو سنگ و حجر گداز
کھا کر نشے میں لخت جگر کے کباب کو　　کہتا ہے اور اس سے بھی لا خوب تر گداز
اس مہوش کے عکس کی تابش سے کیا عجب　　جوں سطح آب آئینے کا ہوئے گہر گداز
مکھڑے ترے سے ماہ کو ہے کاستن مدام　　اور شب کو روز زلف سے ہے تا سحر گداز
ہو راہ درد کی جو ترے دل میں ناصحا　　سبحے کے دانے ہوئیں زروئے اثر گداز

تاثیر کچھ انہیں کی محب گفتگو میں ہے
رکھتے ہیں داغ عشق سے دل جو بشر گداز

☆ ☆ ☆

ہر لخت جگر نوک مژہ پر ہے گرہ باز
دل تڑپنے میں نٹ کے برابر ہے گرہ باز

جو لخت دل اور نکلے ہے نالے کی کڑک ساتھ
فی الواقعہ وہ شکل کبوتر ہے گرہ باز

کیا داغ جگر کوزہ آتش ہے کہ جس کی
ہر اک شرر آہ سمندر ہے گرہ باز

مہر و مہ و انجم سے شب و روز مشبعد
طاؤس کہن گنبد اخضر ہے گرہ باز

گر پھول سے، جھڑپات سے ہر صبح چمن میں
جو قطرہ شبنم ہے سو یکسر ہے گرہ باز

اے آہ تری سر بفلک جائے ہیں ہر شب
تا روئے زمیں پر شرر اختر ہے گرہ باز

شوخی سے پیالے کو جو بھرتا ہے وہ گلرو
شیشے کے گلوں میں مئے احمر ہے گرہ باز

حسرت نہ گرہ باندھ کے لے جائیو منعم
کیسے کی زر و سیم کے بہتر ہے گرہ باز

تا گرد سر اس شمع مجالس کی ہو اڑ کر
دل سینے میں پروانہ بے پر ہے گرہ باز

ڈھولک کے جو گت پر ہوئے رقاص تم اے شیخ
رندوں نے کہا دیکھ کے سندر ہے گرہ باز

گہہ برکف و برلب ہے گہے برسر مینا
مستوں کی محب بزم میں ساغر ہے گرہ باز

☆ ☆ ☆

یک نگہ سے رہ گئی دیدار قاتل کی ہوس
مرتے مرتے بھی نہ نکلی ہائے اس دل کی ہوس

مرد مان چشم یہ کہتے تھے سیل اشک میں
ڈوبتے کے دل سے پوچھے کوئی ساحل کی ہوس

ضعف سے اس کی گلی تک ہے مجھے یہ آرزو
جس طرح دل میں مسافر کے ہو منزل کی ہوس

کیوں جگر اپنا کیا چاہے ہے خوں میری سی شکل
آئینے کو ہے عبث اس کے مقابل کی ہوس

ہم نے کی لیلیٰ و شوں کی خاک یا کحل البصر
ورنہ تھی مجنوں کو دائم گرد محمل کی ہوس

شمع رو دیکھا نہ پروانے کا تونے جذب عشق
مت جلانے کی کر عشاقوں میں کامل کی ہوس

ہو دل عالم نشاں جس کی جگہ کے تیر کا
حیف اس ظالم کو ہووے تو وہ گُل کی ہوس

زاہدانِ خشک بوندوں کے یہ طالب ہیں محب
جس طرح کوّوں کو رہتی ہے مزابل کی ہوس

☆ ☆ ☆

تم نے کیوں اپنی طبیعت ہم سے اتنی کی اداس
بات کہتے ہو تو بے رخ بے مزہ روکھی اداس

ہم کو اے ہمدم نہ دو تکلیف سیر گلستاں
دل گرفتہ جاں بلب خاطر پریشاں جی اداس

اپنے گھر سے ہر گھڑی ہم کو اداسی مت بتاؤ
پنچھی پردیسی ہیں پھر ہوجائیں گے ہم بھی اداس

بھر نظر خوش ہو نہ دیکھا خواب میں بھی روز وصل
سرمہ اپنی چشم کا ہے وہ سیہ بختی اداس

اب کسی سے دل لگانے کے نہیں تا زندگی
دوستی تیری نے دشمن طبع کی ایسی اداس

فندقوں کو دیکھ تیرے دست و پا کے باغ میں
ہے گل اورنگ اور رنگ گل مہندی اداس

گلستاں میں چشم مست شوخ کا دیکھا جو رنگ
یک قلم نرگس کے منہ پر پھر گئی زردی اداس

یونہی خوش ہوکر جو آیا ہے میاں چپکا نہ بیٹھ
طبع نازک کو کرے ہے سخت خاموشی اداس

لو تم اپنے دوستداروں ساتھ کھل کھیلو میاں
ہم چلے ہوکر خفا جی سے کمر باندھی اداس

دور میں مے کے سب اہل بزم چن پر چا لیے
ہم کو بیٹھے سے چڑھا تیوری گلابی دی اداس

دم غنیمت ہے جو گزرے خوش کوئی ساعت بہم
رہتے ہیں ہم تجھ بغیر اس زیست سے اپنی اداس

جان تک حاضر ہے اب خواہاں ہو تم کس چیز کے
ہم سے ہر صورت سدا رہتے ہو بے معنی اداس

صحبت اغیار میں پہروں تلک بیٹھو ہو خوش
یاں ابھی آتے ہی تم نے سانس لی ٹھنڈی اداس

ہم تلک آنے کی تیرے پاؤں میں مہندی لگی
ہم ترے ہاتھوں میں یاں لوہو کو اپنے پی اداس

جان من جوں غنچہ مت دل تنگ ہو ٹک ہنس کے بول / چل کریں سیر چمن گر طبع ہے تیری اداس
رات آخر ہے یہاں آیا نظر آثار صبح / شمع کی پھیکی ہے لو ہونٹوں کی ہے لالی اداس

اب تری دیوانگی سے عشق کا بستا ہے ملک
تھی محب اس شہر کی ہر اک گلی سونی اداس

☆ ☆ ☆

روئے دولت پر نظر انداز پشت پا ہے بس / عام بخشش کی طمع سے خاص استغنا ہے بس
داغ اس چشم سیہ کا لے گئے سینے میں ہم / شمع تربت پر ہماری نرگس شہلا ہے بس
مختلف گو چرخ کی گردش ہے میخواروں کو کیا / متفق محفل میں دور ساغر و مینا ہے بس
گر صف پائیں میں بیٹھوں اس کے میں شاکی نہ ہوں / سلطنت کا تخت اس کی جم میں میری جا ہے بس
قتل اپنے کی دیت تجھ سے نہیں ہم چاہتے / یار اک تیر نگہ کا باقی اب دعویٰ ہے بس
جوں سپند اس خال مشکیں پر نہ اپنا جی جلا / اے دل دیوانہ تجھ کو زلف کا سودا ہے بس
کشت گندم کے لئے جوں آسیا زیر فلک / حیف سرگرداں پھرے جو دام میں دانا ہے بس
پار کر دینے کی خاطر کشتی امید کو / آہ سی باد مراد اور اشک سا دریا ہے بس 195
اے مسافر ڈھونڈ مت راہ عدم میں خضر کو / ہر قدم پر رہنما آنکھوں سے نقش پا ہے بس
خوشنما زہاد کو ہے جبہ سائی کا نشاں / زردی رنگ عاشقی میں جوہر سیما ہے بس

اے محب جنت کسے کہتے ہیں ہم واقف نہیں
یار کا کوچہ عجائب جنت الماوا ہے بس

☆ ☆ ☆

پشت لب پر اس کی ہیں قطرے عرق کے پاس پاس / کیا نگین لعل پر موتی جڑے ہیں پاس پاس
گل رخوں کی جن کو پہنچے ہے شمیم پیرہن / کب دماغ ان کے کی آسکتی ہے گل کی باس پاس

کیا خلل انداز ہے اوقات کا موعود وصل
گاہ دل امید کے نزدیک ہے گاہ یاس پاس

غرق ہونا ہے تو ہو جاویں گے بحر عشق میں
ایک منت کش نہ ہوں گے خضر اور الیاس پاس

تخت خاک راہ تاج گرد باد اے یار ہم
رکھتے ہیں احوال سے دنیا کے یہ اجناس پاس

سنگ کا بھی عشق کی آتش سے ہوئے زہرہ آب
ضبط گریہ کا کجا ممکن ہے نوع ناس پاس

اے مسلماناں برب کعبہ پھر مجھ کو بہ زور
لے چلا دل اس صنم کافر خدا نشناس پاس

خوف کچھ اغیار کا دل میں رکھے ہے اس قدر
ایک دن تنہا نہ میرے یار بے وسواس پاس

میں ہوں اور ساقی ہو اور ہوں راس وچپ یہ وہ بہم
جام دست چپ کے پاس اور شیشہ دست راس پاس[196]

ایک خط کا ہی مرے گا ہے نہ لکھ بھیجا جواب
کیا نہیں اس شوخ کے اک پرچہ قرطاس پاس

بخیہ و مرہم کے شایاں کب ہے زخم دل محب
رکھ چھڑکنے کو تو اس پر سودہ الماس پاس

☆ ☆ ☆

جسے گرم اختلاطی کی لگاوے دل میں تو آتش
پھر اس کے سنگ تربت سے نہیں بجھتی کبھو آتش

لگائی تونے یاں تک میکدے میں تندخو آتش
کہ پیالا ہے پر آتش اور صراحی تا گلو آتش

یہ آتش باغ میں ہم نے لگی دیکھی تھی کل تجھ بن
نسیم آتش چمن آتش گل آتش گل کی بو آتش[197]

لکھیں ہم کس طرح کاغذ پر اپنا سوز دل تجھ کو
کہ دل آتش زباں آتش دم آتش گفتگو آتش

تف دل کے بجھانے کو ہماری خاک پر ساقی
چھڑکتا ہے مے گلگوں کی از دست سبو آتش

ہمارے آشیاں کے خار و خس کے تار و سوزن سے
کر اس چاک قبا سے شعلہ کو اپنے رفو آتش

محب کے دل میں داغ عشق کا کیونکر نہ گل پھوٹے
کہ دیتا ہے بجائے آب آنکھوں سے لہو آتش

☆ ☆ ☆

کس داغ سے ہے بلبل دل نالہ در آغوش
رکھتا ہے دو صد دستہ گل لالہ در آغوش

وہ آئینہ رو جدول زنگاری خط سے
ہے شکل مہ چار دہم ہالہ در آغوش

جدھر ہو بغل میں کسی بانکے کے اسی طرح
سرمے سے تری چشم میں دنبالہ در آغوش

ہوں تیری شب ہجر میں اے شمع مجالس
سر تا بقدم شعلہ جوالہ در آغوش

خاک اشک کی بارش سے نہیں کشت تمنا
ہیں لخت دل اس ابر کے جوں ژالہ در آغوش

پل میں کریں ویرانہ دل خلق تری چشم
گویا رکھیں ہیں جادوئے بنگالہ در آغوش

داڑھی کو بچا شیخ مرے پاس سے ہٹ بیٹھ
شیشہ مری آتش کا ہے پرکالہ درآغوش

بیٹھا ہے عجب مسخرہ بزم جواناں
لے بنت عنب پیر کہن سالہ در آغوش

جوں آئینہ صورت سے تری صفحہ دل کا
رکھتا ہے محب کاغذ تمثالہ در آغوش

☆ ☆ ☆

کسے اے مرد ماں ہے تیر اور تلوار کی خواہش
ہے اس چشم مژہ اور ابروئے خمدار کی خواہش

نہ گل کے دیکھنے کا شوق نہ گلزار کی خواہش
گل داغ جگر ہے یار گل رخسار کی خواہش

نہ کعبے کی طلب نہ خانہ خمار کی خواہش
برب کعبہ ہے اک چشم مست یار کی خواہش

دلوں ہی کے گلی کوچے سوا جوں رشتہ سبحہ
نہیں دانا کو سیر کوچہ و بازار کی خواہش

یہ گوہربار جھڑیاں اشک کی اے چشم کام آویں
جو کچھ بھی یار کو ہو موتیوں کے ہار کی خواہش

بھلا جی کا بسا ہے روگ جی اپنے کو کس خاطر
ہم آنکھوں دیکھ لی اس نرگس بیمار کی خواہش

ہمیں اس میکدے سے آرزوئے جام مے کب ہے
نگاہ یار سے ہے نشہ سرشار کی خواہش

سخن شیریں لبوں کا بسکہ جوں قند مکرر ہے
دل اپنے کو حلاوت بخشے ہے تکرار کی خواہش

صنم عاشق کو کیا آساں ہے مل تجھ سے جدا جب ہو
رکھے دل میں خدا سے مردن دشوار کی خواہش

198

جرس کا نالہ یہاں محمل لیلیٰ سے کھنچتا ہے
(کہ) ہے مجنوں کو پھر زنجیر کی جھنکار کی خواہش

فصیحوں کو تو گویا ہے فصیحوں کی خوش الحانی
کہ نانجار کو ہے نطق نانجار کی خواہش

سواد اپنے کی کوری سے وہ بھولا چال اپنی ہی
ہوئی تھی زاغ کو کیوں کبک کی رفتار کی خواہش

صف عشاق میں کھینچے ہوئے تیغ ایک دن آؤ
تمہارے ہاتھ سے مرنا تو ہے دو چار کی خواہش

سوا ان کے صنم بندے خدا کے اور جیتے ہیں
وہ رکھتے ہیں تمہارے جلوہ دیدار کی خواہش

محب جوں آب گوہر بحر میں اشعار کے ہم کو
بہر صورت رہی ہے معنی تہہ دار کی خواہش

☆ ☆ ☆

ہو ساری خدائی ہمیں یکبار فراموش
لیکن نہ تری یاد ہو اے یار فراموش

ساقی یہ رہے یاد کہ یک قطرہ مے سے
کیجو نہ مرے نام کو زنہار فراموش

یاروں کو عجب بات ہے جو یار بھلا دیں
پر جی سے تو ہوتے نہیں اغیار فراموش

دیکھا ہے تیرے مکھڑے کو جس دن سے نظر بھر
خاطر سے ہوا ہے گل و گلزار فراموش

یار آن کے پھر جائے میں سوتا رہوں افسوس
کیا بخت ہیں بد دولت بیدار فراموش

ہم تو ابھی جیتے ہیں ہمیں جان نہ بھولو
مر کر تو سبھی ہوتے ہیں ناچار فراموش

ہو یاد میں طوبیٰ کے یہ ممکن نہیں پیارے
عاشق کو تیرا سایہ دیوار فراموش

کیا ظلم ہے صیاد کی ہو یاد سے بازو
پابند قفس مرغ گرفتار فراموش

دن وصل کے وعدے کا کبھو یاد نہ رکھنا
کیوں اے بت پیماں شکن اقرار فراموش 200

گفتار کی کیا سرت ہے رفتار کی کیا چال
کب یاد ہمیں سر ہے جو دستار فراموش

تجھ ابروئے خمدار کی ہے یاد محب کو
اک دم نہ سپاہی کو ہو تروار فراموش

☆ ☆ ☆

نرگس قدم تلے نہیں تیرے مدام فرش
آنکھیں ہیں عاشقوں کی یہاں صبح و شام فرش

ہر شب بچھے ہے چادر مہتاب کا تمام
تیرے بہ صحن خانہ و بالائے بام فرش

مقدم ترے کے واسطے ساقی برنگ گل
آنکھوں میں مے کشوں کی بچھایا ہے جام فرش

تیری گلی میں لخت دل عاشقاں سوا
نہ قسم سنگ سرخ نہ سنگ رخام فرش

سو سو طرح سے رنگ گل اک اک قدم کے ساتھ
قالین پر ہے تیرے بوقت خرام فرش

مکھڑے ترے کے سامنے ہر روز نور مہر
رہتا ہے زیر پائے ہر اک خاص و عام فرش

بے خود ہو میں گرا تو عجب کیا ہے ساقیا
یاں بزم میں صفوں کی صفیں ہیں تمام فرش

صاحب تمہارے ناز کی مسند جہاں بچھے
سر کو کرے نیاز کے واں یہ غلام فرش

تیرا جو ذکر مجلس احباب میں چلے
کر دے صف عدو کو محب کا کلام فرش

☆ ☆ ☆

201

نگاہ شوخ ہے غارت گر ہوش
ہجوم خواب ہے صبح بنا گوش

برنگ زلف لے کر ماتم حسن
ہوا اس کو خط مشکیں سیاہ پوش

مشابہہ قد سے کچھ کہیے وگرنہ
کجا سرو اور کجا اس کا بر و دوش

لئے اک لخت دل نکلے ہے ہر اشک
رواں ہے جوں سفیر خانہ بر دوش

لب اظہار سے اس گل کے آگے
دل پر خون ہے مثل غنچہ خاموش

خیال اس کے میں یاد آنا ہمارا
ہوا ہے ان دنوں خواب فراموش

اب آئینے کا روشن ہے ستارا
کہ ہے خورشید رویوں سے ہم آغوش

حریر نکہت گل خواب گاہ میں
صبا اس گلبدن کا کر پلنگ پوش

محب زلف سیاہ کے سلسلے سے
ہم آزادوں کا فرقہ ہے بلا نوش

☆ ☆ ☆

جیسا تو ہمیں روز سیہ لائے ہے در پیش اب خط سے تجھے بھی وہی دن آئے ہے درپیش
میں کیا ہوں جو میری ہو اسے عرض پذیرا واں بات فرشتے کی نہیں جائے ہے درپیش
اے یار اٹھا ظلم سے تو ہاتھ کہ ظالم جیسا کرے یکدست وہی پائے ہے درپیش
جو سنگ رہ کار کشائی ہے کسی کا ٹھوکر پھر اسی سنگ سے وہ کھائے ہے درپیش
یہ ہم سے ہے بیزار کہ محفل میں نہ دے بار اوروں کو بلا لطف سے بٹھلائے ہے درپیش
سودا زدہ اپنے کو تیری زلف مسلسل زنجیر کھڑکتی ہوئی دکھلائے ہے درپیش
کیونکر نہ تب و تاب سے آئینہ ہو پانی خورشید تیرے مکھڑے کے شرمائے ہے درپیش
دنیا کے تو منعم کو بہت فکر ہیں درپیش اور دین کی درویش کو اک رائے ہے درپیش
آرام پس از مرگ محب ہووے تو ہووے
تا زیست یہی ہائے ہے اور وائے ہے درپیش

☆ ☆ ☆

یوں دل کو ہے اس ابروئے خمدار کی خواہش جس طرح سپاہی کو ہو تروار کی خواہش
نہ گل کی ہوس ہے نہ چمن زار کی خواہش ہے ہم کو ترے جلوہ دیدار کی خواہش
اس بات سے آگاہ خدا ہے کہ شب و روز اپنی وہی خواہش ہے جو ہے یار کی خواہش
عاشق کی تہہ خاک بھی آنکھیں نگراں ہیں دل میں جو بھری رہ گئی دیدار کی خواہش
دل بیچنے ہم عشق کے بازار میں لاویں اس جنس پہ آوے جو خریدار کی خواہش
یاں تک تو ستایا کہ ہمیں جان سے کھویا اب تو ہوئی اس شوخ ستمگار کی خواہش

اے یار عجب قند مکرر ہے تری بات
ہر بار جسے سن کے ہو تکرار کی خواہش

بیمار کو اس چشم کے ہے باغ جہاں میں
نرگس کی طرح دیدہ بیدار کی خواہش

گلگشت تو قسمت میں اسیروں کے کہاں ہے
تھی ایک مگر تا سر دیوار کی خواہش

سو بے پروبالی کے سبب حیف نہ نکلی
تاہم قفس مرغ گرفتار کی خواہش

دنیا میں بجز عاشق بیجان کسے ہے
ہر آن محب مردن دشوار کی خواہش

☆ ☆ ☆

مومن و کافر ہیں با تسبیح و با زنار خوش
ہم کو کچھ آتا نہیں ہے غیر ذکر یار خوش

بسکہ زر داروں سے ہیں یہ سیم تن عیار خوش
باندھنے سے ہیں سنہری رنگ کی دستار خوش

عین راحت ہے مجھے اے دوست گر تیرا مزاج
آج کل ہوتا ہے دینے سے مجھے آزار خوش

وعدہ دیدار فردا سے قیامت با فراغ
رہتے ہیں اے شوخ تیرے طالب دیدار خوش

ہنس کے دو باتوں سے اس خونریز ظالم نے نہ کی
ایک دن خاطر تری کیوں اے دل افگار خوش

ہے خیال ایسا کسو کی ابروئے خمدار کا
دل کو آتا ہی نہیں غیر از دم تلوار خوش

جام ہو ہم کو بکیفیت شراب عشق کا
مست خودشاداں رہیں ساقی رہیں ہوشیار خوش

ہم کو بر سر ہوئے نظارہ صنم کے حسن کا
کون کافر ہو جسے آوے گل و گلزار خوش

گر خوشی اس کی ہمارے قتل پر موقوف ہے
آوے بسم اللہ ہم خوش جس میں اپنا یار خوش

آج باندھے ہی کمر بیٹھا ہے وہ نازک میاں
عزم پر صید افگنی کے زور ہے تیار خوش

شعر با معنی سے معنی فہم تو خوش ہوتے ہیں
گو نہ بے معنی کی ہووے طبع ناہنجار خوش

بندش دستار و گفتار آفت جاں ہے ولے
دل کو لگتی ہے یہ ٹھوکر کی تری رفتار خوش

ہے مزا بوسہ تو لینے میں ولے کچھ اپنا جی
قہر ہو ہے نازنینوں کے دم انکار خوش

ہم کو تم پوچھو نہ بات اور غیر جو آوے کہو
آیئے صاحب بہ خیر و عافیت بسیار خوش

طبع خوش سے جب کبھو گھر سے نکلتے ہیں تو پھر
آئے ہے نظروں میں ہر کوچہ گلی بازار خوش

ایک ذرہ بھی طبیعت پر اداسی ہو اگر
باغ ہی آوے نہ خوش نہ شہر نہ کہسار خوش

کیوں محب ہم عاشقوں سے ہو وگرنہ ہر گھڑی
بیٹھنا آساں نہیں بر مردن دشوار خوش

☆ ☆ ☆

جو ہم خانہ تو ہے تو ہے خانہ خوش
کہ تنہا کو ہے گھر سے ویرانہ خوش

بجز گردش چشم جانانہ خوش
نہیں ساقیا دور پیمانہ خوش

تیری زلف زنجیر ہے سحر کی
کہ جس میں مرا دل ہے دیوانہ خوش

خط و خال تیرے سوا مرغ دل
نہ با دام خوش (ہے) نہ با دانہ خوش

بنا گوش تیرے کے آگے ہمیں
نہ اختر خوش آوے نہ دردانہ خوش

صنم اپنے کے ہم تو ساجد ہیں پچ
رہے مسجد آباد و بتخانہ خوش

طبیعت کو اپنی ہے شعر و سخن
حریفانہ خوش یا ظریفانہ خوش

دماغ و دل سیر گلشن کسے
کہ کب گل ہے بے روئے جانا نہ خوش

چلا گرد سر ہو ترے شمع رو
میرے دل نے کی روح پروانہ خوش

نمک ہوئے جو دیدہ خواب کا
وہی دل کو آتا ہے افسانہ خوش

گئے اس کے کوچے میں ہم بار ہا
ارادے پہ مرنے کے مردانہ خوش

کوئی سامنے اپنے آیا نہ تب
پھر آئے بہ وضع دلیرانہ خوش

ترے در پر اے شاہ خوباں مدام
دعا کرتے ہیں ہم فقیرانہ خوش

سوال ایک بوسے کا مدت سے ہے
عنایات کیجے کریمانہ خوش

محب یار ناخوش ہے کیوں تجھ سے ہی
سوا آشناؤں کے بیگانہ خوش

☆ ☆ ☆

بھری دل میں تری دوری سے اے ساقی زبس آتش
مری آنکھوں سے جائے اشک برسی اس برس آتش

نہ ہو کیونکر زیادہ شورش دل ابر و باراں سے
کہ یاں جوں برق چشمک زن ہے ہردم ہر نفس آتش

جلانے کو دل وا ماندگاں کے دشت غربت میں
رکھے ہے کارواں عشق کی بانگ جرس آتش

ہوئی پروانہ ساں اس شمع سے تب گرمی صحبت
ملی جب دل کو میرے عشق کی فریاد رس آتش

بناوے آپ سا اہل کمال اک پل میں ناقص کو
کہ ہوتا ہے معا" آتش سے مل کر خار و خس آتش

کھلی زلفیں جو اس کی آتش رخسار پہ دیکھیں
ہوئی ہندو مسلماں کو پرستش کی ہوس آتش

کہیں لالہ نے دیکھا خال اس گل رو کے عارض کا
کہ بھڑکی اس کے ہر داغ جگر کے پیش و پس آتش

چمن میں دور ساغر دیکھ کے ساقی لگاوے ہے
مرے دل کو تری یاد نگاہ نیم رس آتش

نگاہ مست اس میخوار کی آئینہ دل میں
لگاوے ہے عجب صورت سے ہو کر منعکس آتش

ہلال ابرو سے تیرے گر مقابل ہو تو اک پل میں
جگر میں اس کے بھڑکاوے ترا نعل فرس آتش

محب کیوں طائر دل کو اسیر عشق کرتے ہو
کہ واں ہے دانہ آتش دام آتش اور قفس آتش [203]

☆ ☆ ☆

جب ناقصوں میں اپنی اوقات کھوئے ناقص
صحبت سے کاملوں کے خوش کیونکہ ہوئے ناقص

گو بات کاملوں کی ہنس کر سنے و لیکن
سر ہاتھ رکھ خجل ہو آخر کو روئے ناقص

کب صورت آشنا ہے وہ بحر معنوی کا
چھوٹا ہے گر سخن میں' موتی پروئے ناقص

عالم سے سرزنش کے رکھتا ہے بسکہ چالیں
جائے گل اپنے حق میں کانٹوں کو بوئے ناقص

نرگس کی طرح اس کی بینا نہ ہوئیں آنکھیں — گو جاگ جاگ راتوں اک پل نہ سوئے ناقص
اہل کمال سے ہے شیطاں کی طرح منکر — ہے بسکہ طوق لعنت ناقص کو خوئے ناقص

سنتے نہیں محب ہم گوش رضا سے مطلق
بد دین خارجی کی کچھ گفتگوئے ناقص

☆ ☆ ☆

دولت میں آ کے اپنی لغزش سنبھال ناقص — منعم شکستگاں کا مت دیکھ حال ناقص
ہے نقص دل گھٹانا ہمت سے عاشقی میں — ہو بدر کا ستن سے شکل ہلال ناقص
ہر چند منہ میں غنچہ رکھتا ہے سو زبانیں[۲۰۷] — اس کے دہن کے آگے گویا ہے لال ناقص
جوہر وہ ہیں بتاں کے ابرو کے نیچے میں — پرکھے مقابل اپنے تیغ ہلال ناقص
دیکھا مقابلہ کر مکھڑے سے اس کے ہم نے — ہر وجہ مہر و مہ کا پایا جمال ناقص
ان کافر انکھڑیوں کی شوخی کو دیکھ ہووے — مانند چشم نرگس چشم غزال ناقص
ہے کچھ اگر بضاعت کھا اور کھلا کسی کو — پھر تیرے بعد سب ہے اسباب و مال ناقص
عاشق نہ جی چراوے بے جان مال سر سے — معشوق کا کرے ہے رو سوال ناقص
مبحث میں گر کسی کو اندازہ سخن سے — پر صرفہ بات بیٹھے منہ سے نکال ناقص
کب نقص کاملوں پر اس کے سخن سے آوے — ٹھوکر صبا نہ کھینچے گو انفعال ناقص

باز آ کہیں محب تو عشق پری رخاں سے
دیوانے دیکھ ان کا ہو ہے مآل ناقص

☆ ☆ ☆

تم یہ غلط ہی سمجھے سب ہیں ندیم مخلص — ہم ہیں تمہارے بندے خادم قدیم مخلص
لازم ہے گوش دل سے سننا سخن کو اس کے — جو عرض کرنے آوے اپنا صمیم مخلص

تک چونچ بند اپنی رکھتے نہیں منافق — صحبت میں تیری آویں کیا دل دو نیم مخلص
ہر لحظہ جھڑکیاں ہیں ہر دم ہے . . . [205] — اس خو کو پھر کہیں ہیں طبع سلیم مخلص
کس چشم کے الٰہی ہے اشک کا یہ قطرہ — گوش بتاں سے کیوں ہے در یتیم مخلص
مت تیغ ناز کھینچو تم امتحاں کی خاطر — یاں تک ہیں درد و غم کے ہاتھوں سقیم مخلص
کب موت زندگی کا ہے فکر ان کے جی میں — رکھتے نہیں ہیں مطلق امید و بیم مخلص
تیرے تو قہر کو بھی ہر آن اپنے حق میں — حقا کہ جانتے ہیں لطف عمیم مخلص

اخلاص گل رخاں کا دیکھا محب ہوا پر
ہے اپنے مخلصوں میں سبھی نسیم مخلص

☆ ☆ ☆

نکلے یہ ردیف ایسی بہ تقریر مرخص — ہو لفظ سے معنی دم تحریر مرخص
یوں ہم ہوئے تجھ در سے بہ تحقیر مرخص — جوں جان کسی تن سے ہو دلگیر مرخص
قاتل بہ لب خشک ترا تشنہ دیدار — پی کر ہوا آب دم شمشیر مرخص
دیوانہ ہو سودا میں تری زلف کے دن رات — زنداں کو ہوا پہن کے زنجیر مرخص
کوچے کی طرف اس کے نہاں خانہ دل سے — سو ہم نے کئے نالہ شبگیر مرخص
اس کے نہ کیا دل میں اثر کچھ ہوئی جب صبح — مایوس ہوئے از در تاثیر مرخص
کیا تونے طلسمات دکھا کر ہمیں حیراں — مجلس سے کیا اے بت بے پیر مرخص
منہ دیکھ کے رکھتے ترے آئینے کے گھر کا — حیرت سے ہوا عالم تصویر مرخص
کرتے ہیں خنک طبع کی گرمی کو یہ اشعار — لکھ کر انہیں کیجے سوئے کشمیر مرخص
سودا تو ارم کو ہوئے رخصت یہ غزل سن — کلکتے کو ہوں لکھنؤ [206] سے میر مرخص

ہمراہ محب آہ کے جاں ہوئے جو قاصد
دے اس کو کرو نامہ تسطیر مرخص

☆ ☆ ☆

ادھر تو ہوا انجمن سے مرخص　　ادھر جی ہوا میرے تن سے مرخص
تری بر میں دیکھا جو گلگوں قبا کو　　ہوا رنگ گل کا چمن سے مرخص
ذرا مڑ کے دیکھا نہ سیدھی نظر سے　　ہوئے تم عجب بانکپن سے مرخص
گلی سے تری یوں چلے ہم کہ جیسے　　مسافر ہواپنے وطن سے مرخص
ہوئی شمع جاں حیف فانوس تن میں　　ترے غم کی ساری جلن سے مرخص
لبوں پر مرا جی ہے بول اب تو منہ سے　　کہ ہو جان تیرے سخن سے مرخص
ہوا نشہ اس چشم میگوں کے آگے　　خجل ہو شراب کہن سے مرخص
چمن میں ہوئی رشک عارض سے تیرے　　صباحت گل یاسمن سے مرخص
کری لعل و لب نے تری قدر و قیمت　　عقیق یمن کی یمن سے مرخص
ترے مکھ پہ قطرے عرق کے جو دیکھے　　صفا ہوئی در عدن سے مرخص
صبا سے تری نکہت زلف پا کر　　ہوئی باس مشک ختن سے مرخص
ترے حسن نے کی حیا عاشقی کی　　صنم دیدہ مرد و زن سے مرخص
پری رو تجھے دیکھ مجھ سے مرا دل　　ہوا زور دیوانہ پن سے مرخص
رقیب اس کے جب پاس بیٹھے ہے آ کر　　میری روح ہو ہے بدن سے مرخص
محب میں قدم چھوڑ اس کے نہ جاتا
ہوا اس کے اس بد چلن سے مرخص

☆ ☆ ☆

جو چشم غیر سے ہم تم میں تھا نہاں اخلاص　　وہ ہے زبان زد مردم جہاں تہاں اخلاص
برنگ غنچہ ہے پرخوں مرا دل صد چاک　　ہزار حیف کیا تم سے گلرخاں اخلاص

نہ کھینچ تیغ میاں ہم پر آزمائش کو
لگا ہی بیٹھ جو کرنا ہے امتحاں اخلاص

خفا نہ ہوجیے اپنے غریب مخلص سے
خوشی ہو دل کی جہاں رکھیے اب وہاں اخلاص

رہو گے اتنے نہ بے مہریوں جو تم کو بھی
ہوا کبھو کسی مہ وش سے مہرباں اخلاص

گئے وہ دن کہ جو۔[207] پھر بہم یکجا
زیادہ ہوئے تھا ہر لحظہ ہر زماں اخلاص

ملے ہے اب تو کبھو خیر و عافیت پوچھے
یہ رہ گیا ہے مرے اس کے درمیان اخلاص

نہ آئے ملنے پر اس کے رہے کشیدہ مزاج
کرے نہ پیر کا خاطر نشاں جو واں اخلاص

اگر ملے تو ملاقات سرسری سے کبھو
رکھے نہ تیر کماں ساتھ جاوداں اخلاص

بسان بدر ہو کاہیدہ جسم و جاں اس کا
جو کوئی تم سے کیا چاہے مہوشاں اخلاص

محب تو باتوں پر ان کی نہ جا خدا کو مان
یہ تجھ سے کیسا ہی پیدا کریں بتاں اخلاص

☆ ☆ ☆

کوئی تو بوسے کی اور کوئی کسی ڈھب کی غرض
تجھ سے سب رکھتے ہیں اپنے اپنے مطلب کی غرض

غنچہ دل کب شگفتہ ہو صبا تجھ سے کہ یاں
ہے یہ اس گل کی معقد جنبش لب کی غرض

روز و شب ہم بے غرض ملتے ہیں تجھ سے جان من
دیکھنے چھٹ نہ غرض دن کی ہے نہ شب کی غرض

دل سے کم ہوئے کہیں اے عشق تجھ سے رکھتے ہیں
نالہ و شور و فغاں و آہ و یارب کی غرض

یک تن تنہا صنم تجھ سے خدائی میں تمام[208]
نکلے ہے شیخ و برہمن سے لگا سب کی غرض

شیخ اب کے زور سادی وضع کعبے جائے ہے
نہ عمامہ کی طلب کچھ ہے نہ مرکب کی غرض[209]

آب حیوان پری ہے خضر دل کو یار کے
سبزہ خط کی تو خواہش چاہ غبغب کی غرض

مرتعش دست فلک سے کرتے کرتے جو ملے
بس غنیمت ہے نہ رکھ جام لبالب کی غرض

راہ میخانہ سے واقف ہیں پئے شرب مدام
زاہدا مذہب کی نہ ہم کو نہ مشرب کی غرض

تیرے آنے سے دلستاں میں ہوا دیوانہ وار
کچھ معلم کو نہیں اطفال مکتب کی غرض

مانگنا ہر دم جو بوسا تب تجھے تھا ناگوار — تب کی تب جانے دے پیارے کر رواں اب کی غرض

یار اپنے کے ذقن کے طالب اور مکھڑے کے ہیں — چاہ زمزم کی ہوس نہ ماہ نخشب کی غرض

سر بسر دشمن کشی کو بس ہے اپنا تیر آہ — چلہ کش رکھتے نہیں رخشام و موکب کی غرض

جس کو پہنچے ہے شمیم عطر زلف یار اسے — مشک کے نہ عنبر سارا و اشہب کی غرض

اے فلک غیر از دنی و سرکش و مغرور و پوچ — کس بشر محتاج کی تو نے روا کب کی غرض

سرو یا شمشاد کو دیکھوں ہوں تب بے اختیار — یاد قامت کی تری آتی ہے اور چھب کی غرض

اہل دنیا کی طرح رکھتے نہیں ہیں ہم محب
غیر حب پنجتن جاگیر و منصب کی غرض

☆ ☆ ☆

کیونکر وہ شوخ ہوئے نہ سن کر ملول عرض — اے دل ترے گلے میں قیامت ہے طول عرض

آوارہ ہوں دیار سے اور دور یار سے — جوں گرد باد کیسے کروں خاک دھول عرض

گلشن میں اس کے عارض گلگوں کے سامنے — اپنی کریں شگفتگی رنگ پھول عرض

قاصد تجھے قسم ہے خط اس کے دیئے کے بعد — تھوڑی بہت زبانی بھی اب کے نہ بھول عرض 210

مانند شیخ مے سے اگر پائے آب و تاب — جوہر کو اپنے آپ کرے بد اصول عرض

جوں شانہ یہ مرا دل صد چاک مو بہ مو — ہر شب کرے ہے زلف کے شان نزول عرض

اس سادہ رو کے صفحہ رخسار کا بیاں — ہر وجہ سے کرے ہے ہر اک بوالفضول عرض

کب تک جہاں میں ہر کس و ناکس کے روبرو — لاؤں کشاد کار سے ہو کر ملول عرض

سرگشتہ ہو کے گردش دوراں سے زیر چرخ — لایا ہوں میں بہ حضرت روح بتول عرض

شاہا خدا کے واسطے گوش کرم کے ساتھ — میری شنیدنی ہے بحق رسول عرض

اب تیرے در سوا نہ کسی کا ہوں ملتجی
ہو اس گناہ گار محب کی قبول عرض

☆ ☆ ☆

افسوس سب طرح سے ہو اوروں پر عام فیض
گالی سے بھی نہ پائے یہ تیرا غلام فیض

میخانہ جہاں میں تری چشم مست کا
جاری رہے ہے صبح سے لے تا بہ شام فیض

شاہ و گدا کی ایک ہے واں قدر و منزلت
کیا خاندان عشق ہے عالی تمام فیض

کیا نخل ہے یہ قامت جاں بخش گلرخاں
سرو چمن ہو سائے سے جس کے تمام فیض

میخانہ باب فیض ہے اس دور میں کہ روز
پہنچے ہے میکشوں کو ز شرب مدام فیض

ساقی اگرچہ بزم میں چشم کرم کے ساتھ
پہنچائے ہے سبھوں کو ترا دور جام فیض

لیکن اس اشتیاق میں ہم جاں بلب رہے
پاوے ترے لبوں سے ولے تشنہ کام فیض

توام ہے تیری ذات مقدس میں سب طرح
با مرتضیٰ و حضرت خیرالانام فیض

بے فیض چرخ دوں کے زمانے میں اب تلک
دیکھا نہیں ہے سنتے ہی سنتے ہیں نام فیض

سو اس دنی کے ہاتھ سے نالاں ہے یہ محب
پہنچاؤ اپنے در سے اسے یا امام فیض

☆ ☆ ☆

وہ غیر سے مل کے اگر رکھتا نہیں ہم سے غرض
اپنے ہے جب تک دم میں دم ہے غیر ہی دم سے غرض

میری تو آنکھیں روز و شب مست شراب عیش ہیں
ہم غمزدوں کے کب تجھے ہے دیدہ نم سے غرض

میں صورت آئینہ ہوں خلقت سے بے رو و ریا
عالم میں ہوں لیکن نہیں کچھ مجھ کو عالم سے غرض

دو قرط میں جس کے کھلے کیفیت دور فلک
خواہش ہمیں وہ جام ہے رکھتے نہیں غم سے غرض

خواہش لب شیریں سے ہے بوسے کی یا دشنام کی
رکھتے گوارا ہم نہیں شربت سے یا سم سے غرض

شامل ہوں دور جام میں خاطر سے تیری ساقیا
لیتا ہوں جو دیتا ہے تو نہ بیش نہ کم سے غرض

پھنستے ہیں فاسق بوالہوس دام و درم کے جال میں
عاشق کو اس کی زلف کے کیا دام و درہم سے غرض

ملنے سے اس کے ہو تو ہو جن کا ہرا زخم جگر
ٹانکے کا خواہاں یہ نہیں نہ اس کو مرہم سے غرض

خوف و رجا سے بے غرض ہے سرگذاروں میں محب
ہر دم ترے ابرو کی ہے تلوار کے خم سے غرض

☆ ☆ ☆

پینے ہمیں دو ساغر مے عاشقانہ فرض
زاہد کی پنجگانہ سے ہے یہ دوگانہ فرض

واجب نیاز و ناز جو ہم تم میں ہے تو پھر
بوس و کنار کیونکے نہیں درمیانہ فرض

شوخی کے واسطے تو لگانا ہمیشہ یار
سرے کا تیری چشم کو ہے تازیانہ فرض

جز آستان یار جھکاتے نہیں ہیں سر
عشاق پر نماز ہے کب زاہدانہ فرض

ہے پنجگانہ بزم میں رندوں کی زاہدا
تسبیح جام سنت و ذکر ترانہ فرض

ساقی جو تو نہیں تو ہمیں جوں مہ صیام
روزہ ہے اکل و شرب سے بھی جاودانہ فرض

کی میکدے میں جس نے بہ دل بیعت سبو
اس پر ہوا سجود و قیام شبانہ فرض

خدمت میں ہے صنم کی جو کچھ بندگی مجھے
کہنا خدائی سے نہیں اس کا فسانہ فرض

نیت نہیں درست کسو کی محب یہاں
کرنا ہے ترک صحبت اہل زمانہ فرض

☆ ☆ ☆

۲۱۱

وہ سجیں کہاں وہ دھجیں کدھر وہ اکڑ کجا وہ پھبن غلط
ترے در سے دعوی ہمسری جو رکھے ہے سرو چمن غلط

وہ جھمک چمک وہ لب و دہن وہ تکلم اور وہ صفا کہاں
ترے رو کے آگے جو کچھ کہے کوئی وصف گل میں تجن غلط

نہ حلاوتیں نہ وہ لذتیں نہ وہ ذائقہ نہ وہ چاشنی
تیرے لعل تر کے مقابلے رہے قدر لعل یمن غلط

رخ و عارض و قد و زلف کو تری دیکھ بلبل و قمری اب
کریں اپنی صحبت عشق سے گل و لالہ سرو و سمن غلط

جو لکھا ہوا ہے نصیب کا وہ صحیح اس کے سوا جو ہے
تجھے علم و فضل و بلاغت و ہنر و سلیقہ و فن غلط

کبھو ذلتیں کبھو خواریاں کبھو رنج و درد و غم و الم
جو سوائے اس کے کسی کو دے کوئی شے یہ چرخ کہن غلط

دم نزع کے وہ وصیف اب تو صحیح جانیو جان من — تری خاک در کے سوا کریں جو مرا عبیر کفن غلط
یہ ہے میہماں کوئی آن کا کوئی دم کا اس سے سوا نہیں — دم دوستی ترے عشق میں جو رکھے ہے جان سے تن غلط

اسے مجھیے جو گدائی کو گنے واں کے رتبہ سلطنت
تو یہ بات کیونکے صحیح ہے کہ محب کو حب وطن غلط

☆ ☆ ☆

دین و دل سب لوٹ لیتے ہیں کہاں کا اختلاط — ہے خدا کا قہر ان کافر بتاں کا اختلاط
وصل کی شب سے بہم جس طرح ہو صبح فراق — فی الحقیقت ہے وہی پیر و جواں کا اختلاط
ہو جدا عاشق سے پھر معشوق کا ملنا ہے دور — چھوٹ پر جوں ختم ہے تیر و کماں کا اختلاط
دل لگا کر مجھ سے دو باتیں کیے دل کی سنے — سو کہاں ہمدم نہیں سیدھی زباں کا اختلاط
بات بن گالی قسم ہے اس کو منہ سے کاڑنی — تحفہ کچھ دیکھا یہ اپنے مہرباں کا اختلاط
یا مٹے نام محبت یا نہ ہوں دنیا میں ہم — یا رہے جاناں سے یارب جاوداں کا اختلاط
جوں دھوئیں کا جسم باد تند کروے ہے فنا — وو ہیں اس سرکش سے ہے مجھ ناتواں کا اختلاط
دوستی جاہل کی عاقل کو بسبب اتفاق — زاغ سے ہے عندلیب گلستاں کا اختلاط

تشنہ خوں مجھ سے بے برگ و نوا کا ہے محب
لعل لب سے اس کے ہر دم رنگ پاں کا اختلاط

☆ ☆ ☆

ہم نے کیا ہے یک قلم تیرے بوصف خال و خط — نور بصر سے چشم کی ہر سر حرف پر نقط
آتے ہی میرے گھر جو تم جانے کے ہو رضا طلب — اور کہیں کا قصد تھا کی ہے ادھر کو رہ غلط
میرا ہی دل نشانہ ہے تیر جفا کا سر بسر — میں تو گناہ گار ہوں ایک نگاہ کا فقط
پرزے اڑائے نامے کے ساتھ ہی نامہ بر کے بھی — آفریں ہے صد آفریں خوب لکھا جواب خط

نازو ادا سے حسن سے خال سے خط سے زلف سے چھینے ہے دل اک آن میں شوخ مرا بہر نمط
تو تو ہے گرم اختلاط غیر سے پر میں آج کل دیکھوں ہوں اپنی زندگی مرگ . . *
ساقی کے جس دم آ گئی عالم آب میں ترنگ سیل سرشک موج خیز پل میں ہوئی . *
آنکھوں میں بزم عیش یوں ڈوبی ہوئی نظر پڑی جام پھرے ہے تیرتا کھائے ہے غوطہ . *

یار یہ مصرع محب دل کے سفینے پہ رقم
ہم نے کیا ہے یک قلم تیرے بوصف خال وخط

☆ ☆ ☆

رکھ دل کے آئینے کو مبرے تو باحتیاط رہتا ہے اس میں صاف ترا رو باحتیاط
جوں گل رخوں کا ہے دل پر خوں میں راز عشق غنچے میں دل کے یوں نہ رہے بو باحتیاط
تشہیر ہو نہ خلق میں تا قتل بے گناہ دامن سے اپنے دھو مری لوہو باحتیاط
دل نے مشام جاں میں رکھی تا سحر بہ باغ شبو سے تیری زلف کی شب بو باحتیاط
سرمہ نہیں یہ آنکھوں میں رکھتی ہے روز وشب فتنے کو اس کے نرگس جادو باحتیاط
شانہ کی طرح دل کو نہ کر اپنے چاک چاک زلف بتاں کو بہر خدا چھو باحتیاط
دل میں کسو بھی طرح کمر کا تری خیال ٹھہرا نہ نازکی سے سر مو باحتیاط
بدخواہ کے کہے سے صنم مت رلا ہمیں آنکھوں میں ہے تری رخ نیکو باحتیاط
توڑے جو ایک بال تو سو دل کا لے وبال مشاطہ اس کے کھولیو گیسو باحتیاط
یہ تیر ہے اچوک وہ تلوار اس لئے پنہاں تیری نگہ سے ہیں ابرو باحتیاط

رکھتا ہے جوں گلے میں محب تار زلف یار
زنار جوں نہ رکھ سکے ہندو باحتیاط

☆ ☆ ☆

* مٹا ہوا

نہ خوش ہو گل سے یہ دل نہ بہار سے محظوظ
ہے اپنے حسن پرستی شعار سے محظوظ

دکھاؤں داغ میں اپنے جگر کے اے گل رو
جو ہو مزاج ترا لالہ زار سے محظوظ

اسے ہے گردش لیل ونہار سے کیا کام
جو روز و شب رہے چشم نگار سے محظوظ

ہوس ہے تجھ سے مرے صید دل کو تیری نگاہ
شکوں تو ہی نہیں گو اس شکار سے محظوظ 213

یہ خوش ہے تار سے زنار کے دل عاشق
کبھو نہ سُبحے کے ہو ہے شمار سے محظوظ

اٹھائے یار کے کوچے سے دل نے کیا خطرے
نہیں جو اپنے وطن کے دیار سے محظوظ

جو عرش سے پرے اپنا دماغ رکھتا ہو
محب وہ کیونکے ہو مجھ خاکسار سے محظوظ

☆ ☆ ☆

214

تم نے تو کیا اٹھائے ہماری وفا سے حظ
پائے ہمیں نے خوب تمہاری جفا سے حظ

ہر وجہ آئینہ کی طرح سب کے روبرو
اپنے تو دل کو ہے سخن با صفا سے حظ

خطرے ہیں اس کے سایہ دیوار کے تلے
عاشق کو کب ہے سایہ بال ہما سے حظ

خواہش نہ دین کی ہے نہ دنیا کی کچھ طلب
ہم کیا اٹھائیں صحبت شاہ و گدا سے حظ

ساقی ہو جام بادہ ہو سبزہ ہو ابر ہو
کچھ زیست یوں کٹے تو ہے آب و ہوا سے حظ

آخر جواں کو فائدہ بخشے ہے پند پیر
ہے خواب شب کو صبح کی باد صبا سے حظ

عاشق کے خوں میں پاؤں ڈبونے سے ننگ ہے
پایا ہے گلرخاں نے یہ رنگ حنا سے حظ

دیکھے سنے نہ یار تو ہم کیا اٹھائیں خاک
نالوں سے یا کہ گریہ صبح و مسا سے حظ

جو دل کہ زخم خوردہ ہے شمشیر عشق کا
ہے اس کو دلبر نمکیں کی ادا سے حظ

دھو بیٹھے ہاتھ چشمہ حیواں کی چاہ سے
پاوے جو اس کے لعل لب جاں فزا سے حظ

محظوظ دو جہان کی دولت سے کیوں نہ ہو
ہے اس محب کو حب شہ کربلا سے حظ

☆ ☆ ☆

ہوئی یہ دل کو میاں تیری دوستی ملحوظ
کہ میری جان سے ہے اس کی دشمنی ملحوظ

جو دل ہی لینا ہے لیجے نہ ہوجئے بیدل
ہمیں تو آپ کی ہے سب طرح خوشی ملحوظ

ہزار حیف کہ گل چیں نے آج اے بلبل
چمن میں دل شکنی تیری کچھ نہ کی ملحوظ

نشے نے ساقی کے مجلس کی کھوئی کیفیت
رہا نہ ساغرِ پُر اس کو نہ تہی ملحوظ

215
تمہاری یاد ہی جینے مجھے نہیں دیتی
مری طرف سے فراموش بھی رہی ملحوظ

ارادہ آج ہے اس کی گلی میں مرمٹیے
نہیں ہے جا کے پھر آنا تو جیتے جی ملحوظ

سوائے دوست کیا نام بے نشاں اپنا
محب ہمیں یہ رہا ننگ عاشقی ملحوظ

☆ ☆ ☆

چلا ہے پہلو سے اٹھ دلربا خدا حافظ
یہ دل ہے آپ ہی تنہا مرا خدا حافظ

چمن میں دیکھ تجھے پھول سب گئے کھلا
فغاں ہزار کے دل سے اٹھا خدا حافظ

دلوں سے کرگئے پرواز بوئے مہر و وفا
پھری زمانے کی ایسی ہوا خدا حافظ

سلامت آنے کی ٹھہرے امید ہے حق سے
دل اس کے کوچے میں جاتا ہے جا خدا حافظ

میں کیا کہوں دل دیوانہ مجھ سے ہو کے جدا
بزیرِ خوں سے پھر اب جا ملا خدا حافظ

غریق بحر محبت ہے دل تن تنہا
نہ کوئی دوست ہے نہ آشنا خدا حافظ

مریض عشق مرا دل ہے اے طبیب اس کی
اگرچہ تو نے کری کچھ دوا خدا حافظ

یہ حسن خلق کا تیرے محب نمک پرورد
لسان غیب سے دی ہے دعا خدا حافظ

حسود کا ہو نمک سود سینہ با دل ریش
ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ

☆ ☆ ☆

ترے کلام نے کیسا اثر کیا واعظ
کہ دل زیادہ تر آوارہ ہوگیا واعظ

جو دیکھتا ہے بہت میری تو مگس رانی
بنائی مروحہ یہ ریش با صفا واعظ

تری حدیث و حکایت بہ فہم اہل طریق
بہت بعید ہے از قربت خدا واعظ

زبان میری ہے گویائے ماجرائے عذاب
ہمیں بدل ہے پے مغفرت دعا واعظ

وفائے وعدہ دیدار روز محشر ہے
نہ ہول و خوف سے کہہ اس کا ماجرا واعظ

سنا نہیں ہے بجز اہل قیل و قال کبھو
زباں سے مستوں کی تکذیب اولیا واعظ

بتوں کی ہم سے پرستش کبھو نہ چھوٹے گی
خدا کے واسطے بک بک سے باز آ واعظ

رہے نہ فیض سے پھر بے خودی کے بیگانہ
جو دور جام سے تو ہوئے آشنا واعظ

مئے محبت ساقی سے ہے محب بے ہوش
جو ہوشیار ہوں وعظ ان کو جا سنا واعظ

☆ ☆ ☆

آئے ہی دم جو کبھو یاں سے ہے جانا موقع
ایسے آنے سے تو اے یار نہ آنا موقع

اب قلق سے (ہے) [216] مری جان کا جانا موقع
جان تو آئے جو اس وقت ہے آنا موقع

ہوئے جو شخص میاں نیم نگہہ کا طالب
اس سے ہر آن ہے کیا آنکھ چرانا موقع

کبھی وہ شخص کی گذرے نہ بہم خوش اوقات
ہائے اس امر میں کب (دے) [217] ہے زمانا موقع

صاف یہ کہہ کہ ترے گھر نہیں آنا منظور
ورنہ اب کچھ بھی ہے اے یار بہانہ موقع

اب کے تو دھوم مچاتی ہوئی آتی ہے بہار
ہے جو اس فصل میں دیوانہ ہو دانا موقع

سرمہ آنکھوں میں نہ دے مان مرے کہنے کو
سوتے فتنے کو بھلا کیا ہے جگانا موقع

ناصحا میرے گریباں کی عبث ہے تدبیر
اس میں کیا باقی ہے جس کا ہے سلانا موقع

جانئے جس کو یہ ہے چاہنے والا میرا — اس کو ہر آن میاں کیا ہے ستانا موقع
دل میں شکوے تو بھرے ہیں پہ ادب مانع ہے — کہ ترے آگے نہیں بات بر آنا موقع
وہ جو تیار رہے روز کے مرنے کے لئے — عاشقوں میں ترے ہے اس کو کہانا موقع
مول لینا ہے فقط روز بد اپنی خاطر — خوب رویاں سے ہے کیا دل کو لگانا موقع
پھینکے معشوق اگر تیر نگاہ خوں ریز — دل عاشق کے سوا کیا ہے نشانا موقع

دور ساغر میں جو یاد آئے محب اے یاراں
قطرہ مے سے نہیں اس کو بھلانا موقع

☆ ☆ ☆

پروانے آگ میں یہ جھکے ہیں حضور شمع — فانوس کا ہے گرم سحر تک تنور شمع
مایوس کا جو مقبرہ ہے جائے گور شمع — غیر از پتنگ واں نہیں اہل قبور شمع
ناز و ادا و حسن کا آئینہ دار ہے — محفل میں مہ وشوں کے جھمکڑے سے نور شمع
پہلے جلا کر عاشق کامل پتنگ کو — پھر آپ ہی جلے یہ ہے نقصِ شعور شمع
جاہل کو قرب و بعد سے عاقل کے غم نہ عیش — یکساں ہے چشم کور میں نزدیک و دور شمع
ان کو سوائے رات مرے مہروش کی طرف — جوں شپرک نہ دیکھ سکے چشم کور شمع
یوں بال زن نہ مرغ سحر ہوئیں باغ میں — شب سیر میں جو بال ہے طیور شمع 218
یکساں جلے ہے شاہ و گدا کے مزار پر — روشن جہاں میں گو نہ ہو نورِ ظہور شمع
آمادہ سوختن کی ہے شرطیہ اسقدر — جب سرکشی ہو ہوئے وفور و سرور شمع
ظاہر خموش جیتے ہیں باطن سے بے خبر — مجلس میں ہے زبان درازی حضور شمع
شب سرکشی میں اپنی رہی لیک تابہ صبح — گل گیر نے تمام کیا سب غرور شمع
چھوڑے ہے آب اشک سے فوارہ آگ کا — حوض طلائی میں گل سیم و بلور شمع

گل کھاتے سارے رک گئے گلگیر کی طرح　　پھولا جہاں میں یہ گل رنگ قبور شمع
پروانہ بھی اس آتش غیرت سے جل گیا　　فانوس میں چھپی نہ جو تصویر عور شمع
من بعد یہ کہ خانہ بہ خانہ پھرے ہے رات　　کچھ تو قصور ذاتی ہے کہتی ہے حور شمع
بس ہے کلیم دل کو صنم کا فروغ حسن　　پروانے کے جلانے کو کافی ہے طور شمع

گریاں ہر ایک تعزیہ خوانی میں ہے محب
کہیے طفیلی مہ عاشور شور شمع

☆ ☆ ☆

رکھتے ہیں تیرے عشقلے کچھ تو پتنگ و شمع　　سرگرم دل جلانے کے ہیں گو پتنگ و شمع
آتش میں عشق تیرے کی اے شعلہ خو بہ بزم　　ہیں دل جلانے میرے کے بے رو پتنگ و شمع
میں دن کو بھی جلوں ہوں ترے غم میں ورنہ شب　　جل بل چکے ہیں بھاتی ہے تو پتنگ و شمع 219
سوز و گداز میں کریں تا روشن اپنا نام　　ہیں مجلسوں میں گرم تگ و دو پتنگ و شمع
جلنے کی شان جو ہے یہ تمکیں دل اپنے کی　　گرد سر ان کی بزم میں ہوں سو پتنگ و شمع
ہم تم میں عشق و حسن کی روشن ہے جو چتا　　اے مہ اسی کا رکھتے ہیں پرتو پتنگ و شمع
ہر شب رکھے ہے آہ شرر بار سے مری　　فانوس کاخ چرخ کہن لو پتنگ و شمع
رخسار آتشیں سے شب زلف و خال میں　　خط کی ترے رکھے ہے قلمرو پتنگ وشمع

جوں بندگاں مرے دل سوزاں کو اے محب
سمجھیں ہیں ملک داغ کا جس رو پتنگ و شمع

☆ ☆ ☆

گل کا نہیں شبنم سے وہ رخسار مرصع　　مکھڑے ہے جو جھنجک سے ترا یار مرصع
ہے عکس سے اس روئے نگاریں کے شب و روز　　آئینے کے گھر کا در و دیوار مرصع

جو سادہ ہو زیور تو اسے حسن کی صنعت — جھمکے سے رو آگے کرے تیار مرصع
الماس و دُر و نیلم و یاقوت سے تیرے — ہے لعل مسی زیب کی گفتار مرصع
کیا یک قلم الماس میں پکھراج کو جڑ کر — نرگس کے کیا تختہ گلزار مرصع
تجھ دست نگاریں میں ہے جوں گردن طاؤس — شیشہ مئے گلگوں کا طرح دار مرصع
گلبرگ نہیں یہ ترے مابین دو ابرو — ہے نصب یہ قبضہ بدو تلوار مرصع
لا چشم کی کشتی میں دھرے یار کی کر نذر — اے اشک کوئی موتیوں کا ہار مرصع
ہر شب گئے قندیل طلا رکھتے ہیں روشن — مشہد پہ مری آہ شرر بار مرصع
نظروں میں مبصر کی پراز گوہر معنی — ہیں اس غزل تازہ کے اشعار مرصع

ہے روے مخطط محب اس کا عرق آلود
یا لوح طلائی ہے قلمکار مرصع

☆ ☆ ☆

تنہا یہ تجھ سے عشق کے بلبل کو ہے چشم طمع — تیرے گل رخسار سے ہر گل کو ہے چشم طمع
سودا میں تیری زلف کے میں ہوں پریشاں جس طرح — گلزار میں یوں موبہ مو سنبل کو ہے چشم طمع
میری طرح سے ہچکیاں لے لے کے رونا بزم میں — آواز مینا کی صدا قلقل کو ہے چشم طمع
کھینچیں اس چشم کی مستوں کے کرمد نظر — عکس نگہ سے جام میں اب مل کو ہے چشم طمع
اس زلف پیچاں سے سدا میرے دل دیوانہ کو — ہر حلقہ زنجیر کو[220] اور غل کو ہے چشم طمع
اک ذرہ سوز عشق سے خالی نہیں اے مہروش — تیرے فروغ حسن سے جو گل کو ہے چشم طمع

خاطر کو اپنی (اے)[221] محب کیونکر نہ ہو آشفتگی
بوسے کی اس رخسار سے کاکل کو ہے چشم طمع

☆ ☆ ☆

نہیں کچھ بتاں کی وفا سے توقع   محب اب رکھو تم خدا سے توقع
کسی رو سے جوں آئینہ دوستی کی   نہیں ہم کو اس خود نما سے توقع
سراسر نشان پر اجابت کے پہنچے   کبھو تھی یہ تیری دعا سے توقع
نہیں دل میں جوں سایہ افتادگاں کو   پئے روح ظل ہما سے توقع
بناہا نہ در تک ترے کرنی پڑتی   گئی آہ کی ہے عصا سے توقع
تری وضع بیگانگی نے نہ چاہا   رکھے آشنا آشنا سے توقع[222]
مرے خوں کو پامال حسرت ہوئے پر   رہی تیرے رنگ حنا سے توقع
جو شمشیر ایسی ہی دی ہے عدو کو[223]   ہمیں ترکش بوریا سے توقع
غنیمت ہے باہم جو گزرے کوئی دم   کہ ہے دم کی ہر دم ہوا سے توقع
کسی غنچہ دل کو واشد کی جوں گل   نہیں اس چمن میں صبا سے توقع

دو عالم میں عقدہ کشائی کواپنی
محب کو ہے مشکل کشا سے توقع

☆ ☆ ☆

ہوئی ہے جو قطع جامہ زیبی کے قد پر اس گل کی بج مقطع   نہ قامت سرو میں وہ خوبی نہ شاخ گل میں وہ دھج مقطع
یہ راست ہے پیچ و تاب کھا کر شفق میں روپوش مہر ہووے   سجے وہ مہوش جب آئینہ رکھ کے سرخ دستار کج مقطع
دیا ہے محفل میں دخل یکشب بھی جس کو اس میرزا منش نے   بصورت شمع پھر سراپا بنا وہ قطعا بج مقطع
... روزی تقطیع شیخ اوروں کے حال کی دیکھ بد اصولی   عمامہ موزینت سے مجلس میں سج کے لے ہے اوج مقطع

بہ گرد دل ہے محب لطافت ز روئے انصاف کہہ تو صفا[224]
کہاں ہے کعبہ میں حاجی ایسا مکان مطبوع حج مقطع

☆ ☆ ☆

ہم سے ملنے کا اسے کب غیر دیتے ہیں فراغ
اور جو شاہد کبھی ہو دل کہاں کس کو دماغ

ہم کو مت تکلیف دو اے ہمصفیران چمن
دل گرفتوں کو خوش آوے کس طرح گل گشت باغ

ہاتھ سے کچھ دے کہ جس سے نام یاں روشن رہے
واں شب تاریک میں ہووے دیا تیرا چراغ

بحر الفت میں کیا ہے دل نے درس جذب عشق
ہے مرا سینہ بشکل پشت ماہی داغ داغ

اٹھ گیا کیا باغ سے دنیا کے رنگ امتیاز
جائے بلبل شاخ گل پر پھول کر بیٹھا ہے زاغ

بوئے گل کی طرح سے سو رنگ میں پوشیدہ ہیں
ہم سبک روحوں کا کس نے جز ہوا پایا سراغ

عاشقوں کے مت قدم پر رکھ قدم اے بوالہوس
کبک کی رفتار پر بھولا ہے چال اپنی کلاغ

ساقیا اس دور میں میخوار تیری بزم کے
خون دل سے ہر سحر لبریز رکھتے ہیں ایاغ

شیخ کے عمامہ اور داڑھی کی بج دیکھی محب
دم ہلا پالاں تلے جس طرح چلتا ہے الاغ

☆ ☆ ☆

محفل میں مہ وشوں کی ہے شمع لگن چراغ
بیت الحزن میں دل کے ہے داغ کہن چراغ

روشن رکھے ہے ماہ سے چرخ کہن چراغ
ہے دل میں اپنے داغ غم سیم تن چراغ

یہ تن نہیں نیاز خضر عشق نے رکھا
منت کا حسن کے لب چاہ ذقن چراغ

ہر شب نظارے کو ترے نرگس کی چشم کا
روشن رکھے ہے روغن گل سے چمن چراغ

میں دیکھتا تھا جیسے ہی لاوے ز کوئے یار
مشہد مرے پہ شمع و گل یاسمن چراغ

ہوں زیر خاک آتش گلہائے داغ سے
سوزندہ جان شمع و فروزندہ تن چراغ

تیرے فروغ حسن سے محفل میں نور شمع
ہے نور آفتاب میں اے ماہ من چراغ

جلوہ ہے ایک نور کا اے شیخ ہر جگہ
ہے ایک دیر و کعبہ میں اے برہمن چراغ

مانوس بسکہ خلق لباسی سے ہے بہ بزم
فانوس کا لئے پھرے ہے پیرہن چراغ

پھر بھی طلسم عشق کی آتش کا ہے بنا
ظاہر بہ چشم دید رہا ہے جو بن چراغ

ہستی سے ہر سحر سفری ہے سوئے عدم
ہر شام ہے بسوز فراق وطن چراغ

شب ذکر غیر چھیڑ کے ہوئے سحر خموش
روشن بیاں ہے تجھ سے ترا بال بن چراغ

غم میں پتنگ کے وہ جلے ہیں جھڑی ہے اک
خلقت کو ہے شگوں کہ ہوا خندہ زن چراغ [225]

معنی ہر ایک خانہ دل سے ہوئے نمود
ہر بیت میں دکھائے ہے میرا سخن چراغ

پہنچا ہے داغ عشق اسے بھی جو شام سے
رکھتاہے تن بدن میں سحر تک جلن چراغ

سمجھا نہ یہ وہ عاشق صادق ہے بے گناہ
پروانے کا جلا کے رہا تن بدن چراغ

میرے سخن سے جلتے ہیں بد دین خارجی
رکھتا ہوں دل میں داغ حسین و حسن چراغ

اس ماہ کا ہے وہ بدرستی فروغ حسن
جیسے رکھے ہے زلف کا ہر یک شکن چراغ

اسباب صبح مرگ سمجھ کے تمام شب
فانوس کو رکھے ہے بجائے کفن چراغ

تاریکی مزار سے بے خوف ہے محب
رکھتا ہے دل میں دوستی پنجتن چراغ

☆ ☆ ☆

ہے تجھے سیدھی نگہ ہی ہم سے اے جاناں دریغ
یار یاروں سے نہیں رکھتے ہیں مال و جاں دریغ

شبنم ایسا روئے (ہے) [226] اس گلشن دنیا کو دیکھ
جھڑ گئے ہیں یاں سے کیا کیا تو گل خنداں دریغ

رہ گئے ہیں صورت آئینہ حیرت سے کھلے
انتظار اس کے میں اپنے دیدہ حیراں دریغ

اس چمن سے خندہ گل ایک دم میں ہے ہوا
تجھ کو فکر آشیاں ہے بلبل ناداں دریغ

کر گئی فوج خزاں قتل جوانان بہار
ہر طرف ہیں مرثیہ خواں بلبل نالاں [227] دریغ

عمر جس انساں کی گزرے رایگاں بے شغل عشق
غیر خجلت کیا گیا وہ یاں سے لے کر واں دریغ

جس کو دیکھا رنج مخموری میں ہے یوں ہو گیا
بادہ عشرت سے خالی ساغر دوراں دریغ

یک نگہ قیمت پہ ہم بکتے تھے تو سمجھا گراں
مفت کھویا نفع کے سودے کو اے ناداں دریغ

خلق سے کر زندگی ایسے بسر جو بعد مرگ
ہوئے جب مذکور کچھ تیرا کہیں سب ہاں دریغ

دل تو اس کا ہے وہی گو سنگ کو کرتے ہو موم
حال پر میرے نہیں آتا تمہیں چنداں دریغ

بے اثر اس مرتبہ اے آہ[228] آتش بار حیف
نارسائی اس قدر اے نالہ و افغاں دریغ

کیونکے جاں بر ہو کوئی اس جوش طوفاں سے محب
تم سے یہ امید ہے اے دیدہ گریاں دریغ

☆ ☆ ☆

مت ڈھونڈ عشق میں دل بیتاب کا سراغ
پایا ہے کس نے آگ میں سیماب کا سراغ

یوں تجھ میں جذب اشک ہے اے جان سوختہ
جوں ہو زمین تفتہ میں گم آب کا سراغ

رنگ مسی و پاں نہیں لعل نگار سے
روزانہ ہے عیاں در شب تاب کا سراغ

دیکھا نہ اپنی چشم میں لے شام تا بہ صبح
جوں چشم نرگس آہ کبھو خواب کا سراغ

ڈھب سیکھ برگ پاں سے شکار پرند کا
طوطی کے یاں کہیں میں ہے سرخاب کا سراغ

کیا موبمو وہ عارض رخشندہ زیر زلف
دے ہے اندھیری رات میں مہتاب کا سراغ

ہستی سے وہ جو سیر عدم کو گئے محب
تجھ کو ملا کچھ اپنے ان احباب کا سراغ

☆ ☆ ☆

ہے میسر جن کو یہاں جینے میں فانوس و چراغ
گور پر ان کی ہے سالینے میں فانوس و چراغ

صورت دل اور داغ عشق اس میں جلوہ گر
یہ بلا تشبیہ ہے سینے میں فانوس و چراغ

عکس رو تیرے سے اے شمع مجالس بزم میں
ہے عیاں ہر وجہ آئینے میں فانوس و چراغ

پردہ مینا میں جھمکا بادہ گلرنگ کا
ہے مدام اس گل کے مے پینے میں فانوس و چراغ

خال عارض زلف کے حلقے میں روشن ہے مگر — حسن کے رکھتا ہے گنجینے میں فانوس و چراغ
گنبد گردوں میں یہ اے مہر تیرے بام کے — شام سے تا صبح ہے آئینے میں فانوس و چراغ
وہ تو مائل وصل کے وہ دشمن جاں اے پتنگ — ہیں ترے شب تا سحر بکنے میں فانوس و چراغ
آبلے نے داغ پر دل کے رکھا تا صبحدم — شب فراق یار دیرینے میں فانوس و چراغ
اس غزل کی جوں براتوں میں بنا اے طفل خو — لطف کیا شہدوں سے ہے چھینے میں فانوس و چراغ
یہ بجی ہے بر میں اس گلفام کے پوشاک سبز — جیسے رنگ سبز کے سینے میں فانوس و چراغ ۲۲۹

داغ پر لالے کے ہے جو قطرہ شبنم محب
دل جلوں کے ہے وہ تخمینے میں فانوس و چراغ

☆ ☆ ☆

صاف ہو ہے گرد سے آئینے کے سینے کا داغ — ہے غبار سینہ باہم دل کے آئینے کا داغ
وصل کی شب صبح کر دیکھی نہ جیتے جی کبھو — شمع و پروانے سے پہنچا ہم کو اس جینے کا داغ
داغ جرم ماہ بھی ہو جائے زائل کیا عجب — پر نہ چھوٹے دل سے اس بے مہر کے بکنے کا داغ
عیش امروزہ غم فردا سے دانا کب گنوائے — طفل ناداں کو ہے فکر (شیشہ)[230] آدینے کا داغ
دل جگر میرے کو دے ہے دیکھ کر ماہ تمام — ہر مہینے یاد اس مکھڑے کے سالینے کا داغ
اس کی شورش سے ہے آتش کی زباں پر الاماں — یار کو پہنچے نہ یارب یار دیرینے کا داغ
خاک چھٹ قسمت میں قاروں کے نہ تھا کیوں لے گیا — مار مرا سانپ کا سینے کو گنجینے کا داغ
ٹک نہ کھووے مے سے اے زاہد خضابی ریش کو — اس عمل سے چھوٹتا ہے ایسے پشمینے کا داغ

دل جگر کو آتش غیرت سے کرتا ہے کباب
غیر صحبت میں محب دلبر کے مے پینے کا داغ

☆ ☆ ☆

روشن جہاں میں ہے یہ تری چاہ کا چراغ
کس گھر میں تا سحر نہیں اک آہ کا چراغ

جلتا ہے اس کے خال زنخ پر سپندوار
ہے یہ دل برشتہ لب چاہ کا چراغ

بخشا ہے داغ دل کو محبت نے وہ فروغ
کہیے جناب عشق کی درگاہ کا چراغ

افسردگی ہے دل کو یہ اغیار شام سے
جس طرح جل بجھے ہے سحرگاہ کا چراغ

جلتے ہیں داغ عشق صنم سے جنہوں کے دل
روشن انہیں کے گھر میں ہے اللہ کا چراغ

پہنچے نہ شام سے جو مری آہ تابہ صبح
روشن فلک کے گھر میں نہ ہو ماہ کا چراغ

ہستی میں اپنی اپنی دیا ہاتھ کا محب
ہے منزل عدم کے سر راہ کا چراغ

☆ ☆ ☆

مانگے جو وہ پی کر قدح مل سپر و تیغ
دنبالہ سے مردم رہیں بے تل سپر و تیغ

گر معرکہ شعر میں ہو اپنے مقابل
رستم کی کمر سے بھی پڑے کھل سپر و تیغ

کشکول و چھڑی بس ہے فقیروں کو سدا سے
رکھتے ہیں سپاہی سے توسل سپر و تیغ

اس گل کے رکھے سامنے خجلت سے زمیں پر
گلزار میں ہر شاخ سے ہر گل سپر و تیغ

ہے بزم میں کیا شکل بندھی شمع و لگن کی
پروانے ہی کے قتل کو بالکل سپر و تیغ

روٹی سپر اور آب دم تیغ سمجھ کر
مفلس کرے فاقے میں تناول سپر و تیغ

تیری ہی اٹھائے پھریں ہیں لالہ و سوسن
گلزار میں اے گل بہ تجمل سپر و تیغ

حلقے کو تری زلف کے دیکھ اور خم ابرو
کھڑکائے ہیں عشاق بہ کاکل سپر و تیغ

جو مرد ہیں وہ جہد سے رکھتے ہیں سردست
قبضے میں جو بن نان توکل سپر و تیغ

کھاتے ہیں تجھ ابرو سے بہم دیکھ کے گل برگ
کس کوفت سے بر سینہ و سر کل سپر و تیغ

ساکھا وہ پیادہ ہی سواروں میں کرے ہے
بخشے ہے جسے صاحب دلدل سپر و تیغ

دنبالہ و خال ایک طرف تیری تو قاتل
ہے اک نگہ چشم تغافل سپر و تیغ

جوں بدر و مہ نو رکھے ہے دور فلک سے
مردوں کی ترقی و تنزل سپر و تیغ

پاوے بہ خجالت ثمر داغ دل و آہ
جو مرد اٹھاوے بہ تامل سپر و تیغ

طوق سیہ قمری و شاخ تجک سرو
اس کو بھی محب کہتے ہیں مل جل سپر و تیغ

حاسد کے تو اس بحر میں قرطاس و قلم چھوڑ
مصری کے سے پانی میں گئے گھل سپر و تیغ

☆ ☆ ☆

دیکھ کر لیجو بہ چشم غور اے مہ وش ایاغ
ہے ترے عکس نگہ سے نعل در آتش ایاغ

تیر مژگاں کے ترے پرتو سے اے ابرو کماں
بے تصنع ہے سراپا صورت ترکش ایاغ

ساغرے سے تو تم سرخوش ہو لیکن جان من
خون دل میرے کا پیتے ہی کرے عش عش ایاغ

دم ہلاتا شیخ داڑھی کی نہ میخانے میں آ
مغبچے ٹھہریں گے منہ پر لے بز اخفش ایاغ

ساقیا اٹھتے ہی تیرے ہوئے یہ مجلس خراب
شیشہ بیہوشی سے غلطاں ہے پڑا ہے غش ایاغ

واژگوں ہے بزم میں جوں کاسہ چشم حباب
مے پرستو دیکھ تو لے گردش چشمش ایاغ

شش جہت کا دید وہ کب جام سے جم نے کیا
دیکھتے ہیں ہم جو پی کر پنجگانہ شش ایاغ

چشم مست دلربا جوں شعر جامی اے محب
بزم میخواروں میں کیفیت سے ہے دلکش ایاغ

☆ ☆ ☆

239

اے بندہ پرور اتنا لازم ہے کیا تکلف
اٹھئے غریب خانے چلئے بلا تکلف

کچھ ان دنوں طبیعت ہے آپ کی کشیدہ
آگے تو تم میں ہم میں مطلق نہ تھا تکلف

جب ہو ملاپ دل کا دل سے درست باہم
کس بات کا پھر اس میں باقی رہا تکلف

ہو جسقدر تکلف موقع پہ خوشنما ہے
پھبتا ہے آشنا سے تا آشنا تکلف

کھل کھیلے ہم نہایت دو ہی پیالے پی کر
کیا ہوئی وہ متانت کیدھر گیا تکلف
آ بیٹھ اے صنم تو مجھ پاس ایک ساعت
دل سے اٹھا دے اپنے بہر خدا تکلف
ہے بے تکلفی میں کچھ لطف دوستی کا
سو اپنے مہرباں کا ہے نت نیا تکلف
واں اختلاط کرنا غیروں میں مل خوشی سے
یاں ہے تو یا خموشی یا حشم یا تکلف
پہنچے محب انہیں کو دونوں جہاں کی دولت
ہے جن کی خاک پر بھی سب ٹھاٹ کا تکلف

☆ ☆ ☆

235

آئینہ (بے) دید اس خودبیں کو بھاتا ہے صاف
جب کبھی نظریں ملیں آنکھیں چرا جاتا ہے صاف
اس کے جھوٹے وعدہ و پیغام کا کیا اعتبار
کون سادن ہے جو سو قسمیں نہیں کھاتا ہے صاف
بانکپن سیکھا ہے اب ایسا کہ ہر یک بات میں
آشنا غیر آشنا جس تس کو دھمکاتا ہے صاف
رشتہ داری اور عالم کی ہے الجھیڑے کا دام
عاشق و معشوق میں آنکھوں کا اک ناتا ہے صاف
خاکساروں بن جہاں میں شیشہ ساعت کی طرح
اہل دنیا کے دلوں کو کوئی کب پاتا ہے صاف
ایک کیا میری طرف سے دل میں رکھتا ہے غبار
روبرو جو اس کے ہے سو گالیاں کھاتا ہے صاف
وہ پری رو خط کے آنے پر بھی یہ مغرور ہے
انکھڑیاں مہر سلیمانی بھی دکھلاتا ہے صاف
سرخوشی سے جام بھر بھر سب کو دے ہے بزم میں
ہم کو درد جام بھی دینے میں جھنجھلاتا ہے صاف

236

زلف خوباں طائروں کا(اے) محب وہ دام ہے
عرش پروازی کرے پھر پیچ میں آتا ہے صاف

☆ ☆ ☆

کر دیا ہے ابر نے شیشے میں زنگ بادہ صاف
زاہدا خذما صفا چھٹ آج ہم کو رکھ معاف
شیخ رکھ بیت الحرم کی اب زیارت سے معاف
ہے میسر ہم کو اپنے کعبہ دل کا طواف

شعبدہ سرے کا یہ دیکھا بتاں کی چشم میں
دو دو ترواروں کا ایک ایک میان تس پر خوش غلاف

صحبت اجلاف کا یاں تک ہوا اس کو اثر
ہر کسی کو بولتا ہے اب زباں سے لام کاف

خوبرویوں سے نہ ملنے کی قسم کھاتا ہوں جب
دل مرا کہتا ہے تجھ سے قول تیرا ہے خلاف

رنج مخموری سے بارش اشک کی تھمتی نہیں
ساقیا جلدی قدح کی پڑھ دعا لکھ[237] قاف

بحر خوبی ہے شکم سینے کا اس محبوب کا
عقل چکر میں پڑی ہے دیکھ اس کا حسن ناف[238]

کیجئے شمہ جو اس نو خط کو درد دل رقم
جوں زبانِ خامہ ہو قرطاس کا سینہ شگاف

اب کے گزرے خیر سے رمضاں تو ساقی دوں یہ نذر
ہو مرید جام میخانے میں بیٹھوں اعتکاف

باندھ جوڑا کیا چمک کر اس نے سج بدلی محب
برق زیر ابر ہے گویا کناری کا مباف[239]

☆ ☆ ☆

تیری آنکھوں میں مثال آئینہ کے اے حراف
صورت شوخی و رندی ہے نمایاں کیا صاف

برق خجلت زدہ ہو ابر میں چھپے نہ کبھو
بادلے کی ترے دامن میں جو دیکھے سنجاف

فرصت وقت نہیں کیا تجھے اتنی ظالم
ایک دن سال میں وعدہ نہ ترا ہوئے خلاف

نقد دل کو مرے اے اشک نہ کر اتنا صرف
منع ہر امر میں ہے حد سے زیادہ اسراف

جیتے رہتے تو مرے آپ کے ہوتے شاگرد
قیس و فرہاد جو رکھتے تھے فن عشق میں لاف

ہے یہ شاعر کو سلامت روی استغنا
نہ کہے ہجو کسی کی نہ کسی کا اوصاف

آج ہم مست ہیں ہے ترک ادب پیر مغاں
ایک دو جام زیادہ طلبی ہوئی معاف

سر بجز تیغ جھکاوے نہ بطرف محراب
جو ترے ابروئے خمدار کا ہو ہے طواف

گھر سے باہر تو نکل آج کہ شکل مہ عید
دیکھنے کے ترے مشتاق ہیں در ہر اطراف

اے محب نقد دل عاشق و فاسق کے تئیں
پرکھنے کو نظر سیمبراں ہے صراف

☆ ☆ ☆

آہوں کے دو لشکر مگر ایک اس طرف ایک اس طرف
زلفوں میں اترے آن کر ایک اس طرف ایک اس طرف

دو بحرخوں شام و سحر ایک اس طرف ایک اس طرف
جاری ہیں میری چشم تر ایک اس طرف ایک اس طرف

عارض تف خورشید سے اس کے عرق افشاں نہیں
دو طشت زر ہیں پر گہر ایک اس طرف ایک اس طرف

مقدم کے تیری سن خبر ایوان دل کو صاف کر
کھولے ہیں دو چشموں کے در ایک اس طرف ایک اس طرف

دستے گل اورنگ کے رنگ حنا سے شوخ کے
ہیں دونوں ہاتھوں میں مگر ایک اس طرف ایک اس طرف

یہ ہیں بنا گوش بتاں یا اختر تابندہ ہیں
خورشید سے باہم دگر ایک اس طرف ایک اس طرف

دیر و حرم ہے دل میں یاں شیخ و برہمن اے محب
بھٹکیں ہیں رستہ چھوڑ کر ایک اس طرف ایک اس طرف[240]

☆ ☆ ☆

کاش یوں ہوتا دل اپنا بستہ زنجیر زلف
خال عارض جوں ہے اس کافر کا دامن گیر زلف

دل الجھتا ہے ہر اک حلقے کو اس کے کر خیال
موبمو ہوئے زباں سے کس طرح تقریر زلف

خاطر سودا زدہ شکل پریشاں کیوں ہے آج
دل نے دیکھی خواب میں شائد کوئی تصویر زلف

چاہیے نقاش عمر خضر سے لے کر سواد
کھینچے اس کے چہرہ گلفام پر تحریر زلف

صفحہ گلشن پہ بوئے سنبلستاں دم بدم
خامہ شبو سے ہر شب کرتی ہے تفسیر زلف

انکھڑیاں صیاد پلکیں تیر سی ابرو کماں
وحشی دل کیوں نہ یاں بے دام ہو نخچیر زلف

خال لب کہتا ہے اس کی مردمان چشم سے
میں سیاہ پوشوں میں اس تو خط کے اب ہوں پیر زلف

سانپ کے کاٹے کی ایسی لہر چڑھتی ہے کسے
سم قاتل جان عاشق پر ہے جوں تاثیر زلف

چاند سے مکھڑے کے تیرے گرد جالی کی طرح
روز و شب کیا خوشنما لگتا ہے رنگ قیر زلف

اس کے دیوانے نہیں کھاتے فریب حسن غیر
دام میں جس کے پری کو لائے ہے تسخیر زلف

دستخط خاص استاد جنوں سے ہے محب
نامہ اعمال عاشق یک قلم تسطیر زلف

☆ ☆ ☆

ہے مری چشم تر کو وہ عالم آب پر شرف
قطرے کو جس کے دیجئے در خوشاب پر شرف
بلبل و گل ہوں کیوں نہ محو ایسے کے رنگ رو کو دیکھ
جس کے عرق کی بو کو ہے بوئے گلاب پر شرف
ترک ادب نہیں جو ہم حضرت عشق کو کہیں
غیر جناب حق نہیں اس کی جناب پر شرف
اس کے خیال میں سدا زخمی جنگ عشق سے
ہر رگ دل کو اپنے ہے تار رباب پر شرف
خانہ کعبہ میں نہیں ڈھونڈو تو غیر سنگ و خشت
دوں اسے اپنے کب دل خانہ خراب پر شرف
منطق عشق کی ہوئی جس کی زباں رموز داں
ایک سخن کو اس کے ہے لاکھ کتاب پر شرف
پیتے ہوئے تجھے شراب دیکھ کے بزم غیر میں
سوز جگر کو میرے ہے بوئے کباب پر شرف
رو سے مشابہت تو کب ہو سکے ہے ہیچ وجہ
ہم تو نہ ماہ و خور کو دیں اس کے رکاب پر شرف
بادہ لعل سے کبھو ریش کو اپنی زاہدا
رنگے تو ہے کمال اسے رنگ خضاب پر شرف
داروئے بے ہشی سے ہے جس کی نگاہ نہ تند و تیز
رکھتی ہے اس کی چشم مست جام شراب پر شرف

ہو گئے اس قدر سفید شورش موج اشک سے
ہے تیری چشم کو محب چشم حباب پر شرف

☆ ☆ ☆

بند دل گل کی طرف اپنا نہ سنبل کی طرف
کھل رہی ہیں چشم اس رخسار و کاکل کی طرف
باغ میں اپنے دل صد چاک کے نالے کو سن
گاہ بلبل کی طرف دیکھوں ہوں گہ گل کی طرف
دیکھ اپنا حال دل اور جوش خوں ساقی بغیر
گاہ ڈھلتا ہوں طرف شیشے کے گہ مل کی طرف
سیل اشک اور قامت خم اپنا کر مد نگاہ
گاہ دریا کی طرف ناظر ہوں گہ پل کی طرف

سعی اپنی اور غرور اس کا کشش میں دل کی ہے　　گاہ طرف جہد اور گاہے توکل کی طرف
حال دل ترک ادب سے کہنے میں اس کے حضور　　دل کبھو جز کی طرف آتا ہے گہ کل کی طرف
اس کا ہنسنا اپنا رونا دیکھ کر مائل ہے دل　　گہ طرف ساغر کے گہ مینا کے قلقل کی طرف
عشق اس مہ وش کا دل کو ہر مہینے کھینچے ہے　　گہ ترقی کی طرف اور گہ تنزل کی طرف

دیکھتا ہوں اپنے دل کی اور اس کی اے محب
گاہ طرف یاد اور گاہے تغافل کی طرف

☆ ☆ ☆

نہ گل رہا چمن میں نہ فصل بہار حیف　　یوں دل کی دل میں رہ گئی خواہش ہزار حیف
مدفن سے عاشقوں کے وہ گلگوں سوار حیف　　قدرے عناں کشیدہ نہ گزرا ہزار حیف 241
آتش سے لالہ زار کی ہرکوہ و دشت میں　　اپنا دل برشتہ ہوا داغدار حیف
نظروں میں ہیں بتوں کی پر کاہ سے سبک　　سنگیں جنوں کا کوہ سے بھی ہے وقار حیف
دیکھا نہ اس نے چشم تلطف سے ایک بار　　آتا ہے اپنے جی میں یہی بار بار حیف
آنکھوں سے اس کی ہوتے ہی آنکھیں مری دوچار　　آنکھیں دکھائے گردش لیل و نہار حیف
جس نے کسو کے ایک سخن پر دیا ہو دل　　اس کے سخن کا اس کو نہ ہو اعتبار حیف
زلفوں کو شام غم میں جواس کے لگائیں ہاتھ　　کھا پیچ و تاب شانہ کہے مار مار حیف
تم نے مصافحہ بھی نہ دن عید کے کیا　　مجلس میں سب سے آپ ہوئے ہمکنار حیف

اس سروقد کے غم میں محب زندگی ہے جبر
آہیں جگر سے اٹھتی ہیں بے اختیار حیف

☆ ☆ ☆

نہ ہم محرم ہیں کافر سے ہیں نہ دیندار سے واقف　　نہ ان کے رشتہ تسبیح اور زنار سے واقف

نہ جوں خورشید ہیں عاشق سر و دستار سے واقف
نہ شکل ذرہ ہیں گفتار یا رفتار سے واقف

بہار اشک خونیں چھا رہی ہیں جیب و دامن پر
نہیں جز داغ دل سیر گل و گلزار سے واقف

شب غم میں قسم لیجے کہ غیر از آہ یا نالہ
دل غم دیدہ اپنا ہو کسی غمخوار سے واقف

بغیر از قامت خم یا سوائے آہ سرکش ہم
پئے جنگ عدو نہ تیر نہ تلوار سے واقف

نہ کہتا رب ارنی اور نہ جاتا طور پر موسی
اگر ہوتا بتوں کے جلوہ دیدار سے واقف

برنگِ غنچۂ تصویر اس گل رو کی مجلس میں
نہیں اپنا دل پر خوں لب اظہار سے واقف

صفائے قلب جوں آئینہ ہے جس کو بہر صورت
وہی ہے تیغ ابرو اور خط زنگار سے واقف

گہر باری پر اپنی ابر نیساں نت گرجتا ہے
نہیں حال دل پر خوں کے ہم اظہار سے واقف

اکڑنا بھول جاوے گا پھرے گا ٹھوکریں کھاتا
جو ہو گا سرو اس کی قامت و رفتار سے واقف

دو عالم سے نہیں محرم کجا دوزخ کجا جنت
محب ہے ورد نام حیدر کرار سے واقف

☆ ☆ ☆

242

دل اس کے دے کے میں انعام سے نہیں واقف
چہ جائے بوسہ کہ دشنام سے نہیں واقف

نظر میں جس کی ہے اس چشم مست کی گردش
وہ دور گردش ایام سے نہیں واقف

سوائے شیطنیت دخت رز کہ ناک میں ہے
یہ مست قاضی کے اعلام سے نہیں واقف

جو کشتہ ہے دہن و چشم کا تیری سرباز
وہ مغز پستہ و بادام سے نہیں واقف

میں اس کے عشق میں ہوں بے نشاں یہ حیرت ہے
کہ وہ پری تو مرے نام سے نہیں واقف

رکھیں ہیں عشق گل و سرو بلبل و قمری
سہی قدان گل اندام سے نہیں واقف 243

جنوں کو خط کے ہے آغاز میں خود آرائی
ہم ان بتوں کے کچھ انجام سے نہیں واقف

غلام بے درم و دام ہے محبت کا
محب ترا درم و دام سے نہیں واقف

☆ ☆ ☆

دل اس کے جوہر صمصام سے نہیں واقف / نصیب کے کوئی ارقام سے نہیں واقف
دیا ہے جب سے دل اس ہرزہ گرد کو ہمدم / قسم ہے یک نفس آرام سے نہیں واقف
خدا گواہ ہے میں شغل بت پرستی میں / سوائے عشق کسی کام سے نہیں واقف
جز اسم ذات نہیں ہم بقید تسمیہ / غرض رحیم سے یا رام سے نہیں واقف
جو عاشق رخ و زلف نگار ہے بے خود / وہ روز و شب سحر و شام سے نہیں واقف
دل اس کے عشق قد و زلف سے ہے سی پارہ / وہ طفل ابھی الف و لام سے نہیں واقف
[244] صدائے دوست کے رہتے ہیں گوش بر آواز / ہم عشق باز ہیں الہام سے نہیں واقف
یہ قصہ مختصر عرضی تجھے بنا بر شوق / لکھے دو حرفی ہی ابرام سے نہیں واقف
سوائے قاصد افغان و آہ بندہ نواز / غلام نامہ و پیغام سے نہیں واقف
فسونِ کارِ سیہ شیخ سیکھے ہے لیکن / گزند زلف سیہ فام سے نہیں واقف

شریک دور مے ناب تجھ سے غیر ہے یار
محب تو درد تہ جام سے نہیں واقف

☆ ☆ ☆

جس سے جی ملنے کو چاہے ہو نہ اس سے اتفاق / صبر اس موقع میں کیا تکلیف ہے بالائے طاق
دل کو تیرے بھی جو ہو آہٹ کسی کی چاہ کا / جب تجھے معلوم ہو پیارے ہمارا اشتیاق
عمر ساری روز و شب امیدواری میں کٹی / اس طرح کی زندگی اپنی تو اب دلبر ہے شاق
ایک ہمدم صبر اپنا تھا سو وہ بھی چل بسا / دیکھئے کیا دن دکھاوے ہم کو یہ درد فراق
کیا تبسم کیا نگہ کیا عشوہ کیا شوخی و ناز / غور کر دیکھا تو وہ عیار ہے عالم میں طاق
اس کے آگے بات منہ سے کاڑھنی دشوار ہے / بل بے تیرا بانکپن اللہ رے تیری طمطراق [245]

ہم تو کہتے ہیں رقیبوں سے سدا للکار کر | جو ہمارے سامنے ہووے نہ اس پر ہے طلاق

دور میں اس کے محب دیکھا نہ الفت کا چلن

سر بسر طینت میں رکھتا ہے فلک بغض و نفاق

☆ ☆ ☆

نہ کفر کے شائق ہیں نہ اسلام کے مشتاق | ہم ہیں بخدا اپنے دلارام کے مشتاق

ملنا تو نصیبوں سے میسر ہو تمہارا | رہتے ہیں فقط نامہ و پیغام کے مشتاق

دنیا میں جو تیرے ہیں رخ و زلف کے شیدا | دن رات ہیں وہ اس سحر و شام کے مشتاق

کرتے ہیں دعا تجھ کو دل و جاں سے میاں ہم | از بس ہیں لبوں سے ترے دشنام کے مشتاق

عالم کی طرف بزم میں شیشے ہی لنڈھائے | ساقی رہے ہم درد تہ جام کے مشتاق

آزاد مزاجوں کو کہاں ذوق اسیری | دنیا کے ہیں طالب درم و دام کے مشتاق

عاشق تری آنکھوں کے چمن زار جہاں سے | تسکیں کے لئے ہیں گل بادام کے مشتاق 246

از بس دل سودا زدہ اپنا ہے سیہ روز | رہتے ہیں تری زلف سیہ فام کے مشتاق

اپنا تو نشاں عشق میں ہم نے نہ رکھا خاک | اس فن میں رہے جان تلک نام کے مشتاق

اب زیر زمیں گردش افلاک کے ہاتھوں | اس دور میں ہیں یک نفس آرام کے مشتاق

معمور ہے حب اسداللہ سے دل و جاں

ہم کب ہیں محب ساز و سر انجام کے مشتاق

☆ ☆ ☆

یہ اب جو آپ کے ہیں سیر گلستاں کے رفیق | بہار میں تو یہ ہیں وہ کہاں خزاں کے رفیق

صداقت آپ ہی ہوتی ہے شہرہ آفاق | کہ مثل تیر نہ ہوں وقت پر کماں کے رفیق

رفیق کش ہے دیانت کے اس قدر گردوں | کہ مہر و مہ کو سمجھتا ہے قرص ناں کے رفیق

ہماری قدر ترے رو برو نہیں ورنہ
رفیق نان و زباں سب ہیں ہم ہیں جاں کے رفیق

تری جفا سے یہ بندے کو یادگاری ہے
ہوئے تھے ہم بھی اک ایسے خدائگاں کے رفیق

سیاہ روز ہیں اس واسطے زمیں پر ہم
کہ اپنے طالع واژوں تھے آسماں کے رفیق

قدم پراس کے عجب ذوق جانفشانی ہے
جو ہوئیں مرد زمانے میں قدر داں کے رفیق

شکستہ دل جو کریں ہیں کسی کی ہم راہی
تو ہیں وہ رہرو درمان و کارواں کے رفیق

ہجوم مور ہو جوں گرد تنگ شکر کے
بہت نکالے ہیں تو نے جہاں تہاں کے رفیق

بغیر واسطے اک صرف دید کے طالب
ہم ایک طرف ہیں اور تیرے سب جہاں کے رفیق

محب نباہ دیا خوب حق رفاقت کا
بھلا ہوئے تھے ہم اک اپنے مہرباں کے رفیق

☆ ☆ ☆

نہ چشم پوشی کر اتنی ظالم کبھو تو تھا تو ہی یار عاشق
تری تو ہوتا ہے اک نگہ سے تمام اے شوخ کار عاشق

ہمیشہ دربار تیرے در پر لگا ہی رہتا ہے صاحب من
ہزار ہر بار آویں جاویں نہیں جو اک بار یار عاشق

مدام کیفیتوں سے خالی بھرا رکھا جام درد سر کا
کبھو نہ بوسے سے لعل میگوں کے تو نے توڑا خمار عاشق

گل اپنے سینے کے داغ ہیں سب اور اشک کی آبجو ہے جاری
ہر ایک ہے آہ سرو رعنا یہی ہے باغ و بہار عاشق

اگرچہ تھا قیس دشت پیما و گرچہ فرہاد کو ہکن تھا
وہ کوہ تمکیں تھے جس سے اب تک رہا ہے سنگیں وقار عاشق

سوائے آہ جگر محباں بغیر داغ دل اے عزیزاں
کسو کی تکلیف شمع و گل کی نہیں ہے خواہاں مزار عاشق

جہاں ہو تاریک ایک پل میں تری گلی سے جو باد صرصر
خدا نہ کردہ چلے اٹھا کر فتاں و خیزاں غبار عاشق

جہاں میں ایسی نظر سے افتادہ کوئی شے بھی کسی کی ہوگی
گرا ہے چشم بتاں سے واللہ جس قدر آ غبار عاشق

بہار جاوید گھر میں رکھتا ہے آئینہ اس کے عکس رو سے
برنگ گل ہے ہمیشہ صد چاک غم سے جیب و کنار عاشق

کبھو تصور میں چشم کے ہے کبھو ہے سودائے زلف و رخ میں
کٹے ہے گردش میں دور گردوں کی زور لیل و نہار عاشق

اگرچہ روز شمار پر ہے وفا کا پیارے شمار عاشق   شمار اپنی جفاؤں کا بھی کبھو تو لازم ہے جی میں کرنا

سر اپنا رکھ لیوے ہاتھ پر تب قدم کا رکھنا ہو واں میسر
گلی سے قاتل کی یوں ہی دیکھا محب ہمیشہ گزار عاشق

☆ ☆ ☆

مری تپش کی کچھ اس کو خبر نہیں مطلق   اس آہ و نالہ میں شاید اثر نہیں مطلق
وفا تو سنتے رہے ہم کہ ہے زمانے میں   ولے کہیں بھی نہ دیکھا مگر نہیں مطلق
بہار ہو چلی آخر قفس سے ہم نہ چھٹے   چھٹے تو ایسی طرح بال و پر نہیں مطلق
گئے جو یار عدم کے سفر کو ہستی سے   سنی کسی نے انہوں کی خبر نہیں مطلق
ہمیں تو خاک بھی ہو کر نہ بھائے جیتے جی   تری گلی سے تو عزم سفر نہیں مطلق
قدم وہ عشق کے کوچے میں یار رکھتے ہیں   کہ جن کو سر سے گزرنے میں ڈر نہیں مطلق

اب اٹھ گیا ہے محب پردہ عیب پوشی کا
جب اس زمانے میں قدر ہنر نہیں مطلق

☆ ☆ ☆

248

لرزاں ہے مرے نالے سے جان و جگر برق   جلتے ہیں مری آہ کے شعلے سے سر برق
دیکھے جو تری بادلہ پوشی تو نہ نکلے   چادر سے کبھو ابر کے ملبوس زر برق
سنجاف تمامی کی وہ دامن میں ہے تیرے   ہو جس کی جھمک بادلوں میں تاج سر برق
تیرے در دنداں کو کہیں دیکھ مبصر   براق و صافی میں کہ ہیں یہ گہر برق
249
ہے قوس قزح اس ترے ابرو کے تصدق   اس شوخ نظر تیری کے قرباں نظر برق
آمد شد دم کیا کہوں اے ہمنفس اب تو   اس آہ شرر بار سے ہے رہ گزر برق
ساون کے اندھیرے میں میری آہ فلک پر   جوں خضر ہے شب تا بہ سحر راہبر برق

اس ابر و ترشح میں جو ساقی نہیں ہم پاس ساغر کی جھلک بزم میں ہے چشم تر برق
سبقت کرے چالاکی و چستی میں بہر گام اپنی تپش دل ہو اگر ھمسفر برق
سرخی تیرے عارض کی چمک دانتوں کی اے شوخ ہے چشم و چراغ گل و نور بصر برق
اس روئے درخشاں کے محب عکس سے ہر آن
گرنے کا ہے آئینے کے گھر پرخطر برق

☆ ☆ ☆

نالے کا اپنے گر شنوا ہوئے گوش برق رخصت ہو ہفت پردہ گردوں سے ہوش برق
اک آہ شعلہ بار ہماری کے سوز سے افسردہ خاطروں میں ہے جوش و خروش برق
کر ہوئے کیوں نہ سن کے مرا غلغل فغاں بیتابیوں سے گوش تپیدن نیوش برق
افلاک پر کبھو متحمل نہ ہوسکے دل کی تڑپ ہماری کا اک آن دوش برق
دیکھیں جو میری آہ شرر بار چرخ نے بولا یہ باغ عشق میں ہے گل فروش برق
پہنے لباس زر وہ پری وش جو ابر میں حیرت سے سب کہیں کہ یہ ہے چلہ پوش برق
نالے ترے کی اور کڑک ہے محب من
اک اخگر جہندہ ہے شکل خموش برق

☆ ☆ ☆

بادلوں کالے کے دل ہیں جنگ کا آہنگ برق شیشہ و دارو سے کیجے فتح ساقی جنگ برق
عشق کی بجلی گری ایسی نہیں دل پر کہ اب کیجئے اپنی حفاظت کو تلاش سنگ برق
جو تپش دل کی ہمارے ہے تری فرقت میں شوخ پائے وہ انداز بیتابی نہ پائے رنگ برق
چرخ لگتا ہے گھٹا کالی میں بگلوں کی قطار میکشوں پر لے چڑھا ہے فوج وہ ہم رنگ برق
چرخ زن تا چرخ دود آہ میرا دیکھ کر دودمان چرخ سے کم ہوئے نام و ننگ برق

ایک دم میں جل کرے ہفت آسماں یاں آہ سرد　　واں زمیں تک بھی نہیں سرگرم دو شبرنگ برق
دل کے آئینے میں عکس اس آتشیں رخسار کا　　سو دکھاتا ہے سبک چشمک زدن بیرنگ برق
بادلہ پوشی کو تیری دیکھ اے گل رشک سے　　خاک ہوں جوں غنچہ گردوں پر قبائے تنگ برق
دیکھ کر شوخی نگہ تیری کی ہو خجلت زدہ　　گر کے گڑ جائے زمیں میں شکل شوخ و شنگ برق
شاد ہیں باراں سے میکش کیوں نہ گردوں پر بجے　　رعد کا نقارہ یکسو اک طرف مردنگ برق
دل میں ہے اس شعلہ رو کے عشق کی آتش بھری
رنگ تیری آہ کا ہے اے محب ہم رنگ برق

☆ ☆ ☆

مزہ ہے شور جنوں ایک اور بہار ہے ایک　　فغاں ہے ایک مرا نالہ ہزار ہے ایک
عذاب قبر میں یہ دو عذاب عاشق کو　　خلاف وعدہ ہے ایک اور انتظار ہے ایک
جفا نہ تجھ سے ہوئی کم نہ مجھ سے عہد وفا　　وطیرہ ایک ہے تیرا مرا شعار ہے ایک
ترا تبسم لب ہو مسیح کس کس کا　　مثل ہے ایک کہ بیمار سو انار ہے ایک
بہار لاکھ چمن کی کروڑ بحر کی سیر　　چھب اس کے حسن کی ایک اپنی چشم زار ہے ایک
دیار عشق میں کیا بے کسی کا عالم ہے　　نہ درد یار ہے ایک اور نہ در دیار ہے ایک
فراق و رخصت و صبر و شکیب ہیں تنہا　　یہ غم سب ایک ہیں تنہائی غمگسار ہے ایک
عدو بہت ہیں تو کیا غم کہ مرنے والے کو　　مقابل ایک کے لے سو سے تا ہزار ہے ایک
بہت دنوں سے محب مانگتا تھا دو بوسے
سو اس نے آج دیا ایک ابھی ادھار ہے ایک

☆ ☆ ☆

اس گلستاں میں شگفتہ ہو دل صد چاک خاک   پھول سے مکھڑے ہوئے ہیں یاں بزیر خاک خاک
کیوں نہ ہو انساں کی (مانی) سجدہ گاہ خاص و عام   آب و آتش باد پاکیزہ اور ان سے پاک خاک
پیس کے گیہوں کو جوں آٹا کرے ہے آسیا   یوں خلائق کو کرے ہے گردش افلاک خاک
تم نے برسوں آب پاشی اشک کی برباد کی   آتش دل سرد کی اے دیدہ نمناک خاک
گندہ تر ہے لائے مے سے بھی ترے باطن کا حال   پاک ہے ظاہر ترا اے زاہد ناپاک خاک
ریش بابا ایک قسم انگور ہے اے اہل ریش   چشم خواہش سے رکھو ہو دخت رز پر تاک خاک
آج ان سے کر خلاصی چاہیے کل اور سے   لولی دنیا پہ منعم کھاتے ہیں اساک خاک
اب کے پھر آتے ہی فصل گل جنوں پیدا کیا   ہے دل دیوانہ تیرا فہم اور ادراک خاک
آتش گل سے کسی دن مفت جل کر ہوئے گا   آشیاں تیرے کا اے بلبل خس و خاشاک خاک
خاک پر میری جو آیا کر خدا سے ڈر کبھو   عشق میں تیرے ہوا ہوں اے بت بے باک خاک
بات جھوٹے کی نہ ہو ہم سنگ سانچے سے کبھو   ہو تراشے سے بلور الماس اے حکاک خاک
غلہ خلقت سے ہے ان کا نرالا اکل و شرب   ہے بجز خون جگر عشاق کی خوراک خاک
چھپتی پھرتی ہے فلک پر ابر میں روپوش ہو   شوخ چشمی سے بتاں کی برق ہے چالاک خاک
نخل مسک کی گرہ کو کھولے ہے آب عنب   اس کی کیفیت کو پہنچے نشہ تریاک خاک

ہیں محب جو اس لباس خلق سے دامن فشاں
واسطے عریاں تنی کے جن کی ہے پوشاک خاک

☆ ☆ ☆

طاقت ہے قدم بوس کی کس کو سر پا تک   ہاتھوں سے تری کشتہ حسرت ہے حنا تک
جوں قالب بے جان کی رہ جائیں کھلی چشم   جو ہیں وہ چلا وہ ہیں میں بے بس ہو رہا تک
جو خوش ہیں ترے سایہ دیوار سے پیارے   پروا نہیں کس واسطے ہوں بال ہما تک

اس باغ میں جوں غنچہ تصویر دل اپنا   واشد کی توقع نہیں رکھتا ہے صبا تک
ہم اس بت کافر کی پرستش میں ہیں اے شیخ   آنکھوں سے جسے پوجیں ہیں مردان خدا تک
اے آہ تری تا بفلک جاتی پر افسوس   پہنچی نہ کبھی بام و در اس کے کی ہوا تک
تو گالیاں گو لاکھ ہمیں دے ہے دیا کر   اپنی ہے رسائی تری خوبی کی دعا تک
پہنچا نہ ترے لعل کے بیمار کا احوال   اعجاز مسیحا سے تمنائے دوا تک

دیتے ہیں عبث بلبل گلزار سے نسبت
نالے کے محب عاشق بے برگ و نواتک

☆ ☆ ☆

251

دل دیکھ کے اس زلف کی تصویر یکا یک   دیوانہ ہوا قابل زنجیر یکایک
فرصت نہیں ملتی کہ کوئی جان بچاوے   چلتے ہیں نگہ تیری کے یوں تیر یکایک
قاتل سے کہو نعش ہماری کو چھپاوے   ہو جاوے نہ اس خون کی تشہیر یکایک
صیاد نہ کر ظلم کہ بے خواستہ ہم کو   لائی ہے ترے دام میں تقدیر یکایک
ہم کہتے ہیں اب دل نہ لگاویں گے کسی ساتھ   دیکھ اس کے گئے بھول وہ تدبیر یکایک
اس گل کی عجب خو ہے کہ جوں غنچہ تصویر   ہر بات میں ہو جائے ہے دلگیر یکایک
اب سیکھے ہو یہ چال کہ جس تس کی طرف گھور   تم کھینچنے لگ جاتے ہو شمشیر یکا یک
وہ ہم ہی ہیں اس ڈھب کے گناہ گار تمہارے   ہر بات میں ہوں لائق تعزیر یکایک

روشن کرے یوں دل کو محب عشق کی تاثیر
جوں مس کو طلا کرتی ہے (اکسیر)[252] یکایک[253]

☆ ☆ ☆

ہیں یہ اختر اشک خوں از چشم گریان فلک   دود آہ خلق سے پر ہے شبستان فلک

گردش گیتی میں کیا بیکار رکھتا ہے ہمیں　　نقطہ پرکار کی مانند دوران فلک
بے حجابی سے اگر حسن صنم ہو جلوہ گر　　ڈھانک لیوے منہ پہ شمع طور دامان فلک
شوخی مہتاب اے کان ملاحت تجھ بغیر　　زخم دل پر ہے مرے شور نمکدان فلک
چاک کرنا جیب کا ہر دم ہمارا دیکھ کے　　خندہ زن ہے صبح پر چاک گریبان فلک
خوردنی ہے زخم دل نوشیدنی ہے خون دل　　جو کوئی دنیا میں ہو مہمان برخوان فلک
ہیں یہ آخر سب شرارے آہ تیری کے محب
جیسے ہے شب تا سحر روشن چراغان فلک

☆ ☆ ☆

تو دے ہے جام غیر کو بھر بھر چھلک چھلک　　حسرت سے جاتے ہیں مرے آنسو ڈھلک ڈھلک
ہے دیدہ پر آب میں مکھڑے ترے کا عکس　　دریا میں آفتاب کرے ہے جھلک جھلک
ہوتے ہی سامنے رگ جاں سے ہوئیں دوسار　　نشتر سے کم نہیں تری ظالم پلک پلک
ان میں کہاں یہ حسن کہاں یہ ادا و ناز　　قدرت ہے کہہ سکیں تجھے حور و ملک ملک
تجھ چشم مست سے مے گلگوں کا جام میں　　کرتا رہا مدام کلیجا تھلک تھلک
روئے زمیں پہ حسن کے جلوے کو اس کے دیکھ　　خجلت سے آفتاب پھرے ہے فلک فلک
تجھ بن چمن میں پھولے ہوئے پھول دیکھ کر　　اپنا تو دل جگر ہوا سارا پھلک پھلک
دیکھیں گے پھر بھی اس کو محب ہم اس آن میں
وہ بہکنا نشے میں وہ گانا للک للک

☆ ☆ ☆

دل سے نکل جو چہرے پر آئے شکست رنگ　　دے اشک گوہری سے بہائے شکست رنگ
یا رب نہ ہو شکستگی رنگ گل رخاں　　ہے رنگ عاشقاں ہی برائے شکست رنگ

عشاق کے تو یار کے گلقند لب سوا — لقماں سے بھی نہ ہوئے دوائے شکست رنگ

اس گل کی شہر عشق میں نقشے سے ہے درست — عاشق کے قصر دل کی بنائے شکست رنگ

اے بلبلو فغاں کبھو اس گل کے ہجر میں — دیکھا نہ روئے گل کو سوائے شکست رنگ

عشاق کو موافقت گل زمین عشق — ہے چار فصل آب و ہوائے شکست رنگ

فصل خزاں میں نالہ و افغان عندلیب — پھونکے ہے گوش گل میں صدائے شکست رنگ

اس رشک گل سے دور سرانگشت برمژہ — باندھے ہے خون دل سے حنائے شکست رنگ

ایسے لکھ اس غزل کو غزل در غزل محب
رنگ سخن میں غیر کے لائے شکست رنگ

☆ ☆ ☆

اس گل تک اب پہنچنے نہ پائے شکست رنگ — یا رب کہیں شکستہ ہو پائے شکست رنگ

پہنچا خزاں کا قافلہ گلزار تک جو ہے — صوت ہزار بانگ درائے شکست رنگ

قابل کب استخواں سے ہے جز روئے عاشقاں — ہے یہ خورش پسند ہمائے شکست رنگ 254

آئینہ دیکھنے میں نہ زلف سیہ کو کھول — خورشید پر بلا نہ بلائے شکست رنگ

سنگ گران عشق میں اپنا تو بند بند — ہے سب شکست خوردہ چہ جائے شکست رنگ

سیاغ رنگ عشق جو میں ہوں وہ رو کے — چاہے درست رنگ دکھائے شکست رنگ

اس اپنی آہ سرد چھٹ اس گلعذار کو — یا رب لگے نہ گرم ہوائے شکست رنگ

بلبل شکست دل ترا ہونا درست ہے — گل پر خزاں کی دیکھ جفائے شکست رنگ

یاں گل رخوں کے معرکہ عشق میں محب
دیکھا نہ روئے فتح ورائے شکست رنگ

☆ ☆ ☆

تجھ بن میں مرچکا ہوں پر اے یار اب تلک　　باقی ہے جی میں حسرت دیدار اب تلک
سبزہ نمود ہونے نہ پایا تھا باغ میں　　ہم جب کے ہیں قفس میں گرفتار اب تلک
دیکھا جو مجھ کو نزع میں کہنے لگا کہ خیر　　جیتا رہا ہے تو ارے بیمار اب تلک
اس میرزا جواں کے اگرچہ خط آ چکا　　لیکن ادا و ناز ہے خونخوار اب تلک
لاکھوں ہی عاشق اس نے کیئے قتل اے محب
ہے ناز کی کھنچی ہوئے تلوار اب تلک

☆ ☆ ☆

کاٹے اوقات دنیا میں کسی ڈھب سے الگ　　اک مکاں گر ہاتھ آوے بے خلل سب سے الگ
جب سے لگ چلنا کیا غیروں سے اس نے اختیار　　ہم بھی جبرا" صبر کر کے ہو رہے تب سے الگ
ہائے رے کافر ادا اللہ رے یہ بانکپن　　وضع اس کی سب طرحداروں کی ہے چھب سے الگ
حلقہ دہنی کے در یاقوت سے کیونکر نہ ہوں　　ایک دم دیکھے نہ اس کے آتشیں لب سے الگ
بے تکلف ہو گلے سے لگ کے سو رہتا تھا یار　　اب سرک سوتا ہے کروٹ بے کیئے شب سے الگ
زاہدو بحثو ہو تم مستوں سے ناحق کس لئے　　مشرب ان کا ہے تمہارے دین و مذہب سے الگ
ہم اجارے میں محالات محبت رکھتے ہیں　　اس خراب آباد کی جاگیر و منصب سے الگ
میں کیا تحصیل استاد جنوں سے درس عشق　　دہر بے معنی کے سب اطفال مکتب سے الگ
اہل دنیا کے جو ہم طالب ہوں، کس خاطر محب
کام میں مطلوب کے ہیں اپنے مطلب سے الگ

☆ ☆ ☆

ہم دگر مومن کو ہے ہر بزم میں تکفیر جنگ　　نیک صلح کل ہے بد ہے با جوان و پیر جنگ
شاعری کا قطع جامہ شان پر جن کے ہے وہ　　کب کریں ناشاعروں سے ہو گریباں گیر جنگ

شاعری میں جنگ کا منبع ہے کہنا ہجو کا
شعر کی کاہے کو ہے تحریر یا تقریر جنگ

خبث باطن ہے جسے ظاہر ہے اس کے قال سے
ہو جہاں وہ شعر خواں واں ہو بلا تاخیر جنگ

جوں نگاہ یار تیر بے کماں ہے اپنی آہ
ہم نہیں کرتے عدو سے با کمان و تیر جنگ

زلف اور کاکل کے مضموں پر اگر کھا پیچ و تاب
کوئی ناشاعر جو شاعر سے کرے تدبیر جنگ

کہتے ہیں عاقل اسے کج بحث دیوانہ ہے یہ
چاہے ہے ہر اک سے اپنی توڑ کر زنجیر جنگ

ہاتھ میں تیرے قلم منہ میں زباں سیف دو دم
یوں صف شعراء میں ہوتی ہے بہ تیغ و تیر جنگ

پیش دستی جو کرے اس معرکہ میں اے محب
مرد میدان سخن اس کو کہیں شمشیر جنگ

☆ ☆ ☆

ہم سوختہ نالاں ہوں اگر متصل سنگ
جوں موم پگھل آب ہو بہ جائے دل سنگ

دل پر مرے یوں عشق گراں بار بتاں ہے
سر پر دھری شیشے کے ہو جس طرح سل سنگ

سختی میں جو اس بت کا ہے دل اس کے مقابل
جوں موم ہے بگداختہ تر آب و گل سنگ

ہم نے تو ترا کوہ غم عشق اٹھایا
فرہاد کی گو روح رہی منفعل سنگ

شوخی کو صنم میرے کی واللہ نہ پہنچے
آذر کی تراشی ہوئی شکل سجل سنگ

پاؤں تلے اس بت کے پگھل جائے ہے جوں موم
نقش قدم سنگ ہے سختی گسل سنگ

مانی سے بھی مانا نہ بنے روئے صنم سے
کھینچے جو شبیہ بت چین و جگل سنگ

ساقی جو نہیں گردن مینا میں بٹھا کر
مستوں نے رکھا جام بلوریں سے غل سنگ

مجنوں کے ترے نالے نے از بسکہ کئے آب
اطفال ہیں بے چارے کھڑے سب خجل سنگ

تلوار سے دیوانے کو کر اپنے صنم قتل
لڑکوں کے تو ہاتھوں سے نہ کر مبتذل سنگ

باروت سا جوں آہ شرر بار اڑاوے
شعلہ ہو محب عشق کا گر مشتعل سنگ

☆ ☆ ☆

گلزار کا جہاں کے نظر کر کے رنگ ڈھنگ
واشد سے غنچہ وار دل اپنا ہوا ہے تنگ

اس سنگ دل پری کے تلون مزاج سے
دل ہے برنگ بوقلموں شیشہ رنگ رنگ

کر زندگی جہاں میں سبکبار اسقدر
لوح مزار بھی تری چھاتی کا ہو نہ سنگ

شیران راہ حق کو ہر اک سایہ درخت
آسودگی کے واسطے ہے نیند کا پلنگ

ساتوں طبق کو توڑ کے ہووے ابھی دو سار
افلاک پر چلائیں جو ہم آہ کا خدنگ

جس گل کے آب و رنگ کو عبرت سے کی نگاہ
شبنم کی طرح دوش ہوا پر ہے بے درنگ

دریائے موج خیز سے اس کو نہیں خطر
تھامے جہاں میں نشہ دولت کی جو ترنگ

ہستی میں آ کے خاک نہ دیکھا بجز عدم
افسوس دل کی دل میں یونہی رہ گئی امنگ

آئینہ وار ظاہر و باطن کو صاف رکھ
عریاں تنی سے تجھ کو محب پھر غلط ہے ننگ

☆ ☆ ☆

تصویر میکشوں میں جو جھمکے ہے آب رنگ
نقاش سے نہ ہو یہ بجز آفتاب رنگ

اس چشم میں جو غیر کی دے ہے شراب رنگ
اپنے دل برشتہ کا ہے جوں کباب رنگ

اس گل کی گر نشے میں پڑے آنکھ بحر پر
یاقوت کا ہر ایک نکالے حباب رنگ

کیا جلوہ گر ہے خرمن گل پر برنگ برق
رخسار آتشیں کا ترے شعلہ تاب رنگ

جوں مہر و ماہ گو ہے تجھے روز و شب حجاب
عالم کی چشم میں ہے ترا بے حجاب رنگ

چار ابروئی سے رکھتی ہے شکل خط شعاع
اس ماہ رو کے چہرے کی لوح کتاب رنگ

نظارے کی کب اس کے کوئی چشم تاب لائے
رکھتا ہے آفتاب سا جس کا نقاب رنگ

گلگوں مرا بھی اشک ہے اس گل کے ہجر میں
رکھتا ہے ورنہ کاہے کو جوں گل گلاب رنگ

پژمردہ گل ہوں از نظر افتادہ بہار　　احوال سب شکستہ ہے میرا خراب رنگ
گرگٹ کی طرح سرخ و سفید و کبود و زرد　　بدلے ہے شیخ ریش کا تیری خضاب رنگ

خون محب سے جلد نگاریں کر اسپ کو
اے گل حنا کا شوخ ہے پادر رکاب رنگ

☆ ☆ ☆

گل کر دیا جو صرصر غم نے چراغ دل　　روشن کریں گے مہو یکتا ہی داغ دل
اس مہوش سے ذرہ جو صحبت ہو آئی گرم　　خوش طالعی سے اب ہے فلک پر دماغ دل
دو ہمدم ایک جا ہوں تو پست و بلند چرخ　　دے خاک شکل شیشہ ساعت فراغ دل
جوشاں ہے دیگ سینہ مدام کہ عشق کی　　پھونکے ہے آتش آہ درون اجاغ دل
ہے صحن سینہ سب گل آتش سے داغ داغ　　پھولا ہے بسکہ حسرت تازہ سے باغ دل
کوچہ پری وشوں کا بھی حیرت کا ہے مقام　　گم ہو کے واں ملے تو ہے عنقا سراغ دل
دیکھا نہ دست مرتعش چرخ سے کبھو　　لبریز ہو شراب طرب سے ایاغ دل
ہم باز آئے طائر جاں کرنے سے نثار　　چھڑواؤ تم رقیب سیہ رو سے زاغ دل

اپنا تو غیر بلبل و آہ و فغاں محب
آواز بوم و چغد سے خالی ہے راغ دل

☆ ☆ ☆

رکھ خاک پر مری تو ہے اے گل چراغ و گل　　ہو فرق رنگ و بو نہ تو یکساں ہے داغ و گل
ہمدم نہ گور پر مری لانا چراغ و گل　　یاں ہے دل و جگر کے تر و تازہ داغ و گل
بندھ جائے یہ سماں تو کریں سیر باغ و گل　　فصل بہار و ساقی و دور ایاغ و گل
جز خال عارض اس کے کسو باغ میں کہیں　　اے عندلیب دل نہیں دیکھا ہے زاغ و گل

داغوں سے سینہ داغ ہے ویراں ہے غم سے دل
ہے دیدنی یہ لالہ رخاں باغ و راغ گل

اے ہم نواؤ تنگ ہیں جیسے قفس میں ہم
تم کو ہیں چہچہے دل کے بافراغ و گل

ہے انقلاب چرخ مصور بھی کیا عجب
کھینچے بجائے بلبل و گل اب کلاغ و گل

کس گلعذار کا یہ بغل تکیہ ہے نسیم
نرگس جو ہے چمن میں بہ شکل جماغ و گل

از بس دمک رہا ہے گل داغ عشق یار
سینے میں ہے دل و جگر اپنا اجاغ و گل

توام ہیں رنگ و بو میں کہ ہیں برسر ہوا
خود رفتگاں کے نقش قدم کا سراغ و گل

نقل مکاں سے ہوتے ہیں وہ تو خلل پذیر
باغ جہاں میں اے محب اپنا دماغ و گل

☆ ☆ ☆

255

ہزار صاحب تدبیر ہو تو کیاحاصل
موافق اس سے نہ تقدیر ہو تو کیا حاصل

ملے سے عاشق و معشوق کے پڑے ہے قدر
جدا کمان سے گر تیر ہو تو کیا حاصل

گرے جو یار کی نظروں سے پھر وہ غیروں میں
ہزار صاحب توقیر ہو تو کیا حاصل

نہ حرف ہو نہ حکایت خموش مجلس عشق
بہ شکل صفحہ تصویر ہو تو کیا حاصل

کتاب حسن کی تفسیر خط کے آنے پر
خط طلا سے جو تحریر ہو تو کیا حاصل

جنوں کے ہاتھ سے گو ہوگیا گریباں چاک
256 جو سب کے پاؤں میں زنجیر ہو تو کیا حاصل

جہاں کو پائے قناعت سے اے محب کر سیر
جو دست حرص گلوگیر ہو تو کیا حاصل

☆ ☆ ☆

کسو دیوانے کا رکھتی نہیں زنجیر خیال
میرے ہی دل کے پڑی زلف گرہ گیر خیال

قید کا رکھتی تھی دیوانے کی زنجیر خیال
آخر اس دل کے پڑی زلف گرہ گیر خیال

شکل ابرو کی تو تھی گوشہ خاطر میں کماں
دل نے یکسر تری مژگاں کو کیا تیر خیال

ہے اثر سبزہ خط میں ترے ایسا جس طرح
نشہ بنگ کی دکھلاتی ہے تاثیر خیال

خم ابرو کا اشارہ ہے کفایت ہم کو
کھینچنے کا نہ کبھو کیجیو شمشیرخیال

روز غصے ہی وہ ناحق جو رہے ہے مجھ پر
کی تھی کیا یار نے ایسی مری تقصیر خیال

جو مقدر ہے وہی ہوئے گا کرتی ہے عبث
آگے تقدیر کے بے فائدہ تدبیر خیال

نہ کھنچے صورت یوسف کے سوا یار تری
کھینچنے کا جو مصور کرے تصویر خیال

غیر تسلیم و رضا اور اسے کیا مقدور
ہاتھ دھو کر پڑے جس شخص کے تقدیر خیال

اے محب تم بھی ہوئے ہو کہیں عاشق ورنہ
اسقدر کس کا رکھے ہے تمہیں دلگیر خیال

☆ ☆ ☆

تم تو ہو راگ سے اور نشہ مے سے مشغول
ہم تمہاری ہیں سدا عشق کی لے سے مشغول

ہے وہ کیا چیز جہاں میں جو ہو تجھ سے خالی
ہوئیں ہم تیرے سوا کونسی شے سے مشغول

عشق کا کوچہ تحقیق سمجھتے ہیں اسے
تب ہیں بے برگ و نوا نالہ نے سے مشغول

نہ ہمیں دین کی پروا ہے نہ دنیا کی چاہ
تیری ہی یاد میں رہتے ہیں کچھ ایسے مشغول

کہیں ہم کس سے خدا جانے ہے یا دل جانے
شغل میں تیری محبت کے ہیں جیسے مشغول

جوں کماں گوشہ نشینی نہ ہو مفلس سے کبھو
خانہ در خانہ رہے قوت کی نے سے مشغول

کیوں محب اپنی ہی صورت سے شناسا نہ رہے
ہوئے تم کس کے تصور میں یہ کیسے مشغول

☆ ☆ ☆

آج تو چل کر پئیں گلشن میں ہم تم مل کے مل
غنچہ ہے شکل صراحی جام ہے گل کھل کے کھل

باغ میں دنیا کے جو گل دیکھئے پڑھیے درود — رشک گل تھے یہ سبھی مکھڑے جو ہیں اس گل کے گل
خار و خس مژگاں کے کب ہوں سد راہ سیل اشک — اس کی شورش توڑ دے دریا کا پل میں مل کے پل
عالم ہستی میں جو رکھتا ہے تیرا شغل عشق — پہنچے ہیں ملک عدم تک یار اس شاغل کے غل
ہوئے قل پھر عشق کے میزاں میں ہم تک ان سے کون — بیٹھیں گر عشاق تیرے لعل لب کے مل کے تل
دوستاں جو کشتہ تیغ نگاہ یار ہو — قلقل مینا سے ہیں معقول اس عاقل کے قل

مصرع سودا محب ورد زباں کر روز و شب
کھول دو مشکل کشا عقدے مری مشکل کے کل

☆ ☆ ☆

گھر سے میاں برائے نبی و علی نکل — اب تو ہماری جان بدن سے چلی نکل
یوں نوک ہر مژہ پہ نمایاں ہے لخت دل — جس طرح شاخ گل سے رہی ہو کلی نکل [257]
شب کو سنا ہے کچھ تو مرا سوز دل کہ صبح — محفل تری سے شمع گئی دل جلی نکل
یارو برا نہ مانیو عالم میں کیف کے — جاتی ہے بات منہ سے بری یا بھلی نکل
مدت کے بعد کل جو ملا راہ میں وہ شوخ — دھتی دے اس گلی سے گیا اس گلی نکل
گھر سے نکلنے کا ترا وعدہ تھا صبح کا — اب تو دوپہر بھی مرے صاحب ڈھلی نکل

اے برق لے پناہ فلک پر شتاب سے
جوں تیر آہ دل سے محب کے چلی نکل

☆ ☆ ☆

بیشتر ابر و ہوا میں خوشنما ہے رنگ گل — نشہ مل سے مگر مل کر بنا ہے رنگ گل [258]
اس گل عارض کو جوں خورشید تاباں دیکھ کر — شبنم بیتاب ہو کر اڑ چلا ہے رنگ گل [259]
یار کا وعدہ ہمارا صبر شبنم اور حباب — مل کے یہ عنصر مگر خلقت ہوا ہے رنگ گل

چشم ظاہربیں میں گل کا دیکھنا رکھتا ہے لطف
دیدہ عبرت سے گر دیکھے ہوا ہے رنگ گل

تیر ہے از بسکہ نوک خار عشق عندلیب
ہر سر انگشت گلچیں پر حنا ہے رنگ گل

کھنچ رہی ہے اے شہیدان جنوں تیغ بہار
خون بلبل باغ کے سر پر چڑھا ہے رنگ گل

عکس چشم مست ساقی سے چمن میں بزم کے
مے نہیں جام بلوریں میں بھرا ہے رنگ گل

جب سے دیکھا لعل لب تیرے کو اے غنچہ دہاں
چشم نرگس میں برنگ کہربا ہے رنگ گل

اے محب چہرے پر اس کے ہے عرق سے وہ بہار
جس کے ہر قطرے کے آگے کہہ تو کیا ہے رنگ گل

☆ ☆ ☆

ابر و باراں کو نہ لوں دیدہ نمناک کے مول
صد چمن گل نہ خریدوں دل صد چاک کے مول

جو مبصر سخن صاف کے گاہک دیکھے
درج کو پھر نہیں لیتے در ادراک کے مول

دل پُرآبلہ میرے کو جو لے گا ساقی
نرخ پر ٹوٹے ہوئے شیشہ ناپاک کے مول

بکنے آوے بہ چمن نکہت گل کا جو حریر
لیوے بلبل میرے گلرو کی یہ پوشاک کے مول

خاکساری کی زمیں، جن کی نگاہیں ہیں بلند
وہ نہ بیچیں کبھو نخوت کے نہ افلاک کے مول

ممسکی کے لئے جیتے ہیں یہ اہل دنیا
دیں فروشی کریں یک حبہ امساک کے مول

گل و بلبل کے نہ سودے میں خلل کر گلچیں
رخت گل اس کے ہے شایاں نگہ پاک کے مول

لخت دل کے جو عقیق جگری ہیں ان کو
یہ بتاں لیں ہیں تراشیدہ حکاک کے مول

پھونک دے رشک سے گو اس کو فلک پر نہ بکے
برق رخشندہ ترے غمزہ چالاک کے مول

اس کے کوچہ کے جو ہیں خاک نشیں وہ کب لیں
فرشاہی کو وہاں کے خس و خاشاک کے مول

بیچ میں قامت خم کے بہ نماز معکوس
شاخ طوبیٰ کو لیا شیخ نے مسواک کے مول

خاک پا شاہ نجف کی جو محب ہاتھ آوے
آبرو دیویں فلک پر سے ملک خاک کے مول

☆ ☆ ☆

ہے اس شراب شوق سے لبریز جام دل — شاید ترے لبوں سے میسر ہو کام دل
اک آہ سرد ہے کہیں اس کا نشاں نہیں — سینے میں شعلہ بار جو سنتے ہیں نام دل
نامے سے ہے جواب کی منت وگرنہ جلد — پہنچے ہے آہ لے کے ہمارا پیام دل
برگشتگی و آس روی سب اسی سے ہے — ہے دست اختیار میں جس کے زمام دل
شور و فغاں ہے مطلع دیوان عاشقاں — ہے مد آہ مقطع سوز کلام دل
شب نافہ ختن ہے سحر غنچہ سمن — ہے تیرے زلف و رخ سے عجب صبح و شام دل

دیکھا محب یہ سبز خطوں کے فریب کو
کس ڈھب سے ظالموں نے بچھایا ہے دام دل

☆ ☆ ☆

خدا کا شکر ہے کوئی نہیں ہے ہمنشین دل — صنم کے نام کا کندہ ہوا جس سے نگین دل
رگ جاں سے جو یہ خون جگر آتا ہے آنکھوں میں — کیا ہے پنجۂ غم نے فشار آستین دل
غرور وصل سے سر بر فلک تھا اب جدائی میں — زمیں فرسودہ ہے جوں نقش پا یارب جبین دل
نہ بویا عشق دہقانی بغیر از تخم داغ اس میں — رکھی گو اشک کی بارش سے برسوں تر زمین دل
مکاں شایان ہیں دونوں اگر کیجے قدم رنجہ — رواق چشم بھی مطبوع ہے اور شہ نشیں دل
نہ رکھ ہر جا قدم نازک کف پا برگ گل سے ہے — سوا عاشق کے جوں عینک بہ چشم دور بین دل
ترا دل سنگ یا فولاد ہے ناصح خدا جانے — خمیر اپنا تو ہے عشق بتاں سے ما و طین دل
انہیں سب مردم بینا خیانت پیشہ جانیں ہیں — کیا میں دیدہ و دانستہ آنکھوں کو امین دل

تیری فرقت سے اے ساقی محب نے بزم دوراں میں
بھرا ہے بادہ خون جگر سے ساتگین دل

☆ ☆ ☆

مل اس پری سے کیا کیا ہوا دل   شیدا ہوا دل رسوا ہوا دل
برق تجلی دیکھ اس نگہ کی   جوں طور جل کر سرما ہوا دل
اس سنگ دل کی میخوارگی سے   خون جگر میں مینا ہوا دل
ہیں مختتم یہ خونبار آنکھیں   جن کی بدولت دریا ہوا دل
جوش جنوں سے عشق بتاں میں   سینا ہوا کوہ صحرا ہوا دل
سوزاں ہے از بس داغ محبت   ایک ایک کا سا شعلہ ہوا دل
یونہی محب تھی خواہش خدا کی
اب تو بتاں کا بندہ ہوا دل

☆ ☆ ☆

نہیں ہیں اتنے تو ہم اس کی چاہ کے بسمل   ہزار جاں سے ہیں جتنے نباہ کے بسمل
جگر ہے ان کے جو تجھ سے ہمیشہ ملتے ہیں   ہمیں ہیں یک نگہ گاہ گاہ کے بسمل
امید زیست ہے تیغ و سناں کے زخمی کو   نہیں جو بچتے ہیں تیر نگاہ کے بسمل
سیاہ بخت ہیں زلف سیاہ کے مارے   سیاہ روز ہیں چشم سیاہ کے بسمل
گنہ نکردہ ہے ظالم سے عذر خواہی میں   ہم اپنے دل کے ہیں عذر گناہ کے بسمل
گرا ہے جب کوئی گھائل تو واہ واہ کرو   میاں تمہاری ہیں اس واہ واہ کے بسمل
تڑپتے ہیں جو ستارے فلک پہ شب تاصُبح
محب یہ سب ہیں مرے تیر آہ کے بسمل

☆ ☆ ☆

جز یاد حق نہ صبح کو ہنگام سیر بول   کرتے ہیں اس کا ذکر ولا وحش و طیر بول

یہ ہے روا کہ بزم میں تیری حضور یار
بیٹھے ہیں غائبانہ برا ہم کو غیر بول

دل خانہ خدا ہے جدا اہل عشق کا
تو خواہ کعبہ بول اسے خواہ دیر بول

ہمدم میں صلح کل میں ہوں بے جنگ و بے جدل
کیوں شیخ و برہمن کریں ہیں مجھ سے بیر بول

گزرے گا روز دیکھیے کل کس عذاب سے
چلتے ہیں آج یار سے ہم شب بخیر بول

چھڑتی ہے بارے عشق فرنگی پسر میں زور
ہر دم جگر سے آہ نکلتی ہے فیر بول

دل آشنا نہ اس سے ہو مت آپ کو ڈبو
تو جا سکے گا عشق کے دریا کو پیر بول

شاید خلاف مرضی بھی کچھ دے اٹھے جواب
زنہار غیر سے نہ میاں مجھ بغیر بول

پردے سے ذکر ہاتھ نکلنے کا ہے جو سچ
تو بھی محب علی کو خدا جوں نصیر بول

☆ ☆ ☆

اس لب شکر کے وصف میں شک کر نہ بات بول
بے شک جو بولتا ہے محب تو نبات بول

جور و ستم سوا بھی تو معشوق اپنے کے
عاشق اگر ہے ذات کا تو کچھ صفات بول

رخ روز روشن اس کا ہے کر قصہ مختصر
زلف سیہ کے طول کو فرقت کی رات بول

کم خضر سے نہیں جو خط سبز پشت لب
چاہ ذقن کو چشمہ آب حیات بول

مژگاں اگر نگار کے ہیں واسطے قلم
مردم کو نکتہ چینی سے اے دل دوات بول

اس نکتہ چیں کی بزم میں جائے سخن نہیں
اے دل جو بولتا ہے تو رمز و نکات بول

عاشق کے دل کا عرش سے توام ہے مرتبہ
زاہد حرم کہہ اس کو تو یا سومنات بول

پھرتا نہیں ہے زندہ دل شغل عشق دوست
شیخ اس کے حق میں کچھ نہ حیات و ممات بول

اثبات کا جو شوق ہے اثبات سے تجھے
تو نفی حق نہ بول جہاں بے ثبات بول

جو ایک رات دن بھی کٹے خوش جہان میں
اس رات دن کو عید کہہ اور شب برات بول

موجود یاں وجود و عدم ہے محب من
تو مت زباں سے نیک و بد کائنات بول

☆ ☆ ☆

یوں دل کا ترے آگے ہے جل جانے کا عالم
جوں گرد سر شمع ہو پروانے کا عالم
ہے تازگی روح ترے آنے کا عالم
مر جانے سے بدتر ہے ترے جانے کا عالم
جو دم ہے سو جینا بھی غنیمت ہے جہاں میں
ہر آن نظر آئے ہے مر جانے کا عالم
آنکھوں سے مرے اشک کا آ دیکھ تماشا
جھمکے ہے ہر اک قطرے میں دردانے کا عالم
وہ حور لقا کیوں نہ ہو آئینے سے مانوس
اس کو نظر آتا ہے پری خانے کا عالم
آشفتہ ہو وہ زلف پری رو تجھے اے دل
بے سلسلہ دکھلائے ہے دیوانے کا عالم
اس دور میں اس چشم سیاہ مست کی گردش
صوفی کو بھی دکھلائے ہے میخانے کا عالم
عشاق کو قربان ہی ہونے کا ہے فرمان
اولے ادھرا آپ کے فرمانے کا عالم
سچ ہے دل عالم کا فریبندہ وہ، اس کا
ہر آن محب جھوٹ قسم کھانے کا عالم

☆ ☆ ☆

دیکھنے کی رکھتے ہیں گلزار میں اے یار چشم
جلوہ دیدار تیرا نرگس بیمار چشم
اس کی فرقت میں اگر دیکھے گل و گلزار چشم
ہو برنگ شبنم اے بلبل بھر گلزار چشم
مر رہی تجھ پر تھی جو اے حکتی بیمار چشم
تو نے ماری ٹھور وہ جب ان سے گذرا مار چشم
بسکہ ہر ذرے میں تیرا جلوہ ہے جوں آفتاب
دیکھیں ہیں آئینہ ساں گھر کے در و دیوار چشم
دیکھنے سے ہم کو اس گل کے جو مانع ہوتے ہیں
کیا ہمارے بھی انھوں کی چشم میں ہیں خار چشم
کس کے آنے کا ترا وعدہ قیامت ہے کہ آج
کر رہیں ہیں حشر برپا طالب دیدار چشم

اک نگہ سے ہوئے گر بے ہوش مجلس کیا عجب　　تیرے ہیں غارت کن صد خانہ خمار چشم

لال ہی غصے میں رہتے ہیں شب و روز او میاں　　قتل عالم کو کریں ہیں یہ تیرے خونخوار چشم

زار و نالاں روز وشب ہیں اس قدر یہ مردماں　　مجھ کو اپنی زندگی سے کرتی ہیں بیزار چشم

طالع بیدار ہوں تو یار سے ہم خواب ہوں　　یاں سو اپنے خواب میں ہیں بخت اور بیدار چشم

چشم عاشق ہے تو لاوے نو خطوں کی تاب حسن　　ورنہ ہے آئینہ کیا اک بستہ زنگار چشم

صاف و پاک و شستہ و یک رو و یک دل بے غبار　　رکھتے ہیں عشاق تیرے آئینہ کردار چشم

دل جو ہر اک تار زلف اس کی میں دیکھا مبتلا　　رہتے ہیں شب تا سحر رونے کا باندھے تار چشم

سخت ہے بدیمن تیرے گھر میں چند اشک رقیب　　پیش ناخن اس کے اور منحوس صورت چار چشم

رکھتے ہیں آؤ اگر تم پر سے کرنے کو نثار　　لعل و مرجاں دل جگر اور گوہر شہوار چشم

کام اگر آوے نہ اس سے دیکھنے کے اے محب
اہل بینش کو ہے پھر کس واسطے درکار چشم

☆ ☆ ☆

خم ابرو میں ہے مد نظر شمشیر کا عالم　　نگہ سیدھی ہے ظالم کی سراسر تیر کا عالم

ہوا از بسکہ دل اس زلف کے سودے میں دیوانہ　　نظر آتا ہے ہر شب خواب میں زنجیر کا عالم

ہوا ہے محو ایسا وہ بت چیں عکس اپنے کا　　کہ آئینہ ہے اس کے پیش رو تصویر کا عالم

پری بھی عالم حیرت میں آ جاوے اگر دیکھے　　خدائی سے نرالا اس بت بے پیر کا عالم

تڑپ قرباں ہے یاں سو تیر خوردہ صید بسمل کے　　تیری مژگاں سے جو کچھ دل کے ہے نخچیر کا عالم

دل بیتاب خاکستر ہوا تجھ عشق میں جل کر　　بنا اس پارہ سیماب سے اکسیر کا عالم

دل ویراں کی کر فکر عمارت اے شہ خوباں　　کہ ویراں عالم عالم ہے ترا تعمیر کا عالم

توکل پر نہ جہد اپنی کو دے ترجیح اے ناداں　　کجا تدبیر کا عالم کجا تقدیر کا عالم

کھلے تا بہ بہ بہ رمز و نکات عشق مشروحاً　　　خط اس کا ہے کتاب حسن کی تفسیر کا عالم
مسخر ہیں بنی آدم سے تا حور و ملک تیرے　　　بھرا ہے چشم جادو میں تری تسخیر کا عالم
محب جیسی بتان ہند میں ہے گرمی صحبت
خنک ویسا ہی دیکھا خطہ کشمیر کا عالم

☆ ☆ ☆

غلط نویس کے لکھ حق میں یہ نکات قلم　　　قلم نہ ہاتھ ہو تیرے تو کیجئے بات قلم
کبھی جو قتل ہماری کی واردات قلم　　　زباں قلم کی وہیں ہوئے سر کے سات قلم
جو دے کبھو نہ کسی کو جواب خط شاید　　　نہ کاغذ اس کو میسر ہے نہ دوات قلم
زباں بریدہ بیاں حال دل کرے سب کا　　　یہ سحر ہے نہیں دم مارنے کی بات قلم
سوائے چشم نمائی لکھا نہ نامہ کبھو　　　اٹھا کے ہاتھ سے از چشم التفات قلم
چمن میں وصف تیری چشم کا لکھوں سرشام　　　تو ہوئیں دستہ نرگس تمام رات قلم
رقم سے تیری ہی انسان ہیں ز روئے حساب　　　سیاق واہمہ کی جملہ مشکلات قلم
ہماری تیری محبت کو قابل تشہیر　　　لکھے تھے لوح پہ روز مقدرات قلم
برات شعلہ بر عشاق کے ہے لکھ چھوڑی　　　قضا نے ہاتھ میں لے کر شب برات قلم
علی کی مدح کے لکھنے کا جو مقید ہے　　　اسی کے ہاتھ میں ہے موجب نجات قلم
رقم کرے ہے محب معنی خموشی سے
تمام دفتر احوال کائنات قلم

☆ ☆ ☆

گلشن میں لبوں سے تیرے اے یار تبسم　　　غنچوں کی صفوں کو کرے بیمار تبسم
تیرے لب جاں بخش سے ہر بار تبسم　　　اعجاز مسیحا کرے اظہار تبسم

تو ہو متبسم جو دم صبح چمن میں — منہ دیکھنے سے گل کے ہو بیزار تبسم
مینا پہ ہنسے جام روئے جام پہ مینا — دکھلائیں جو تیرے لب میخوار تبسم
گل کو تو ہنسی تیری نے زخمی ہی کیا تھا — غنچوں کو جلا جی سے ترا یار تبسم
دریا پر اگر خندہ کناں سیر کو تو جائے — کف اس کی کرے بر در شہوار تبسم
ہے لعل مسی زیب سے اس غنچہ دہن کے — داغ جگر لالہ گلزار تبسم
عشاق کو ملتی ہے وہیں عمر دوبارہ — ہو طرف انہوں کے جو بہ تکرار تبسم
گفتار تیرے لب سے ہے جاں بخش ولیکن — ہے اس سے زیادہ سر گفتار تبسم
عالم میں نشے کے ترے یک جنبش لب سے — غارت کرے سو خانہ خمار تبسم
ہونٹوں میں ترے پان کی سرخی نے قیامت — عالم کے کیا قتل کو تیار تبسم

غیروں سے محب ہنس کے جو وہ بات کہے ہے
اپنے ہے وہ دل پر دم تروار تبسم

☆ ☆ ☆

خنداں لب اس کے رو سے قدح اور قدح سے ہم — بوسے کی مست بو سے قدح اور قدح سے ہم
آتے ہیں بزم مے میں تو لرزاں دل و جگر — اس مہروش کی خو سے قدح اور قدح سے ہم
ملتے ہیں دست غیر پر اپنے سمجھ کے پاؤں — بے خود کنار جو سے قدح اور قدح سے ہم
بے ربط بکے بولیں نہ ہیں اس سبب خموش — انداز گفتگو سے قدح اور قدح سے ہم
نرگس کو دیکھ ہو گئے آنکھوں میں تجھ بغیر — خجلت زدہ سبو سے قدح اور قدح سے ہم
رکھتے ہیں چشم خون جگر سے بھرے مدام — اس لب کی آرزو سے قدح اور قدح سے ہم
ساقی پہنچ شتاب کہ رکھتے ہیں ابر دیکھ — لب اپنے تر لہو سے قدح اور قدح سے ہم
طوق گلوئے شیشہ ہیں یا سنگ دل شکن — بد خوئے جنگجو سے قدح اور قدح سے ہم

تسکیں کچھ ایسی بوسہ بہ پیغام میں بھی ہو
وہ لب سے اپنے چوسے قدح اور قدح سے ہم

دورے میں مے کے کیا ہی بھڑاویں ہیں لب سے لب
میخوار خوبرو سے قدح اور قدح سے ہم

فرقت میں اس کے چشم جو ہیں اشک سے بھرے
ہیں خوب آبرو سے قدح اور قدح سے ہم

طاہر ہے شیخ آب خم پیر مے فروش
پاک اس کا ہے وضو سے قدح اور قدح سے ہم

رہتے ہیں بزم عشق میں خوشدل ترانہ سنج
شیشے کے خوش گلو سے قدح اور قدح سے ہم

سینے میں دل تو رکھتے ہیں جام جہاں نما
اس کے رخ نکو سے قدح اور قدح سے ہم

سرخوش حریم میکدہ میں ہیں محب من
مستانہ ہاؤ ہو سے قدح اور قدح سے ہم

☆ ☆ ☆

جو ہوتا کچھ بھی رونے میں ترے رنگ اثر شبنم
تو بلبل عشق گل پر کس طرح رکھتی نظر شبنم

پڑی ہے آنکھ اس کی کس عرق آلود مکھڑے پر
کہ رو رو ہر سحر دامان گل کرتی ہے تر شبنم

بہار عمر اس گلشن میں وقف بے ثباتی ہے
جو کہیے رنگ گل اس کو کہاں جوں خار پر شبنم

عدم کو گر چلا چاہے تو یہ دو ساتھ بھاری ہیں
ادھر تو بر سر رہ رنگ گل کا ہے ادھر شبنم

چمن میں خندہ گل کو جو دیکھا چشم عبرت سے
گئی روتے ہی روتے عمر اپنی کاٹ کر شبنم

نہ دیکھے دل خوشی اس باغ ہستی میں سوا اس کے
گریباں چاک گل بلبل ہے نالاں چشم تر شبنم

جدائی کے جلے دل کو چمن دونا جلاتا ہے
کہ ہے اس کی نظر میں رنگ گل آتش شرر شبنم

ہماری اشکباری سے خجل ابر بہاری ہے
نہ دیکھیں سامنے تو ہم سے کرتی در گزر شبنم

ترا شب تا سحر ہے گریہ اپنا کیا کہوں رونا
نہیں تھمتیں یہ آنکھیں عمر بھر شب تا سحر شبنم

محب دل کھول کر جوں شبنم گل آپ کو رو لے
کہ جس دم مند گئیں آنکھیں کہاں پھر گل کدھر شبنم

☆ ☆ ☆

تھے شب کے اینڈے ہو رہے تم　　جاگا کیے ہم تو سو رہے تم
پایا کیا نفع اے میری جاں　　جی مفت مرا جو کھو رہے تم
اے چشم لکھیں خط اس کو کیا خاک　　ہم لکھ رہے اور بھگو رہے تم
یکرو رہے شکل آئینہ ہم　　بالعکس مگر دو رو رہے تم
کشتی آنکھوں کی بحر خوں میں　　مشفق دل من ڈبو رہے تم
ہم عاشق زار ہیں تمہارے　　ہم سے بیزار گو رہے تم
جوں شانہ و بال میں نہاں دل　　اس زلف کے مو بہ مو رہے تم
دل اس کے ہٹانہ در سے ہر چند　　اے طفل سر شک رو رہے تم
اے چشم پر آب آنسوؤں کے　　موتی سے بہا پرو رہے تم
کیوں ہو رہے دوست ہم تمہارے　　کیوں یار عدو کے ہو رہے تم
حاسد کے سخن شنو ہمیشہ　　سن دوست کی گفتگو رہے تم
عاشق اپنوں میں کون سے دن　　کر قتل نہ ایک دو رہے تم
اے حضرت دل جنوں زدوں میں　　اس زلف پری کے جو رہے تم
ہیں نامہ سیاہ مردم چشم　　رو رو ہر چند دھو رہے تم
حیرت زدہ آئینے کے کب سے　　بیٹھے ہوئے رو برو رہے تم
مانع تھے ہم اس لئے کہ اپنے　　عاشق ہوئے آپ تو رہے تم

جاگے تھے نصیب رات اس کے
جو ساتھ محب کے سو رہے تم

☆ ☆ ☆

دوستی تو نے جو کی ہم سے ارے اے ظالم
کوئی دشمن بھی کسی سے نہ کرے اے ظالم
خواہشیں جتنی محبت کی ہمیں تھیں تجھ سے
یاں سے لے جائیں گے چھاتی پہ دھرے اے ظالم
سنگدل کوئی بھی ہے اے بت کافر تجھ سا
اور تو کیا ہے خدا سے نہ ڈرے اے ظالم
میں ہوں بے ساقی و مے جی سے خفا مان کہا
ابر تو جا کے برس یاں سے پرے اے ظالم
زیست غیروں کی کٹی ہائے ترے وصل میں خوش
آشنا درد جدائی سے مرے اے ظالم
بارش اشک سوا ابر سے کب ہوتے ہیں
خشک اشجار محبت کے ہرے اے ظالم
اب تو آ مل کہ جدا تجھ سے محب نے اب تک
زیست کے دن ہیں عجب طرح بھرے اے ظالم

☆ ☆ ☆

جدھر کو جائے ہے وہ گلعذار جادو چشم
رواں ہیں اشک ادھر کھل رہے ہیں آنسو چشم
جو ایک دم نظر آتا نہیں وہ جادو چشم
اگلنے لگتے ہیں بھر بھر کے طشت لوہو چشم
یہ بانکپن ہے کہ تلواروں ہی کی چھاؤں تلے
دکھیں ہیں اس بت خونیں نگہ کے ابرو چشم
اب اوروں ساتھ نظر بازیوں کی گھاتیں ہیں
ہمیں کو دیکھ چراتا ہے ہر گھڑی تو چشم
ہوا ہے آگے ہی صحرا نشیں خجالت سے
ان انکھڑیوں سے کرے کب دو چار آہو چشم
نہ چھوڑے شیخ و برہمن نہ مست نہ ہوشیار
بتاں کے قتل کو ہیں ثانیِ ہلاکو چشم
ہلاک زہر جدائی کو لعلِ نوشیں سے
اشارے ہی میں کھلاوے ہے نوش دارو چشم
رہے ہے گرد ترے مکھ کے حلقہ حلقہ زلف
کہ آفتاب پرستی رکھے ہے ہندو چشم
مروڑ کے بھنویں غصہ کی کج بنا کے محب
گیا نقاب میں بے وجہ ڈھانک ابرو چشم

☆ ☆ ☆

کوئی وفا کی طرح تم میں پا سکے معلوم
مگر جفا سو وہ خاطر سے جا سکے معلوم

تھما نہ چشم سے میری جو اشک، ہوں مجبور
کہیں حباب میں دریا سما سکے معلوم

مسیح معجزہ اپنا ہزار طرح دکھائے
شہید عشق کو چاہے جلا سکے معلوم

قسم خدا کی ہے تیری نصیحت اے ناصح
صنم کی ہم سے پرستش چھڑا سکے معلوم

عیاں ہے چہرے سے آہ و فغاں سے گریہ سے
کوئی جو عشق کو چاہے چھپا سکے معلوم

ہمارے خوں میں بھی خاطر سے غیر کی وہ شوخ
حنا سمجھ کے سر پا وہ پا سکے معلوم

محب ہے وصل کا مشتاق تو عبث اس کے
وہ تیرے کلبہ احزاں میں آ سکے معلوم

☆ ☆ ☆

باغ ہستی میں بہار عمر کم رکھتے ہیں ہم
ہر سحر جوں شبنم گل چشم نم رکھتے ہیں ہم

لالہ رویوں سے محبت بہت کم رکھتے ہیں ہم
تس پہ سو داغ الم دل پر بہم رکھتے ہیں ہم

غم سے تیرے خشک ہو ہر استخواں ہی شکل نے
متصل نالاں ہیں اب جب تک کہ دم رکھتے ہیں ہم

جس طرح سینے میں دل یا چشم میں نور بصر
اس طرح اے جان تیرا دل میں غم رکھتے ہیں ہم

سینکڑوں ترواریں اس دم سر سے گزریں ہیں میاں
تیرے کوچے میں جو بھولے سے قدم رکھتے ہیں ہم

مزرع امید دل کب سبز ہوئے ابر سے
اشک کی بارش سے یہ چشم کرم رکھتے ہیں ہم

دو پیالوں میں دو عالم کی کھلیں گی نیتیں
فیض چشم مست ساقی جام جم رکھتے ہیں ہم

مطلع صبح قیامت دل کے چاک جیب سے
آہ ہم رکھتے ہیں ہم رکھتے ہیں ہم رکھتے ہیں ہم

آہ و نالے سے ملا ہے دل کو منصب درد کا
لشکر عشاق میں طبل و علم رکھتے ہیں ہم

بات کہنے میں زبان و سر عدو کا لیں تراش
معرکے میں شعر کے سیف و قلم رکھتے ہیں ہم

دیکھئے اللہ کی خواہش میں کیا ہے اے محب
زاہداں بیت الحرم بیت الصنم رکھتے ہیں ہم

☆ ☆ ☆

کام میں صورت گری کے ہو بڑے استاد تم
فی الحقیقت وقت کے ہو مانی و بہزاد تم

پہنچے اس کا آسماں سے بھی پرے تک ارتفاع
جب قلم لے کر عمارت کی رکھو بنیاد تم

ہاتھ میں لے کر قلم کھینچو ہو جب نقش خیال
کرتے ہو معنی میں کیا صورت نئی ایجاد تم

رشتہ برپا جانور کی جب کرو صورت درست
اڑ چلے وہیں اگر اس کو کرو آزاد تم

ایک صفحے پر اگر چاہو تو ملک روم وشام
دو زغالوں میں ابھی کر سکتے ہو آباد تم

دیکھنے سے رفع ہوئے خون قاصد کا خلل
گر کسی موقع میں کھینچو نشتر فصّاد تم [263]

ہے محب کی آرزو خلقت میں اے مشفق یہ ہو
با خوشی و خرمی با عیش و عشرت شاد تم

☆ ☆ ☆

صفحہ دل بسکہ سر مشق گنہ رکھتے ہیں ہم
یک قلم اعمال کا نامہ سیہ رکھتے ہیں ہم

خاک تربت ہو ہماری سرمۂ چشم غزال
اس بت وحشی کی آنکھوں پر نگہ رکھتے ہیں ہم

زلف خوباں کے بہت سودا[264] زدہ ہیں تیرہ روز
پر جو کچھ حال پریشاں و تبہ رکھتے ہیں ہم

دوستی کرتے ہیں اس سے اپنے جی کی دشمنی
اے عزیزاں یہ سخن تم سب سے کہہ رکھتے ہیں ہم

چشم بد گردوں کی دور اب زیب آغوش خیال
حسن عالم سوز رشک مہر و مہ رکھتے ہیں ہم

جامہ عریانی و دامان دشت و گرد باد[265]
خلعت شاہانہ و تخت و کلہ رکھتے ہیں ہم

دیکھ اس خورشید رو کو شبنم گل کی طرح
پیرہن ہستی کا اپنا کر کے تہہ رکھتے ہیں ہم

صاف باطن ہیں ہمارا سینہ جوں آئینہ ہے
شکل خوب و زشت پر یکساں نگہ رکھتے ہیں ہم

کیسے سلجھے ہے ہمارا اس کا الجھیڑا محب
چاہ اس کی دل سے ریشم کی گرہ رکھتے ہیں ہم

☆ ☆ ☆

بخشے ہے صفا دل کو مئے ناب کا عالم
روشن گر اس آئینے کا ہے آب کا عالم

اک بحر ہے مواج مرے اشک کی سوزش
ہے مردمک چشم میں گرداب کا عالم

اکسیر سی خاک سے کشتوں کی یہ تیرے
ہے آب دم تیغ میں سیماب کا عالم

چہرے کے ترے دیکھ کے قطرات عرق کو
ہے خاک میں غلطاں در خوش آب کا عالم

بیدار نہ ہو نرگس مخمور چمن میں
جب تک نہ تری چشم میں ہو خواب کا عالم

ہم قطع کیا جامہ عریانی پر اپنے
ہر جنس کے اس عالم اسباب کا عالم

جس طرح سپند آگ میں یوں داغ جگر سے
فرقت میں تری ہے دل بیتاب کا عالم

جز شیشۂ مے بزم میں مستوں کی نہ دیکھا
ہو شمع سے روشن شب مہتاب کا عالم

غیر از خم ابرو ترے اے قبلہ عشاق
کج خوردہ نظر آئے ہے محراب کا عالم

اے شیخ حنا سے جو تری ریش ہے رنگیں
ہر بال میں ہے ہر پر سرخاب کا عالم

خشک آنکھ بھلی آئینے کی دیدہ تر سے
ہے جس میں محب سو گل سیراب کا عالم

☆ ☆ ☆

جھمکیں ہیں مسی میں در دنداں سحر و شام
یا ابر میں ہے برق درخشاں سحر و شام

تجھ چشم فسوں ساز کی گردش کو نظر کر
حیرت زدہ ہے گردش دوراں سحر و شام

برہم زن دل جمعی عشاق ہے تیرے
مکھڑے سے بہم زلف پریشاں سحر و شام

اس مہر کے عارض پہ لکھے ہے خط مشکیں
کیا سورۂ اخلاص بہ قرآں سحر و شام

ہے فرق سر یار میں سلک گہر اے دل — یا اب کے بیک جا ہے نمایاں سحر و شام
مضمون خط یار کو کیا پوچھے ہے ہمدم — پھر وصل کا وعدہ ہی لکھا ہاں سحر و شام
کیا سحر ہے یہ مملکت حسن جو تیرے — ہے زیر نگیں اے شہ خوباں سحر و شام
تیار سواری کے لئے شہر عدم کی — ہے ابلق ایام عزیزاں سحر و شام

کی حق نے محب اپنی تو پیری و جوانی
مصروف ولائے شہ مرداں سحر و شام

☆ ☆ ☆

تجھے جوں ہے آزردہ ہونا مُسلّم — مجھے ووں بھی اب جان کھونا مُسلّم
عزیزاں ذرا خواب غفلت سے جاگو — کہ تا روز محشر ہے سونا مسلم
دو روزہ ہے یہ مسند آرائی منعم — کہ ہے خاک آخر بچھونا مسلم
مجھے ہر گھڑی خط کا لکھنا مقرر — اور آنکھوں کو ہر دم بھگونا مسلم
جب آنکھوں نے دیکھا اس کے چاہ ذقن کو — کیا دل کا ناحق ڈبونا مسلم
. . . 267 مال اپنے کا ہر دم — ہے اشک ندامت سے دھونا مسلم
تمہیں مل کے غیروں سے ہنسنا معین — ہمیں داغ حسرت سے رونا مسلم
ثمر قسمت اپنی سے پاویں نہ پاویں — تمنا کا ہے تخم بونا مسلم
ترے عشق میں رشتہ آہ ہر دم — گہر میں ہے دل کے پرونا مسلم
جو کچھ تم کہو سو مسلم کہیں ہم — کہیں ہم جو کچھ سو کہو نامسلم

اگر بوسہ دیوے وہ کان ملاحت
محب کیجئے منہ سلونا مسلم

☆ ☆ ☆

صنم از خود نہیں ملنے سے میرے کچھ خفا برہم   سبب سے جن کے ہے ان کی کرے صحبت خدا برہم
پڑی ہے پاؤں زنجیر سر زلف پری رویاں   نہ ہو اپنا کہیں دیوانگی کا سلسلہ برہم
خزاں میں برگ ریزی سے گلستاں کی ہے یہ صورت   نہ ہوں اوراق بے شیرازہ ایسے اے صبا برہم
لگے بے میر بازی جب کہ اصناف خلائق کی   تو پوچھو عقل سے یہ گنجفہ ابتر ہو یا برہم
سیاہی حسن کے اطراف میں زلف پریشاں کی   عجب لشکر نظر آتا ہے دود آہ کا برہم
بہار اب کے نئے گل جمع کرتی تھی پر اے بلبل   چمن باد خزاں کے دو ہی جھونکوں میں ہوا برہم
یہ صحبت گرم غیروں ساتھ اور یاروں سے مچلاوے   خنک ہو کر ترے ملنے سے جی ہونے لگا برہم
نماز اے دل جماعت کی تو جمعیت کا موجب ہے   نہ ہو گر مختلف طبع امام پیشوا برہم
جونہیں وہ آکے بیٹھا میں کہا آ گنجفہ کھیلیں   وہیں صحبت کو ابتر کر کے ہو کر اٹھ گیا برہم
نشے کی لہر میں وہ بحر خوبی دیکھ آئینہ   برنگ موج ہے آنکھوں پہر نا آشنا برہم

ہجوم آہ روز وشب جگر پر ہے محب اپنے
رخ دلدار پر جب سے ہوئی زلف دوتا برہم

☆ ☆ ☆

طعمہ از بس لخت دل پاتا ہے شہباز سخن   صید معنی تا فلک چھوڑے نہ پرواز سخن
بات کہنا کوئی ایسا ہے جسے آتا نہیں   سچ اگر پوچھو تو ہے دشوار انداز سخن
ہو وہیں تیر ملامت کا نشاں آفاق میں   دور کھینچے آپ کو جب ناوک انداز سخن
بات منہ سے یوں فصیحوں کی نہ نکلے بزم میں   سوچ لیں جب تک نہ ہو انجام آغاز سخن
گفت وگو عاشق کی جوں نے پر اثر کیونکر ہو آہ   تا بلب ہے سوز داغ و سینہ دمساز سخن
268 آشنائے صاف دل سے بھی نہ کر افشائے راز   بے سخن دیکھا ہے آئینہ کو غماز سخن

اے محب ہر علم کے مبحث میں از فیضان نطق
موجد معنیٔ نو ہر دم ہے اعجاز سخن

☆ ☆ ☆

آپ کی نذر جو آج آؤ تو جاں کرتے ہیں
ہم بھی اکثا رہے ہیں نقل مکاں کرتے ہیں

کم ہوا دل سے غبار اس کے نہ کچھ ناحق ہم
اشک آنکھوں سے شب و روز رواں کرتے ہیں

ہاتھ سے دیدہ گریاں کے بجاں آیا ہوں
کہ مرا فاش دلی راز نہاں کرتے ہیں

یہ اشارات نگہ جنبش ابرو کا ہے
خوبرو بات نہ چھٹ تیر و کماں کرتے ہیں

ایک ہم ہی نہیں قربان تری صورت کے
جی تصدق ترے سب پیر و جواں کرتے ہیں

نام تیرا وہ ہمارا ہے میاں تکیہ کلام
ہم تری یاد فراموش کہاں کرتے ہیں

چاٹے عشاق میں دس بیس کا جب تک نہ لہو
تیغ یوں میان میں کب کج کلہاں کرتے ہیں

جان تو ہی تو جہاں ہے یہ یقیں ہے ہم کو
دیکھتے تجھ کو ہیں وا چشم جہاں کرتے ہیں

زندگی اپنی کے دن رات سے واقف نہیں ہم
بسر اوقات اب اس وضع سے ہاں کرتے ہیں

گاہ سودائیوں کی طرح سے خاموش ہیں ہم
قصہ زلف و رخ یار بیاں کرتے ہیں

دن کو سوتا ہی محب پاتے ہیں تم کو ہر وقت
رت جگا آپ خدا جانے کہاں کرتے ہیں

☆ ☆ ☆

چاؤ تھا دل میں جو ہو اس سے ملاقات ہمیں
پھر تو گزری عجب اک عیش سے دن رات ہمیں

جب ملے اس سے تو ظالم نے دم الفت کی
کہنے سننے کو بھی منہ سے نہ کہی بات ہمیں

چاہ اغیار کی اور یار کی اس کے نزدیک
کر کے طالع نے دکھائی ہے مساوات ہمیں

اس کی مجلس میں جو لائی ہمیں قسمت جوں شمع
جلتے جلتے ہی ہوئی صبح ہر اک رات ہمیں

ان دنوں اس نے جو کی دوستی ظاہر سو کیا
یہ دکھا دی نئی اک رسم مدارات ہمیں

گر کسی اور کو آتے جوہیں دیکھا ووہیں
جلد اٹھ جانے کی بتلائی اشارات ہمیں

آرزو یار سے تھی ہم کو وفا کی سو اب — دی فلک نے یہ جفا اس کی مکافات ہمیں
چپکے بیٹھے کبھو ہنستے ہیں کبھو روتے ہیں — عشق نے زور دکھائی ہے طلسمات ہمیں

اب زباں پر اسی شکوے کے سوا تا دم مرگ
نہیں کچھ اور محب حرف و حکایات ہمیں

☆ ☆ ☆

آہوں میں دل جلوں کی شرر ہے بھی اور نہیں — ہر قطرہ آب اشک گہر ہے بھی اور نہیں
دن کو تو آیا وہ نہ رہا رات کو تو کیا — گریہ میں اپنے جذب اثر ہے بھی اور نہیں
موجود کہتے کم ہیں عدم کہتے ہیں سبھی — نازک میاں کی بند کمر ہے بھی اور نہیں
شاہد ہے اشک چشم کہ دریا کے گھر میں بیٹھ — پابند آب و دانہ گہر ہے بھی اور نہیں
تو چاہے سر زمین میں ہو دل کی یا نہ ہو — یاں نخل مدعا میں ثمر ہے بھی اور نہیں
ناز و ادا و حسن ترے کا کوئی نظیر — انساں تو کب ہے روئے قمر ہے بھی اور نہیں
رکھتے ہیں رنگ زرد سے زر اشک سے گہر — ہم پاس گنج و گوہر و زر ہے بھی اور نہیں
دامن ہمارا بحر میں عصیاں کے اے فقیہ — مانند گوہر آب میں تر ہے بھی اور نہیں
اقلیم حسن آمد خط پر ہے شوخ کا — اپنی نظر میں زیر و زبر ہے بھی اور نہیں
فرقت میں یار کی تو مصمم ہے یا عدم — کیونکر کہوں کہ عزم سفر ہے بھی اور نہیں
چشم تغافل از نگہ لطف سے اسے — احوال کی ہمارے خبر ہے بھی اور نہیں
غیر از وصال یکدم آب فراق ناں — مفلس کے پاس تیغ و سپر ہے بھی اور نہیں
خلاق خیر و شر جو وہی آپ ہے تو خیر — خلقت میں جو بشر ہے بشر ہے بھی اور نہیں
لیل و نہار گردش چشم بتاں کو دیکھ — گردیدہ رنگ شام و سحر ہے بھی اور نہیں

دہشت سے محتسب کی محب رخت تاک پر
اس میکدے میں اپنا گزر ہے بھی اور نہیں

☆ ☆ ☆

اگرچہ خوبرو سج دھج کی سب اک آن رکھتے ہیں
مقابل بانکپن تیرے کے ہو کیا جان رکھتے ہیں

کہیں جائیں گے ضمناً آپ گاہے یاں جو آئے ہیں
وہ اس بندے کے سر پر مفت کا احسان رکھتے ہیں

قیامت بانکپن کی پرورش ہے ان سجیلوں کو
کہ سوتے ساتھ ہیں اور نیمچہ درمیان رکھتے ہیں

کسی کی یاد میں ہم کو یہ عالم بے خودی کا ہے
شناسائی میں اپنی شکل کی نسیان رکھتے ہیں

بنا کب مجھ گدا قلاش سے سودا محبت کا
خریداروں کو اپنے سیم تن پہچان رکھتے ہیں

نہ گزرے سر سے کیونکر پاؤں کوچے میں ترے رکھ کر
یہ کب شک اپنی جاں بازی کے ہم شایان رکھتے ہیں

نہ دل ہم پاس نہ تاب و تواں نہ دیں ہے نہ ایماں
پہ تیرے عشق کی دولت سر و سامان رکھتے ہیں

بتر حیواں سے ہیں دنیا میں طالب حور و غلماں کے
خدائی کا مظاہر حضرت انسان رکھتے ہیں

ہمیں ہے خوف اس دم اپنے شادی مرگ ہونے کا
ترے آنے کا دل میں اس قدر ارمان رکھتے ہیں

نہیں زندوں میں ہم لیکن کسی کے انتظار اوپر
یہ جاں آنکھوں میں اور اک آدھ پل مہمان رکھتے ہیں

محب صحرائے غربت میں رہے ہیں بسکہ ہم تنہا
جرس کی طرح سینے میں دل نالان رکھتے ہیں

☆ ☆ ☆

ہم ہیں کدھر کہاں ہیں جو ہم ہیں تمہیں نہیں
سب میں تمہیں تمہیں ہو نہیں سو ہمیں نہیں 269

آسودگی جہاں میں جو چاہو کہیں نہیں
ہاں اے محب یہ سچ ہے نہیں ہے نہیں نہیں

نزدیک ہے کہ اب غم دوری سے مر چکوں
مجھ سا بھی دوسرا کوئی محنت قریں نہیں

مجلس میں کہتے ہیں مجھے اس نے کیا تھا یاد
میں سچ کہوں مجھے تو گماں ہے یقیں نہیں

ل اس زباں دراز سے بے ننگ ہو گئے
دوچار گالیاں ہمیں کس دن ملیں نہیں

اے ابر مجھ سے ضد کے نہ طوفاں جہاں میں کر
قابل نچوڑنے کے مری آستیں نہیں

بے وجہ ہو گیا ہے وہ اپنا فریفتہ
آئینہ چھٹ کسی ہی سے خلوت گزیں نہیں

مطلب ہے یار سے نہیں دیر و حرم سے کام
ہم اس سوا تو طالب دنیا و دیں نہیں

اب قافیہ بدل کے محب اور لکھ غزل
کوئی لکھے نہ خوب سو یہ وہ زمیں نہیں[270]

☆ ☆ ☆

ملنے کا ہم کو یار سے اب کوئی ڈھب نہیں
طاقت جو دل میں صبر کی کچھ تھی سو اب نہیں

وہ دن ہے کون سا کہ نہ کھینچا ہو انتظار
وہ رات کوئی ہے کہ مجھے تاب و تب نہیں

عالم میں رنگ پان و مسی اس دہن کا دیکھ
ہے کوئی خوں گرفتہ کہ وہ جاں بلب نہیں

وہ چشم مست کشتہ تیغ فراق کو
زندہ کرے جو نیم نگہ سے عجب نہیں

اک آدھ بار ہاں بھی تو کہہ کر جواب دے
بوسے کے مت سوال میں کر جب نہ تب نہیں

خنجر تلے نہ تڑپیو قاتل کے زینہار
اے دل طریق عشق میں ترک ادب نہیں

کس ناتے سے تو جھگڑے ہے مستوں سے محتسب
کچھ تیری رشتہ دار تو بنت عنب نہیں

دفتر میں عشق کے ہے فقط درد دل سند
منظور واں کسی کے حسب اور نسب نہیں

ہے زیست کوئی دم جو تجھے خوش تو شکر ہے
ورنہ نشاط و خرمی و غم یہ سب نہیں

مطلب ہمیں ہے دید نہ شکوہ ترا فلک
تو نے نہ کچھ دیا تو ہمیں بھی طلب نہیں

گالی بغیر بات بھی کہتا نہیں محب
معشوق تندخو ہیں ولے یہ غضب نہیں

☆ ☆ ☆

خدائیاں جو خدا کی بنائیاں دیکھیں
بتوں کی چار طرف واں دہائیاں دیکھیں

بتوں کے رام ہوئے شیخ بھی خدا شاہد
یہ پارسائیوں میں نارسائیاں دیکھیں

زباں سے نام نہ لیں ہم تو آشنائیوں کے   ان آشنائیوں ہی میں جدائیاں دیکھیں
تمہاری ہم نے بہر وجہ دل کے آئینہ میں   ادائیں دیکھیں میاں خود نمائیاں دیکھیں
وہ صورتیں کہ جنہیں دیکھ دیکھ جیتے تھے   کہاں گئیں کہ نظر پھر نہ آئیاں دیکھیں
نثار شام و شفق تھے لبوں پر اس کے جب   مسی و پان کی دھڑیاں جمائیاں دیکھیں
یہ انقلاب فلک ہے کہ یار سے مل کر   بھلائیاں تو نہ دیکھیں برائیاں دیکھیں
نہ زور و ظلم ہے یہ عقل کی ہے کوتاہی   کہ شیخ تجھ سے زمنی تباہیاں دیکھیں
یہ کیسے شعبدہ بازی کہ عشق بازوں کو   ہزار چھلیاں اس نے کھلائیاں دیکھیں
مزا جو عشق کی ہے شاہی و گدائی میں   نہ ویسی شاہیاں اور نہ گدائیاں دیکھیں
کہیں کسو کے تو مشتاق ہو نظارے کے
محب تمہاری جو آنکھیں بھر آئیاں دیکھیں

☆ ☆ ☆

طواف کعبہ کیا جبہ سائیاں دیکھیں   صنم کدے میں خدا کی خدائیاں دیکھیں
کب اپنی بزم میں شیشے کا دل ہوا خالی   نہ دیکھیں جام کی جب تک بھرائیاں دیکھیں
نظر چڑھا ہے جنھوں کے وہ روئے مہتابی   انہوں کی جھوٹ میں منہ پر ہوائیاں دیکھیں
سر اپنے پر جو کیا رکھ کے جیغہ تیشے کا   یہ کوہکن ہی کی کچھ میرزائیاں دیکھیں
کہاں سج اس کی سی انگڑائی کی چمن میں ہزار   صبا نے ٹہنیاں گل کی نوائیاں دیکھیں
یہ پنج روزہ حیات جہاں میں کس کس نے   نہ اپنی نوبتیں ہمدم بجائیاں دیکھیں
وہ دور چرخ سے دیوانے ہیں جو صلح کریں   پری وشوں کی جنہوں نے لڑائیاں دیکھیں
غبار ہو کے بھی تیرا نہ رہگزر چھوڑا   یہ عاشقوں کے دلوں کی صفائیاں دیکھیں
زمیں پر ان کی فرازیں جو طالب زر تھے   سب اوفتادہ و پامال پائیاں دیکھیں

گئے جو داغ لئے عشق گلعذاروں کے　　انھوں کی تربتیں پھولوں سے چھائیاں دیکھیں

بقول میر وفاؤں کے بدلے اس کی محب
"جفائیں دیکھ لیاں بے وفائیاں دیکھیں"

☆ ☆ ☆

اس دن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں　　جی چاہے جس کو سو ہے اور ے پرستیاں ہیں
جی تک تو دے کے پیارے دیکھوں تجھے نظر بھر　　تیری ادائیں بانکی اس مول سستیاں ہیں
یا رب رہے سلامت دنیا میں مہرباں خاں　　ہر ملک دل کی جس سے آباد بستیاں ہیں
تیر نگہ نے تیرے چھوڑے نہ صید دل کے　　بھویں کمانیں کس پر ہر آن کستیاں ہیں
کیا سنگدل بنی ہیں یہ صورتیں بتوں کی　　عاشق کو اپنے روتا دیکھیں تو ہنستیاں ہیں
منعم نہ سرکشی کر فوارے کی طرح سے　　یاں سر بلندیوں کے ہمراہ پستیاں ہیں

جس دن سے تونے نظریں بدلیں محب سے پیارے
اس دن سے اس کی آنکھیں لو ہو برستیاں ہیں

☆ ☆ ☆

نہ مثل برق نہ سیماب وار پاتے ہیں　　ہم آج دل کو نپٹ بے قرار پاتے ہیں
برنگ شیشہ ساعت دلوں میں خلقت کے　　کہو تو صاف کہیں ہم غبار پاتے ہیں
ہزار رنگ سے ہم عشق گلعذاروں سے　　جگر میں سو خلش خار خار پاتے ہیں
جو اشک کا ترے قطرہ ہے خاک میں غلطاں　　مبصر اس کو در شاہوار پاتے ہیں
سوائے غیر ترے گھر یہ قدرت حق ہے　　جو آشنا ہیں وہ کب اقتدار پاتے ہیں
ہوئے نہیں ہیں ترے جب سے باریاب حضور　　ہم اپنے سر کو بھی گردن کا بار پاتے ہیں
نثار ہوتے ہیں ہر تار زلف پر اس کی　　کبھو جو نکہت مشک تتار پاتے ہیں

غضب ہے دست جنوں اپنی جیب کا دشمن
اگرچہ ناصحوں کو دوستدار پاتے ہیں
یہی نشیب و فراز جہاں ہے سمجھو تو
کوئی پیادہ کسی کو سوار پاتے ہیں
وہ بیٹھتے نہیں ہیں جبر سے کچھ اپنا بھی
جو اٹھنے بیٹھنے میں اختیار پاتے ہیں
جو ہونٹ ہیں تو وہ خشک اور جو چشم ہیں تو پر آب
جو آہ ہے تو اسے شعلہ بار پاتے ہیں
کہیں تو رات کو جاگا ہے تو کہ تیری چشم
جو صبح دیکھتے ہیں پر خمار پاتے ہیں
سمن عذاروں کے کشتوں کا ہے جہاں مدفن
ادھر شگفتہ ہمیشہ بہار پاتے ہیں
اثر یہ لالہ رخوں کے ہے عشق کا ہمدم
دل و جگر کو جو ہم داغدار پاتے ہیں
محب رہے ہیں تو ہم زندہ اس کی فرقت میں
و لیک مرگ سے دل شرمسار پاتے ہیں

☆ ☆ ☆

نہ ہوتی تھی یہ صورت آشنائی آہ ہم تم میں
معنی گر مقدر تھی جدائی آہ ہم تم میں
طریق بندگی کچھ اور ہے حقا اگر دیکھو
خدا کی جگمگاتی ہے خدائی آہ ہم تم میں
کہاں آئینے میں ایسی صفا خالی کدورت سے
بہر صورت ہے جتنی کچھ صفائی آہ ہم تم میں
وفا سے ہے امید اتنی ہمیں وہ دن نہ دکھلائے
زباں زد ہوئے حرف بے وفائی آہ ہم تم میں
کسی نے جھوٹ سچ کیا جانیے کیا کہہ دیا آ کر
کہ ہر ساعت لگی ہونے لڑائی آہ ہم تم میں
اسی خواہش میں جگ بیتے کہ جیتے جی ملیں تم سے
حریفوں نے عجب چوپڑ بچھائی آہ ہم تم میں
نہ دیجے دوش نیکی اور بدی کا غیر کو ہرگز
بھلائی آہ ہم تم میں برائی آہ ہم تم میں
عدو پھرتے ہیں جاسوسی میں چاروں طرف کیا کیجے
محبت چھپ سکے کیونکر چھپائی آہ ہم تم میں
محب ہم تم تو تھے یکجاں دو قالب بے اجل کیونکر
جدائی ناگہاں کس رو سے آئی آہ ہم تم میں

☆ ☆ ☆

سینہ ہے بیت الحزن غم سے ترے جان من
غم سے ترے جان من سینہ ہے بیت الحزن 271

اے بت گل پیرہن چل کریں سیر چمن
چل کریں سیر چمن اے بت گل پیرہن

فائق حب وطن ہے تیرے کوچے کی چاہ
ہے تیرے کوچے کی چاہ فائق حب وطن

چھب کے ترے مرد و زن عاشق و دیوانہ ہیں
عاشق و دیوانہ ہیں چھب کے ترے مرد و زن

زلف کا ہر اک شکن تیرا ہے دام بلا
تیرا ہے دام بلا زلف کا ہر اک شکن

لب ترے لعل یمن کہتے ہیں جوہر شناس
کہتے ہیں جوہر شناس لب ترے لعل یمن

آئینہ ساں بے سخن صاف ترا چہرہ ہے
صاف ترا چہرہ ہے آئینہ ساں بے سخن

دیکھ کے تیرا دہن غنچہ ہے خوں در جگر
غنچہ ہے خوں در جگر دیکھ کے تیرا دہن

سیکھ لے چرخ کہن ظلم کی تجھ سے روش
ظلم کی تجھ سے روش سیکھ لے چرخ کہن

شعبدہ بازی کا فن چشم تری پر ہے ختم
چشم تری پر ہے ختم شعبدہ بازی کا فن

کھو چکا ہے جان و تن عشق میں تیرے محب
عشق میں تیرے محب کھو چکا ہے جان و تن

☆ ☆ ☆

دیکھ کے مہ ترے مکھڑے کی جھلک پانی میں
کانپے ہے شام سے لے صبح تلک پانی میں

منہ تو دیکھو جو بشر تجھ سے کرے دعوی حسن
شرم سے ڈوب مریں حور و ملک پانی میں

ترے چہرے پہ میاں دیکھ کے قطرات عرق
آبداری گئی موتی کی ڈھلک پانی میں

ہائے کیا اشک کی شورش ہے کہ مانند حباب
بہہ گئی چشم جھپکتے ہی پلک پانی میں

لب دریا پہ ترے عکس سے اے بادلہ پوش
موج ہر ایک ہے سونے کی ڈلک پانی میں

سربلندی کے نمایاں ہے مقابل پستی
پاؤں کے نیچے ہی رہتا ہے فلک پانی میں

جوں حباب آہ جہاں سوز تمہاری سے محب
کیا تعجب ہے کہ پڑ جائیں ہلک پانی میں

☆ ☆ ☆

272

خار ہے گلشن میں اس گل بن ہمیں گل چشم میں
جس کی فرقت میں جو دیکھیں گل پڑے کل چشم میں

پیچ و تاب زلف خوباں جب سے دیکھا بھر نظر
اشک خونیں کی ہے لہروں کا تسلسل چشم میں

باغ میں دیکھے جو تیرے عارض گل رنگ کو
دیکھنے کو گل کے سمجھے خار بلبل چشم میں

سلسلہ جنباں جنوں کا باغ میں آیا نظر
اس پری کی زلف کے مارے کو سنبل چشم میں

آئینے کی طرح یاں جس کو صفائے قلب سے
جلوہ دیدار کے پردے گئے کھل چشم میں

پھر اسے معنی میں وصل و ہجر کی صورت ہے ایک
شکل موجود و عدم سے ہے تو کل چشم میں

جانتے ہیں جو محبِ صادق الاخلاص ہیں
لطف پنہاں ہے میاں تیرا تغافل چشم میں

☆ ☆ ☆

ہم عشق کے کوچے میں کیا آپ سے ٹھہرے ہیں
واں حسن فرنگی کے بیٹھے ہوئے پہرے ہیں

یا رنگ اثر تیرے نالے میں نہیں بلبل
یا گل کی ہوا لگ کر کچھ کان ہی بہرے ہیں

اک پل کی بھی شورش میں جی ڈوبنے لگتا ہے
چشمے یہ کنوؤں سے بھی کیا چشم کے گہرے ہیں

شیر آتے ہوئے ڈرتے ہیں عشق کے بیشے میں
یہ شوخ غزالوں کے عشاق کے زہرے ہیں

نامہ بھی لکھوں اس کو دو سطر کہ اس دم تو
آشوب سے گریہ کے ٹک چشم پھرہرے ہیں

یہ لالچی خلقت میں گر زر کے نہیں طالب
ان سانوروں میں سب کے کیوں رنگ سنہرے ہیں

لے ہاتھ دل عاشق پیڑ آسا کترنے کو
شیریں دہناں انساں ہیں یا کہ گلہرے ہیں

بند ان کے کبھو پل بھر سوراخ نہیں ہوتے
آنکھیں ہیں کہ پانی کی ٹھلیوں کے بچھڑے ہیں

بے لطف ہے تو ڈر تو پیراہن گل ان سے
خوبوں کے جو اے بلبل جامے یہ اکہرے ہیں

آراستہ آنکھوں کے گھر تیری ہی خاطر ہیں
چھڑکاؤ ہے پنکھا ہے چلمن ہے کٹہرے ہیں

بوجھ عشق کا سنبھلے گا کس طرح محب تم سے
مجنوں سے بھی دیہی کے کچھ آپ چھریرے ہیں

☆ ☆ ☆

دل انساں کہ نہ ہو عشق کا آئیں جس میں
ہے وہ قرآں کہ نہیں سورۂ یاسیں جس میں 273

معنی غم کا قصیدہ ہے مرا مصرع آہ
سینکڑوں درد کے مضمون ہیں تضمیں جس میں

ہے وہ آئینہ بہ از تختہ گلزار بہشت
منعکس ہوئے ترا روئے نگاریں جس میں

دل بے عشق پر از خواہش دنیا کیا ہے
ظرف خالی ہے کہ نہ کفر ہے نہ دیں جس میں

زخم دل پر ہمیں یکساں نمک و مرہم ہے
دل خوش ہوئے ترا اے لب شیریں جس میں

اس سے ملئے نہ کبھو حسن جو بازاری ہو
دل اسے دیجئے ہو شوخی و تمکیں جس میں

کام ایسا کہ نہ ہو خواہش دنیا مطلق
دل سے اٹھ جائے جہاں تک ہے غم دیں جس میں

نہیں سو عشق سوا حضرت انساں کے لئے
بعد مرنے کے بھی ہو مورد تحسیں جس میں

ایک بات اس نے محب خط میں کچھ ایسی نہ لکھی
چین ہو دل کو ذرا جی کو ہو تسکیں جس میں

☆ ☆ ☆

شاید کہ لکھا یوں تھا تقدیر الٰہی میں
عاشق کی رہے کشتی امواج تباہی میں 274

یوں دل کے سویدا میں روشن ہے تری صورت
جوں چشمہ حیواں کا ہے نور سیاہی میں

ہے مشرب رنداں میں بالفعل تو مے رائج
اس امر کو گو زاہد سمجھیں ہیں مناہی میں

معراج گدائی کا ہوتا نہیں کم ہر گز
پستی و بلندی ہے یاں افسر شاہی میں

دریا میں حباب آسا کیا مظہر وحدت ہے
جو غرق سراپا ہے اسرار کماہی میں

سمکہ مرے بانکے سے اک آن بھی ہونے کی
کیا تاب جو ہو جرات رستم سے سپاہی میں

ہر برگ گل لالہ اک محضر خونی ہے
سینے کے محب تیرے داغوں کی گواہی میں

☆ ☆ ☆

جائے آسائش نہیں مستوں کو پہلوئے زمیں
اس قدر ٹوٹے ہیں شیشے دل کے بر روئے زمیں

انتظار خوش نگاہان چمن زار جہاں
ہے گل نرگس طلسم چشم جادوئے زمیں

جب سے اس صحرامیں صید افگن ہے وہ گلگوں سوار
تب سے خوں آلود ہے رنگ فلک بوئے زمیں

منزل ہستی میں آسائش کہاں ہے یک قدم
خار محنت سے نہیں خالی سر موئے زمیں

کج روی سے آسماں کی باغ ہستی میں مدام
راستی پر بے ثمر ہے سرو دل جوئے زمیں

ہم سے کیا ہموار ہے پست و بلند راہ عشق
آہ اس طرف فلک اور اشک ایں سوئے زمیں

ہیں بہ سبب شرعی ڈر کے مرگئے پر گور میں
خاک ہوئے گا عذاب زور بازوئے[275] زمیں

اے محب سنبل نہیں ہے اس چمن میں دہر کے
ہیں کسی کے غم میں یہ آشفتہ گیسوئے زمیں

☆ ☆ ☆

کافر بتوں کی یارب ایسی خدائیاں ہوں
اسلام کے نگر میں جن کی دہائیاں ہوں

جن شوخ انکھڑیوں میں سو اچپلائیاں ہوں
آہوں نے[276] کیوں نہ آنکھیں ان سے چرائیاں ہوں

کیا جانتے تھے تنہا یوں کوچ ہوئے اپنا
جو دوست آشنا ہوں ان سے جدائیاں ہوں

کیا سیر ان کی ہوگی بوسے سے اے دل من
مسی کی جن لبوں پر دھڑیاں جمائیاں ہوں

خالی وہ دن نہ گزرا تجھ بن جو دور شاعر
دیکھا ہو اور نہ آنکھیں اپنی بھرآئیاں ہوں

کیا ربط معنوی ہو بحر جہاں میں ان سے — ہر صورت آہ جن سے ناآشنائیاں ہوں
بے داغ کلفت اپنا دل آئینہ ہے لیکن — اس ماہ رو سے دیکھیں کیونکر صفائیاں ہوں
وے کور ہوں جنہوں نے اک طوطیا نیا باندھ — پھر چشم پوشیاں بھی اس کو بھائیاں ہوں
کیونکر نہ بھیس بدلیں اس سے فقیر ہو کر — جس شوخ کی ادائیں سب میرزائیاں ہوں
نظارگی تھی نرگس اس حسن کی چمن میں — خطرہ ہے یہ کہ اس کی آنکھیں نہ آئیاں ہوں

ہنستے تو ہو محب کے رونے پر اے میاں تم
لیکن نہ اس ہنسی کی پھر جگ ہنسائیاں ہوں

☆ ☆ ☆

فندقوں تیری سے ظاہر ہیں غضب سرہنگیاں — یہ حنا کیسی ہے سچ کہہ کس کے خوں میں رنگیاں
کون سی رنگت ہے جو خالی ہے اس کے رنگ سے — اس رنگیلے کی عجائب دیکھیاں نیرنگیاں
تنگ چشمی ہے فلک کی یہ کہ مانند حباب — تھے جو دریا دل سو اب کرنے لگے دل تنگیاں
ہم میں تم میں پیشتر اس طور کب تھی گفتگو — اب جو باتیں بولتے ہو ہر گھڑی بے ڈھنگیاں
خط نہیں مکھڑے پر اس خونریز کے لایا ہجوم — روم کے ہے ملک پر چڑھ آئی فوج زنگیاں
جان شیریں عشق میں شیریں کے دی فرہاد نے — تھا وہ شیرینی کا مائل از قبیل بنگیاں

ہم تو نالاں ہیں محب مدت سے اس گلزار میں
عندلیبوں کو مبارک ہوئیں خوش آہنگیاں

☆ ☆ ☆

اشارے کو جو اس چشم سیہ کی ٹک بھنوئیں ملیاں — صف عشاق پر مژگاں کی کیا کیا برچھیاں چلیاں
مشابہ سرو سے جو کہتے ہیں جھوٹے ہیں سر تا پا — بجیس خوش قامتوں کی دیکھ لو سانچے میں ہیں ڈھلیاں
ہوئیں گلشن میں ساری غنچہ تصویر کی صورت — تبسم دیکھ تیرا تھیں جہاں تک ادھ کھلی کلیاں

غرور حسن میں ایسی ہے کی عاشق کشی تو نے
کہ سونی ہیں پڑی تیرے دیار عشق کی گلیاں

بہت تھیں کبک کی رفتار کی دھومیں سو اب تیرے
ان اچپلیوں کی چالوں نے وہ سب پاؤں تلے ملیاں

قفس میں ہم نہ ہوتے تو بہار آنے کی یہ دھومیں
عجب فوجیں جنوں کی آئیں تھیں پر خیر سے ٹلیاں

وہ چوپڑ کھیلنے میں ہاتھ پانسے کو نہیں چھوتا
کسو عاشق کے کیا یہ استخوان خشک ہیں نلیاں

رہا بے شاخ و برگ اپنا ہی نخل مدعا ورنہ
درخت خشک کی شاخیں ہری ہو پھولیاں پھلیاں

جونہی اس شعلہ خو کے ذکر نے مجلس کو گرمایا
وہیں منہ میں پگھل سب کی زبانیں شمع سی جلیاں

کسو دن باغ باغ اے گل دل عاشق بھی کر تیرے
گلے جو ہار ہیں ان سے تو ہیں دن رات رنگ رلیاں

فرنگستان ملک عشق میں رکھتے ہیں ساتھ اپنے
دلوں کے عاشقوں کے صاحبان حسن اردلیاں

تبسم ہیں نگاہوں میں ہنسی میں بات میں اس کے
نئی ہیں شوخیاں سب سے نرالی ہیں کچھ اچپلیاں

گلہ تیرا تو میں کیونکر کروں ہاں یہ تو کہتا ہوں
وفائیں سب بری میری جفائیں سب تری بھلیاں

تمنا دل میں بوسے کی اب انگاروں پہ لوٹے ہے
کہ دم بھرتے ہیں دمسازی کا اس لب سے نئے قلیاں

گداز تن ہے یاں تک سوز و آہ و نالہ سے اپنا
کہ شکل نے نظر آتی ہیں سب سوکھی ہوئی نلیاں

چمن میں رات تھی اس پر بہار نازک اندامی
رہیں تھیں بستر گل پر اسے تا صبح بے کلیاں

محب تو روز و شب کیوں دیدہ پر آب رہتا ہے
کسی سے اٹکیاں ہیں تیری آنکھیں ہم نے اٹکلیاں

☆ ☆ ☆

کسی ساحر نے اس سنگ 277. میں ہیں جڑیاں
پری رویوں کی تصویریں میری آنکھوں میں ہیں کھڑیاں

مرا دل جانتا ہے چشم گوہر بار کی قیمت
پروتا ہے جو ایسے موتیوں کی روز و شب لڑیاں

ترے وعدے کی کیا بے تابیوں سے رات گزری ہے
کہ پوریں انگلیوں کی گھس گئیں گنتے ہوئے گھڑیاں

چمن میں کھلکھلا کر جب ہنسا وہ غنچہ لب میرا
تو کلیاں گل کی سب جھڑ کر گلے کا ہار ہو پڑیاں

جگر خوں ہو گیا شام و شفق کا دیکھ حسرت سے
لبوں پر لالہ رویوں کے مسی اور پان کی دھڑیاں

ہمیں گر پیار سے پھر ہانک دینا ہے ہوا بتلا
کبوتر کی طرح ہم عشق بازوں کو نہ دے پھڑیاں

بہے کیا اشک خوں آنکھوں سے میرا شوخ کی پلکیں
رگ جاں میں ہزاروں نشتر فصّاد ہو گڑیاں

رہا وہ غنچہ لب اپنے دل افگاروں سے چین ابرو
کبھو ہنس کر نہ کھولیں عاشقوں کے دل کی گل جھڑیاں

جو چھوٹا آپ کو رسم تواضع میں کہیں سب سے
بزرگوں کی نظر میں ہیں انہوں کی غیرتیں مریاں

گرے اس سقف گردوں سے کوئی سنگ ان رقیبوں پر
کہ دب کر مر رہیں یا چھوڑیں باقی بولتی کڑیاں

درازی روز محشر کی ہے چھوٹی ان کی گھڑیوں سے
کٹیں گی اس طرح یارب نہ راتیں ہجر کی بڑیاں

محب خنجر نگہ کا تیز کرتی ہیں جو سرمے سے
کہیں تو انکھڑیاں اس ظالم خونخوار کی لڑیاں

☆ ☆ ☆

اب کسی سے چوری چوری تونے لگائیں آنکھیں
جو آج ہم سے سمکھ ہوتے چرائیں آنکھیں

نرگس کو جب چمن میں تو نے دکھائیں آنکھیں
شرمندہ ہو کے اس نے اپنی نوائیں آنکھیں

کچھ کھوج تو بتا دے کیا چور دل میں بیٹھا
جو مجھ کو دیکھتے ہی یونہیں جھکائیں آنکھیں

انگور زخم دل پر میرے نہ بندھنے پایا
پی کر شراب اس سے آ کر لڑائیں آنکھیں

لیل و نہار کی بھی گردش تصدق ان کے
سرمے نے قہر تیری فتنہ بنائیں آنکھیں

جھمکا دکھا کے اپنی آنکھوں کا تو نے ظالم
حسرت سے خوں رلا کر لاکھوں گنوائیں آنکھیں

دوری میں مے کی ساقی لبریز دیکھ ساغر
بے اختیار تیری جب یاد آئیں آنکھیں

سینے میں جوش غم نے از بس زیادتی کی
ناچار خون دل سے اس دم بھر آئیں آنکھیں

بیت الصنم کے در پر ملنا ہو گر میسر
جانے محب خدا کے میں گھر سے پائیں آنکھیں

☆ ☆ ☆

اس شکار افگن کے کب شایان تیغ و تیر ہوں　　ناتواں از چشم دام افتادہ اک نخچیر ہوں
یار سیر گل میں ہیں اور میں در گلزار پر　　کشتہ حیرت برنگ بلبل تصویر ہوں
واشد اس غنچے کی ہوگی دشمنوں کے ساتھ دیکھ[280]　　دوستاں میں کیوں نہ خاموش و خفا و گیر ہوں
بانکپن سے ہاتھ قبضے پر نہ رکھ ہر دم میاں　　جنبش ابرو کا تیرے کشتہ شمشیر ہوں
سر رکھا سوتے میں تیرے پاؤں پر چاہے سو کر　　گر لگایا ہاتھ ہو تو واجب التعزیر[281] ہوں
جز شب فرقت نہ دیکھا ایک دن پھر روز وصل　　عمر گزری ہے کہ نظارہ کن تقدیر ہوں
اے طبیبو چھوڑ دو تقدیر پر میرا علاج　　میں مریض عشق ہوں کب لائق تدبیر ہوں
میں جو دیوانہ ہوں اس کی زلف کا سودا زدہ　　گو کھلے بندوں ہوں لیکن بستہ زنجیر ہوں
ہے ترے صیاد کو اللہ اکبر یہ غرور　　صید گاہ میں اس کی میں مذبوح بے تکبیر ہوں
تیر سا قد دیکھ خم ہوئے جوانی گوشہ گیر　　جوں کماں خانہ بہ خانہ کیا پھروں اب پیر ہوں
ہجر میں تیرے بتنگ آیا ہوں اک دم مجھ تک آ　　سیر ہو دیکھوں تجھے بس زندگی سے سیر ہوں
قصر دل افتادہ بن آوے کوئی تو ہے ثواب[282]　　ورنہ پھوٹی مسجدوں کے کب پئے تعمیر ہوں
یاد ہے یکبارہ ترکیب گداز دل مجھے　　اے مہوس خاک ہو جاؤں تو پھر اکسیر ہوں
نعش میری کو پھرا جرم وفا پر کوبکو　　عشق تیرے میں جفا جو قابل تشہیر ہوں
دامن ہر حرف ہو جاتا ہے اک دریا کا پاٹ　　ہو کے گریاں نامہ جب کرتا اسے تحریر ہوں
ہے شگاف سینہ سے ظاہر بیان حال دل　　جوں زبان خامہ ہوں گویا و بے تقریر ہوں
دیکھنے کا شوق لکھنے میں کہے ہے مرد مک　　جوں فقط اے کاش میں ہر حرف پر تسطیر ہوں
مر گئے پر ہو دل بے تاب کو شاید قرار　　ماورائے خاک میں سیماب سے تخمیر ہوں

اس جناب پاک کا کیا باب کہلاؤں محب
میں غلام کمترین حضرت شبیر ہوں

☆ ☆ ☆

گذرے ہیں جس دیار سے ہم درد یار میں
پایا نہ درد یار کوئی اس دیار میں

فصل خزاں سوا چمن روزگار میں
دن ایک زندگی کا نہ گزرا بہار میں

جس گل کے ہوں ہزار دل افگار رنگ و بو
بلبل کا ذکر واں ہے بھلا کس شمار میں

مجنوں جو اس پری کے ہیں پہلو نشین غم
لیلیٰ کا ناقہ گنتے ہیں وہ کس قطار میں

سنی و شیعہ رکھتے ہیں جس بات پر نزاع
میں نے تو یوں کہی وہ صغار و کبار میں

ہیں چار عنصر ایک بہ ترکیب ذہن کے
پس برخلاف ایک نہیں ہر چہار میں

گھر چشم کا سفید کیا ہم نے ماہ من
رو رو کے صبح شام ترے انتظار میں

دل کی تپش یہی ہے تو تن بعد مرگ بھی
آرام خاک پائیں گے کنج مزار میں

کیا کیا خدا پرستوں کے ہیں دل گتھے ہوئے
کافر بتوں کی زلف کے ہر تار تار میں

ہر سنگ کے جگر سے جو اب تک جھڑے ہے آگ
یہ داغ کوہکن ہے دل کوہسار میں

ہم نے قماش دہر سے ملبوس زندگی
عریاں تنی کے قطع کیا جامہ وار میں

قاتل تو میرے قتل کا ہر دم نہ شہرہ کر
خوں بے گناہ کا ہے زبوں اشتہار میں

سیل حوادثات کے ٹالے نہیں ٹلے
سنگیں ہیں کوہ سے بھی ہم اپنے دیار میں

نافِ غزالۂ ختنی ہو دماغِ خلق
پہنچے شمیم زلف بتاں گر تتار میں

فرقت میں کر تصور سیر چمن یہ چشم
دیکھ آئی گل جو پھولے ہوئے شاخسار میں

لخت جگر کے کھیل سمجھ طفل اشک نے
گل نوک ہر مژہ کے پروئے ہیں خار میں

صاف آئینے کو دل کے کیا ہم نے اے محب
عکس رخ نگار سے خط غبار میں

☆ ☆ ☆

283

ساقی کوئی غضب میں ہم توبہ توڑتے ہیں
زاہد کے سر سے شیشہ تقویٰ کا پھوڑتے ہیں

سمجھیں ہیں مست ہم کو جو یار ٹال بتلا
پیالے میں خالی شیشہ پی پی نچوڑتے ہیں

مت توڑ ہم سے الفت آ واسطے خدا کے
اے یار تیرے آگے ہم ہاتھ جوڑتے ہیں

بوسہ تو اک طرف ہے ہم عاشقوں کی بو سے
جتنے ہیں خوبصورت سب منہ کو موڑتے ہیں

ترواریں ہی ہمارے سر سے گزرتیاں ہیں
غصے میں آپ جس دم بھویں مروڑتے ہیں

ہم ترک مے تو کرتے جو پہلے محتسب یہ
کھاتا قسم کہ ہم بھی رشوت کو چھوڑتے ہیں

جوں شمع اے محب ہم سر دیں دبی زباں سے
سوز سخن کے کیونکر رشتے کو توڑتے ہیں

☆ ☆ ☆

گل افشانی سے ایسا ہو سکے ہے کب چمن رنگیں
بجے ہے جس قدر تم کو بسنتی پیرہن رنگیں

یہ کس کے قتل کا بیڑا اٹھایا ہے میاں سچ کہہ
ہوا ہے سرخی پاں سے غضب تیرا دہن رنگیں

تمہاری گالیاں کیا ہیں زباں سے پھول جھڑتے ہیں
بہار حسن ہے اور طبع موزوں ہر سخن رنگیں

صفائی رنگِ گل کی خار ہے آنکھوں میں بلبل کے
ترا ملبوس شبنم دیکھ کر اے گلبدن رنگیں

غرور حسن کا اپنے چمن میں آج اس گل نے
دکھایا زور ہے رنگیں ادا سے بانکپن رنگیں

رکھے ہے چار موسم تازہ و تر دل کے گلشن میں
یہ عشق لالہ روُیاں تو گلِ داغ کہن رنگیں

رکھا تیشے کو جوں گلدستہ سر پر جان شیریں کے
گیا ہے باندھ کر یہ طرفہ مضموں کوہکن رنگیں

انہوں کا خوں گریباں گیر ہے دامان محشر کا
شہید عشق گل رویاں کا لازم ہے کفن رنگیں

محب اس نازنیں کے عکس رخسار نگاریں سے
ہوا ہے رشک صد رنگ چمن آئینہ بن رنگیں

☆ ☆ ☆

به تسخیر بتاں تسبیح کیوں زاہد پھراتے ہیں — یہ لوہے کے چنے واللہ عاشق ہی چباتے ہیں

بنی ہے جوں گہر صورت سخن کی اہل معنی سے — یہ ناداں کہنے سننے کو عبث باتیں بناتے ہیں

صدا سے عشق کی لے بھر رہی ہے جن کے کانوں میں — وہ کب سنتے ہیں یہ ناصح جو اپنا راگ گاتے ہیں

بہار آئی نہ چھوٹے ہم قفس سے، ہمصفیر اپنے — چمن میں چہچہے کرتے ہیں اور دھومیں مچاتے ہیں

خدا سے دوستی تیری مگر ہم کو ملاوے گی — صنم ناحق ترے ہم روز تکتوڑے اٹھاتے ہیں

کوئی کیسا ہی روٹھا ہو بلا لیتے ہیں اک پل میں — یہ ظالم خوبرو سکھ ہو جب آنکھیں لڑاتے ہیں

صبا کس گل کے آنے کی خوشی ایسی ہے گلشن میں — کہ گل جامے میں آج اپنے نہیں پھولے سماتے ہیں

ہنساتے ہیں تجھے ساکن چمن کے کس خوشامد سے — کہ بلبل ہے غزل خواں چٹکیاں غنچے بجاتے ہیں

ہم اپنے دل کی حالت کیا کہیں بن موت مرتے ہیں — تجھے ٹک دیکھ لیتے ہیں تو گویا جان پاتے ہیں

گریباں کا ہمارے ناصحا موقوف کر سینا — کہ ہم سینے کا اپنے زخم کاری کب سلاتے ہیں

امید آنے کی اس عیار کے ہم کو نہیں ہرگز — خیال خام پر اپنی عبث چھاتی پکاتے ہیں

تماشا شیخ جی کے حال کا ہے تحفہ مجلس میں — زنبوری ہیں مرید اور چوک میں بندر نچاتے ہیں

ہم ایسی گولیاں کچی نہیں کھیلے ہیں یہ لڑکے — جو چٹیالے ہوئے ہیں ٹیپ ٹاپ ان کو دکھاتے ہیں

دلوں کے آئینے اب بن گئے ہیں سنگ و آہن کے — کہ مل کر جی میں جاگہہ دیں بچھڑ کر بھول جاتے ہیں

بہت مارے گئے واں اور بہت زخمی ہوئے تس پر
محب کوچے میں اس کے آج ہم پھر دل جلاتے ہیں

☆ ☆ ☆

ظلم ناحق سے ترے چشم پشیماں کب ہوں — یہ وہ کافر ہیں فرنگی کہ مسلماں کب ہوں

وصف گل پیرہن تیرے کا اگر ہم نہ لکھیں — یک قلم رشک سے گل چاک گریباں کب ہوں

ہم کو جوں لالہ چمن زار جہاں سے جز داغ — گل خنداں طرف گوشہ داماں کب ہوں

ابر کیا عہدہ برا تجھ سے ہو ضد کر اس کی
خوں فشاں میرے سے ہوں دیدہ گریاں کب ہوں

جلے ہے شام سے تا صبح ولے میری طرح
متصل شمع سے ہو نالہ و افغاں کب ہوں

ہمدم اس زلف کا قصہ کہوں کب تک تجھ سے
یہ وہ باتیں ہیں کہ اک شب میں بہ پایاں کب ہوں

جی میں ہیں آرزوئیں بہت سی اور فرصت کم
جیتے جی دیکھئے یہ مشکلیں آساں کب ہوں

چشم گریاں کا وہ کس روز تماشائی ہو
داغ سینے کے مرے رشک چراغاں کب ہوں

اے محب سلسلہ جنباں جو نہ ہو زلف بتاں
دل دیوانہ عشاق پریشاں کب ہوں

☆ ☆ ☆

دل خلقت خدا کو ستما جلا نہ چنداں
کہ فلک کے پار پہنچے تف آہ درد منداں

کہیں کیا کہ دیکھتے ہیں تجھے غیر ساتھ خنداں
رہے ہونٹ ہم چباتے بہ جگر فشردہ دنداں

وہیں جھڑ گلوں کے تودے بندھیں گلبنوں کے نیچے
کبھو صبحدم چمن میں جو وہ غنچہ لب ہو خنداں

کہو کیا برار صحبت مری اس کی ہو عزیزاں
دل نازک اپنا شیشہ دل سنگ اس کا سنداں

نہ بچے گا صید ان سے کوئی آہوئے حرم تک
جو رہے شکار افگن یہی عنبریں کمنداں

کبھو رنگ سے حنا کے سر دست و پا نگاریں
نہ سوائے خون عاشق کریں یہ نگار بنداں

نہ ہو غیر ساتھ ہر دم متبسم اے پری وش
نہ نمک فشاں ہو دل کے سر ریش مستمنداں

کئے شانہ ریش کو یاں عبث آئے شیخ جی تم
کہ یہ جمع بزم رنداں ہے فریق ریش خنداں

نہیں قال لب پہ اس کے یہ ہے مہر خامشی کی
وہی سمجھے ہے یہ نکتہ کہ جو ہے بڑا نخنداں

کہیں سرو سے مشابہ تیرے قد کو پست فطرت
یہ ہے گوش زد ہمارے سخن نظر بلنداں

سبھی محو خود نمائی بہ مثال آئینہ ہیں
یہ خدائی سے نرالا ہے گروہ خود پسنداں

تری وصف کا کمر کے نہ بندھا کسی سے مضموں
رہے خواب میں عدم تک جو کئی خیال بنداں

محب اس ادا کے صدقے کہ اٹھائے مار ٹھوکر
سر پائے نازنیں سے وہ سر نیاز منداں

☆ ☆ ☆

خاک ہو کر ہوئے صحرا ہی کے بار دامن — نہ کسی گل کے ہوئے باغ میں خار دامن
نکہت گل کے سوا کون اسے ہاتھ لگائے — کہ رگ جاں سے ہے نازک ترا تار دامن
آج ٹپکے ہے مرا اشک جو عطر آلودہ — سرمہ آنکھوں میں کسی کا ہے غبار دامن
آتش دل پہ ذرا بات میں اس سرکش کے — جنبش لب کی ہوا کرتی ہے کار دامن

اے محب خلق میں طوفاں ہو بقول سودا
پونچھ کر چشم کریں ہم جو فشار دامن

☆ ☆ ☆

جھاڑیے جھٹکئے سو طرح سے پیارے دامن — جوں غبار اب نہ چھٹوں لگ کے تمہارے دامن
آستیں دیدہ تر سے جواٹھا لیجے ابھی — بحر مواج لگے آ کے ہمارے دامن
مانگتے مکھ سے ترے حسن تجلی پیارے — مہر و مہ پھرتے ہیں دن رات پسارے دامن
ہا 128 الف
ہم تکیں پاؤں کو توسن سے ترے مشکل ہے — جنبش پا سے جو تو زین کا مارے دامن
ابر میں ہے یہ تری بادلہ پوشی رخشاں — چاہئے برق ترا آ کے سنوارے دامن
چمن عشق کے سیار ہیں ہم مدت سے — اشک خونیں سے ہے گلرنگ بہار دامن

تری اس آہ شرر بار کو ہر رات محب
پیشکش دے ہے فلک بھر کے ستارے دامن

☆ ☆ ☆

285
درد اس بے درد کے آگے کہا جاتا نہیں　　بن کہے بھی سخت مشکل ہے رہا جاتا نہیں
دل کو آتش نے جدائی کے کیا ایسا گداز　　کون ساون ہے کہ اشک خوں بہا جاتا نہیں
دن تو مرمر کے گذرتا ہے ولیکن روزاٹھ　　ہجر کی شب کا الم دل پر سہا جاتا نہیں
غم کی وہ بنیاد بپا کی ہے اس نے جس کو دیکھ　　کون سے بے خانماں کا جی ڈہا جاتا نہیں
ہے غزل خواں باغ میں بلبل ہمیں اس گل بغیر　　اپنے کانوں سے سنا یہ چہچہا جاتا نہیں
کون سے دن دیکھ دریا پر تجھے میں غیر ساتھ　　اک کنارے اشک خوں رو کر نہا جاتا نہیں
عشق ہے تجھ کو محب کیا کیا اٹھا کر آفتیں
اس کے کوچے سے ا ہا ہاہا رہا جاتا نہیں

☆ ☆ ☆

286
جنوں کے پڑا ہاتھ کار گریباں　　پھٹا اڑ گیا تار تار گریباں
نظر ہوئے بلبل کی بار گریباں　　رگ گل ہے اس گل کا تار گریباں
پھٹا صبح کا ہے جگر غم سے میرے　　نہیں گرچہ قرب و جوار گریباں
سلامت ہے دست جنوں دشمن اس کا　　نہ ہو ناصحا دوست دار گریباں
287 بگولا نہ دامان صحرا تک آوے　　اگر ہم نہ جھاڑیں غبار گریباں
نہ کی اشک گلگوں سے اے گل عذارو　　خزاں دیدہ ہم نے بہار گریباں
کیا جامہ زیبوں کے سر نذر ہم نے　　اتارا یہ گردن سے بار گریباں
رفو سخت بد یمن ہے ہمدم من　　نہیں اپنے یاں ساز دار گریباں
288 پڑیں ہر طرف دھجیاں، اڑ ہتاں میں　　ہوئے ہم بہت شرمسار گریباں
پڑے اشک خونیں کے جس دن سے چھینٹے　　ہوا دل جگر داغ دار گریباں
ہوا کب ہمارا برنگ حمائل　　وہ دست نگاریں نگار گریباں
جو پوشاک عریاں تنی میں ہے ان کی　　نہ دست جنوں ہے بکار گریباں

سبک جوں پر کاہ شور جنوں سے   ہوا اپنا کوہ وقار گریباں
سوا صبح محشر کے چھوڑا جنوں نے   ہمارا کسے یادگار گریباں
نہ ہو دور گیتی میں بار ان کی خواہش   کریں ہم اگر ٹک فشار گریباں
محب چاک داماں ہے ان گلرخوں کا
ترا موجب خار خار گریباں

☆ ☆ ☆

نکلنا ہے چمن میں یار تجھ بن   مری آنکھوں میں گل جوں خار تجھ بن
مری آنکھیں ہوں گل کھانے کو موجود   اگر دیکھیں گل و گلزار تجھ بن
خوش آوے کیا مجھے اے راحت جاں   ہوا ہوں زیست سے بیزار تجھ بن
عجب حیرت میں گزرے ہے شب و روز   ہمارا اے پری رخسار تجھ بن
جلا لے وصل سے تو ورنہ مجھ میں   نہیں جینے کا کچھ آثار تجھ بن
گل داغ جنوں باغ جہاں سے   ہوا میرے گلے کا ہار تجھ بن
محب کو روز نہلاتے ہیں خوں میں
یہ ظالم دیدہ خونبار تجھ بن

☆ ☆ ☆

صنم کی جدائی کی شب کیا بتاؤں   قیامت کا دن ہے غضب کیا بتاؤں
عبث پوچھتا ہے محبت کی باتیں   وہ دن ہی گئے تب کی اب کیا بتاؤں
شب و روز روتی ہی گذرے ہے مجھ کو   مری زندگی ہے عجب کیا بتاؤں
یہ جنبش ادا سے کہاں برگ گل میں   ترے بات کہنے میں لب کیا بتاؤں
پھنسا زلف خوباں میں دل پھر نہ چھوٹا   یہ پیچ آ پڑا ہے کڈھب کیا بتاؤں

مرا حال عاشق جو ہووے سو جانے	عزیزاں میں اس کا سبب کیا بتاؤں

نہ سونے دیا رات ہمسائیگاں کو
محب کا وہ شور و شغب کیا بتاؤں

☆ ☆ ☆

تاباں ہے شکل مہر پر اس کا وہ رو کہاں	ابرو سا ہے ہلال وہ غمزے کی خو کہاں
قد سرو بھی رکھے ہے کہاں وہ خرام ناز	نازک تو جسم گل بھی ہے وہ رنگ و بو کہاں
ہے لالہ داغدار نہ میرا سا دل جگر	شبنم بھی چشم تر ہے رہا جم لہو کہاں
شکل دہن ہے بستہ نہ اس کے دہن سا تنگ	شیریں مقال طوطی ہے وہ گفتگو کہاں
پر نشہ جام مل ہے نہ اتنا کہ اس کی چشم	گردن تو ہے صراحی کی پر وہ گلو کہاں
ہے چاک جیب گل پہ یہ شور جنوں کدھر	افغان عندلیب ہے یہ ہاؤ ہو کہاں

عاشق ہیں دل فگار محب سا نہیں کوئی
دلبر ہی گل عذار ہیں جو کچھ ہے تو کہاں

☆ ☆ ☆

یہ خود پرست بتاں بسکہ ناز کرتے ہیں	خدا پرست دل و دیں نماز کرتے ہیں
اٹھاتے خاک ہیں لطف آ کے سیر ہستی میں	عدم کے خواب سے کیوں چشم باز کرتے ہیں
زمیں پہ خوف سے از سرگذشتاں کے ہم	قدم کو رکھتے ہوئے احتراز کرتے ہیں
ملے ہے جام ملالت ز دورہ فلکی	انہیں جو بزم طرب دل میں ساز کرتے ہیں
سخن کو زلف بتاں عمر خضر بخشے ہے	کہ اس کے قصے کو اکثر دراز کرتے ہیں
نہ پھلنے پھولنے دیں دہر میں قضا و قدر	جو ایک سرو سہی سرفراز کرتے ہیں

کیا نہ نرم دل اس کا تو کیا حصول محب
جو سنگ کو ترے نالے گداز کرتے ہیں

☆ ☆ ☆

دل نہ ہو شاداں تو عالم عالم آبادانیاں
آنکھ اٹھا کر دیکھیے جس طرف ہیں ویرانیاں

جستجو تیری میں جیتے جی جو گلیاں چھانیاں
عاشقوں کی واں بھٹکتی پھرتی ہیں روحانیاں

آئینہ خانے میں دل کے اس پری کا عکس رو
لائے ہے درپیش کیا بے وجہ کی حیرانیاں

بھر آب و دانہ اے دل مت جگر سوراخ کر
جوں گہر مشکل ہیں باتیں ابروؤں کی پانیاں

کیوں بگڑتا ہے عبث باتیں تجھے بن آئی ہیں[290]
آشنائی کی زبانی اور دلی بیگانیاں

عید ہے مل لے گلے اک دم تو خنجر کو نہ کھینچ
منتظر آنکھیں ہیں شکل دیدہ قربانیاں

کب سروساماں کا خطرہ دل میں ان کے دخل ہے
عشق کی دولت بھی رکھتے ہیں جو بے سامانیاں

عاشق اس بت کے نہ ہوں تو چھوٹو کیوں بہر خدا[291]
اپنی ان دانائیوں سے یوں ہوئی نادانیاں

جوں دل و لخت جگر جان و تن و ہوش و خرد
عشق تیرے کی ہوئی کچھ نذر کچھ مہمانیاں

حرف حق تھا دار کی صورت نہ بولا کوئی سچ
کھول دیں منصور نے جھوٹوں کی بے ایمانیاں

وے جو پابند علائق ہیں اسیر آب و ناں
ہیں غلط باتیں زباں ان کی سے آزادانیاں

ہم یہ کہتے تھے دلا عاشق کہیں مت ہوجیو
خواریاں اور ذلتیں اب عشق کی کچھ جانیاں

ہجر میں کھاتا گیا غم وصل کی بتلا معاش
گالیاں تو کھائیں ہیں باقی ہیں ماریں کھانیاں

آج لڑیاں تھیں کسی سے پلٹیں ہیں غصہ میں لال
دیکھتے ہی ہم نے تیری انکھڑیاں پہچانیاں

فضل سے مشکل کشا کے مشکلیں تیری محب
جو معتقد دل میں ہیں سب پائیں گے آسانیاں

☆ ☆ ☆

یہ غزل دل کھول کے حاسد کے آگے پڑھ محب
بندھ گئیں باتیں وہی جو تھیں نہ منہ پر لانیاں[292]

☆ ☆ ☆

مجھے معلوم ہوتا ہے تری مخمور یہ آنکھیں　　کریں گی زاہدوں کے دل کے شیشے چور یہ آنکھیں
اگرچہ گریۂ یعقوب کی شہرت ہے دنیا میں　　ولے میری بھی ہیں رونے میں کیا مشہور یہ آنکھیں
تجلی طور کی تاریک ہوجاتی نگاہوں میں　　جو پہلے دیکھتا موسیٰ سراپا نور یہ آنکھیں
یہ زہر آلودہ مژگاں زخم دل ناسور کرتی ہیں　　وگرنہ ہیں طبیبو مرہم کافور یہ آنکھیں
تصور اس پری کا مجھ کو ہے اب جس کے بن دیکھے
محب دیکھیں نہ بھر نظروں جمال حور یہ آنکھیں

☆ ☆ ☆

جو مریض عشق کے ہیں ان کو شفا ہے کہ نہیں　　اے طبیب ان کی بھی دنیا میں دوا ہے کہ نہیں
خوبرو جتنے ہیں عالم میں جفاکار ہیں سب　　یاد کیا جانیں انہیں طور وفا ہے کہ نہیں
تنگ اتنا ہے زمانہ کہ چمن میں گل تک　　صبحدم چاک گریباں ہی صبا ہے کہ نہیں
مری بے تابی کے احوال کو شب کے اس سے　　نامہ بر تو نے زبانی بھی کہا ہے کہ نہیں
ظلم ہے یہ تو کہ دل لیجئے اور رہیے خفا　　کہیں انصاف زمانے میں رہا ہے کہ نہیں
شیخ کہتے ہیں مجھے دیر نہ جا کعبہ چل　　برہمن کہتے ہیں کیوں یاں بھی خدا ہے کہ نہیں
اپنے یاروں میں کوئی جا کے عدم سے نہ پھرا
کیوں محب ان کی خبر لانی بجا ہے کہ نہیں

☆ ☆ ☆

کچھ تجھے یار خدا سے بھی حذر ہے کہ نہیں　　میرے اس درد جدائی کی خبر ہے کہ نہیں
تو گیا جب سے اسی وقت سے میں نزع میں ہوں　　سخت جانی پہ مری کچھ بھی نظر ہے کہ نہیں
توڑ مت سنگ جفا سے یہ مرا شیشہ دل　　تجھ کو کیا فائدہ میرا تو ضرر ہے کہ نہیں

293

تیرے کوچے میں جو جاتا ہوں تو دل دھڑکے ہے ۔۔۔ کہ خدا جانے (یہ) اس وقت وہ گھر ہے کہ نہیں
دل تو پہلے ہی گزک تم نے کیا پی کے شراب ۔۔۔ اب یہ فرماتے ہو لا لخت جگر ہے کہ نہیں
پیچ و تاب ایسے ہیں اس میں کہ نظر کیا ٹھہرے ۔۔۔ ہاں میاں تو ہی بتا تیری کمر ہے کہ نہیں
صبح تک بزم میں روتی ہے کھڑی اس کے حضور ۔۔۔ شمع کے جی میں کچھ اندیشہ سر ہے کہ نہیں
ہر نفس ہی رہے یارو جرس دل کی صدا ۔۔۔ ارے غافل تجھے کچھ عزم سفر ہے کہ نہیں

لالہ رویوں کی محبت کے محب گلشن کا
داغ دل کے بھی سوا اور ثمر ہے کہ نہیں

☆ ☆ ☆

میرے جنوں کی مت کہو تدبیر ہی نہیں ۔۔۔ اس کا علاج خواہش تقدیر ہی نہیں
دیوانے دل کے واسطے ساری خدائی میں ۔۔۔ زلف بتاں سوا کوئی زنجیر ہی نہیں
صد گونہ ہم نے صفحہ دنیا کی سیر کی ۔۔۔ تیری سی حسن کی کوئی تصویر ہی نہیں
ظالم تجھے نہیں ہے مری آہ سے خطر ۔۔۔ دل دور رکھیو اس سے کہ تاثیر ہی نہیں
عاشق کو جرم عشق کی در چشم اہل درد ۔۔۔ درد فراق سی کوئی تعزیر ہی نہیں
سوز زبان شمع سوا بہر التیام ۔۔۔ مرہم بہ زخم سینہ گلگیر ہی نہیں

دل کے گداز کرنے کو جز عشق اے محب
دنیا میں کوئی نسخہ اکسیر ہی نہیں

☆ ☆ ☆

خالی تری نگہ کا کوئی تیر ہی نہیں ۔۔۔ دل کوئی اس کے آگے سپرگیر ہی نہیں
خانہ خرابی آنکھیں ہی کرتی ہیں دیکھ لو ۔۔۔ اس رو سیاہ دل کی تو تقصیر ہی نہیں
دیوانگی کے سلسلہ کا ہوئے جو مرید ۔۔۔ اس گیسوئے دراز سوا پیر ہی نہیں

ہر زخم پر ہے آرزوئے صد ہزار زخم مجھ سا بھی سخت جاں کوئی نخچیر ہی نہیں
ہے دیر تیرے حکم کی ورنہ یہ جان و دل پیارے نثار کرنے کو تاخیر ہی نہیں
قوس قزح[294] یہ عکس ہے ابروئے یار کا ایسی فلک کے صفحے پہ تحریر ہی نہیں

قاتل چھپا یہ نعش محب کی کہیں شتاب
خوں بے گنہ کا قابل تشہیر ہی نہیں

☆ ☆ ☆

شورش سے چشم تر کی زبس غرق آب ہوں دن رات بحر غم میں برنگ حباب ہوں
یہ دور اب تو ہے کہ رقیبوں کی بزم میں تو مست ہو شراب سے اور میں کباب ہوں
مجھ خوں گرفتہ پر مرے قاتل کمر نہ باندھ میں آپ اپنے قتل کا خواہاں شتاب ہوں
ہر صبح و شام باغ میں صحرا میں جوں نسیم اس گل کی جستجو[295] کی ہوس پر خراب ہوں
حیرت سے اس کو دیکھتے ہیں مثل آئینہ افشائے درد دل سے کھڑا بے جواب ہوں

آگاہ ہے خدا ہی محب روز کس لئے
نظروں میں ان بتاں کی محل عتاب ہوں

☆ ☆ ☆

دنیا میں کیا کسی سے سروکار ہے ہمیں تجھ بن تو اپنی زیست ہی دشوار ہے ہمیں
تو ہی نہیں تو جان تری جان کی قسم یہ جان کس کے واسطے درکار ہے ہمیں
گرتے ہیں دکھ سے تیری جدائی کے ورنہ خیر چنگے بھلے ہیں کچھ نہیں آزار ہے ہمیں
مرپچ کے دن تو گزرے ہے جوں توں[296] پر اس طرح نظروں میں نور مہر شب تار ہے ہمیں
پھر رات کی نہ پوچھ حقیقت کہ صبح تک آہ و فغان و دیدہ خونبار ہے ہمیں
ہو کر اداس باغ میں جاویں کبھو تو واں نظروں کے بیچ ہر رگ گل خار ہے ہمیں

دن کا وہ حال رات کا وہ کچھ بیان ہے / سیر چمن سو دل سے کچھ اے یار ہے ہمیں
تس پر بھی ہم سے ملنے کا انکار ہے تجھے / جس میں تری رضا سوئے اقرار ہے ہمیں
شکوے بھرے ہیں دل میں ولیکن محب من
کب تیرے آگے طاقت گفتار ہے ہمیں

☆ ☆ ☆

دیکھا جو کچھ جہاں میں کوئی دم یہ سب نہیں / ٹک آنکھ موندتے ہی تم اور ہم یہ سب نہیں
تھوڑی سی زیست ہے جو خوشی سے مجھے تو خیر / ورنہ نشاط و خرمی و غم یہ سب نہیں
باغ و بہار و جوش گل و خندہ صبوح / صوت ہزار و گریہ شبنم یہ سب نہیں
دنیا و دین دیدہ دل صبر اور قرار / تو ہی اگر نہیں تو اک عالم یہ سب نہیں
کس کام کے ہیں بے اثری سے اگرچہ ہیں / آہ و فغاں و دیدہ پرنم یہ سب نہیں
بے عشق جتنی خلق ہے انساں کی شکل میں / نظروں میں اہل دید کے آدم یہ سب نہیں
زخم نہان ہجر کو بے وصل اے محب
ہو سود مند بخیہ و مرہم یہ سب نہیں

☆ ☆ ☆

ہے مزا خاک آشنائی میں / زندگی موت ہے جدائی میں
دھوم چرچا انہیں بتوں کا ہے / جس طرف دیکھئے خدائی میں
خون عاشق کا رنگ جھمکے ہے / شوخ کے پنجہ حنائی میں
نیک و بد سے بشکل آئینہ / دل کو ہر وجہ رکھ صفائی میں
حسن کی شان اے صنم تیری / ہے خدائی کی کبریائی میں
قدر ہو کر وفا کی مجھ سے جدا / مل گئی اس کی بے وفائی میں

پاؤں پر اس کے سر ہمارے کو — سر بلندی ہے جبہ سائی میں
شب جدائی کی کاٹ کر جوں شمع — جان دی صبح رونمائی میں

اس سے ملنے کا پھر ارادہ کر
ہے محب قسمت آزمائی میں

☆ ☆ ☆

298 ہماری چاہ صاحب جانتے ہیں — کہوں کیا آہ صاحب جانتے ہیں
جلانا عاشقوں کا جان اے جاں — قیامت واہ صاحب جانتے ہیں
بھلا دینے کی زلفوں میں دلوں کو — نرالی راہ صاحب جانتے ہیں
تمہاری مست آنکھوں سے ہے بے خود — جسے آگاہ صاحب جانتے ہیں
تمہارے مکھڑے کی ذرہ جھلک ہے — کہ جس کو ماہ صاحب جانتے ہیں
ملو ہم سے وگرنہ پھر کسی روز — کبھی ناگاہ صاحب جانتے ہیں

محب بے طرح کچھ تم سے کہے گا
وہی تیر آہ صاحب جانتے ہیں

☆ ☆ ☆

اے ہمدماں بھلاؤ نہ تم یاد رفتگاں — واماندگاں کو ہے یہی ارشاد رفتگاں
جو غنچہ ناشگفتہ ہی جھڑ جائے شاخ سے — ہے اس چمن میں وہ دل ناشاد رفتگاں
چشم و دل و جگر کے لئے اشک درد و داغ — ہم پاس ہے یہ تحفہ امداد رفتگاں
اس کارواں سرا میں یہ بانگ جرس نہیں — ہے یہ صدائے نالہ و فریاد رفتگاں

آئندہ و روندہ سے پوچھا بہت محب
دریافت پر نہ کچھ ہوئی روداد رفتگاں

☆ ☆ ☆

کون سی شادی ہے وہ ہمراہ جس کے غم نہیں
روز عیش ایسا کہاں جو بے شب ماتم نہیں

آہ کیونکر ہوئے جانبر زخمی تیر نگاہ
سود مند زخم نا پیدا کوئی مرہم نہیں

گو مقرب ہیں ملک لیکن بچشم اعتبار
حکم تحویل امانت جز بنی آدم نہیں

ہر نفس درپردہ آتی ہے صدائے سوز وساز
آشنا اس لے سے مطلق گوش نامحرم نہیں

اب تغافل کا نہیں ہے وقت آنا ہے تو آؤ
تم اگر ٹک دیر کر آئے تو پیارے ہم نہیں

روز و شب دیکھا تقابل کر کے میں ہر وجہ سے
چہرہ میرے یار کا کچھ مہر و مہ سے کم نہیں

... آج ڈسنے کی آئی لہر ہے
زلف کا بے وجہ رو پر اس کے پیچ و خم نہیں

تلخ کام ایسا ہوں ان شیریں لبوں کے عشق میں
ذائقے کامنہ میں اپنے فرق شہد و سم نہیں

یاد تیری ہے کہ ہم جیتے ہیں جیسے جان من
ورنہ درد ہجر سے پوچھو تو دم میں دم نہیں

ہاں محب عاشق ہے تو جس حسن عالم سوز کا
مہر و مہ دونوں ہیں اک ذرہ بھی وہ عالم نہیں

☆ ☆ ☆

ہے مرے پہلو میں اور مجھ کو نظر آتا نہیں
اس پری کا سحر یارو کچھ کہا جاتا نہیں

اشک کی بارش میں دل سے غم نکل آتا نہیں
گھر سے باہر مینہ برسنے میں کوئی جاتا نہیں

چاک جیب اپنے کو میں بھی جوں گریبان سحر
ناصحا تا دامن محشر تو سلواتا نہیں

شمع ساں رشتے پر الفت کے لگا دیتے ہیں سر
عاشق اور معشوق سا بھی دوسرا ناتا نہیں

بسکہ تیرے ہجر میں ہے ناگوارا اکل و شرب
دل بجز خون جگر اے جان کچھ کھاتا نہیں

میں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں
اس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں

وائے یہ غفلت کہ دریا بیچ قطرے کی طرح
آپ ہی میں آپ کو ڈھونڈوں ہوں اور پاتا نہیں

ترک عشق اس سرو بالا کا کیا ہے جب سے دل
عالم بالا سے بالائی خبر لاتا نہیں

بسکہ ہے ہمرنگ واشد سے محب اس باغ میں
دل کو غیر از غنچہ تصویر کچھ بھاتا نہیں

☆ ☆ ☆

کیا کیا ستم گروں نے دھومیں مچائیاں ہیں
ان کو یہ طرحیں بانکی کس نے سکھائیاں ہیں

کب ہوش میں رہا وہ جینے کے اے پری وش
تجھ چشم پر بلا سے آنکھیں ملائیاں ہیں

جن نے گھٹا میں تارے دیکھے نہ ہوں سو دیکھے
مسی کی خوب رنگیں کافر جمائیاں ہیں

مژگاں کی لے کی چھڑیاں غصے میں بھر رہی ہیں
پیارے یہ کس سے تو نے آنکھیں لڑائیاں ہیں

کب تک محب رہیں گے سرکش یہ خوبصورت
دو چار دن کی یہ بھی ان کی خدائیاں ہیں

☆ ☆ ☆

اس کے چلتے کس گھڑی تیر نگہ پیہم نہیں
پر مرا سینہ نیستاں سے سراسر کم نہیں

دل کو یاں نالے سے دم لینے کی تاب اک دم نہیں
واں نئے قلیاں چھٹ اس کا دوسرا ہمدم نہیں

گندمی رنگ اس پری کا ہے کچھ ایسا دلفریب
عاشق اس کا جو نہیں ہے وہ بنی آدم نہیں

زخمی تیغ نگہ سے ہم چلے افسوس ہے
غیر چشم لطف یار اس زخم کا مرہم نہیں

وہ جو چہرے کا ترے عالم ہے اے عالم فریب
ماہ عالمتاب میں اس وجہ کا عالم نہیں

جن کو کچھ تھوڑا بہت بھی ہے تعلق عشق سے
ان کو دنیا میں غم و اندوہ بیش و کم نہیں

جان سے ٹھہرایئے جانا غم جاناں ہے وہ
اس سوا دنیا و عقبیٰ کا ہمیں کچھ غم نہیں

سینکڑوں دل اس ترے چاہ ذقن میں غرق ہیں
چاہنے والوں میں تیرے ایک تنہا ہم نہیں

پیتے ہی دو قطرے کیفیت دو عالم کی کھلے
غیر جام بادہ یاں درکار جام جم نہیں

نالہ بلبل ہی شاید آسماں تک جائے ہے   روئے گل اشک کواکب سے ہے تر شبنم نہیں

اے محب برسات کی دیکھیں تو کیسی ہے جھڑی
اشک کو کہدو قسم دے کر کہ تو بھی تھم نہیں

☆ ☆ ☆

تجھ بن اے گلعذار آنکھوں میں   صورت گل ہے خار آنکھوں میں
کھب گئی نقش کالجر ہو کر   جڑی تصویر یار آنکھوں میں
تجھ کو رکھتے ہیں بوجھ کر ایماں   کافر و دین دار آنکھوں میں
جان میری حباب کی مانند   اب ہے دم کا شمار آنکھوں میں
باغ میں دیکھئے جو اس گل کو   کیا ہی پھولے بہار آنکھوں میں
سرمہ ہے ہم کو اس کے کوچے کا   ہر گھڑی پل غبار آنکھوں میں

اے محب ہجر یار کے شب و روز
کٹ گئے بے شمار آنکھوں میں

☆ ☆ ☆

گذرے ہیں دو مہینے دن جن کے یار ساٹھوں   تھے تیرے درد و غم میں کیا غمگسار ساٹھوں
ہاتھوں سے قتل کرنا اور پاؤں سے مسلنا   کیں دست و پا کی پوریں یوں گل انار ساٹھوں
دن رات ہم کو تیرے وعدے کی بے کلی سے   کتنی کٹیں ہیں گھڑیاں اے گلعذار ساٹھوں
ناخن تراش ناخن انگشتیں سب حنائی   بدرو ہلال و غنچے گلگوں بہار ساٹھوں
آتا نہیں نظر تو اے ماہ جس مہینے   گذریں ہیں قہراس کے لیل و نہار ساٹھوں
اعداد ہر کلی کے اے گل چمن میں تجھ بن   بلبل کی آنکھوں میں ہیں مانند خار ساٹھوں
بارہ علم کے نیچے میں جن کے سائے میں ہوں   سینے کو خارجی کے کردیں فگار ساٹھوں

دو دستے تیر کے بھر ترکش میں وہ ستمگر　　پھینکے ہے اب وہ دستے بھر شکار ساٹھوں
سیپارے تیس پڑھیے اور تیس روزے رکھیے　　قسمت ہیں ان کی جو ہیں پرہیز گار ساٹھوں
ہم مست جھومتے ہیں میخانے میں سدا سے　　نے کی گلی کے کر کے تانے شمار ساٹھوں

شتعی غزل لکھی ہے تو نے محب یہ ایسی
ہے تیس مارخاں پر تیروں کی مار ساٹھوں

☆ ☆ ☆

روز وشب آنکھوں نے کیں گریہ سے وہ یعقوبیاں　　بہہ گئیں سب دل سے باتیں صبر کی ایوبیاں*
بسکہ دیکھیں حسن کے دریا کی پر آشوبیاں　　عشق کے گرداب میں لے دل کو آنکھیں ڈوبیاں*
غیر کے ملنے سے تھا ناآشنا جب تک وہ شوخ　　دوستی اس کی میں تھیں کیا کیا نہ خوش اسلوبیاں*
دیکھتا مجنوں اگر دل کا ہمارے جذب عشق　　جوں غزال اس کی وہیں رم کرتیاں مجذوبیاں*
واں کسی کی کوئی فریاد و فغاں سنتا نہیں　　محفل خوباں ہے گویا مجلس کروبیاں*
مشرب رندوں سے دنیا میں نہیں آگاہ شیخ　　مغبچوں پر ختم ہیں اس دین کی یعقوبیاں
ہو لڑائی عشق کی تب فتح جب پاوے شکست　　غالب اکثر ہوتے ہیں اس جنگ میں مغلوبیاں
داغ حسرت سے ہوئیں اس دور آخر میں کباب　　میکشی کی طبع میں تھیں جس قدر مرغوبیاں
ہے خزف سے کم بہا گوہر ہنر کا خلق میں　　بیچ کر اس کو خریدا چاہیے معیوبیاں*
حسن کے دعوی سے ہے وہ منکشف وہ منخسف　　مہر و مہ دونوں کو اس کے رو سے ہیں محجوبیاں
کیا بلا اس شخص کی نظروں میں ہے حسن پری　　جس نے دیکھی ہوئیں اس محبوب کی محبوبیاں
میری بدیاں ہی کیا کرتا ہے بیگانوں میں بیٹھ　　ہوئیں اب دریافت اپنے آشنا کی خوبیاں
کیا لکھوں خط ہمدم اس نو خط کو میں خانہ خراب　　بھیجوں ہوں ارقام کر　نینن کئے مکتوبیاں
پڑھ کے شاید دل کرے اس کارگر آئے رحم پر　　ورنہ ہیں اپنے نوشتے کی وہی مغضوبیاں

کُہ کنی فرہاد نے کی جاں کنی ہم نے محب
ہتھکنڈے ہیں عاشقوں کے سینہ و سر کوبیاں*

☆ ☆ ☆

صحرا میں بے کسانہ ہی دیوانہ ساں بسوں — کب تک کہ شہر ہی ناکساں کسوں
دل سے تمہاری چاہ تو اے دلبراں بروں — جب تک نہ ہوگی خاک میں تب تک نہاں نہ ہوں
اکثر رہیں ہیں مردم فرزانہ سر بجیب — ہوتا کبھو نہیں سر دیوا نگاں نگوں
گر ایک ہو تو دو کرے دو کے کرے ہے چار — کیا دم کرے ہے شیخ تری پر فساں فسوں
گالی بغیر منہ سے نکلتی نہیں ہے بات — تو آپ خوب ہے یہ تری ہے زباں زبوں
گلرنگ پیرہن کے ترے دیکھنے کو گل — آئے عدم سے باغ میں جامہ دراں دروں
عاقل نہ چھوڑے نقد کو نسیہ پر اے فقیہ — ہے عقل کا تو حور قصور اور جناں جنوں
بحر خرد میں سد سکندر سے استوار — ہے زیر آسماں سخن راستاں ستوں
عاشق کے خوں میں کرتے ہیں ترگوشہ کماں — تیر نگہ سے لے یہ ستم پیشگاں شگوں
جوں گردباد ساتھ تمہارے کو چھوڑ کر — صحرا نورد خاک میں اے ہمہاں رہوں
شربت تو ایک بوسہ کا اے لب شکر پلا — عاشق ہوں میں مروں تو ہوکر کامراں مروں
ڈوبا ہوں بحر عشق میں ہو تجھ سے آشنا — شکوہ کنارے بیٹھ ترا بیکراں کروں
قصہ ہے درد دل کا مرے طول ہوں خموش — ہمدرد تا کوئی نہ ملے جا کہاں کہوں
کرتا ہوں آج سینہ سپر میں کہ تاکجا — مژگاں کی اس کے تیزی نوک سناں سنوں
ہے یہ ارادہ ساکن میخانہ ہوجیئے — رخصت ہوں تم سے کعبے کے اے ساکناں کنوں
صحبت سے ناقصوں کے جدا دل ہے بے فروغ — جوں بدر شہر ڈھونڈ کے با کاملاں ملوں

اپنے محب کو یہ تو محبت میں تو نہ چاہ
عشاق بے شمار ہیں یا ہمگناں گنوں

☆ ☆ ☆

شب جو چشم اپنی سے بہہ کر تھم گیا دریائے خوں
صبح دیکھا جس طرف تھا جم گیا دریائے خوں

دم میں لوہو ہو کے بہتی کو ہکن کی جوئے شیر
کیا کریں آنکھوں میں آ کر تھم گیا دریائے خوں

کر دکھاویں گے ترے کوچے کو پل میں لالہ زار
اشک اپنے کا ادھر جس دم گیا دریائے خوں

لہر اس کی زلف کی دل میں ہوئی جوں موج خیز
چشم سے یہ کھا کے پیچ و خم گیا دریائے خوں

اس برس اک خلق نے دیکھا کہ گریہ کا مرے
بے بہا برسات کا عالم گیا دریائے خوں

طفل اشک اپنا تہہ دل سے کنار چشم تک
کیا ہی جلدی پیر اے ہمدم گیا دریائے خوں

دیکھتے ہی اس غزال شوخ کو آنکھوں کی راہ
بھکے سب آرام لے کر رم گیا دریائے خوں

کاوش مژگاں سے کس کے چشمہ سار چشم کا
نوح کے طوفاں سے ہو توام گیا دریائے خوں

آئینے میں آسماں کے عکس اس کا ہے شفق
چشم سے اپنی جو بیش و کم گیا دریائے خوں

غم میں اس گلگوں قبا کے مردمان چشم کا
خانماں اک پل میں کر برہم گیا دریائے خوں

وہ زمیں ہے کربلا تیرا محب با چشم تر
لے جدھر در عین جوش غم گیا دریائے خوں

☆ ☆ ☆

جہاں میں خواب راحت دیدہ بے خواب سے پوچھو
مزے کی طرح آسائش دل بیتاب سے پوچھو

اڑے آتش سے حسرت کی برنگ دود آہ دل
ہماری بے قراری کو اگر سیماب سے پوچھو

ہمارا سجدہ گاہ دیں ہے ابروئے صنم زاہد
تم اپنے قبلہ ایماں کا رخ محراب سے پوچھو

سراغ شورش دل چشم اشک افشاں سے ظاہر ہے
تری خشکی صدف کے گوہر سیراب سے پوچھو

کوئی ہے باعث تحریک تار نالہ عاشق
نوائے پردہ قانون کو مضراب سے پوچھو

نہ دل نہ صبر نہ طاقت نہ گھر نہ در نہ زور و زر
ہمارے نام کو دنیا میں کس اسباب سے پوچھو

محب ہی ایک اپنے کام کا استاد کامل ہے
محبت کے طریقوں کے اگر آداب سے پوچھو

☆ ☆ ☆

تیری جفا کے داد خواہ خانہ بخانہ کوبکو
لاکھوں ہی مجھ سے بیگناہ خانہ بخانہ کوبکو

پھرتے ہیں رات دن خراب گردش چرخ میں مدام
رشک سے تیرے مہر و ماہ خانہ بہ خانہ کوبہ کو

تیرے مکرنے سے مرا خون نہ مفت جائے گا
قتل کے میرے ہیں گواہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو

مصر میں حسن یوسفی گرچہ وہ ہو چکا عزیز
اس سے بہت ہے تیری چاہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو

تیرے بھی دل میں راہ کے پانے کا کچھ اثر نہیں
پہنچے ہے ورنہ میری آہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو

باد مخالف فراق جسم ضعیف میرے کو
دے ہے اڑا برنگ کاہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو

جان من ایک دم تو آ گھر میں محب کے بھی کبھو
اب تو ہے تجھ کو سب سے راہ خانہ بہ خانہ کو بہ کو

☆ ☆ ☆

اور تو کیا کہیں ایک آن جو ہم تک آؤ
نذر جی کرتے ہیں لو جان جو ہم تک آؤ

داغ سینے کے ہم ایک ایک دکھاویں تم کو
آہ اے شمع شبستان جو ہم تک آؤ

دل بیتاب کو تسکین کوئی ساعت ہو
مہماں ہو کے میاں جان جو ہم تک آؤ

اسقدر حال پریشاں ہوں کہ اے آئینہ رو
دیکھ کر ہو رہو حیران جو ہم تک آؤ

ہم سی بات کو آنکھوں سے دکھادیں تم کو
اشک ہیں نوح کا طوفان جو ہم تک آؤ

خون دل کی ہے شراب اور جگر کے ہیں کباب
یہ تو موجود ہے سامان جو ہم تک آؤ

ہم دل و جاں سے محب تیرے ہیں اے جان غرور
اس میں کم ہوتی نہیں شان جو ہم تک آؤ

☆ ☆ ☆

مہتاب ہو شراب ہو ساقی ہو جام ہو کس کے نصیب ہیں جو یہ صحبت مدام ہو
ساقی ہمیں قسم ہے تری چشم مست کی تجھ بن جو خواب میں بھی پئیں مے حرام ہو
اک پل میں ہوں کئی صف عشاق قتل عام خونخوار انکھڑیوں کا جدھر اہتمام ہو
کافر ہوں گر میں نام بھی کعبے کا لوں کبھی وہ سنگدل صنم جو کبھو مجھ سے رام ہو
اس قد سے جلوہ گر مرے صاحب چمن میں دیکھ شمشاد راستی ہے تمہارا غلام ہو
اس شوخ کی زباں نہیں گویا' ہے یہ غرور ممکن نہیں کسو سے کبھو ہم کلام ہو
تیرے جنوں کا شور ہے ایسا محب من
استاد قیس خلق میں تیرا ہی نام ہو

☆ ☆ ☆

تیرا ہی درمیان اگر عکس رو نہ ہو تمثال خاک آئینے کو آبرو نہ ہو
باراں ہوئی ہو طرف چمن ہو بہار ہو ساقی بڑا ستم ہے جو ہم پاس تو نہ ہو
مرہم سے چاک دل نہیں پاتا ہے التیام سوزن سے چاک پیرہن گل رفو نہ ہو
خالی یہ دو جہاں کی تمنا سے رہ سکا پر تیری چاہ سے یہ بھرے دل کبھو نہ ہو
گر ہم نسیم سے بھی سبک رو جہاں میں ہوں اس گلعذار کی جو کریں جستجو نہ ہو
اے آہ تا فلک ہے ترا نخل شعلہ بار افسوس ہے اثر کی ترے گل میں بو نہ ہو
اپنا محب یہ دامن آلودہ گناہ
جز اس کے ابر فضل و کرم شست شو نہ ہو

☆ ☆ ☆

اگر ہوتی قضا پر کچھ بھی یارو دسترس ہم کو نہ ہوتی ایک دم بھی زندگانی کی ہوس ہم کو

ہوا ہے سیر گلشن سے ہمارا جی تنگ ایسا
کہ اب خواہش نہیں مطلق بجز کنج قفس ہم کو

ترا دل تو تڑپتا ہے ہمیں اتنی نہیں طاقت
سناتا ہے عبث فریاد اپنی اے جرس ہم کو

بیاباں میں جنوں کے فیض تنہائی خدائی ہے
کہ ہر نقش قدم پر سرنگوں ہیں خار و خس ہم کو

مدد کو آتش دل کے یہ سیل اشک جاری ہے
ترحم اس کے کم ہونے پر آیا ہے ترس ہم کو

ہمارا قطرہ خوں دامن محشر کرے رنگیں
شہادت کا ملا ہے تیغ گل رویاں سے جس ہم کو

لکھیں ہم سوز دل کی شرح کیونکر اے محب اس کو
یہ آنسو تو نہیں تخفیف دیتے یک نفس ہم کو

☆ ☆ ☆

ساغر و مینا ہو یار اپنا بہم خلوت میں ہو
ایسی شب کی تو الٰہی صبح اک مدت میں ہو

دل ہی رک جاتا ہے انسیت کی باتوں سے بہم
غیر مانوس ایک شخص اپنی اگر صحبت میں ہو

مے پئے آئے ہو یاں لخت جگر موجود ہے
ہے تو یہ تحفہ گزک گر طبع اس رغبت میں ہو

کس لئے مستوں سے ضد رکھتے ہو تم اے زاہدو
وہ خدا کے بندے ہیں تم کون سی خلقت میں ہو

وصل کی معشوق کے عاشق کو تب ہوتی ہے قدر
ایک مدت تک پریشاں حال جب فرقت میں ہو

ہاتھ سے دل دیجئے رسوائے عالم ہوجئے
وصل خوباں ہو جو اس پر بھی تری قسمت میں ہو

ہے تصور کس پری رخسار کے دیدار کا
اے محب تم صورت آئینہ اک حیرت میں ہو

☆ ☆ ☆

304

محبت سے طریق دوستی سے چاہ سے مانگو
مرے صاحب کسی سے دل جو مانگو راہ سے مانگو

گئے فرہاد و قیس ان کا نظیر اک میں جہاں میں ہوں
عزیزاں خیر باقی ماندگاں اللہ سے مانگو

خط اس کافر نے قتل عام کا فرماں نکالا ہے
مسلمانو پناہ اس آفت ناگاہ سے مانگو

اگر ہے عزم روم و زنگ کی تسخیر کا بارے
کمک تم انکھڑیوں اپنی کی نادر شاہ سے مانگو

نمود اے عاشقو گر معرکے میں عشق کے چاہو
تو مانگو طبل نالے سے علمدار آہ سے مانگو

نظر سب کچھ پڑے اٹھ جائے غفلت کا اگر پردہ
جہاں کی دید کی رخصت دل آگاہ سے مانگو

ملوں میں یار سے پھر آپ کے دھاڑی ہے اور صندل
دعائیں شیخ جی پیروں کی تم درگاہ سے مانگو

دماغ اس کا فلک پر ہے عبث خجلت زدہ ہوگے
میاں دل سنتے ہو بوسہ نہ تم اس ماہ سے مانگو

مآلِ کار اس کا خاک ہے جز خواری و ذلت
اماں اے دوستو دنیا میں حب جاہ سے مانگو

سوا اک مال و زر کے جان و دل ہے دین و ایماں ہے
تمہیں جو چاہیے اس اپنے دولت خواہ سے مانگو

لئے اور گم کئے لاکھوں ہی اس نے یہ نہیں ہوتا
محب دل دے کے پھر اس شوخ بے پرواہ سے مانگو

☆ ☆ ☆

موم تو کرتی ہیں یہ آہیں ہماری سنگ کو
دل نے اس بت کی کیا سختی میں عاری سنگ کو

دل شکن کیونکر نہ ہو میرا وہ سنگیں دل صنم
کچھ بھی موقع ہے بھلا شیشے سے ماری سنگ کو

دست بردار اب ہوئے عشق بتاں سے ہم بھی یوں
چھوڑ دیں ہیں چوم کر جس طرح بھاری سنگ کو

سخت گیری میں جو حاصل ہے تو جاں فرسودگی
خاک دے ہے تیغ لے کر آبداری سنگ کو

حق بجانب ہے دل عاشق بناتے ہی بتاں
آئینہ دیدار کی خواہش تمہاری سنگ کو

دیکھئے آگے ہو کیا طوفاں کہ اب جوں خار و خس
سمجھے ہے اپنی یہ سیل اشک باری سنگ کو

نقل مجلس وہ ہوا یہ دیر و کعبہ میں رہا
خوش نہ آئی بسکہ وہ شیشے کی خواری سنگ کو

اس لئے اس کا عدو بے جاں ہوا ہے خلق میں
ورنہ ہے شیشے سے باہم رشتہ داری سنگ کو

جلوہ گر کرتا ہے کس کس روپ میں لا کر محب
حضرت انساں بزور دستکاری سنگ کو

☆ ☆ ☆

عزیز جان کو رکھئے وفا میں کیونکر ہو　　یہ ہم سے دوست کی راہ رضا میں کیونکر ہو

وفا سے خالی ہے یک دست زینت دنیا　　ثبات عہد کا رنگ حنا میں کیونکر ہو

مشابہت ہوئی گر قد سے سرو کواس کے　　ولے خرام میں ناز و ادا میں کیونکر ہو

ہمیشہ یار کی بیگانہ وضعیاں دیکھے　　یہ صبر و تاب دل آشنا میں کیونکر ہو

اٹھا ہے ابر نہیں ساقی آہ کیا کیجئے　　شکیب و صبر بھلا اس ہوا میں کیونکر ہو

جو عاشقوں کی نہ ہوں استخواں پر از تاثیر　　یہ شہرہ سایہ بال ہما میں کیونکر ہو

مٹے نہ نقش دوئی دل سے اے محب جب تک
اثر بھلا تری حرز و دعامیں کیونکر ہو

☆ ☆ ☆

دیکھا جو نمودار صف لشکر غم کو　　کھولا دل پر درد نے نالے کے علم کو

سر بازی ہے یاں بازی طفلانہ سن اے دل　　تو کوئے محبت میں جو رکھتا ہے قدم کو

اس ترک سیہ چشم کے اک تیر نگہ کا　　ہے شوق سراپا دل آہوئے حرم کو

باراں تو ہے فیاض ولے رحمت حق سے　　ہے فیض گہربار سدا دست کرم کو

افسوس ہوئی شام ولے مہر نہ آیا　　اب روز قیامت شب مہتاب ہے ہم کو

پھر کعبہ کے جانے کا کبھو نام نہ لیوے　　اے شیخ دکھاؤں جو تجھے اپنے صنم کو

کیا سرکشی آتش دل تھام رکھے ہے
شاباش محب آفریں اس دیدہ نم کو

☆ ☆ ☆

اے ذبح کرنے دیکھو تو نہ منہ سے آہ کیجو　　جو یہ رسم عاشقی ہے تو محب نباہ کیجو 305

یہ امید وار کب تک جئے اتنی آرزو میں — کبھی مڑ کے اس طرف بھی تو ذرا نگاہ کیجو [306]
جو وفا یہ آہ و نالے دم مرگ تک کریں ہیں — تو جفا کے اس کی اے دل یہی دو گواہ کیجو
قسم اپنے ناز کی ہے تجھے اے دل تغافل — نہ نیاز مند اپنا کہیں داد خواہ کیجو
یہ سنا ہے کس سے تونے یہ کہا ہے کس نے تجھ سے — کہ ہمیشہ قتل عاشق یونہی [307] بے گناہ کیجو

اثر فغان بلبل کرے ہے جگر کے ٹکڑے
کبھو سیر گل محب تم دم صبح گاہ کیجو

☆ ☆ ☆

پہلے مایوسانہ جو سایہ نشین بید ہو — غنچہ دل عاقبت اس کا گل امید ہو
اے دل اس کے وصل کا خواہاں نہ ہو ہر ایک سے — دوست کا شاید جدا ہی رہنے میں کچھ بھید ہو
اے کمان ابرو بسان تیر فرقت میں تری — تا کجا ہر آہ کا سینے میں ہر اک چھید ہو
حسن میں کس وجہ سے تجھ سا کوئی ان کو کہے — گر مقابل ماہ ہو تیرے وگر خورشید ہو
بزم عشرت کا کرے وہ رشک مہ جب ساز عیش — رو برو رقاص اس کے زہرہ و ناہید ہو
چشم نرگس کھینچے ہے اس رشک گل کا انتظار — جوں گل داؤدی اے ہمدم کہیں اسفید ہو

تیری بخشش کے خزینے سے محب کو یاعلی
چاہیے جلدی عنایت دولت جاوید ہو

☆ ☆ ☆

پھینکنا لڑکوں کو مجنوں پر ہے سنگ و خشت جو — کچھ قبیلے سے تو لیلیٰ کی نہیں یہ زشت رو
مزرع امید ہوئے سبز آب اشک سے — جوں مزارع سینچ کے دیتے ہیں پانی کشت کو
آبرو تو رکھتے ہیں عشاق سب تیرے یہ چشم — روز و شب ہے رو ترا گریہ سے خوں آغشت کو
آئے دل گردش میں کیوں جوں آسماں ہی بیٹھ رہ — ہاتھ لگ جاوے زمین امن دو بالشت جو

شیخ گر تجھ کو ہوس فی الحال ہے ذوق سماع
پیر ہے تو بھی مرید خاندان چشت ہو

سینہ دوراں ہے منقل اس میں جوں اخگر ہے دل
عشق کے گلشن کی کب دے ہے گل انگشت بو

اے محب تم ہو بساط شعر پر شطرنج باز
رخ حریفانہ ہو جس کا تم سے اس کو کشت دو

☆ ☆ ☆

خط نے کھلا دیا چمن حسن یار کو
دونا کیا شگفتہ خزاں نے بہار کو

لائے ہیں ساتھ داغ دل شعلہ بار کو
روشن کرے نہ شمع ہمارے مزار کو

قرباں ہوں تیرے آج تو اے گل چمن میں آ
غنچے ہیں مشت زر لئے سارے نثار کو

کیونکر کہیں نہ پارہ سیماب ہم اسے
مطلق نہیں قرار دل بے قرار کو

اے گلعذار ہم کو رقیبوں سے مت ڈرا
خاطر میں ہم نہ ایک سے لاویں ہزار کو

مفلس کو گردش اپنی دکھاتا نہیں ہے چرخ
تک لے ہے گھر بنوں کے لئے مالدار کو

زلفیں ہیں اس کے روئے مخطط کے گرد یوں
ابر سیاہ گھیر لے جوں سبزہ زار کو

خو جائے تم سے جھوٹ کی باور نہیں ہمیں
کھا کر قسم نہ کھو او میاں اعتبار کو

یہ بوجھ تیرے کاندھے ہے پہنچائیو صبا
کوچے تک اس کے اس مری مشت غبار کو

پھونکے نہ کیونکے آہ مری خشک استخواں
مشکل ہے نیستاں سے گزرنا شرار کو

سارنگیے کی شکل بنا وجد و حال میں
داڑھی سے شیخ باندھ کے سوئے زنار کو

اس صندلی قبا نے کیا نقش پا سے آج
تودہ عبیر کا مری خاک مزار کو[308]

تو خندہ زن ہے بزم میں اور میں سو جبر سے
روکا کروں ہوں گریہ بے اختیار کو

چشم بد ہزار سے ہیں لاکھ مجھ کو خوف
اے گل گلے میں ڈال نہ پھولوں کے ہار کو

دشمن کے تو سکھائے سے کیوں بھاگتا ہے دور
چھوڑا محب ہی نے ترے قرب و جوار کو

☆ ☆ ☆

رکھتا ہے جو وہ روئے عرق ناک رنگ و بو
گل میں کہاں وہ شوخ وہ چالاک رنگ و بو

خوں ریز پان کھانے میں ہنگام بوسہ ہے
تیرے لبوں سے اے بت بیباک رنگ و بو

مدفن کی عاشقوں کی ترے اے سمن عذار
بہتر عبیر سے رکھے ہے خاک رنگ وبو

بن کر گل و گلاب ترے لب سے بزم میں
ساقی رہے ہے دختر رز ناک رنگ و بو

لے گل کے پیرہن سے ہوا پر عدم کی راہ
اس رشک گل کی دیکھ کے پوشاک رنگ و بو

نجری ز بسکہ ہے گل شمع فسردہ سے
مانا رکھے ہے شیخ کی مسواک رنگ و بو

اکراہ سے کہے ہے جو مستوں کو تو مدام
رکھے ہے کیا شراب ہی ناپاک رنگ و بو

اے شیخ لائے مے سے عفونت میں گندہ تر
تیری رکھے ہے حبہ تریاک رنگ و بو

اس گل کے عشق میں گل داغ دل محب
بلبل رکھے ہے گل سے تری پاک رنگ و بو

☆ ☆ ☆

بھلا چنگا مرے برباد دیوے دین و ایماں کو
نہ ہو آزار یا رب عشق کا ہندو مسلماں کو

حلاوت زخم دل رکھتا ہے اس سے جائیں گو مرہم
مزے سے درد کے ہیں آشنا کر ترک درماں کو

بہم پیوستہ کرنا لفظ و معنی کا تلازم ہے
بڑے ہی زور سے ہاتھ آئے ہے مرد سخنداں کو

بنے تھا بوستاں مکتب بہار حسن گلرو سے
وہ جب بہر سبق جاتا بغل میں لے گلستاں کو

ترا رو دیکھ کے بلبل رکھے گل نذر لا لا کر
بجاں خواہاں ہو نافرماں تری توقیع فرماں کو

گھنا جاتا ہے ان کے کیوں مقابل جوش باراں ہو
پڑے بجلی خدا جانے ہوا کیا چشم گریاں کو

رہے گا گور میں تا صبح محشر دوستاں روشن
لئے جاتا ہوں دل پر رکھ چراغ داغ حرماں کو

نہیں عقدہ کشا ناخن کسو نامرد روبہ کا
کروں ہوں یاد دل میں شاہ مرداں شیر یزداں کو

خیال زلف میں بیتاب ہر شب دل کو دیکھوں ہوں　　کہے تعبیر کیا کوئی سن اس خواب پریشاں کو
پریشانی تخلص جمع دولت پر کیا دل نے　　نقوش سیم و زر سے چاہیے ترتیب دیواں کو
غزل اک اور بھی لکھیے محب من کہ مبحث میں
سماعت کی ہوس باقی نہ رہ جائے محباں کو

☆ ☆ ☆

یہ معنی بند خود ہیں مفتخر ہو جا کے ایراں کو　　کرے نے فخر کا ساقط چلا جاوے خراساں کو
زباں گویا خدا نے کلمہ حق کے لئے دی ہے　　نہ از راہ خود آرائی کرے تصدیق بطلاں کو
بیک چشمک زدن اے مرداں کس شوخ چشمی سے　　کیا بیمار درد چشم اس نے نرگستاں کو
بجز لخت جگر جو دل کے داغستاں سے آ نکلا　　کسو گل نے کیا رنگیں نہ اپنے جیب و داماں کو
نہ مر جینے پہ اتنا، خاک تنہا زندگانی ہے　　کیا کیا خضر سے انساں نے پی کر آب حیواں کو
فلک پر اعتبار و عزت و شاں گو ملک کو ہے　　زمیں پر حکم تحویل امانت ہے سو انساں کو
نہ یاد دوست سے ہو یک نفس مقدور تک غافل　　جو ضائع عمر کی ہے کون دے ہے اس کے تاواں کو
خدا بخشے گنہ تو طعن دشمن سے خطر کیا ہے　　عس سے غم نہیں جب عفو ہو منظور سلطاں کو
کباب آتش میں تیرے عشق کے دل تو ہوا کب کا　　لئے حاضر کھڑے ہیں مردم دیدہ نمکداں کو
پھریں ہیں ڈھونڈتے واں نقد افزائش جو وافر ہے　　لئے چل یاں سے ہاتھ آوے جہاں تک جنس عصیاں کو
مثال آئینہ دل صاف ہے اپنا محب از بس
نہیں لاتے ہیں ہم منہ پر کسی کے عیب پنہاں کو

☆ ☆ ☆

اس عزم کو کرے کرم اللہ کا نباہ　　منظور جان تک ہے تری چاہ کا نباہ
اے دل سمجھ کے عشق کے کوچے میں رکھ قدم　　بن سر دیئے محال ہے اس راہ کا نباہ

ہر شب ہماری خاک پہ روشن ہے جوں چراغ
ہم دل جلوں سے خوب ہوا آہ کا نباہ

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بہ از عمر خضر ہے
جو دم کہ ہو محبت دل خواہ کا نباہ

تھا دل سو دے چکا ہوں رہا جی جو چیز کیا
کب ہو گدا سے دوستی شاہ کا نباہ

نکلے ہے آہ ساتھ لئے فوج اشک کو
جوں صاحب علم کو ہے بنگاہ کا نباہ

کیا دل جگر رکھے ہے محب جس نے جان من
جی تک کیا ترے غم جانکاہ کا نباہ

☆ ☆ ☆

اس کے کوچے سے کریں ہم کس طرف آہنگ راہ
ہر قدم پر سو تمنائے دلی ہے سنگ راہ

کیوں نہ لٹ جاوے متاع عقل ملک عشق میں
ترک چشم شوخ واں قزاق ہیں سرہنگ راہ

پہنچنا تجھ تک ہمیں دشوار ہے یوں ضعف سے
جوں مسافر کو ہو منزل دور و پائے لنگ راہ

برق و رعد آ کر قدم اس کے لگیں جس روز میں
ٹک جلوریز آہ و نالے کا کروں شبرنگ راہ

چلتے چلتے چاہیے عشاق کو اک عمر خضر
عشق کی منزل میں ہیں سو کوس یک فرسنگ راہ

آنکھ موندے شہر ہستی سے چلے جاتے ہیں واں
ہیں فراخ ایسے عدم کے کوچہ ہائے تنگ راہ

کوئی اس رستے پہ آ کر کب ہے جیتے جی رہا
مرحلے کا عشق کے بے ڈھنگ دیکھا رنگ راہ

تا بدل منزل رساں ہے کاروان درد کا
جوں جرس رکھتا ہوں شور نالہ پیش آہنگ راہ

دل کہیں گم ہو نشاں اس کا کہیں سے پایئے
ہے محب گلیوں میں الفت کی عجب نیرنگ راہ

☆ ☆ ☆

واں جو کچھ کعبے میں اسرار ہے اللہ اللہ
سو مرے بت میں نمودار ہے اللہ اللہ

دیر میں کعبے میں میخانے میں اور مسجد میں
جلوہ گر سب میں مرا یار ہے اللہ اللہ

اس کے ہر نقش قدم پر کریں عاشق سجدہ　　بت کافر کی وہ رفتار ہے اللہ اللہ
حسن کے اس کی کیا طور تجلی دل کو　　ہائے کیا جلوہ دیدار ہے اللہ اللہ
نہ غرض کفر سے نہ دین سے ہم کو مطلب　　یار سے اپنے سروکار ہے اللہ اللہ
شیخ ہے تجھ کو ہی انکار صنم میرے سے　　ورنہ ہر شخص کو اقرار ہے اللہ اللہ

خوف کیا دغدغہ حشر سے ہے مجھ کو محب
پیر من حیدر کرار ہے اللہ اللہ

☆ ☆ ☆

غیر سے تم نے تو مل عیش کیا کیا کیا کچھ　　ہمیں ارمان رہا جی میں بھرا کیا کیا کچھ
ہم نے کیا کیا نہ کریں تم سے وفائیں ظالم　　یاد کر تو نے کئے جور و جفا کیا کیا کچھ
تیرے کام آئے تو لے جان مری حاضر ہے　　دین و دل تجھ کو دیا اس کے سوا کیا کیا کچھ
تو ملے غیر سے اور اپنی ہم آنکھوں دیکھیں　　آگے اب دیکھئے دکھلائے خدا کیا کیا کچھ
ایک ہم ہیں کہ تری بزم سے مخمور چلے　　ورنہ اس دور میں خلقت کو ملا کیا کیا کچھ
درد دل کو ہے تری جنبش لب سے تسکیں　　ہم نے کر دیکھیں حکیمانہ دوا کیا کیا کچھ
چھیڑ مت مجھ کو کہ جوں غنچہ رکھوں ہوں منہ میں　　سو زباں ساتھ ترا شکوہ گلہ کیا کیا کچھ
اشک خونیں نہ فقط' لخت جگر' پارہ دل　　یار مجھ دیدہ گریاں سے بہا کیا کیا کچھ
جانفشانی مری اور بندگی و عجز و نیاز　　تو نے مل غیر سے برباد کیا کیا کیا کچھ

جز تغافل نہ دیا اس نے محب تجھ کو جواب
درد دل تو نے تو سو بار کہا کیا کیا کچھ

☆ ☆ ☆

مقابل اس کے ہے یہ آب و تاب آئینہ　　برنگ شعلہ آتش ہے آب آئینہ

جہاں کی شکل کو حیرت سے دیکھ نقش بر آب   حباب وار ہے چشم پر آب آئینہ
نقاب رو سے کسی وجہ گر اٹھا اس کے   تو ہے نگاہ کا حائل[309] حجاب آئینہ
غرور حسن کے دریا میں غرق ہیں خوش رو   محیط ان پہ ہے شکل سراب آئینہ
نگین دل پہ جو رکھتا ہوں نقش روئے نگار   اسی کے نام بجے ہے خطاب آئینہ
حریف جوہر ذاتی ہے رنگ خود بینی   یہ سادہ لوح کو بس ہے جواب آئینہ
خیال چشم سے اس کے محب کو حیرت ہے
کہ روز شب کو دکھاتا ہے خواب آئینہ

☆ ☆ ☆

جب کیا دم ساز اپنا اس پری نے آئینہ   دیکھئے کس رو سے دے پھر ہم کو جینے آئینہ
غائب آنکھوں سے رہے حاضر تجلی دوست کی   دل سوا ایسا بھی دیکھا ہے کسی نے آئینہ
شش جہت میں دل جگر ایسا نہیں فولاد کا   رو برو ہے اس کے جو بارہ مہینے آئینہ
اپنی حیرانی کا باعث آگے اس عیار کے   کر دیا لے کر ہماری سادگی نے آئینہ
عکس اپنے سے زمیں پر آفتاب روز حشر   کر دکھایا اس کے رنگ آتشی نے آئینہ
لعل اورالماس و نیلم سے مرصع کر دیا   اس لب و دندان کے پان و مسی نے آئینہ
آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہی نہیں محب وہ خود پسند
ہائے دکھلایا اسے کس مدعی نے آئینہ

☆ ☆ ☆

آغشتہ جو خوں میں کرے عشاق کے تو ہاتھ   پھر رنگ سے مہندی کے نہ رنگوائے کبھو ہاتھ
بے خود ہے تری چشم سیہ مست سے عالم   لیتا ہے عبث بزم میں تو جام و سبو ہاتھ
معشوق کی خو کیونکہ ہو عاشق کے مسخر   گل کی کوئی چاہے تو نہیں لگتی ہے بو ہاتھ

کاٹا ہوا کالے کا کوئی جی سے بچا ہے　　اے دل سمجھ اس زلف کو زنہار نہ چھو ہاتھ
شکوہ کرے مستوں کا اگر لاکھ طرح سے　　اس بات میں لگتا نہیں زاہد کے کدو ہاتھ
صد چاک ہزاروں ہی کے جوں شانہ ہوا دل　　اس زلف سے لیکن نہ لگا یک سر مو ہاتھ

دیوانگی اپنی کا بھی عریانی سے افسوس
پہنچا نہ محب تابہ گریبان و گلو ہاتھ

☆ ☆ ☆

وہ پری رو جیسے ہے خلوت گزین آئینہ　　عالم حیرت ہے نقش دلنشین آئینہ
شاہد معنی کی صورت صاف ہی آوے نمود　　عاشقوں کا دل ہے ایسا بہترین آئینہ
آسماں کی پر کدورت شکل کے یاں عکس سے　　جوں سراب راہ ہے روئے زمین آئینہ
ہے قیامت جلوہ قامت ترا نیرنگ ساز　　حیرت افزائے جہاں ناز آفرین آئینہ
کس کی چشم مست کی ہے تاک میں حیرت زدہ　　ہے رم آہو نگاہاں خوشہ چین آئینہ

مطلع صد آفتاب صبح محشر ہے محب
چہرہ تاباں سے اس مہ کے جبین آئینہ

☆ ☆ ☆

بسان شمع ہے اپنا سراپا دل جگر شعلہ　　کہ سرکٹنے سے نکلے خوں کی جاگہ بیشتر شعلہ
یہ اس کے حسن عالم سوز کا ہے جلوہ گر شعلہ　　کہ جس کے عکس سے دریا میں ہے آب گہر شعلہ
رگ دل میں یہ آتش عشق کی بھڑکے ہے اے ہمدم　　کہ میرا چاٹ کے خوں ہوں زبان نیشتر شعلہ
اثر تجھ آتش ہجراں نے میرے دل کو یہ بخشا　　کہ اشک و آہ میں جیسے نکلتا ہے شرر شعلہ
فلک سے پار ہو جائے ہے ظالم سانس لینے میں　　ہماری آہ سے لاوے زباں پر الحذر شعلہ
زیاں اس شمع رو کو کیا ہماری شورش دل سے　　کہ پروانے کے جلنے سے نہیں رکھتا ضرر شعلہ

کمال عشق سے باہم موافق آب و آتش ہے ۔۔۔ کہ اشک گرم میں شامل رکھے ہر چشم تر شعلہ
بشر کو تاب اس جلوے کی کب ہے طور کے اوپر ۔۔۔ کلیم اللہ کو کیا نور کا آیا نظر شعلہ
محب دل سوزیوں سے شب بھر اس شمع مجالس کو
مرے نامے کا کاتب ہے پر پروانہ پر شعلہ

☆ ☆ ☆

جو کروں ترک ملاقات اس سے تو مشکل ہے یہ ۔۔۔ غیر سے ملتے اسے دیکھوں تو یہ ناگفتہ بہ
ہو خجل چہرے سے تیرے مہرو مہ پھرتے ہیں خوار ۔۔۔ کو بہ کو خانہ بخانہ، شہر شہر و دہ بہ دہ
عشق کے بیمار کی یہ کب دوا جانے طبیب ۔۔۔ شربت سیب و ذقن گلقند لب یا رب بنہ
سائل بوسہ اگر ہوں تجھ سے تو غصہ نہ کر ۔۔۔ جان من درویش را چیزے مگو چیزے بدہ
سوزن مژگاں سے ضعف بے دہن ہے در اشک ۔۔۔ کم بہا ہو جائے ہے گر ہو بڑا موتی کا بہہ
سینے ہی پر لو پیاپے شوخ کے تیر نگاہ
تا کہیں ہمسر محب صد آفریں شاباش رہ

☆ ☆ ☆

دل کو رقیب کے بھی جلا کیا مضائقہ ۔۔۔ گو ہم سے تو ملا نہ ملا کیا مضائقہ
تو مل گلے سے غیر کے ہم بھی تیرے حضور ۔۔۔ کاٹیں گے آج اپنا گلا کیا مضائقہ
منظور تجھ کو قتل ہے میرا تو خوش ہوں میں ۔۔۔ خطرہ کچھ اپنے جی میں نہ لا کیا مضائقہ
اب تو غرور حسن ہے ایسا کہ دیتے ہو ۔۔۔ گالی دعا کے بدلے بھلا کیا مضائقہ
مجلس میں تیرے دیکھ کے آگے ہمیں رقیب ۔۔۔ ٹل جائے تھا نہ آج ٹلا کیا مضائقہ
کل دو دو ہاتھ یاروں کے چلتے ہیں سن رکھو ۔۔۔ اب تم سے اپنا بس نہ چلا کیا مضائقہ
خوش ہے برا منانے سے اپنے محب کے تو
تیرا اگر ہے اس میں بھلا کیا مضائقہ

☆ ☆ ☆

فرحت طبع رسا ہے غزلے تازہ
شوخی مضمون نو ہے بدلے تازہ

ہے قد دلجو ترا نام خدائے سخن
مصرع بر جستہ ہے خللے تازہ

دید سے پرہیز تم اس کے کرو مردماں
چشمک بیمار چشم ہے اجلے[310] تازہ

طبع تیری خشمگیں ایسی ہے اے جنگجو
صلح کی ہر بات بات ہے جدلے تازہ

نرگس چشم اس کی سے لڑتی ہے آنکھ اے طبیب
شدت یرقان سوا ہے کسلے تازہ

قصہ لیلیٰ و قیس کہنہ روایت ہوئی
عشق کی ہم تم میں اب ہے مثلے تازہ

غم سے ہوں پژمردہ سخت بات خوشی کی کوئی
یارو بنا کر سناؤ بر محلے تازہ

اس کے تو دل تک نہ جائے مرا ہی چھیدے جگر
آہ یہ تیرا اثر ہے عملے تازہ

ملتیں ہفتاد دو دیکھیں سب افسردہ ہیں
واہ خوشا دین عشق صد ملے تازہ

ہیں جو شہید وفا ان کو دم تیغ یار
تا ابدے تازہ ہے خوش ازلے تازہ

پوچھا جو اس مست سے لاؤں کباب جگر
بولا محب دل کے لاؤ یک دو دلے تازہ

☆ ☆ ☆

بہ چشم ظاہر نزاکتوں میں کمال نازک عیاں ہے شیشہ
حقیقتاً دیکھیے تو نازک جو کچھ کہ دل ہے کہاں ہے شیشہ

یہ کوئی ساعت جو زندگی ہے تو اس میں پاس نفس ہے لازم
کہ یاں خلائق میں زیر و بالا زمیں ہے رنگ آسماں ہے شیشہ

نہ ہنسیو رونے پر ان کے ساقی نہ توڑیو دل کو میکشوں کے
کفیل ساغر ہے چشم تر کا شکست دل کا ضماں ہے شیشہ

اثر ہوا ہے یہ کچھ تو صحبت کا اس کو مستوں کی رفتہ رفتہ
کہ دل پر از خون دیدہ گریاں مدام مست فغاں ہے شیشہ

طلسم سازی میں دخت رز کی یہ تحفہ کیفیتیں بھری ہیں
کہ ہے لبالب دو آتشہ اور ہمیشہ پنبہ دہاں ہے شیشہ

کیا ہے تلقین دو پیالوں میں بے خودی کا ہمیں تو مشرب
جو بزم مستوں میں شیخ ہووے کہے کہ پیر مغاں ہے شیشہ

رکھے ہے جاری مدام رسم سلام و تعظیم میکدے میں　　قسم ہے پیر مغاں کی لے ہے کہ خوب صالح جواں ہے شیشہ
بغیر ساقی ہوا ہے باراں میں دیدہ دل بھرے ہیں غم سے　　سبک ہے نظروں میں جام و میناؔ دل حزیں پر گراں ہے شیشہ
بغل میں مستوں کی ڈھونڈیے ضد سے محتسب ورنہ جا کے　　کہ سنگ دیر و حرم کے پہلو میں جو شرر ہے نہاں ہے شیشہ
نہیں ہے آگاہ ے خوری سے ہماری ہرگز جہاں میں کوئی　　محب یہ ہے بزم عاشقوں کی نہ یاں ہے ساغر نہ یاں ہے شیشہ

تصوراس کی دو چشم میگوں کا یا انہیں جان دور ساغر
یہ دل جو سینے میں ہے پر از خوں سمجھ اسے بے گماں ہے شیشہ

☆ ☆ ☆

ہر چند نہ پھولے گل و گلزار ہمیشہ　　بلبل کو تو ہے سرزنش خار ہمیشہ
پہلو میں دل اپنے کو بھی ہم رکھ نہ سکے آپ　　پھر رکھتے ہیں تس پر غم دلدار ہمیشہ
عاشق کی اب اس مرتبہ ہے جنس دل ارزاں　　جس مرتبہ تھا جوش خریدار ہمیشہ
بیزار ہوں اس زیست سے کیسا ہے یہ آزار　　تڑپا کرے دل چشم رہیں زار ہمیشہ
اس باغ میں اب چشم سے نرگس کی ہے ہم چشم　　اے شوخ ترا طالب دیدار ہمیشہ
یاروں کو دھراتا ہے دم تیغ پہ رکھ ہاتھ　　اغیار کے آ دم میں وہ خوں خوار ہمیشہ
عاشق کرے سو طرح اگر ان کی خوشامد　　بے طرح ہی ملتے ہیں طرحدار ہمیشہ
سو رنگ سے ایک ایک گل اس باغ میں ہے یاں　　ہیں بو قلموں دیدہ سیار ہمیشہ
مستوں کا ہو اس دور میں گو کاسہ سر خاک　　آباد رہے خانہ خمار ہمیشہ
درپیش ترے آئینہ ہے اے بت خود بیں　　ہم نالہ کناں ہیں پس دیوار ہمیشہ
اس بت میں ہے کیا نام خدا ایسا کہ عشاق　　ہر آن میں مرنے کو ہیں تیار ہمیشہ
ہم کو تو نہ دو روئے تلطف سے کبھو ایک　　اور غیر کو دو بوسہ بہ تکرار ہمیشہ
اے شیخ دو چار ایک سے جس کوچے میں تو ہو　　اس کوچے میں مارے پڑیں دو خار ہمیشہ

تھوڑا بہت اخلاص ہے جس جس سے تجھے یار
ہے ان کو غم اندک و بسیار ہمیشہ

اللہ رے تیری زلف کے ہر تار کا بستار
ہر تار میں سو دل ہیں گرفتار ہمیشہ

دیوانہ جو مجھ سا ہو کسو زلف کا قیدی
بازو رہے زنجیر کی جھنکار ہمیشہ

اپنا کوئی آزار دہندہ نہیں جیسا
ہے عشق بتاں در پے آزار ہمیشہ

دنبالہ جو سرے کا میاں چشم میں کھینچا
اگلی ہی پڑے ہے تری تلوار ہمیشہ

سر رشتۂ محب کفر کا اسلام سے ہے ایک
تسبیح کے درمیان ہے زنار ہمیشہ

☆ ☆ ☆

جائے مال و زر صنم نام خدا ہم پاس ڈھونڈھ
دل اگر سینے میں ہو لے جابلا وسواس ڈھونڈھ

قلق ہے دل پر لکھوں دو سطر اس کو شب بدل
اٹھ تو اے ہمدم شتاب اک پرچہ قرطاس ڈھونڈھ

زخم دل سے درد کی لذت اگر منظور ہے
جائے مرہم یا نمک یا سودہ الماس ڈھونڈھ

ڈوبنے سے ڈر نہ اے دل یہ محیط عشق ہے
یاں مدد کے واسطے نہ خضر نہ الیاس ڈھونڈھ

بندگی کا امر بھی خوف و رجا کا ہے مقام
مخلصی کی راہ مابین امید و یاس ڈھونڈھ

گوہر مقصود ہاتھ آوے گا مت ہو نا امید
اپنے جی میں دھیان سے کر کے خدا کی آس ڈھونڈھ

گلعذاروں سے محبت کر کے کانٹوں میں نہ پھنس
پہلے ان کے دل میں کچھ رنگ وفا کی باس ڈھونڈھ

جلد مل جاتا کمہاروں میں سے مرکب تجھ کو شیخ
بے تمیزی کے سبب سارا پھرا نخاس ڈھونڈھ

ساتھ سونا سیم تن کے چاہتا ہے گر محب
نسخہ اکسیر پہلے دافع افلاس ڈھونڈھ

☆ ☆ ☆

اب ضعف سے ہم یار کے در پر جو گئے بیٹھ
جیتے نہیں اٹھنے کے رہے مر جو گئے بیٹھ

مانند حباب از سر نو زندہ ہیں تا حشر
دل زندگی اپنی سے اٹھا کر جو گئے بیٹھ

جوں نقش قدم غیر فنا اس کی گلی سے
رہنے کے نہیں عاشق بے سر جو گئے بیٹھ

ڈوبے سبھی اک یاد کو ان میں سے نہ اچھلا
تھے عشق کے دریا کے شناور جو گئے بیٹھ

ہم پایہ ہے دل اب تو مرا عرش بریں سے
ٹک اپنا تماں جان اسے گھر جو گئے بیٹھ

جوں کوہ اٹھانے سے کسو کے نہیں اٹھتے
ہو کر تیری دہلیز کے پتھر جو گئے بیٹھ

اس دور کو چلتا ہوا ہم دیکھ کے ساقی
ہرگز نہ اٹھے پینے کو ساغر جو گئے بیٹھ

ہو ہے یہ غزل ممتحن طبع سخن کو
شوخی سے کڈھب قافیہ اکثر جو گئے بیٹھ

طوفان اٹھاویں گے محب کوچے میں اس کے
لے دیدہ تر رونے کو پل بھر جو گئے بیٹھ

☆ ☆ ☆

فرقت میں دل کو ہر شب پہنچے ہے داغ تازہ
اس گھر میں روز روشن ہوئے چراغ تازہ

اس مہوش کا کوچہ بھولا ہوں دل دہی میں
ہر ذرے میں ہے روشن از بس سراغ تازہ

مدت میں خون دل سے بھر آئیں آج آنکھیں
جوں بادہ کہن سے پھر ہو ایاغ تازہ

اس گل کا خال عارض ہے نور چشم بلبل
گلزار حسن میں ہے یہ تحفہ زاغ تازہ

یہ تنگنائے ہستی جب چھوڑ کر چلے ہم
راہ عدم میں ہر دم پھر ہے فراغ تازہ

بھڑکی نہ آتش غم دھونی سے لگ رہی ہے
سیلاب اشک سے ہے دل جوں اجاغ تازہ

آئینہ کو مقابل رکھتا ہے کیوں وہ ظالم
خواہش نہیں جو اس کو گلگشت باغ تازہ

ویراں ہے سینہ دل ہے داغوں سے اشک گلشن
اے یار دیدنی کر یہ باغ و راغ تازہ[311]

از بس بہ کیفیت ہے مست مئے محبت
پیدا محب کیا ہے دل نے دماغ تازہ

☆ ☆ ☆

اے گل ترے ہاتھوں میں افسوں ہے وہ سربستہ
ہے رنگ حنا کا بھی اک طائر پر بستہ

اس بت کی جفاؤں سے اب چھوڑ کے میخانہ
احرام کا کعبے کے ہوں عزم سفر بستہ

پہنچیں نہ اگر قطرے اشک آئینے آنکھوں سے
نیساں سے صدف میں ہوں کب عقد گہر بستہ 312

پہنچیں نہ اگر قطرے اشک اپنے کی بارش کے
نیساں سے صدف میں ہوں کب عقد گہر بستہ 313

کیوں کوچ کا دن ہم کو یاروں نے نہ بتلایا
رستے پہ عدم کے ہم بیٹھے ہیں کمر بستہ

شب دید کو جاتا تھا کس کے کہو اے مردم
سرمے سے جو چشم اس کی ہے تیغ و سپر بستہ

جب ملنے کو جاتے ہیں دل کھول کے ہم تجھ سے
گھر تجھ کو نہیں پاتے ' پاتے ہیں تو در بستہ

ہر تار سے زلفوں کے دن رات ترے عارض
کیا سحر ہے جو رکھیے' ہیں شمس و قمر بستہ

آئینے میں عکس اس کے رخسار نگاریں کا
صد رنگ بہاریہ گلدستہ ہے پر بستہ

خورشید کا تا مطلع اے شیخ نہ مغرب ہو
دروازے کو توبہ کے دریافت نہ کر بستہ

یا شیر خدا تیرے در کا ہے محب ساکن 314
رکھتا ہے فلک اس کو تکلیف کے گھر بستہ

امید کشائش پر اب مردم چشم اس کی
جوں حلقۂ در میرے ہیں در سے نظر بستہ

☆ ☆ ☆

گلزار جنوں ہر دم آتا ہے نظر تازہ
کچھ رنگ نرالے سے اک نو عذر تازہ

یہ دور جو چلتا ہے اس بزم میں اے ساقی
پژ مردہ دل عاشق اک جام سے کر تازہ

سینے میں دہکتی ہے یاں عشق کی وہ آتش
ہے جوں گل نورستہ داغ جگر تازہ

آنکھوں سے تری دیجے تشبیہ تو نرگس کو
خاطر میں کوئی گزرے مضمون اگر تازہ

سرمے کا ترے ایسا اعجاز ہے گر دیکھے
نرگس کی بھی آنکھوں کا ہو نور بصر تازہ

آنکھوں میں خیال اس کا افسردگیِ دل کو
رکھتا ہے بہ خوں غلطاں ہر شام و سحر تازہ

یہ عشق کے آتش کا نیرنگ محب دیکھا
ہر آہ میں نکلے ہے صد رنگ شرر تازہ

☆ ☆ ☆

صافی، آئینۂ دل تو نہیں گرد کے ساتھ
روشنی اس کی ہے جوں شمع دم سرد کے ساتھ

ہجر میں کہتے ہیں سن نالہ مرا ہمسائے
کوئی روتا ہے دل آزردہ عجب درد کے ساتھ

ہم ترے بندۂ بے زر چمن دہر میں ہیں
گل نے بلبل کو خریدا ہے زر زرد کے ساتھ

باز با باز کبوتر بہ کبوتر ہی چلیں
مرد رہتے بھی سنے ہیں کسی نامرد کے ساتھ

دفتر عشق سے اپنے نظری کر نہ ہمیں
چشم الطاف تری صاد ہے ہر فرد کے ساتھ

سیر گل تم کرو آئینہ میں ہم دیکھتے ہیں
زعفراں زار کی سیر اپنے رخ زرد کے ساتھ

عشق بازی کے سفر میں نہ نکل بے ہمدم
نرد مرتی نہیں مل کر جو چلے نرد کے ساتھ

نہ اٹھا لولی دنیا کی طرف پردۂ چشم
دوستی نبھتی نہیں فاحشہ بے پرد کے ساتھ

ہجر میں اس کے محب حیف بقول سودا
ہوگئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ

☆ ☆ ☆

تنگ ظرفی میں دیکھا ظرف چشم تر بہت تحفہ
کہ خون دل کے پینے کو ہے یہ ساغر بہت تحفہ

نہ ہو پاس نفس سے دست کش جب تک ہے دم میں دم
کہ دل کے آئینہ کا ہے یہ روشن گر بہت تحفہ

تلاش خضر ہے بیجا طریق عشق میں اے دل
کہ ہے خود رفتگی اس راہ میں رہبر بہت تحفہ

بیک پرواز پہنچے ہے عدم تک باغ ہستی سے
اگر بے بال و پر ہے شبنم گل پر بہت تحفہ

بہا رکھتا ہے قطرہ اشک کا آنکھوں میں جب تک ہے
بہا کر کم بہا مت کر یہ گوہر ہے بہت تحفہ

دل اپنا بھی تو ہے جانباز نادر عشق میں لیکن
فنون دلربائی میں ہے وہ دلبر بہت تحفہ

بیاض چشم سب خط کش ہے تار اشک سے ہمدم
یہ لکھنے کو کتاب عشق ہے مسطر بہت تحفہ

یہ آذر کے تراشے بت نہیں ہیں جس کو پوجوں ہوں
خدا شاہد ہے میرے بت کا ہے بت گر بہت تحفہ

میاں عشاق سب جوہر کئے اب رو برو تیرے
لگائے تیغ ابرو نے ترے جوہر بہت تحفہ

دل عاشق کے تو دے برلب معشوق ہو بیٹھیں
کماں ابرو کے ہیں تیر مژہ یکسر بہت تحفہ

سخن کے مایہ داروں میں محب اقل البضاعت ہے
ولیکن گفت و گو اس کی سنی اکثر بہت تحفہ

☆ ☆ ☆

جو اپنے جیتے جی کو کنوئیں میں ڈبوئیے
تو چاہ میں کسی کی گرفتار ہوئیے

جو لالہ رو ہے تشنہ خوں ہے وہی مرا
کس کس کے تخم داغ کو سینے میں بوئیے

آخر تو آکے شور قیامت جگائے گا
کنج لحد میں کاش کے اک نیند سوئیے

رحمت بن اس کے اس عرق انفعال سے
امکان ہے کہ دامن عصیاں کو دھوئیے

کیا کیجئے کہ دل نہیں تھمتا ہے ابر دیکھ
صحرا میں جا کے بیٹھئے اور خوب روئیے

بد خواہ کے کہے سے میاں سن تو مفت میں
کیوں جان اپنے چاہنے والے کی کھوئیے

کب تک برنگ شبنم گل اے محب من
جیب و کنار اشک سے ہر شب بگھوئیے

☆ ☆ ☆

میرے دل میں ہجر کے باب ہیں تجھے اب تلک وہی ناز ہے
جو یہ جی ہی لینے پہ ہے نظر تو قبول ہو یہ نماز ہے

یہی کھوج لینے کے واسطے پھروں ہوں میں ساتھ نسیم کے
کہ چمن میں کوئی ہے گل کہیں تری بو سے محرم راز ہے

کوئی اور قصہ شروع کر جو تمام کہہ سکے ہم نفس
کہ فسانہ زلف سیاہ کا شب ہجر سے بھی دراز ہے

ہوئی دل میں جب سے ہے شعلہ زن میری آتش عشق کی ہر نفس
جو پتنگ و شمع میں دیکھئے نہ وہ سوز ہے نہ گداز ہے

بخدا کہ مدت عشق میں یہی بات فرض ہے ناصحا
کہ صنم کے نقش قدم سوا نہیں سجدہ گاہ نماز ہے

نہ برابر اس کو بھی زاہدو گنو اپنے کعبے کی راہ کے
رہ عشق میں جو قدم رکھو تو بہت نشیب و فراز ہے

کوئی شغل اس سے نہیں بھلا کہ محب ہو عشق میں مبتلا
اسی راہ حق کا ہے رہنما یہی عشق اگرچہ مجاز ہے

☆ ☆ ☆

کیا ایسی میاں ہم سے تقصیر نظر آئی
جو آج تری خاطر دلگیر نظر آئی

جوں زلف مسلسل کی تصویر نظر آئی
دیوانے کی آنکھوں میں زنجیر نظر آئی

خط کی ترے چہرے پہ تحریر نظر آئی
یہ صورت یوسف کی تفسیر نظر آئی 3/6

اس کی تو نگاہ اب تک جوں تیر نظر آئی
اے آہ نہ کچھ تجھ میں تاثیر نظر آئی

جب وصل ترا ہم نے چاہا کہ شتابی ہو　　طالع کی رسائی سے تاخیر نظر آئی
بنیاد ڈہی دل کی اک دم میں حباب آسا　　اس ست عمارت کی تعمیر نظر آئی
تدبیر سے کم ہووے کب شور جنوں دل کا　　زنجیر کو کھڑکاتی تقدیر نظر آئی
ہم عقد محبت کا سیکھے جو رسا پن میں　　ترکیب گداز دل اکسیر نظر آئی
آیا نہ محب تو ہی اب پیچ میں زلفوں کے
یہ خواب پریشاں کی تعبیر نظر آئی

☆ ☆ ☆

ہم کیا سمجھ کے سیر زمانے کی کر گئے　　معلوم ہی نہیں کدھر آئے کدھر گئے
میں جی دیا جو تیری طلب میں تو کیا ہوا　　فرہاد و قیس بھی اسی وادی میں مر گئے
سینے میں تیرے رہنے سے ان کو نہیں غرض　　تو جس طرف گیا یہ میاں دل ادھر گئے
دشت جنوں کے خار تمنا برنگ مو　　ہر اک قدم میں لاکھوں ہی سر سے گزر گئے
تر دامنی ہے اپنی یہ موجب نجات کا　　دنیا سے ہم جدھر گئے با چشم تر گئے
شبنم گلوں پہ روتی تھی از فرقت بہار　　ہم آج گلستاں میں جو وقت سحر گئے
اس سیل اشک خوں کو ذرا تھام اے محب
دامن کے پاٹ سب ترے لوہو سے بھر گئے

☆ ☆ ☆

317
بجا تو نے اے حکمتی جیسی لے لی　　ہوئی نے سے مجنوں جماسی سے لیلی
جنوں کے دل اجلے ہیں ان کی طبیعت　　نہیں ہوتی آشوب کلفت سے میلی
نہ پائی کہیں تجھ سے خالی کوئی شے　　ترے عشق چھٹ کونسی ہم نے شے لی
ہوئے قہر تیرے سے خونریز عالم　　نگاہ اس کی ہے یا سروہی پڑھیلی

جو دشمن تمہارے ہیں عاشق انھوں کی
بغل میں ہے دل داغ حسرت کی تھیلی

ہمیں بھی دلا اس کی مجلس میں لے چل
کہے گا کہ ہے کوئی مہماں طفیلی

نہ ڈوبے کہیں مردم چشم کا گھر
نم سیل اشک آج بے ڈھب ہے پھیلی

میرے تن میں خشک استخواں عشق کے ہیں
نہ کر تیغ ناز اپنی ان پر دفیلی

طمانچے جو لڑکوں کو مارے وہ ملاں
لڑانے کا ہے تحفہ مرغا کینلی

یہ راگ اپنا اے ناصحو گاؤ ان میں
جہاں اپنے دو چار پاؤ دیلی

محب فکر عالی ہے وہ بیت ابرو
ہلالی ہے یا انوری یا سہیلی

☆ ☆ ☆

گھر ہمارے ان دنوں تم بہت کم آنے لگے
یار جی اغیار پھر کچھ تم کو بہکانے لگے

جب مرے پہلو سے اٹھ تم اپنے گھر جانے لگے
آئی جاں آنکھوں میں دم رک رک کے گھبرانے لگے

اب کے جوں گل دل جگر صد چاک ہو جانے لگے
کیا عجب اے ہمصفیرو جب بہار آنے لگے

کیا ہوئی وہ پختہ کاری اور وہ تیکھے پن کی بات
خام طبعوں کی تم اب سن سن کے دم کھانے لگے

خط نے کی آکر بہار حسن رنگیں اس طرح
جس طرح گلزار پر ابر سیہ چھانے لگے

ہم وہیں شور جنوں سے ناصحا پھاڑیں گے جیب
فصل گل میں راگ اپنا تم اگر گانے لگے

شانہ دیکھ اس زلف میں یہ درد شانے کا اٹھا
شانہ میں بھر تفول دیکھنے جانے لگے

اس کماں ابرو کے جو قرباں ہیں ان سے یک قدم
بوا لہوس کر ہمسری وہ دیوے جلوانے لگے

جانفشانی کی امید لطف پر اس کے عوض
گالیاں کھانے کا زور انعام اب پانے لگے

چاہنے والے کنارا تم سے کر جب بہہ گئے
غیر کے گھر آپ تب دریا کو تیرانے لگے

گرم اوروں کی بغل کر مبحدم اے مہروش
سانس ٹھنڈی بھر نہ بولے ہم کو بتلانے لگے

اپنی آنکھوں کو تو دیکھو ہم کو کیوں تم بزم میں　　دو پیالے دے کے خالی شیشہ دکھلانے لگے
ہے جھجک دل میں تمہارے تب تو ہوتے ہی دو چار　　جوں ملیں آنکھیں وو ہیں منہ ڈھانک شرمانے لگے

وضع سیدھی چھوڑ کے بگڑو نہ سب سے کیا ہوا
بن کے بانکے گو محب اپنے کو دھمکانے لگے

☆ ☆ ☆

کشتۂ عشق جو ہیں ان کو فنا اور ہی ہے　　خود فنا ہونے کا اسباب بقا اور ہی ہے
عشق کے بندوں کا دیکھا تو خدا اور ہی ہے　　دین و دنیا سے مکاں ان کا جدا اور ہی ہے
چہرۂ شاہد مقصود کو از پاس نفس　　دل کے آئینے میں دیکھا تو صفا اور ہی ہے
کشتۂ یار کو اعجاز مسیحا کس کام　　اس کی تشخیص ہے اور اس کی دوا اور ہی ہے
شہر ہستی کو تو دیکھا اب اسے دید کرو　　دوستو ملک عدم کی بھی فضا اور ہی ہے
ہم نے یک چند تجھے مہ سے کیا تھا تشبیہ　　آپ کے چہرے میں وہ چند ضیا اور ہی ہے

اے محب نالہ عشاق نہیں نالۂ نے
یہ صدا اور ہی ہے اس کی نوا اور ہی ہے

☆ ☆ ☆

گل ہے سو داغ دل ہے بلبل جو ہے فغاں ہے　　گلزار عاشقی ہے یاں عشق باغباں ہے
نہ ہجر کی ہے طاقت نہ وصل کی توقع　　کیا کیجئے زمین سخت اور دور آسماں ہے
پی خضر آب حیواں گو حشر تک جئے گا　　لیکن وہ خلق جس سے مالوف تھا کہاں ہے
بے نام و بے نشاں ہیں جو تیری جستجو میں　　ان کا ہی نام عنقا مشہور در جہاں ہے
لبریز حسرتوں سے جوں جام ایک دل ہے　　کس کی بغل میں شیشہ اے محتسب نہاں ہے
کیا قافلہ عدم کا آرام سے ہے جاتا　　نہ شور ہے جرس کا نہ گرد کارواں ہے

کیوں عشق سے بھڑے ہے جل جائے گا محب تو
مانند ہیزم خشک تک مشت استخواں ہے

☆ ☆ ☆

جو صرف دید کی نظروں سے اکتفا میں رہے — تو مثل آئینہ سرتا قدم صفا میں رہے
فنا سے پہلے صفاتیں فنا کی ہوں جس میں — وہ اپنی ذات سے پھر عالم بقا میں رہے
اگر نہ بار خلائق ہو خار در پہلو — تو بوئے گل سے سبک ہر نفس ہوا میں رہے
عدم سے صورت ہستی اسی کو ہے موجود — نفی کے جو کوئی اثبات مدعا میں رہے
کبھی تو منزل مقصود ہو عیاں یارب — یہ دل جرس کی طرح کب تلک صدا میں رہے
جناب عشق کا اک کمتریں فقیر محب
کبھی نہ تاج خلافت کی التجا میں رہے

☆ ☆ ☆

سنے گر حقیقت مری چشم تر کی — سمندر پہ ہو موج غالب خطر کی
تری ہجر کی رات جوں شمع سوزاں — عجب طرح رو رو کے میں نے سحر کی
کلیجا تو سب چھن گیا آہ میرا — گئی تجھ سے ہے اب توقع اثر کی
نہیں مجھ کو معلوم اس بے خبر کو — میرے حال کی کچھ کسی نے خبر کی
اب اس کی گلی میں صحیح و سلامت — گزرنے کی طاقت نہیں نامہ بر کی
ہوا ہو گئے سارے عاشق تمہارے — رہے ایک ہم خاک ہو تیرے در کی
محب ضدلی رنگ ہے یار تیرا
دوا تجھ کو کیا چاہیے درد سر کی

☆ ☆ ☆

رکھتے ہیں عین وصل سے باہم قریں مجھے — عینک تصور اس کے کی ہے دوربیں مجھے [320]

کیا شکل زندگی بسر آوے کہیں مجھے — فرقت تری کشیدہ ہے اے مہ جبیں مجھے

شہرہ ہے اس کے نام کا از بسکہ دل نشیں — رکھتا ہے جاں خراش ہی مثل نگیں مجھے

راضی رضائے دوست سے ہوں بے ملال وخوش — دیکھا کبھو کسی نے بھی اندوہ گیں مجھے

دیدار گر صنم کا نہ ہوئے خدا گواہ — کافر ہوں گر قبول ہو خلد بریں مجھے

سو سو بری وہ گالیاں دے میں دعائیں دوں — لگتی یہی ادائیں ہیں اس کی بھلیں مجھے

ملنا بتوں کا پند سے ناصح کے چھوڑ دوں — ایسے بہت ہیں یاد چناں اور چنیں مجھے

اس مہر وش کو دیکھ کے ایسا نہ کیجیو — اے مردمان چشم کرو شرمگیں مجھے

کھودو نہ مست انکھڑیوں سے تاک باندھ کر — اک اپنے عاشقوں سے گنو خوشہ چیں مجھے

گلزار حسن پھولتی ہے اس میں چار فصل — آئینے کی خوش آئی سراسر زمیں مجھے [321]

کیا معنے دل نیاز نہ کر گزریں اس گھڑی — صورت دکھائے جب وہ بت نازنیں مجھے

ہمسائے میرے نالے سے نالاں ہیں صبح و شام — لے جا کے گھر سے دور بٹھاؤ کہیں مجھے

غم ہو تو تجھ سے راحت جاں کے ہو عشق کا — ورنہ خدا رکھے نہ جہاں میں غمیں مجھے

تم سے جدا تو دل کو نہیں چین جان سے — تدبیر اب کچھ اس کی بتاؤ تمہیں مجھے

دھمکاتے کیا ہو کھینچ کے کیجئے کوئی تو وار — بھاتی ہے صورت آپ کی یہ خشمگیں مجھے

تلوار آپ کی کہیں ٹوٹے نہ ہے یہ خوف — خطرہ کچھ اپنی جان کا مطلق نہیں مجھے

جائے تشہد اپنی یہ خواہش ہے اے محب[322]
بھولے نہ ذکر دوست[323] دم واپسیں مجھے

☆ ☆ ☆

دل صد چاک میرا داغ اس حسرت سے کھاتا ہے
کہ وہ گلرو مجھے غیروں سے مل مل کر جلاتا ہے

جو آنا ہے تو آؤ اب لبوں پر آرہا ہے جی
وگرنہ بات رہ جاوے گی اور یہ وقت جاتا ہے

عبث ہے آئینے سے اس قدر الفت مرے صاحب
یہ منہ دیکھے کی چاہت کی تمہیں صورت دکھاتا ہے

تغافل بھی ترا اک آن کیفیت سے نہیں خالی
کہ ہم کرتے ہیں دونا مال تو جوں جوں بھلاتا ہے

گریں ہیں آج قطرے اشک کے گلرنگ آنکھوں سے
یقیں ہے یہ کہ مہندی سے وہ ہاتھ اپنے رنگاتا ہے

بہا جاتا ہوں سیل اشک کی شورش سے اے ہمدم
یہ آنکھوں کے سبب طوفان میرے سر پہ آتا ہے

کہا گل رونے مجھ سے سیر گلشن میں کہ اے ناداں
عبث ان گل عذاروں سے دل اپنے کو لگاتا ہے

ذرا تو چشم عبرت سے نظر کر باغ ہستی میں
زمانہ یاں اگر غنچہ کو اک ساعت کھلاتا ہے

تو پھر ہر پنکھڑی کو اس کی مثل دیدۂ عاشق
سحر شبنم سے آٹھ آٹھ آنسوؤں ظالم رلاتا ہے

میاں ہم تیرے دام دوستی کے ہیں اسیروں میں
وگرنہ اس طرح بے دام دل کوئی پھنساتا ہے

محب جوں عندلیب اس باغ میں سب آشیاں باندھو
کہ گل چیں دل شکن ہے باغباں ناحق ستاتا ہے

☆ ☆ ☆

ہلال عید گرچہ خوشنما در چشم عالم ہے
تجھے جب تک نہ دیکھیں ہمکو جوں ماہ محرم ہے

میاں مجھ ناتواں پر کھینچتے ہو تیغ کس خاطر
اشارہ جنبش ابرو کا کیا تلوار سے کم ہے

شب فرقت میں دل کے بکنے پر جائے رقت ہے
کہ اس کا کوئی بھی غم خوار غیراز محنت و غم ہے

ہر اک محفل میں یارو جی جلا کر شمع کا رونا
یہ شعلہ ہے محبت کا نہ پروانے کا ماتم ہے

سلامت کوئی کب گزرا ہے راہ عشق بازی سے
کہ یاں پہلے قدم پر سر تو دے چکنا مسلم ہے

دو روزہ ہستیٔ موہوم کا ہر صبح گلشن میں
بہ اشک چشم از خود رفتگاں ہر گل پہ شبنم ہے

ہماری سر خوشی کا دور آخر ہے محب شاید
کہ اس کو غیر کی صحبت میں مے پینا مقدم ہے

☆ ☆ ☆

شب فراق میں تجھ بن جو ماہ نکلے ہے　　فلک تلک مرے سینے سے آہ نکلے ہے
عجب ہے رشتہء الفت کہ دل بہ دل جس کے　　برنگ دانہء تسبیح راہ نکلے ہے
تیری جفا سے ہر اک دل بسان سبزہء خاک　　زبان حال سے ہو داد خواہ نکلے ہے
خفا ہو مجھ سے رقیبوں کے ساتھ مل مل کر　　سجیں بدل کے تو اے کج کلاہ نکلے ہے
سوائے جرم محبت بہ دیدہء انصاف　　بتا تو یار مرا کیا گناہ نکلے ہے
بغیر خوف تو اے شیخ کوئے رنداں سے　　برا کرے ہے جو شام و پگاہ نکلے ہے
تو دیکھ لیجو کسی روز تیری ناک کی راہ　　یہ ساری شیخی مشیخت پناہ نکلے ہے
ہماری خاک پہ دامن فشاں ہوا اکثر　　غرور حسن میں وہ گاہ گاہ نکلے ہے

محب یہ خوف ہے یاں سے مدام دست طلب
دراز ہو کے ہلال اشتباہ نکلے ہے

☆ ☆ ☆

اس سے جوں خورشید و شبنم دیکھئے کیسے بنے　　صحبت اپنی ایک دو دم دیکھئے کیسے بنے
اس طرف آنا ہے یار اور اس طرف اپنا ہے کوچ　　ہے مقام شادی و غم دیکھئے کیسے بنے
زخم دل ایسا کہ بے تار کفن تا خاک گور　　لگ سکے ٹانکا نہ مرہم دیکھئے کیسے بنے
گھر صنم کے آج ہم جاتے تو ہیں واں جائے پر　　گفتگو واللہ اعلم دیکھئے کیسے بنے
درد دل باقی ہے اور جو چارہ ساز درد ہے　　ہوئے ہے صحبت وہ برہم دیکھئے کیسے بنے
اک نظر بازی تو ہے لیکن طرح نرباہ کی　　ہم میں اس میں ہے بہت کم دیکھئے کیسے بنے

دیدہ و دل سخت پر آشوب آتے ہیں نظر   آہ ہر دم اشک پیہم دیکھئے کیسے بنے
میرے تیرے راز کے اے دوست جو دشمن بھی اب   ہو چلے بے طرح محرم دیکھئے کیسے بنے
جل بجھوں یا ڈوب جاؤں کیا کروں اے ہم نفس   دل پر آتش دیدہ پرنم دیکھئے کیسے بنے
عالم حیرت ہے دل عاشق ہوا اس شوخ کا   جس کا عاشق ایک عالم دیکھئے کیسے بنے
چشم تر ہے یا دل نالاں ہے یا آہ و فغاں   یا غم ہجراں ہے یا ہم دیکھئے کیسے بنے
دوست غافل جمع دشمن ہم تن تنہا فقط   نہ کوئی مونس نہ ہمدم دیکھئے کیسے بنے

عشق بازی جان بازی ہے محب کہتے ہو کیا
ہر گھڑی ہر آن ہر دم دیکھئے کیسے بنے

☆ ☆ ☆

مے گلگوں کے جو شیشے میں پری رہتی ہے   چشم مستوں میں عجب جلوہ گری رہتی ہے * 324
ہے پھبن ایک وہ بانکا کہ لڑے جب تک آنکھ   مردمک پنجۂ مژگاں میں بھری رہتی ہے
باغ میں جب وہ گل تازہ بہار آتا ہے   بوئے گل پھر تو (ہوا پر ہی) دھری رہتی ہے 325
نالہ بلبل ہے چمن زار ہے دل داغوں سے   آہ تا صبح نسیم سحری رہتی ہے *
محتسب دختر رز ہم سے جو تو آج ملائے   بزم مستوں میں تری معتبری رہتی ہے
سلطنت فقر کی جن کو ہی نہیں پیش نگاہ   کوڑی اور اشرفی یکساں نظری رہتی ہے
لب و چشم اپنے ہیں اک عالم خشکی و تری   عشق میں سلطنت بحر و بری رہتی ہے *
اشک باری سے غم و درد کی کھیتی باڑی   لہلہی سی نظر آتی ہے ہری رہتی ہے
رو ترا کل بھر ہو نہ اسے تو بے وجہ   چشم میں آئینے کے بے بصری رہتی ہے
آبرو پاتی تھی خشکی بہ کمال استغنا   آب دریا کے نہ ہونے میں تری رہتی ہے
توشہ خانہ ہے ترا گنبد گردوں جس میں   مہر و مہ سے تری دستار زری رہتی ہے

ہے جو اغیار کے ہر دم کی تری آمد و شد　　　جسم میں جان ہماری سفری رہتی ہے
دین و دل بکتے ہیں ہوتے ہیں غم درد خرید　　　ترے کوچے میں لگی اک گزری رہتی ہے
بے نشاں زخم سے اس تیر نگہ کے دل میں　　　درد رہتا ہے نہ پیکاں نہ سری رہتی ہے *

دل کو بھی ڈوبتی کیونکر نہ نظر آئے محب
کشتیء چشم تو پانی سے بھری رہتی ہے

☆ ☆ ☆

یک نگہ مول کو دی بھنگ گنوائی سستی　　　جنس دل کی مرے کیا مفت بکائی سستی
ہے جو تصویر صنم وہ تو کب آئی سستی　　　گر خدائی کے ملی مول تو پائی سستی
آج تو ابر میں شیشے کے پڑی دخترِ رز　　　بک رہی مہنگی تھی پر ہم نے اڑائی سستی
چھوٹے منہ سے جو بڑا بولتے ہیں بول ان کے　　　بکتی دیکھی ہے بڑوں سے بھی بڑائی سستی
عار سے ایک نگہ مول پہ آئی اس کو　　　آرسی دل کے بکاؤ جو دکھائی سستی
خیر بار نگہ یار گراں جانو گے　　　زخم دل کی نہ ہوئی آہ سلائی سستی
ایک آنے میں ترے دونوں چڑھیں دو ر ہلال　　　ہے تجھ ابرو کے کمانوں کی چڑھائی سستی
نقد جاں خال لب یار کے ہر بوسے کا مول　　　بوالہوس لشکری تو نے ہے کمائی سستی
درجک چشم سی کیا بیش بہا سلک گہر　　　اس نظر باز نے لی دے کے خدائی سستی
سبزہء خط کے ہوا مورچگاں کا جو ہجوم　　　شکر ہے لے کے ترے ہوئی سہائی سستی
دمڑی دھیلے میں قلندر بنے ہر آئینہ　　　چار ابرو کی یہ دیکھی ہے صفائی سستی
دل جگر بیچیں ہیں عشاق ترے جن مولوں　　　بیچے یوں گوشت کی بوٹی نہ قصائی سستی
رنگ عشاق کی اس چشم کے رنگریزوں نے　　　اب تو کچھ ایسی لگا دی ہے رنگائی سستی
دیکھ آج ایک نظر لاکھ کے منہ ہوگئے زرد　　　کیا ہتھیلی کی یہ سرسوں سی جمائی سستی
اس غزل کا ہے بہا سلک گہر کیا مہنگا　　　قافیوں چھٹ نہیں ہے اس　　　کی لکھائی سستی

سخن اوروں کے ہیں موتی ترے ہیرے کی کنی
جو بندھاوے تو محب کیو بندھائی سستی

☆ ☆ ☆

دل پری رویوں کی نظروں سے جو مستور رہے — فتنہء دہر بلاؤں سے بہت دور رہے

سر بلندی کی تمنا میں جو تھے چیں بہ جبیں — عاقبت خاک ہو جوں افسر فغفور رہے

گرمیء صحبت مستاں سے ہیں زاہد تر ابر — یہ خنک طبع بہ خاصیت کافور رہے

مست جام طرب و عیش ہیں سب پیرو جواں — ساقی اک ہم ہی تری بزم میں مخمور رہے

یار کے سیب زنخداں کی تمنا میں مرا — دیکھیے کب تئیں دل خستہ و رنجور رہے

توڑے جو کفر کو ہستی کے بچشم حق بیں — کشور دار فنا پر وہی منصور رہے

مہر کا تیرے نہ ہووے جو فروغ اے مہ رو — مردم چشم کا گھر خانہء بے نور رہے

ہم نے جوں طور کیا سرمہ جلا کر دل کو — کہ نظر تیری میں شاید کبھو منظور رہے

شور مجنوں کا ہوا سلسلہ برپا آخر — ہمیں دیوانے ترے عشق میں مشہور رہے

ہو ہیں سوتذ کرے ہر روز ولے یہ نہ ہوا — کہ ہمارا ہی تری بزم میں مذکور رہے

اے محب وعدہء دیدار کی خاطر کب تک

یہ دل سوختہ جوں برق سرطور رہے

☆ ☆ ☆

اگر وہ شوخ مری خاک پر نگاہ کرے — تو حشر میں مجھے کاہے کو داد خواہ کرے

بنے وہ سوختہ جاں شمع بزم سر بازاں — کہ جل کے راکھ ہو لیکن نہ منہ سے آہ کرے

لکھا تھا روز ازل کا کہ عشق زلف نگار — ہمارے نامہء اعمال کو سیاہ کرے

برنگ گردش لیل و نہار کیا امکاں — نگاہ لطف کی ہم پر بھی گاہ گاہ کرے

یہ ضد ہے مجھ سے بھلی بات کہتے گالی دے — وہیں جو کچھ کہے بدگو تو واہ واہ کرے

کسی کا دل نہ دکھاوے تو عفو کی ہے امید
تمام عمر اگر کیسے ہی گناہ کرے

فغاں کا قول مجھے عاشقی کا منبع ہے
جو غرق عشق ہو سو اس سخن کی چاہ کرے

وہ فن کسے نہیں آتا کہ دل میں راہ کرے
فغاں میں اس کے تصدق ہوں جو نباہ کرے

☆ ☆ ☆

قیمت اس بت کی وہ بت گر نے سنائی مہنگی
نرخ سے ساری خدائی کے سوائی مہنگی

گرم بازار جو تھا عشق کا دھن والوں سے
خوب روئی تو ہے اس سال لگائی مہنگی

چاشنی ترشی و ابرو کی ملائی جیسی
لب شیریں کی ہوئی آج مٹھائی مہنگی

دوں ہوں جب تک جو نہی گلقند لب یار ملے
دل بیمار کی ہے آہ دوائی مہنگی

صاف رکھ رنگ سے اے مردہ دل ان کو ہر وجہ
دیکھ کے ابلہ کی اجرت ہے جلائی مہنگی

سیم تن ایک نگہ کا جو بہا دل مانگے
دے چکو گو کہ ہے سونے سے گھڑائی مہنگی

نفع . . . . چاک گریباں ناصح
بخیہ زخم جگر کی ہے سلائی مہنگی

اشک کے تار کو مت توڑیو اے مردم چشم
یہ لڑی موتیوں کی ہے بہت آئی مہنگی

اک نگہ کا دو بہا اشک کے سو لعل تلے
گوہروں کی ہے یہ موتی سے بندھائی مہنگی

صورت اس بت کی مصور نہ لکھے گا سستی
بخدا نارکشی کی ہے لکھائی مہنگی

آسیائے فلک آدم ہی کو پیسے جو محب
خاک گندم کی زمیں پر ہو پسائی مہنگی

☆ ☆ ☆

ہمیں ہے سوخت یہ اوروں سے رنگ بازی ہے
تجھے تو آٹھ پہر ماشہ جنگ بازی ہے

سہے ہمیشہ ہنر مند طعن بے ہنراں
کہ میوہ دار شجر بہر سنگ بازی ہے

چڑھا کے دارو کا اک شیشہ آج کل اس کو
دلوں پہ برق نگاہ سے تفنگ بازی ہے

یہ جان سوختہ پروانہ ہو کے اڑ لاگے
جو شمع رو کو خیال پتنگ بازی ہے

دلوں کی خاک پہ تودے بندھے ہیں تس پر بھی
وہی نگہ سے پیاپے فرنگ بازی ہے

یہ . . . ہے کہ رو کے بدن پچھاوٹ سے
مجردی بہ حقیقت اک انگ بازی ہے

قرار دل کو نہ دیں لعبتان کشمیری
انہوں کا قہر محب رقص رنگبازی ہے

☆ ☆ ☆

جس جگہ اس لالہ رو کے خال کا مذکور ہے
تیرے داغ دل کے گویا حال کا مذکور ہے
جُوں حنا ہر دل کی ہے پامال ہونے کی ہوس
آہ یہ کس نازنیں کی چال کا مذکور ہے
مو بہ مو ہے زلف پیچاں دل کے الجھیڑے کا دام
صبح سے تا شام اس جنجال کا مذکور ہے
صبح محشر شام غم ہو جائے جس کان کے ذکر
وہ ہماری شامت اعمال کا مذکور ہے
آئینہ کا ذکر سن کر کیوں نہ آوے ہم کو رشک
اس کے گھر میں اس پری تمثال کا مذکور ہے
ہے بجا گر عشق کے قانون میں ناصح کا قول
یار سمجھے ہے کسی قوال کا مذکور ہے
کیوں محب افسوس ہم میں اس میں کیا تھا اختلاف
ذکر مدت کا نہیں یہ حال کا مذکور ہے

☆ ☆ ☆

گو کہ ہیں لاکھ کوس ہم چاہنے والے دور کے
چشم میں جوں شعاع مہر جلوے ہیں اس کے نور کے
شیشے میں دخت رز پری میکدہ روضہء ارم
ہم نہیں طالب اس سوا حور کے یا قصور کے
کحل بصر ہے چشم کا اپنی وہ حسن شعلہ خیز
جس کی نگاہ میں ہزار جھمکے ہیں کوہ طور کے
بیتے ہی گزری ناصحا اہل جنوں کی تم کو جیب
کشتہ ہیں ہم تو آپ کے فہم کے اور شعور کے
خانہ بہ خانہ کو بہ کو دشمن و دوست ہیں تمام
شور و فغاں کے چرچے ہیں اس دل ناصبور کے
شرم سے جن کو شمع دیکھ ہوگئی پانی پانی آہ
بزم میں ایسے دل جلے ہیں گے ترے حضور کے
خشم و عتاب و گالیاں جور و جفا و جھڑکیاں
لائق اب سزا ہیں ہم آپ کے کس امور کے

رشک سے گل کی طرح چاک ذکر ترے سے کرتے ہیں — باغ میں دل کو سمجدم چہچہے ہر طیور کے
ذرہ وہ کائنات میں کون کہاں ہوا نمود — مہر کے تیرے شیشے جس میں نہیں ظہور کے
خار و خس اس کے دشت کا تاج جنوں کے سر کا ہے — ان کے ہوس زدہ نہیں دل کلہء سمور کے

بہر خدا محب کے کچھ عجز پہ رحم کیجئے
دن نہیں رہنے کے صنم حسن کے اس غرور کے

☆ ☆ ☆

آیا نہ ہم تو منتیں کیا کیا کیا کئے — پاؤں پہ لوٹتے رہے ہا ہا کیا کئے
اس ناز رو نے غیر کو بخشا یہ داغ ہے — ہر چند ہم پیالہ کو لالا کیا کئے
تو خط کھلا نہ بھیج کے مضمون خط کو بھی — لفظوں میں ہم لپیٹ لفافہ کیا کئے
وہ آنکھ موڑے جائے تھا یاں جان و دل بہم — دیکھا اسی کی آنکھوں میں آ آ کیا کئے
مارا خراب کر فلک بد اساس نے — ان کو جو گھر میں جمع اثاثا کیا کئے
وعدہ ہمیشہ اپنے قدم رنجہ کرنے کا — سر کی ہمارے قسمیں ہی کھا کھا کیا کئے
مجلس میں بیٹھے غیر تھے ہم اٹھ چلے تھے آپ — بیجا خفا ہو کیوں ہمیں جا جا کیا کئے
کیا کیا خیال جس میں گزرتے ہیں شب کو یار — محظوظ تم جو غیر کو گا گا کیا کئے

بیٹھا محب تھا بزم میں جب تک عدو رقیب
دہشت سے سب ازار میں شا شا کیا کئے

☆ ☆ ☆

چشم دلبر نے دل زار کی دلداری کی — آہ بیمار نے بیمار کی غم خواری کی
نظرِ بد سے ترے خط کی سیاہی نے میاں — حسن کی نام خدا خوب نگہ داری کی
دیکھ کر سادگیء صفحہ رخسار نگار — خط سے اللہ کی صنعت نے قلم کاری کی

مردم چشم ترے غم میں یہ ہولی کھیلے
اشک خوں رنگ بنا ہر مژہ پچکاری کی

نہ کر اے باد صبا باغ کا ملبوس بہار
شوخ نے جامہء گلرنگ کی تیاری کی

دل بیمار کے سودا نے تری زلفوں کے
شب تنہائی فرقت میں پرستاری کی

بے عصا اس کے گلے تک نہ پہنچتا یہ ضعیف
آہ نے زور محب دل کی مددگاری کی

☆ ☆ ☆

ہوا یہ جوش داغوں کا جنوں کی دستکاری سے
کہ رنگیں ہے مرا سینہ گل زر کی کناری سے

میاں اک پل نہیں تھمتی ہیں آنکھیں اشک باری سے
ترے غم میں زبس مجبور ہیں بے اختیاری سے

بگولا ہو کے اے پیارے ہماری خاک سرگرداں
ترے کوچے میں پھرتی ہے بھٹکتی بے قراری سے

گزر جاتے ہیں پل میں سینہء عاشق سے بھی ظالم
نگاہ اس کی ہے بوندی کی کٹاری آبداری سے

نہ جیتے جی کھلے گا غنچہء پژمردہ مجھ دل کا
دم عیسیٰ ہو تو کیا ہوسکے باد بہاری سے

بعینہ چیلیوں کا سانگ دیکھا عالم ہستی
رواں سوئے عدم ہر اک ہے اپنی اپنی باری سے

امید و بیم روز و شب ہے ہجر و وصل کا از بس
بتنگ آیا ہے جی اپنا حیات مستعاری سے

جہاں میں اور زخموں سے بدن مجروح ہوتا ہے
ولے کٹتا ہے دل تیغ زباں کی زخم کاری سے

پری کے پر جلیں سارے فروغ حسن سے تیرے
دیا ہے فخر حق نے خلقت نوری کو ناری سے

پھرے ہے بغبغاتا دو کتابیں رکھ کے پہلو میں
ہوا ہے مست و بے ہش واعظ اشتر کی مہاری سے

محب جن کی بدولت عشق کے جھپٹے میں تم آئے
خدا محفوظ رکھے ان پری رویوں کی یاری سے

☆ ☆ ☆

آبروئے اہل بینش دیدہ پر آب ہے
چشمہء بے آب کا اندھا کنواں القاب ہے

دیدہء عشاق کے آنسو کا مت پوچھو بہا
یار کی نظروں چڑھا تو گوہر نایاب ہے

ایک پل میں لاکھ آہوئے ختن ڈالے لتاڑ
سرمہ سا چشم صنم وہ ابلق سنجاب ہے

اشک خونیں نے کیا مژگاں کو رشک لالہ زار
خوب بھولے ہے حدیقہ جو لب تالاب ہے

چشم حق بیں میں وصال و ہجر مرگ اور زندگی
وہ ہے اک باطل خیال اور یہ پریشاں خواب ہے

جوں حباب اک دم کو جس نے آنکھ کھولی موندلی
بحر ہستی کا یہ سیلاب عدم اسباب ہے

چشم عاشق ہیں بجا اس گلبدن کا فرش راہ
بستر گل پر نزاکت سے جسے کم خواب ہے

غم میں اس نا آشنا کے غرق ہو جاؤ گے تم
مردمان چشم بحر عشق پر گرداب ہے

اے محب جن سے محبت تھی ہمیں اب وہ سبھی
کیا ہوئے نہ دل رہا نہ صبر ہے نہ تاب ہے

☆ ☆ ☆

چاہ یہ اپنی بتاں تم کرکے یاری دیکھئے
سنگ سینے پر مرے بھاری سے بھاری دیکھئے

تیغ ابرو سے ہمیں تم دل فگاری دیکھئے
چشم میں اک چشمہء خوں ناب جاری دیکھئے

زندگی اک موت کی صورت ہماری دیکھئے
صبر و تسکین نے سدھاری بے قراری دیکھئے

پھیرتے ہی رخ یہ چلائے کہ بس مرہم چلے
زور اک تیر نگہ سے زخم کاری دیکھئے

دل ہمارا توڑ کر کیوں ماہ من خورشید کو
حسن عالم سوز کی آئینہ داری دیکھئے

اے فرامش گار من جوں شمع محفل خلق میں
داغ دل ہم کو تم اپنی یادگاری دیکھئے

ہجر میں کرکے وصال اپنے سے ہم کو نا امید
وعدہء دیدار کی امیدواری دیکھئے

اٹھ گئے تم مینہ برستے میں مرے پہلو سے حیف
چشم گوہر بار صرف اشک باری دیکھئے

لے گئے دریا پر اس نا آشنا کو مل کے غیر　　جوں حباب آنکھوں میں ہم کو دم شماری دیکھئے

لے گئے تم صبر و تاب دل محب مجبور ہے
بے قراری ' بے دلی ' بے اختیاری دیکھئے

☆ ☆ ☆

صنم نے جب لب گوہر فشان کھول دئے　　صدف کے موج تبسم نے کان کھول دئے
تری نسیم تبسم نے غنچہ ساں دل کے　　جو عقدے بند تھے آنا" فآن کھول دئے
سرشک چشم نے کر شہر بند دل کو خراب　　تمام عشق کے راز نہان کھول دئے
یہ کس کی کاوش مژگاں نے دل سے تا سر چشم　　ہزار چشمۂ آب روان کھول دئے
چمن چمن ترے عارض کے رنگ حسرت نے　　بچشم گل مژۂ خوں چکان کھول دئے
نکالوں دل سے میں نالے کی کس طرح آواز　　تیری نگہ نے عجب سرمہ دان کھول دئے

ہوائے خاک نشینی نے بے غبار محب
نظر میں پردۂ ہفت آسمان کھول دئے

☆ ☆ ☆

تجھ ابروئے خمدار سے از بسکہ کٹے ہے　　سکھ ترے ہوتے مہ نو جی میں گھٹے ہے
کی تو نے تو مسدود رہ نامہ و پیغام　　یاں جان مسافر ہو کوئی دم کو چلے ہے
دل ایک نگہ مول پہ لینا نہ گراں جان　　اے جان یہ سودا تو تجھے مفت بنے ہے
ہے چشم مبصر میں بہ از گوہر غلطاں　　جو بحر طبیعت سے سخن صاف ڈھلے ہے
اللہ رے الفت کہ دم نزع ہے لیکن　　دل اس بت بے رحم کے کلمے کو پڑھے ہے
دنیا میں طرفدار طرحدار کے سب ہیں　　احوال مرا اس سے کوئی خاک کہے ہے

جو اس کے محب ہاتھ چڑھے ہے دل پر خوں
پاؤں سے وہ مہندی کی طرح اس کو ملے ہے

☆ ☆ ☆

گزرتی تیغ قاتل گر ہمارے ایک دم سر سے | اتارے بن نہ رہتے زندگی کا بوجھ ہم سر سے
دلوں کا فرش ہے واں پاؤں رکھنے کی کہاں جاگہ | گزرنا ہے ترے کوچے سے پہلے ہی قدم سر سے
بہت ہے جن کو الفت صندلی رنگوں سے دنیا میں | نہیں ہوتا ہے جیتے جی انہیں یہ درد کم سر سے
غزالوں کی بھلائی چوکڑی اس بت کی حشمت نے | کہ جس کی آنکھ ٹھہرے میں چلی ہے ہوش رم سر سے
بدل اس سر سے ہے سرراہ سو ہم اب تو اے قاتل | ترے خنجر کو دیتے ہیں قسم در گزرے ہم سر سے
کوئی طے کرسکے ہے شوق کے نامے کی منزل کو | قدم تو گھس گئے ہیں اب روانہ ہے قلم سر سے

بیاباں میں جنوں کے اے محب تھے جس قدر کانٹے
ہوئے ہیں سب نمو خوں ہو ہمارے ہر قدم سر سے

☆ ☆ ☆

صورت والشمس شرح روئے جاناں دیکھئے | معنیء والیل اس کی زلف پیچاں دیکھئے
خلق میں روز اک نیا اٹھتا ہے طوفاں دیکھئے | لائیں کیا سر پر ہمارے چشم گریاں دیکھئے
دل کی جمعیت کو آشفتہ رکھے گا کب تلک | اس خیال زلف کا خواب پریشاں دیکھئے
عالم بالا سے بالاتر کہیں پہنچے نہ آہ | اس قدموزوں کا غم ہے آفت جاں دیکھئے
صحن گلشن سے ہے اب جوں غنچہ دل اپنا تنگ | دامن صحرا کو با چاک گریباں دیکھئے
زلف و کاکل کا تری جب باندھئے دل میں خیال | خواب میں اس شب مقرر سنبلستان دیکھئے
تجھ بن اے ساقی ہوائے ابر میں بے جام مے | کب تلک مینائے دل پر سنگ باراں دیکھئے
خوں نہ رونا رشک سے ہے چشم حیرت سے بعید | اس کے ہونٹوں پر جو رنگ سرخیء پاں دیکھئے

مطلع ابروئے مہرویاں ہو تا روشن یہاں
ہے محب جی میں ہلالی کا ہی دیواں دیکھئے

☆ ☆ ☆

پری رویوں سے الفت کا عجب سودا کیا ہم نے — کہ عقل و ہوش سب کھو کر جنوں پیدا کیا ہم نے
گل اندا موں سے مل کر آپ کو رسوا کیا ہم نے — بہت چوکے ہزار افسوس ہے یہ کیا کیا ہم نے 330
تصور دل میں جب اس کا قد رعنا کیا ہم نے — خدا شاہد ہے سیر عالم بالا کیا ہم نے
علم جب آہ کا کر یاد اسے برپا کیا ہم نے — صف مژگاں میں فوج اشک کا بلوا کیا ہم نے
نہ دیکھا جز عدم جب چشم دل کو وا کیا ہم نے — تماشا بحر ہستی میں حباب آسا کیا ہم نے
شب سودائے زلف یار لے گلیوں سے گزرے ہے — چراغ ہوش کو گل کر دیا بے جا کیا ہم نے
جدائی میں تری صبر و قرار و جان و دل پیارے — یہ سب ہمدم تھے جن سے آپ کو تنہا کیا ہم نے
چمن میں دیکھ کر تنگی قبائے گل کی حیرت سے — لباس عریاں تنی کا دامن صحرا کیا ہم نے
جدائی میں مری جیتا نہ رہیو تو گیا کہہ کر — بہ جاں منت مرے صاحب ترا کہنا کیا ہم نے
فغان و نالہ و فریاد و زاری صبر و خاموشی — تری فرقت میں جو جو کچھ کہ بن آیا کیا ہم نے
خط رخسار کو تیرے سواد چشم بلبل سے — گلوں کے یک قلم اوراق پر انشا کیا ہم نے
برات عاشقاں بر شاخ آہو کہہ اٹھے ابرو — تری آنکھوں سے اک بوسے کا جب سودا کیا ہم نے
چمن پر رشک سے ہر گل ہے داغ برص داؤدی — ترے جامے کا پھلکاری کے یہ چرچا کیا ہم نے

محب آنکھوں سے ہو یا قوت ٹپکا اشک ہر قطرہ
تصور داغ چیچک اس کے جب لب کا کیا ہم نے

☆ ☆ ☆

آشنا جب تک نہ تھے ہم اس بت خود کام سے — زندگی واللہ کرتے تھے بسر آرام سے
زلف مشکیں کو تری تشبیہ کیا ہے دام سے — مرغ دل واں صبح تک لے ہے بسیرا شام سے
331
اس چمن میں بارور ڈھونڈے ہے نخل مدعا — دل عبث چھاتی پکاتا ہے خیال خام سے

ایک ساغر میں ہوئے ہم واقف اسرار دوست
خاک کیفیت اٹھائی جم نے اپنے جام سے

ہے سخن بے مغز ان کا وے جو چشم یار کو
کرتے ہیں تشبیب مشک دیدۂ بادام سے

کاش ہم ناکام بھی کام آئیں تیرے عشق میں
مطلقاً ناکارہ ہیں دنیا و دیں کے کام سے

اس قدر بدنام میں عالم میں ہوں یارو کہ ہے
آشنا نا آشنا کو ننگ میرے نام سے

میری اس کی دوستی پوشیدہ مدت تک رہی
عشق ظالم نے کرایا طشت آخر بام سے

دام گل مانگے ہے رنگ و بو صبا کی معرفت
گلشن ہستی میں اس کے چہرۂ گلفام سے 332

شیخ لے ہے راہ کعبے کی برہمن دیر کی
عشق کا رستہ جدا ہے کفر اور اسلام سے

نو خطوں کاتب صلاحیت پر آوے گا مزاج
ہوں گے جب اصلاح خط کے ملتجی حجام سے

اپنے اعمالوں سے زیر چرخ سرگرداں ہے خلق
محض لا حاصل ہے شکوہ گردش ایام سے

عشق کے معبد میں یکساں عابد و معبود ہے
بے نیازی نے اٹھایا فرق خاص و عام سے

ہے ہماری گفتگو یک سو دوئی کا ذکر کیا
شعر میں بھی رغبت خاطر نہیں ایہام سے

ہوسکے تو ہو دل پر درد کا راحت رساں
فوق یہ نیت محب کعبے کی ہے احرام سے

☆ ☆ ☆

سخت تر کہئے دل ان کافر بتوں کا سنگ سے
ان سے مل کر شیشۂ دل ہے لڑانا سنگ سے

دختر رز کی ہوا صحبت میں کچھ نازک مزاج
دیکھئے حقا اگر ہے اصل مینا سنگ سے

اشک خونیں سے ہمارے لعل کو نسبت نہ دو
معدن اس کا دل میں ہے اور لعل پیدا سنگ سے

منصفی سنئے تولے کر عاشق و فاسق کا بوجھ
اس گراں باری کی وہ ہووے سبک پاسنگ سے

میں نے کیں مرمر کے آنکھیں سرمہ سا اس نور کی
جس تجلی کے گرا ٹکرا کے موسیٰ سنگ سے

دل دیا میں اس بت ناقدرداں کو بھول کر
لیکن اس کی وہ مثل ہے لعل توڑا سنگ سے

جو تجلی موم میں روشن ہے شکل شمع بن　　عشق نے اس کو شرر کر کے نکالا سنگ سے
333
(ہم نے کی تجھ عشق میں آنکھوں سے جوئے خوں رواں　　کیا ہوا فرہاد جوئے شیر لایا سنگ سے

سنگ آمد سخت آمد اے محب دیوانے کے
ساتھ دیوانے کے ہے لڑکوں کا بلوا سنگ سے

☆ ☆ ☆

تیرا فسون چشم ہے افسوں گرِ پری　　شرمندہ روبرو ہے ترے پیکرِ پری
کیا مست خواب ناز ہے ترا غرور حسن　　جس کا مدام بالش سر ہے پرِ پری
اے رشک حور تیرے قدم تک پہنچنے کی　　خواہش بہ کوہ قاف رکھے ہے سرِ پری
پانی کے جتنے سوتے ہیں جاری پہاڑ سے　　ہر ایک تیرے غم میں ہے چشم ترِ پری
مجھ کو تو روز و شب نظر بد سے خوف ہے　　اکثر بچھا کے بیٹھے ہے تو بسترِ پری
مکھڑے ترے کو خاصیت آفتاب ہے　　نہ منظر بشر ہے وہ نہ منظرِ پری
انساں کے اک نظر میں اڑالے ہزار دل　　وہ دلفریب چھوڑے نہ دل در بر پری
دیوانہ ہو جو تیرے کف پا کو کر نظر　　حسن صفا کی رو سے کہے ہمسر پری

بے ہوش اہل بزم کو کر دے ہے اے محب
شیشے میں دخت رز ہے عجب مظہر پری

☆ ☆ ☆

آساں ہے ساری عمر صد آفات کاٹنی　　مشکل جو ہے تو ہجر میں اوقات کاٹنی
مجھ ساتھ بھول کر وہ کبھو ہو جو ہم کلام　　اک آدھ کی یہ خو ہے وہیں بات کاٹنی
گریہ سے روز و شب کے ہوا قصر دل خراب　　دوبھر بڑی ہے اب ہمیں برسات کاٹنی
جوں اس کی زلف خواب میں دیکھ آنکھ کھل گئی　　دن حشر کا ہوا وہ ہمیں رات کاٹنی

ناصح بتوں سے زیست کٹے خوش کسو کی کب — لیکن ہمیں تو قبلہ حاجات کاٹئی
چلئے عدم کو منزل ہستی میں کیا حصول — اوقات رائیگاں . بات کاٹئی

مے پینے جب چلیں ہے محب ہم تو شیخ کو
جوں گریہ آکے راہ خرابات کاٹئی

☆ ☆ ☆

اب تو خوشی رہتے ہو تم مطلب جو تھے سو ہو چکے — دل لے چکے 'یہ جان ہے' اس کو بھی لے لو ہو چکے
کہتے تھے تم بدنام ہم ہوتے ہیں ملنے سے ترے — لو ہم چلے تم خوش رہو قسمت میں ہو سو ہو چکے
کہتے ہیں قتل عاشقاں اس شوخ بانکے کی ہے خو — جو ہوں مرے سیدھے نصیب آج اس کی یہ خو ہو چکے
کیا مفت ویسے دوست کو دے اپنے ہاتھوں سے تجھے — ہے نام جس کا دل سو ہم بے دل اسے کھو ہو چکے
رشتہ محبت کا جو ہے وہ حشر تک بڑھتا رہے — ڈرتے نہیں گھٹنے سے ہم اس عمر کے گو ہو چکے
ان دو میں جب تک فرق ہے غیروں کو ہے جائے سخن — پھر کچھ خلل آتا نہیں جب ایک دل دو ہو چکے
جوں شمع محفل دوستاں اس دل کے سوز عشق سے — ہم آب سر سے پاؤں تک تا صبح رو رو ہو چکے
اس کی کمر کی نازکی نقاش اگر چاہے لکھے — اک مو برابر وصف میں سو خامہء مو ہو چکے

اس حسن کا جلوہ محب جوں مہر و مہ روشن رہا
شکل چراغ صبح تھے اک دم میں ہم لو ہو چکے

☆ ☆ ☆

لکھا میں باغ کی دیوار پر یہ مطلع عالی — دعا دیجے اگر وہ یار گل رخسار دے گالی
نحت وجہہ کے جو رمز تھے اسرار مخفی میں — وہ ہم نے نحن اقرب کی صدا کے ساتھ ہی پالی
ہجوم عاشقاں کوچے میں اس کے روز و شب یہ ہے — کہ اس جاگہ اگر کوئی پھراوے تو پھرے تھالی
ہماری آہ سے ظالم حذر کرنا مناسب ہے — نشاں پر تیر حکم انداز کا پڑتا ہے کم خالی
جھکایا محتسب کو زور میخانے میں کل ہم نے — کہ اس کی دخترزر ایک ہی پیالی میں پرچالی
محبت کا جو ناتا ہے سو دونوں طرف ہے یکساں — کسی نے بھی کہیں بجتی سنی اک ہاتھ سے تالی

محب سنتا ہے دیوانے نہ کر کچھ فکر تو دل میں
قدم جب عشق میں مارا تو پھر اللہ ہے والی

☆ ☆ ☆

میری آہوں سے یوں ہو آسمان ہفتمیں ٹکڑے — کہ جیسے زلزلہ سے ہوئے ہے پھٹ کر زمین ٹکڑے
میرے خط کو تو پرزے کرکے پھینکا پر مجھے ڈر ہے — کرے تلوار سے ظالم نہ قاصد کے کہیں ٹکڑے
ہمارا جان و تن مقتول تیغ عشق ہے ایسا — کہ نام اپنا اگر کندہ کریں ہووے نگیں ٹکڑے
ترے مکھڑے کی تابش سے یہ آئینہ میرے دل کا — سراپا ہوگیا شکل کتاں اے مہ جبیں ٹکڑے
فغاں کل محتسب نے جونہی پٹکا سنگ پر شیشہ — ہوا مجھ مست کا اس کی صدا سے دل وہیں ٹکڑے
رفو میرے گریباں کو کرے ہے چاک اے ہمدم — کئی اڑتی پھریں ہیں دھجیاں کتنے نہیں ٹکڑے
یہ آئینہ ہی اس کے سامنے ٹھہرے ہے کچھ ورنہ — کرے چار آئینہ تیغ نگاہ نازنیں ٹکڑے

خزاں میں اے محب سننا غضب ہے نالہء بلبل
کرے ہے گوش دل جوں گل بہ آواز حزیں ٹکڑے

☆ ☆ ☆

تری تیغ نگہ سرمے نے سج تیار ایسے کی — رواں صد جوئے خوں اک دم میں کردے دھار ایسے کی
فلک پر دیکھ میری آہ کو مریخ یوں بولا — کہ ہاتھ آوے جو یہ بجلی بنے تلوار ایسے کی
بیابان عدم اپنا ہے صحن خانہء ہستی — رہ دشوار مرگ و زندگی ہموار ایسے کی
وفا رکھتی نہیں وہ فاحشہ ہے لولیء دنیا — نہ خواہش دل میں رکھ اے یار تو زنہار ایسے کی
زمانے میں کسی دشمن سے دشمن نے نہ کی ہوگی — ہمارے ساتھ تو نے دوستی اے یار ایسے کی
تری فرقت میں ہم کو سانس لینا ناگوارا ہے — حلاوت زندگی کی عشق نے دشوار ایسے کی
زباں سے نام بھی لیویں تو کافر ہوں صنم تو نے — طبیعت دوستی سے ان دنوں بیزار ایسے کی

سر ہر یک مژہ پر جم گئے ہیں لخت دل آکر / کہی کیوں اشک نے اے دیدۂ خونبار ایسے کی

نہ ویسے کی کہ رخصت در تلک آنے کی ہو ہم کو / ذرا تسکین ہو دل کو نہ کچھ گفتار ایسے کی

گلہ تیرا نہیں سب خوبیاں ہیں اپنی قسمت کی / جو ہم سے تو نے الفت قطع اب یکبار ایسے کی

زمیں یہ حضرت سودا سوا کب خوب ہوتی ہے
نشست اس میں مقدم ہے محب درکار ایسے کی

☆ ☆ ☆

لے ڈوبتی اس کو نہ کبھو چاہ کسو کی / سنتا جو نصیحت دل گمراہ کسو کی

اس شوخ سیاہ چشم کی مت چاہ کو پوچھو / ہے شام کسو کی تو سحر گاہ کسو کی

مر جائے کوئی جان سے پر وہ بت کافر / واللہ کہ رکھتا نہیں پرواہ کسو کی

جلنا مرے جی کا تجھے معلوم ہو کیونکر / دل تک ترے پہنچی نہیں اک آہ کسو کی

روکے ہیں اسے غیر عبث ملنے سے میرے / دل کی تو کسو سے نہ رکے راہ کسو کی

دیوانے ہیں دیکھیں ہم اگر حسن پری کا / نظروں میں ہے وہ صورت دلخواہ کسو کی

حسرت سے جلاتا تو ہے ہر ایک کے دل کو / لگ جائے تجھے آہ نہ اے ماہ کسو کی

منع مے و مطرب کرے سو طرح سے ناصح / سنتا نہیں یہ بندۂ درگاہ کسو کی

جز عشق بتاں ہم کو محب خلق میں خواہش
واللہ کسو کی نہیں باللہ کسو کی

☆ ☆ ☆

335 دیکھوں میں نظر بھر تجھے اک آن تو دم لے / یہ اشک میرے دیدۂ خونبار سے تھم لے

وعدے کی تری رات جب آنکھوں ہی میں کاٹی / تا صبح پلک لگنے کی چاہے تو قسم لے

اک سینہ سوزاں دل پر داغ و جگر ریش / جوں شمع تری بزم سے یہ آئے تھے ہم لے

جی بیچ کے جو عشق کے بازار میں آیا　　آخر وہ گیا جنس خریداریء غم لے
یاں نام خدا دین نہ ایمان نہ دل ہے　　باقی رمق اک جاں ہے ' تری نذر صنم لے
میں سوز دل اپنا تو لکھوں یار کو لیکن　　رونے سے ذرا چین جو یہ دیدہء نم لے
آسودگی چاہے جو کوئی دم کی تو اے دل　　تو شہر سے ہستی کے رہ ملک عدم لے
کچھ حرف شکایت جو لکھا ہوئے محب نے
حاضر ہے گناہ گار کا کر ہاتھ قلم لے

☆ ☆ ☆

دیکھتا کچھ ہوں دھیان میں کچھ ہے　　ہے یقیں کچھ گمان میں کچھ ہے
صنم اپنے کو ہم خدا جو کہیں　　کب قصور اس کی شان میں کچھ ہے
کچھ نہ دیکھا کسی مکان میں ہم　　کہتے ہیں لا مکان میں کچھ ہے
تشنہ خوں ہیں لعل لب ترے　　سرخی رنگ پان میں کچھ ہے
تیرے دیدار کی ہوس کے سوا　　دیکھ تو میری جان میں کچھ ہے
تو جو تلوار کھینچے ہے مجھ پر　　زخم بھی درمیان میں کچھ ہے
دیکھ تو اب جفاکشی کی تاب　　مجھ دل ناتواں میں کچھ ہے
دیکھ کر مجھ کو نزع میں تو نے　　نہ کہا اس جوان میں کچھ ہے
ہم کو پٹکا زمین کے اوپر　　گردش آسمان میں کچھ ہے
فائدہ تجھ کو اے زخود غافل　　فکر سود و زیان میں کچھ ہے
یہ زمانہ محب بقول درد
آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے

☆ ☆ ☆

بہک جاتے ہو مچلائی میں آ کے   گلابی کو ذرا منہ سے لگا کے

بتان سنگدل بے رحم ہیں سخت   ملو مت ان سے اے بندو خدا کے 337

کیا بیگانہ اک عالم سے مجھ کو   تصدق ہوں میں ایسے آشنا کے

کیا پابند دل میرے کو واللہ   صنم نے زلف کافر سر چڑھا کے

ہوس بوسے کی ہے دل میں شب و روز   کہ لیجے زلف عارض سے اٹھا کے

مسیحا سے تیرے بیمار لب کے   نہیں محتاج ہونے کے دوا کے

پہنچ ساقی کہ تجھ بن دختر رز   کہاں تک صحبت رنداں کو تا کے

ہماری مند گئیں آنکھیں و لیکن   نہ دیکھا تو نے ٹک آنکھیں ملا کے

فقیرانہ دعا کرتے رہیں گے
میاں ہم ہیں محب کے سلسلہ کے

☆ ☆ ☆

ترے جو یہی ستم رہیں گے   تو کاہے کو جیتے ہم رہیں گے 338

بس گالیوں سے زباں سنبھالو   کب تک ہم سن کے گھم رہیں گے

اے یار غرور حسن کے دن   دنیا میں بہت ہی کم رہیں گے

اتنا نہ بھڑک تو ہم سے اے شوخ   ہم ترے گلے سے رم رہیں گے

آنکھوں سے اب اشک تو ہوا خشک   لخت جگر آ کے جم رہیں گے

وہ دن بھی خدا دکھائے گا پھر   آنکھوں پہ ترے قدم رہیں گے

دل غرق بہ خوں رہے گا جب تک   یہ خانۂ چشم نم رہیں گے

تھا دل میں کہ یار سے شب و روز   آپس میں ملے بہم رہیں گے

جوں عیش کے دن محب نہ ٹھہرے
اس طرح نہ روز غم رہیں گے

☆ ☆ ☆

طفل اشک اپنے قیامت خاکبازی کرچکے
ایک پل میں دامن عصیاں نمازی کرچکے

دست کش خط کے بھی لکھنے سے ہوئے تم یک قلم
واہ وا مشفق مرے بندہ نوازی کرچکے

جب تمہارے ناز برداروں میں ہم تھے یا کہ ہیں
فضل حق سے آپ کیا کیا بے نیازی کرچکے

اب قدم رنجہ نہ کیجئے گا دم آخر ہے یاں
بس جو کرنی تھی ہماری سرفرازی کرچکے

جس قدر کوتاہی دست طمع کی خلق سے
اتنے ہیں پائے قناعت کی درازی کرچکے

پر کتر کر آز کے اور سی کے چشم حرص کے
صید گاہ لا مکاں تک شاہبازی کرچکے

جل گئے سرتا قدم گریاں رہے شب تا سحر
شمع ساں ہم مول دل تھے جانگدازی کرچکے

کھوند ڈالی سر زمین دل نہ چھوڑا صید جاں
شہسوار حسن اپنی ترک و تازی کرچکے

کیا بنی صحبت بگاڑی آئینہ دے اس کے ہاتھ
سادہ لوحی سے ہم اپنی کار سازی کرچکے

کعبہ دل چھوڑ سنگ و خشت کا مارے طواف
چڑھ گدھے پر شیخ تم اے جیو غازی کرچکے

دم میں دم جب تک رہا سیر دو عالم ہے محب
عشق کی دولت حقیقی و مجازی کرچکے

☆ ☆ ☆

خدا نہ کردہ میرے گھر سے تو جس آن چل نکلے
وہیں گھبرا کے تیرے ساتھ تن سے جان چل نکلے

نہیں تھمتا ہے اشک آنکھوں سے میری روز و شب تجھ بن
بھرے تھے دوستی کے دل میں جو ارمان چل نکلے

مثل ہے وہ کہ آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل غضب ہے یہ
کہ میں دیکھوں تجھے اور تو مجھے پہچان چل نکلے

ضیافت دل جگر پہلو میں تھے سو نوش جاں کرئے
میرے سینے سے تیرے غم کے سب مہمان چل نکلے

رقیبوں کا تری مجلس سے ٹلنا سخت مشکل تھا
میرے آتے ہی ان کے گم ہوئے اوسان چل نکلے

رہے پیچھے ہی ان سے دو قدم کیا بڑھ سکے آگے
برابر شیخ کے جس راہ پر شیطان چل نکلے

تری گلیوں میں پھرتے تھے نہ بیٹھے ہم کبھو تھک کر
ہمارے حق میں سو طوفان اور بہتان چل نکلے

کوئی کوچے میں اس کے خوف جاں سے جا نہیں سکتا
ہمیں ہیں وہ کہ مرنا جی پر اپنے ٹھان چل نکلے

تری فرقت میں ہر دم اس قدر ہے شور نالے کا
کہ پھونکے صور اسرافیل بے پایان چل نکلے

برہنہ آئے تھے ملک عدم سے شہر ہستی میں
لباس عاریت یاں چھوڑ پھر عریان چل نکلے

رہ ملک عدم دشوار آتی تھی نظر ہم کو
ذرا چپکے سے لگ جانے میں کیا آسان چل نکلے

یہ طفل اشک پہلے ہی گریباں گیر تھے میرے
ہوئے اب بہہ یہی ایسے کہ تا دامان چل نکلے

سفیر منزل جاناں کو فکر زاد رہ کب ہے
بغل میں کچھ جگر خواری کا لے سامان چل نکلے

یہ دور چرخ گردش میں سدا رکھتا ہے منعم کو
بڑھی دولت جہاں تک پہنچی ان کی کان چل نکلے

خزاں میں جس طرح بلبل پھرے مایوس گلشن میں
محب کوچے سے اس کے اس طرح نالان چل نکلے

☆ ☆ ☆

اگر مجلس میں میرا قصہ جاں کاہ چل نکلے
جو پتھر ہو تو اس کے بھی جگر سے آہ چل نکلے

ارادہ تو کرے جس طرف جانے کا یقین ہے یہ
کہ پہلو سے ہمارے دل ترے ہمراہ چل نکلے

کیا بسرام دو دن منزل ہستی کی خلقت میں
فقیرانہ سبھوں سے کرکے عشق اللہ چل نکلے

قسم ہے تجھ کو تو کعبہ کو جاوے شیخ اور ہم بھی
ترے پیچھے ہی پیچھے دیر کو واللہ چل نکلے

نہ غافل اس قدر ہو اس سرا میں اے مسافر تو
کہ سوتا ہی رہے اور قافلہ ناگاہ چل نکلے

اندھیرا کیوں نہ ہووے رات دن آنکھوں تلے اس کی
کہ جس کے گھر سے تجھ سا رشک مہر و ماہ چل نکلے

توقع پر اگر بیٹھے ہی رہتے ڈوبتے ناحق
میاں ہم دیکھ لے کر تیرے دل کی چاہ چل نکلے

ہمیں تو ضعف سے مشکل ترے کوچے تک آنا تھا
محبت کی کشش سے گاہ بیٹھے گاہ چل نکلے

محب تم رہ گئے تنہا تمہارے ساتھ والوں نے
نہ دیکھا قافلے میں عشق کے زباہ چل نکلے

☆ ☆ ☆

خانہء دل میں اگر ڈھونڈے تو دلبر نکلے
دیر و کعبہ میں جو کچھ نکلے تو پتھر نکلے

اس کے کوچے سے محب تم جو نہ مر کر نکلے
زندگی اپنی بھی کچھ کرکے مقرر نکلے

یاد مکھڑے کی ترے دل کو جلا دیتی ہے
رات تجھ بن نہ کہیں ماہ فلک پر نکلے

مرنے جینے کے تفکر سے ہوا دل خالی
قید ہستی سے جو دن بھرتے تھے سو بھر نکلے

اس تمنا میں گئی جان نکل عالم کی
آفریں باد کہ تم گھر سے نہ باہر نکلے

جو کرے دل کو ہدف تیر نگہ کا اس کی
صف عشاق سے میرا وہی ہمسر نکلے

جستجو تیری میں بیٹھا نہیں میں خانہ خراب
سینکڑوں بے سروپا چھوڑ کے گھر در نکلے

عالم بے عمل انساں نہیں اک توتا ہے
گرچہ قرآن زباں اس کی سے ازبر نکلے

پیٹ کے دھندے میں حیران ہے خلق اس پر بھی
کہ لئے پیٹ سے سب رزق مقدر نکلے

زاہد اس روئے مخطط کا ہے عاشق واللہ
ہے نشاں موت کا چیونٹی کے جہاں پر نکلے

نہ ہوا سبحہ و زنار کا قضیہ فیصل
ان کے جھگڑے میں لکھا ڈھونڈو تو دفتر نکلے

بیش و کم ان کو نہ رتبے میں گنے گا دانا
رشتہ داری میں یہ دونوں میں برابر نکلے

بس کے رہنے کا نہیں ہے کوئی دن کا مہماں
امتحاں میں یہ سخن راست ہیں اکثر نکلے

دیکھتے دیکھتے ہاتھوں میں سے اڑ جاتا ہے
طائر رنگ حنا کے نہ کبھو پر نکلے

شام اس باغ کی جو سیر کو آئے ہے محب
صبح جوں شبنم گل بامژہء تر نکلے

☆ ☆ ☆

جو خواہش دل ہے سو وہ ہیہات نہ نکلی
گالی کے سوا منہ سے ترے بات نہ نکلی 339

از بسکہ ترے وصل کی ہے جن میں تمنا
اس جان نے کیا کیا سے آفات نہ نکلی

تا بام فلک پہنچی ہے سینے سے نکل کر
اے آہ اثر ساتھ تو اک رات نہ نکلی

بن آئے گی باتوں کے سوا شیخ کسو سے
یک پشم بھی شیخی و کرامات نہ نکلی

شرمندہ ہوئے بارش خوں دیکھ کے ہر دم
عہدے سے مرے رونے کے برسات نہ نکلی

انساں کے زر قلب کی خاطر ہے کسوٹی
ارزل کی بخری کے پئے ذات نہ نکلی

دو دن کے بھی مہمان کے یاں عشق کے گھر سے
جز خون جگر اور مدارات نہ نکلی

دلی کے ہے کوچوں میں عجب سحر کہ یاں سے
کس روز نئی ایک طلسمات نہ نکلی 340

بازار محبت میں بہت ڈھونڈ پھرے ہم
کچھ جنس محب غیر صعوبات نہ نکلی

☆ ☆ ☆

جس طرف تشنۂ دیدار ترے جا نکلے
ادھر آنکھوں سے بہاتے ہوئے دریا نکلے 341

یار آیا نہ کہا ضعف سے میں اتنا بھی
خیریت صاحب من ! آج کدھر آ نکلے 342

تجھ کو پروا نہیں اے گل ترے جاں سوختہ ہم
شمع ساں بزم سے کیا جل کے سراپا نکلے

کوئی چیرے جو کلیجہ کو مرے بعد از مرگ
اے دل آزار ترے داغ سوا کیا نکلے

ہم چمن میں گئے تھے سیر کو گل دیکھتے ہی
یاد آیا جو وہ گل باغ سے گل کھا نکلے 343

قافلہ پہلی ہی منزل سے دیا ہم نے چھوڑ
سفر ملک عدم کو تن تنہا نکلے

وہیں گھبرا کے چلی تن سے مری جان نکل
آپ آتے ہی مرے گھر سے جو گھبرا نکلے

بندہی رہ گئی غنچے کی گرہ واشد سے
تم چمن سے جو گئے بند قبا وا نکلے

انکھڑیوں کے ترے کشتوں کا جہاں ہو مدفن — واں تو سبزے کی جگہ نرگس شہلا نکلے
ہم نے کیا گھونٹ لہو کے پیے دل جانے ہے — پان تم گھر سے رقیبوں کے جو نہی کھا نکلے
جی جو بے چین ہے کوچہ ہی ترا جھانک آئے — کیا کریں ایک گھڑی دل وہیں بہلا نکلے 345
شیخ پرواز بلند اتنی نہ شیخی سے کرے — بال پر ریش مُحتسب کے ہیں عنقا نکلے
کل وہ کہتا تھا اسے سنئے نیا مضموں ہے — کیسے معشوق کا شاید کہیں ندا نکلے
کہ محب سے کہو اس راہ وہ آیا نہ کرے — اور جو آوے دبے پاؤں ہی چپکا نکلے

یہ تو کیا معنی وہ چاہے کہ سخن مجھ پر آئے
جب نہ تب شعر مرے کوچے سے پڑھتا نکلے

☆ ☆ ☆

کوچے میں عاشقی کے ہم پاؤں گاڑ بیٹھے — دونوں جہاں سے اپنے دامن کو جھاڑ بیٹھے
غیروں کے ساتھ تنہا جاتا ہے تو و لیکن — ایسا نہ ہو کسی سے ناحق بگاڑ بیٹھے
تو تو نظر بچا کر شب غیر سے ہنسا تھا — پر ہم بھی وہ ہیں تری چتون کو تاڑ بیٹھے
اب کے بہار کا غل گلشن میں یہ اٹھا ہے — دیکھیں جنوں گریباں کس کس کا پھاڑ بیٹھے
تجھ پاس غیر بیٹھے تو جی پہ یہ گراں ہو — چھاتی پہ جم کسی کے جیسے پہاڑ بیٹھے
347 تیر نگاہ اس کا چلتا ہے باز گشتی — گر داغ کی سپر کو دل منہ پہ آڑ بیٹھے
آباد کیونکہ ہووے اب سرزمین دل کی — اس کو تو یہ ستم گر پہلے اجاڑ بیٹھے

شکوہ تو تو محب کا کرتا ہے شیخ لیکن
ایسا نہ ہو وہ تجھ کو ظالم پچھاڑ بیٹھے

☆ ☆ ☆

فنون عشق سے وہ آپ کو بری جانے　　ستم کو جو کہ ترے عین دلبری جانے

نہ قدر گوہر معنی کی جوہری جانے　　وہی تو پرکھے اسے جو سخن وری جانے

متاع دل ہے مری گرچہ کا سد بازار　　پر اس کی قدر کو جو ہوئے مشتری جانے

لباس عشق میں جو ترک سر کی ہمت پائے　　وہی جہاں میں طریق قلندری جانے

رکھے ہے عشق میں یک بارہ جو گداز جگر　　یقیں ہے وہ عمل کیمیا گری جانے

ہماری آنکھوں سے جو یک نظر تجھے دیکھے　　ہزار جان سے دیوانہ ہو پری جانے

صبا یہ کہیو تو اس ترک شوخ سرکش سے　　نہ تیر آہ کو عاشق کے سرسری جانے 348

اسی کو کہتے ہیں کیا یار ناز معشوق　　کہ رحم کچھ بھی نہ جانے ستم گری جانے

رکھے ہے قدر نظر میں اسی کی گوہر اشک　　جو بحر خون جگر میں شناوری جانے

محب کو خوف نہیں افترا سے تیری شیخ
کہ تو فرشتہ اگر ہو تو مفتری جانے

☆ ☆ ☆

کی چشم کی سیاہی سفید انتظار نے　　تس پر بھی آہ خط نہ لکھا مجھ کو یار نے 349

دھونی لگا رکھی ہیں تری درپہ آہ کی　　اے شعلہ خو میرے دل امیدوار نے 350

ہم کو تو دور چرخ میں بیکار ہی رکھا　　پرکار کے نقط کی طرح روز گار نے

سینے میں خار زار مرا دل جگر کیا　　پہلو میں بیٹھ غیر کے اس گلعذار نے

گردش دکھائی گردش لیل و نہار کو　　ہر صبح و شام گردش چشم نگار نے

ہم کو جنوں سے دست و گریبان کر دیا　　آتے ہی اب کے گل یہ پھلایا بہار نے

شبنم کی طرح رات رلایا ہمیں بھی خوب　　گلشن میں نالہ ہائے حزیں سے ہزار نے

ساقی پہنچ شتاب کہ پیاسے مرے ہیں مست
تجھ بن لہو پیا ہے انہوں کا خمار نے

کیا صاف دوستی ہے کہ مرنے کے بعد بھی
چھوڑا ترے گلے کو نہ میرے غبار نے

کیا بے شمار ہم کو دکھائیں صعوبتیں
ترے خلاف وعدہ دنوں کے شمار نے

قاضی سے ذکر دخترِ رز کا نہ کیجیو
ایسا نہ ہو وہ پیٹ لگے اپنا مار نے

دریا کے بیچ آب گہر کو کیا ہے خشک
تیرے محب من سخن آبدار نے

☆ ☆ ☆

یاں تو دل خوں تری آنے کے ہوا چاؤں سے
واں تغافل کی لگی مہندی میاں پاؤں سے

زخمی تیغ نگہ ہوں کہ پڑی ٹپکے ہے
عوض خوں مئے گلرنگ میرے گھاؤں سے

جوئے خوں ہر مژہ انکی سے رواں ہے شب و روز
چشم عشاق کو نسبت نہیں دریاؤں سے

دوستی جی کی زیاں کا رہے نادانوں کی
دشمنی اس سے بھلی ہوئے جو داناؤں سے

خوبرو کیا ترے مکھڑے کی بلا گرداں ہیں
باج خواہاں ہے ترا حسن پری زادوں سے

خلق کیا حق نے مجھے خاک نیستاں سے کیا
متصل اٹھتے ہیں نالے مرے اعضاؤں سے

کاہش عشق سے یہ شکل بنی اپنی محب
شبہہ پہچان میں سنتا ہوں شناساؤں سے

☆ ☆ ☆

فلک سے شکوہ نہ کر کچھ نہیں خطا اس کی
عمل جو تو نے کئے ہیں یہ ہے جزا اس کی

جفا سے دوست کی ہم کو گلہ نہیں ہرگز
رضا ہے اپنی وہی ہے جو کچھ رضا اس کی

نہ پوچھ رسم محبت کسی پری وش سے
کہ اس طریق سے ہے آشنا بلا اس کی

قرار دل کو نہیں جی کو ہے یہی خواہش
دکھائے پھر کہیں صورت مجھے خدا اس کی

ستم جو گزرے ہے مجھ پر گلہ نہیں اس کا بغل میں دل جو ہے دشمن یہ ہے سزا اس کی
یہ قسمت اپنی کہ ہر روز در ترقی ہے ادھر ہماری وفا اور ادھر جفا اس کی
نہ کہیو آج محبؔ عرض اپنے مطلب کی
تری طرف سے طبیعت ہے کچھ خفا اس کی

☆ ☆ ☆

ترے سودا میں ہم کیا عقل سے بے گانہ ہو بیٹھے کہ اپنا گوہر جاں تک اسی قیمت پہ کھو بیٹھے
کسی کا بھی نہ دست آشنائی درمیاں دیکھا عبث ہم آپ کو بحر محبت میں ڈبو بیٹھے
پر پرواز لے کر اڑ چلے شبنم سے رنگ گل میرے خورشید رو کے تاب کیا ہے رو برو بیٹھے
چھپا دے ابر میں منہ آفتاب اپنا خجل ہو کر نکل کر بام پر اپنے جو وقت صبح تو بیٹھے
کوئی ساعت ذرا تسکیں ہو دل کو دوستاں بارے جو گزرے وصل کی شب وہ فسانا ہی کہو بیٹھے
ابھی اے ناصحو تم پھینک دو تسبیح و عمامہ جو دیکھو اس پری رو کو بلائیں اس کی لو بیٹھے
جھڑک اٹھتے ہو ناحق بات کہنے میں میاں صاحب تمہیں ہم کہتے ہیں کیا گالیاں ہی کیوں نہ دو بیٹھے
کبھی کچھ درد دل اپنا کہیں ہم تب یہ فرماؤ کہ بس سر پھر گیا اٹھ جاؤ بک بک مت کرو بیٹھے
دل و جاں صبر و طاقت دین و ایماں اے محبؔ من
جونہی بھر آنکھ اسے دیکھا وہیں ان سب کو رو بیٹھے

☆ ☆ ☆

برق رخشاں نہ ہو در ابر سیا ہے گاہے دل سے میرے جو اٹھے شعلہء آ ہے گاہے
خشک برسوں رہے اے ابر کرم کشت امید چاہیں سبز ہو از فیض نگا ہے گاہے
سب سے ہے اس کو رہ و رسم ملاقات درست ہم ترستے ہیں کہ دیکھیں سرِرا ہے گاہے
ہم یہ کہتے نہیں ہر روز ملو تم ہم سے روز اوروں سے ملو ہم سے بھی گاہے گاہے
ڈر کے مارے کہ ملالت نہ تری طبع کو ہو دل بیمار کی کیا بات سرا ہے گاہے

نہیں دنیا میں سوا خار و خس کوچۂ دوست
سر شوریدہ کی خواہش بکلاہے گاہے

خون عشاق کا دعویٰ مرے قاتل تجھ پر
ہوتے اثبات نہ دیکھا بہ گواہے گاہے

ہے بہار آنے کی کچھ دھوم کہ آگے تو نہ تھا
دل دیوانہ بایں حال تباہے گاہے

رہتے کس شہر میں ہو تم سے تو ملنا پیارے
اتفاقیہ ہے بعد از دو سہ ماہے گاہے

ہم تمازت میں ترے حکم سے لیں ہیں ساقی
سایۂ تاک میں یک لحظہ پناہے گاہے

ہم گداؤں کو ہے تسلیم و رضا سے سروکار
ملتجی ہیں نہ زمنعم نے زشاہے گاہے

بے زباں کلہ سبزی کی بھکہ اے نو خط
نہ اگا خاک سے میری پر کاہے گاہے

اے محب جرم محبت کے سوا عالم میں
قتل عاشق ہی سنا ہے بگناہے گاہے

☆ ☆ ☆

دیکھا ہے عجب چشم سیا ہے سررا ہے
بیٹھا ہوں بامید نگا ہے سررا ہے

قربان ترے عشق کے اترا ہے دلوں کا
کیا قافلہ یا نالہ و آ ہے سررا ہے

تنہا ہو جہاں عزم سفرواں کوئی باہم
کیا خاک محبت کو نبا ہے سررا ہے

اک دم نہ تھما قافلۂ عمر جو لیتے
سائے میں تمازت سے پنا ہے سررا ہے

ہم سدرہ اس کے نہیں ہوتے ہیں ادب سے
ملتا ہے جو ہم سے کہیں گاہے سررا ہے

ہے تجھ کو گوارا کہ ہمارا دل بیمار
کوچے میں پڑا تڑپے کراہے سررا ہے

ملنا تو میسر نہیں یہ بھی ہے غنیمت
دیکھوں تجھے بعد از دوسہ ماہے سررا ہے

لے حسن کی کشور کی خبر اے شہ خوباں
خط بھیجے ہے باخیل سپاہے سررا ہے

لے ڈوبے نہ تجھ کو کہیں یہ زہد ریا کا
اے شیخ ترا عجُب ہے چاہے سررا ہے

افتادہ تری راہ میں ہے یا اسد اللہ
اک خلق پئے عفو گنا ہے سررا ہے

اک طرف محب ان میں بہ امید عنایات
استادہ ہے با حال تباہے سررا ہے

☆ ☆ ☆

— —

پہچانے تو ہر دم وہی ہر آن وہی ہے
جاناں وہی اے جان وہی جان وہی ہے

آسائش تن راحت جاں تازہ کئے روح
واللہ مع الآن کما کان وہی ہے

کعبہ میں وہی خود ہے وہی دیر میں ہے آپ
ہندو کہو یا اس کو مسلمان وہی ہے

بخشے ہے وہی خاک کو دین و دل و ایماں
غارت گر دین و دل و ایمان وہی ہے

پردہ ہے تعین کا وہی آنکھوں کے آگے
بے پردہ نمائندہء عرفان وہی ہے

ہم یاد کریں کس کو فراموش ہوں کس سے
ہے یاد بھی ہر دم وہی نسیان وہی ہے

سر تیغ تلے اس کے تو دھر دیجئے کیونکر
قاتل جو وہی ہے تو نگہبان وہی ہے

صورت میں ہے ظاہر وہی معنی میں ہے باطن
ہر شکل میں پیدا وہی پنہان وہی ہے

نہ مایہء دنیا ہے نہ کچھ دین کا اسباب
مجھ بے سروپا کا سر و سامان وہی ہے

دل ہے سو گھر اس کا ہے مکاں جان و تن اس کا
یاں صاحب خانہ وہی مہمان وہی ہے

بیدرد وہی ہے وہی ہے درد و لیکن
اپنے تو محب درد کا درمان وہی ہے

☆ ☆ ☆

غم جاں تو ہے اگر راحت جاں ہے تو ہے
ہم نے یہ جان لیا جان جہاں ہے تو ہے

وہ خریدار جو خواہاں ہو متاع دل کا
کس کو بتلاؤں وہ دل خواہ کہاں ہے تو ہے

صید دل ایک بھی جاں بر ترے ہاتھوں نہ ہوا
ناوک انداز جو بے تیر و کماں ہے تو ہے

دل بے نام و نشاں پر مرے جوں نقش نگیں
نام کا جس کے نمودار نشاں ہے تو ہے

شمع فانوس تجھے کہیے کہ ہر مجلس میں
ہے نہاں پردے میں اور صاف عیاں ہے تو ہے

کیا کہوں اے دل جاں کاہ مری چھاتی پر
اس کی فرقت میں جو اک کوہ گراں ہے تو ہے

چھوڑ کے ضعف میں تنہا تو نہ جاوے غم دوست — اب میرے جی میں جو کچھ تاب و تواں ہے تو ہے
چمن دہر میں نرگس کی طرح دیدۂ زار — جس کے دیدار کی خاطر نگراں ہے تو ہے
کس کو شیریں کہوں اب جس کی ہے خونِ فرہاد — جوئے خوں ہر مژہ میرے سے رواں ہے تو ہے
صرف بلبل ہی نہیں نعرہ زناں گلشن میں — گل بھی جس گل کے لئے جامہ دراں ہے تو ہے

کرے تاثیر محب دل میں وہیں سامع کے
پر اثر جس کی محبت کا بیاں ہے تو ہے

☆ ☆ ☆

ہر دم ہے کچی ہاتھ میں تروار تمہارے — بے طرح نظر آتے ہیں اطوار تمہارے
ہیں جس کی جھمک کے وہ نمودار تمہارے — بندے ہیں خدائی کے طرح دار تمہارے
پرہیز جو تک غیر کے ملنے سے ہو منظور — چنگے ہوں ابھی چشم کے بیمار تمہارے
چھپ چھپ کے یہ سرگوشیاں غیروں سے عبث ہیں — کچھ ہم بھی تو ہیں محرم اسرار تمہارے
کیا دام بلا آپ کی ہے زلف مسلسل — جیتے نہیں چھٹتے ہیں گرفتار تمہارے
اس جرم کی تعزیر مناسب ہو تو کیجے — ہم ایک نگہ کے ہیں گنہگار تمہارے
سر ہاتھ پر اپنا لئے ہیں نذر کی خاطر — عشاق بہر کوچہ و بازار تمہارے
اے حضرت دل کس کے نظارے کے ہیں مشتاق — نرگس کی طرح دیدۂ بیدار تمہارے
ممکن نہیں عاشق سے یہ تلخی نہ کہیں بات — شیریں دہنا! لعل شکر بار تمہارے
ہو حسن میں یوسف سے پرے تم بھی جو دو چار — پیدا ہوں زلیخا سے خریدار تمہارے
اے بندہ نواز اپنے یہ شایان نہیں ہے — شکوے کریں ہر ایک سے اظہار تمہارے
حجام کے مصرع میں نہیں یک سرمو فرق — ہر دم نظر آتے ہیں نئے یار تمہارے
کیجے تو قدم رنجہ تو ہم پاس مری جاں — ہے کون سی شے قابل ایثار تمہارے

آنکھوں میں ہیں باقی گہر اشک کئی ایک　　بادل ہیں تصدق کے سزاوار تمہارے
مغضوب محب ایسے ہو نظروں میں بتاں کی
سب ہیں بخدا قتل کو تیار تمہارے

☆ ☆ ☆

دکھلاتے ہیں خدائی وہ وضع ہے تراشی　　صحبت سے ان بتاں کی لازم ہے دور باشی
بے موجب اشک خونیں آنکھوں سے کب رواں ہو　　وہ نشتریں مژہ کی کرتے ہیں دل خراشی
کھانا سو یار کا غم پینا سو خون دل کا　　اس سے زیادہ کیا ہے عاشق کی خوش معاشی
بے ہوش اس قدر ہے اس گل کی یاد میں دل　　لاوے افاقے میں کب اس کو گلاب پاشی
عاشق بہت ہیں تیرے کچھ میں ہی کشتنی ہوں　　میرا عبث پھرے ہے تو ہر طرف تلاشی
پڑھ کر میاں ہمارے نامہ کا متن سارے　　کہتے ہیں سہو کاتب جو ہیں ترے حواشی
سیدھی نگہ سے تیرے عاشق کی خاک پر ہے　　سبزے کی ہو جگہ پر پیکاں تیر ناشی
یہ دو مکان بندہ رکھتا ہے دیدہ و دل　　خوش باش صاحب من در ہر مکاں کہ باشی
اس رشک سے تو بجلی چمکے نہ بادلوں میں　　سنجاف ہے تمامی دامن ترے ہیں تاشی
سو جنس اقمشہ ہم اک پشم جانتے ہیں　　منعم کو ہے خوش آئی دنیا کی بدقماشی
یہ وہ غزل کہی ہے میں نے محب کہ اس کو
ہو رتبہ شاعروں میں جوں ہفت بند کاشی

☆ ☆ ☆

ہے نگاہ سیدھی سی اور ابرو تری خم دار سی
اپنی نظروں میں تو ہے وہ تیر وہ تلوار سی

یہ نہیں معلوم ہم سے کون سی تقصیر پر
ہے طبیعت آپ کی کچھ ان دنوں بیزار سی

چشم بد دور آج تیری چشم جادو کے حضور
چشم نرگس ہے بہ چشم مردماں بیمار سی

ہے لب و لہجہ یہ کچھ ناصح کا در اس مرز و بوم
فی المثل جوں جغد ویرانے میں بولے فارسی

ابتدا سے کفر و دیں کا گر نہیں سر رشتہ ایک
کیا یہ تسبیح سلیمانی میں ہے زنار سی

ناصحا میرے گریباں کا نہ کر فکر رفو
یہ رہے گا چاک ہی گو اس کو تو سو بار سی

سرخ ہیں بیڑے سے لب آنکھیں نشے سے لال ہیں
آپ کی سج آج ہے کچھ بے طرح خونخوار سی

گو دراندازوں کی بن آئی ہے جب ہم تم چلے
اس کے منہ پر اس گھڑی لگ جائے گی پیزار سی

اس کے کوچے میں محب ہے یہ رقیبوں کا ہجوم
در تک اس کے سو جگہ ہے پھاندنی دیوار سی

☆ ☆ ☆

آنکھوں سے اشک خوں کی یا رب لڑی نہ ٹوٹے
لخت جگر سے باہم کھا گجھڑی نہ ٹوٹے

اے نالہ تا فلک تو اپنی دھمک نہ پہنچا
اس سقف بے ستوں کی شاید کڑی نہ ٹوٹے

ان سنگدل بتاں کے اے آہ دل سے لگ کر
گلہائے آتشیں کی تیری چھڑی نہ ٹوٹے

اے چشم دید کا ہے سر رشتہ سخت نازک
جوں تار اشک کیونکر یہ ہر گھڑی نہ ٹوٹے

ڈرتا ہوں تجھ مژہ سے لاغرتنی پر اپنی
کیونکر جب استخوان میں نشتر گڑی نہ ٹوٹے

آہستہ رکھ قدم کو اے نونہال خوبی
تا سرزمین دل کی بوٹی جڑی نہ ٹوٹے

عاشق کے ملک دل کی غارت کو فوج غمزہ
کیونکر کہے سے اس کی حاضر کھڑی نہ ٹوٹے

ساقی نظر سے تو نے دل کو گرا کے توڑا　　کیونکر صراحیء مے جب گر پڑی نہ ٹوٹے

دیوانگی کا رشتہ دل سے محب ہمارے
پتھروں کے پھینکے لڑکے گر سو پھڑی نہ ٹوٹے

☆ ☆ ☆

کس کی ہنسی کی دھوم یہ آئی چلی چلی　　گل گل شگفتہ ہوئی چمن میں کلی کلی 351
خورشید و مہ ترے متلاشی ہیں روز و شب　　خانہ بہ خانہ کوچہ بہ کوچہ گلی گلی
کیا کیا جگر جلے نہ ترے داغ عشق سے　　پروا نہیں جو شمع بھی اک شب جلی جلی 352
جوں نے تری جدائی میں نالاں ہے متصل　　پیارے جدا جدا میری ہر اک نلی نلی
قاصد وہ جب تک آئے تو پہلے ہی آن کر　　باتیں زبانی اس کی سنا کچھ بھلی بھلی
بجلی بھی تیرے حسن کے جھمکے کے روبرو　　جو بن سے اپنے کچھ نظر آئے ڈھلی ڈھلی
ہم عاشقوں کے خون کی رنگت کچھ اور ہے　　پاؤں سے اپنے تو نے حنا گو ملی ملی
شیطاں نے شیخ تجھ کو پچھانا ہے اس طرح　　خلقت میں جس طرح سے پچھانے ولی ولی

سودا کی مغفرت پہ یقین ہے کہ وہ محب
ورد زباں ہمیشہ رکھے تھا علی علی

☆ ☆ ☆

عالم میں کیوں نہ ہووے تو پائمال مہندی　　ہے خون عاشقوں کا تجھ پر وبال مہندی
تیرے جو رنگ پر ہے دل گل رخوں کا مائل　　تو بخت سبز سے ہے صاحب کمال مہندی
سوتے سے اٹھ کے خوباں جب ہاتھ پھیریں منہ پر　　پہلے نظر پڑے ہے تیرا جمال مہندی
کچھ خون عاشقاں سے ہم رنگ ہے بہ معنی　　ظاہر میں ہے بہ صورت تب رنگ لال مہندی
کیوں دست و پاتاں کے رکھے ہیں باندھ شب کو　　تو نے یہ بے طرح کا مارا ہے جال مہندی

رنگیں جو کر رکھیں ہیں اس گل کے ہاتھ شاید   ہے خون عاشقوں کا تجھ کو خیال مہندی
پھرتے ہیں پاؤں پڑتے ہر ایک نوجواں کے   لگ چلنے کو قیامت ہے یہ چھنال مہندی
رنگا ہے تو نے اس کا ہر ایک ناخن ایسا   جیسے شفق میں ڈوبا ہو ہے ہلال مہندی
کر امتحاں محب کے خون جگر سے اس کو
خوش رنگ کس روش ہے اے نونہال مہندی

☆ ☆ ☆

جفا و جور تجھ پر کیا کہوں جو یار بن گزرے   جدائی کی قیامت سے زیادہ ہائے دن گزرے
بہار عمر تھی جب تک تو قسمت کا یہ گل پھولا   قفس میں عیش کے ایام بارنج و محن گزرے
رہا جب تک کہ دم میں دم ترے وعدے کے دن پیارے   حساب دوستاں در دل سمجھ ایک ایک گن گزرے
دماغ و دل کہاں پیری میں ہم کو سیر گلشن کا   خزاں ہی میں شباب عمر کے جو کچھ تھے سن گزرے
نیاز اپنا تو جی تک امتحاں اول کیا ہم نے   تمہارے ناز کے نا وقت آخر ممتحن گزرے
اٹھایا کس نے بار عشق کو غیر از دل عاشق   ہزاروں پہلواں لاکھوں کروڑوں دیو جن گزرے
محب گزرے نہ نالاں عشق کے کوچے سے ہم تنہا
بہت اشخاص اکثر نوجوان اکثر مسن گزرے

☆ ☆ ☆

اب تری صحبت میں ہیں اغیار اٹھتے بیٹھتے   ہم کو گالی مت دیا کر یار اٹھتے بیٹھتے
ہے جو تیری چشم کا مارا ہوا دل روز و شب   یوں گرا ہے ہے کہ جوں بیمار اٹھتے بیٹھتے
قتل کا کس کے اٹھا بیٹھے ہو بیڑا جان من   ہاتھ سے رکھتے نہیں تروار اٹھتے بیٹھتے
جامہ زیبی دیکھ اس گل پیرہن کی باغ میں   گل کے دامن گیر ہیں سو خار اٹھتے بیٹھتے
اب ہماری زندگی تجھ بن ہے مانند حباب   سانس کا لینا بھی ہے دشوار اٹھتے بیٹھتے

ہم ہیں تیرے عشق میں رسوا خراب و خوار و زار
تجھ کو ہے ہم پاس ننگ و عار اٹھتے بیٹھتے

ضعف کے مارے لبوں تک آہ سینہ سے نکل
پہنچتی ہے جا بجا سو بار اٹھتے بیٹھتے

بھر نہ اے منعم خزانے کو کہ خالی ہوئے گا
صورت فوارہ آخر کار اٹھتے بیٹھتے

کاہش غم سے نہیں ہلنے کی طاقت پر یہ دل
کھینچ لاتا ہے مجھے ناچار اٹھتے بیٹھتے

اس توقع پر کہ شاید وہ پری آوے نظر
ناگہاں در کوچہ و بازار اٹھتے بیٹھتے

شیشۂ دل کو نہ لے جا بزم مستوں میں محب
گر پڑے اس پر کوئی میخوار اٹھتے بیٹھتے

☆ ☆ ☆

کچھ حقیقت کہہ تو اے باد سحر گلزار کی
کیا ہوئی بلبل کہاں گل کیا خبر گلزار کی

ہم فقیروں کا سوال بوسہ یا رب رد نہ ہو
اب تو اس گل رو کے کوچے میں کمر گلزار کی

پھول کیا کمھلا گئے دیکھے سے تیرے حسن کے
ہوگئی صورت ہی کچھ نوع دگر گلزار کی

اس کی سج دھج دیکھ کرتی ہے مودب ہو سلام
ہر طرف جھک جھک کے ہر شاخ شجر گلزار کی

رات کس کے حال پر روئی تھی شبنم اس قدر
گل نما نکلے زمیں ساری ہے تر گلزار کی

رنگ رو پر اس کے یک باری پڑی ہے جس کی آنکھ
وہ کبھو دیکھے نہ صورت بھر نظر گلزار کی

دیکھ میرے دل کے داغوں کی بہار اے نونہال
خواہش گل گشت ہے تجھ کو اگر گلزار کی

لکھیے جس کاغذ پر اس نو خط کی کم توصیف حسن
شکل اس سے ہو مشابہ بیشتر گلزار کی

اے اسیران قفس دل سے اڑا دو اس برس
سیر کرنے کی ہوس بے بال و پر گلزار کی

غم میں اس گل کے جلاوے گی میرے دل کی طرح
دشمن جاں ہے یہ آہ پر شرر گلزار کی

اب خزاں ہے روئیے صحرا میں جا دل کھول کھول
کیوں محب من بہاریں مان کر گلزار کی

☆ ☆ ☆

دل پر سوز زباں زد ہے وفاداری سے — روشنی شمع کو ہے اپنی جگر خاری سے
دام میں آکے چھٹے صید جو عیاری سے — پھر وہ ہاتھ آئے تو رکھتے ہیں خبرداری سے
اشک باری تو بہت کی نہ پھلا نہ پھولا — شجر عشق ہے نادار ثمر داری سے
دل کو بے خود کرے ہے یوں ترے کوچے کی نسیم — نشہ جوں ہوش کو لے جائے ہے ہوشیاری سے
حال میرے سے نہ غافل ہو کہ زخم کاری — دل میں رکھتا ہوں تری تیغ جفا کاری سے
گرمیء صحبت اغیار تجھے ہے منظور — جل کے ہم خاک ہوئے تیری ہوا داری سے
دل ہمارے کا یہ احوال ہے تجھ بن پیارے — لاکھ غیروں کے برابر ہے تری یاری سے
تجھ سے مل کر بھی نہیں دل کو کسی طرح سے چین — یہ ترا سحر علاوہ ہے طرح داری سے
دل پڑا دہکے ہے سینے میں اک انگارہ سا — آہ دن رات کی اس تیری شرر باری سے
اب سبک ہم تری نظروں میں ہوئے ہیں ایسے — سنگ ہو بیٹھے ہیں مجلس میں تری بھاری سے

اے محب دوش ہوا پر رہے جوں نکہت گل
اس چمن میں رہو اس طرح سبک باری سے

☆ ☆ ☆

عاشق جفا سے ہووے نہ دلگیر شرط ہے — جرم وفا کی عشق میں تعزیر شرط ہے
صیاد مجھ سے اب دم خنجر نہ رکھ دریغ — میں صید زخم خوردہ ہوں تکبیر شرط ہے
پیارے نہ کر تو خانہء دل کو مرے خراب — اس قصر دلنشیں کی تو تعمیر شرط ہے
تدبیر تیرے ملنے کی کرتے ہیں جان تک — دیکھیں اب آگے خواہش تقدیر شرط ہے
رکھتا ہوں اس پری سے محبت کا سلسلہ — دیوانے دل کے واسطے زنجیر شرط ہے
دن تو کٹا ہزار خرابی سے دوستاں — اب رات سر پر آئی ہے تدبیر شرط ہے

کھینچے جو شکل اس کے شہید نگاہ کی — نقاش سے کہو قلم تیر شرط ہے
میں وصل یار خواب میں دیکھا ہے رات کو — ہمدم کچھ اس کی خوب ہو تعبیر شرط ہے
اب کے تو نامہ بر میرے خط کے دیئے کے بعد — تھوڑی بہت زبانی بھی تقریر شرط ہے
مے سے بھرے نہ جام جو مجلس میں تو نہ ہو — شیشے کے ہو شراب گلو گیر شرط ہے

عاشق سب آہ و نالے ہی کرتے ہیں اے محب
لیکن اس آہ و نالے میں تاثیر شرط ہے

☆ ☆ ☆

تجھ سے تری جفا کا گلہ کوئی کیا کرے — تو دل کہیں کسی سے لگاوے خدا کرے
دل لے کے تو نے غیر اذیت بھی کچھ دیا — پھر کس امید پر کوئی تجھ سے وفا کرے
اے دل یہ داغ عشق لئے چل کہ حشر تک — جوں شمع تیری خاک کے اوپر جلا کرے
کیا جانے بعد مرگ بھی دامن ترے کے ساتھ — کس کس گلی میں خاک ہماری اڑا کرے
ڈرتا نہیں اسیریء الفت سے صید دل — اس خوف سے مرے ہے مبادا رہا کرے
آپس میں روز لطف سے بڑھتی ہے دوستی — جو آشنا سے وعدہ وفا آشنا کرے
وہ روز جیتے جی نہ دکھاوے ہمیں فلک — جس دن خدا نخواستہ تجھ سے جدا کرے
گالی وہ ایک کیا ہے اگر لاکھ کیوں نہ دے — عاشق جب اس کے منہ سے سنے تب دعا کرے
ہم کو تو قتل کرکے چھڑایا عذاب سے — صد آفریں میاں ترا مولا بھلا کرے
بندے کے حق میں اور جو کچھ ہو سو ہو وے — عشق بتاں نہ ہووے کسی کو خدا کرے

امید ہے قوی کہ محب تیری مشکلیں
آساں تر ایک آن میں مشکل کشا کرے

☆ ☆ ☆

پہچاننے والے ہیں بہت لعل و گہر کے　　معدوم شناسا ہیں زمانے میں بشر کے

ہیں غنچہ دہاں اس چمن دہر میں جتنے　　الفت میں عدو جی کے ہیں اور دوست ہیں زر کے

یہ دھج ہے تری قہر ہی یہ ناز ہے آفت　　درپے ہے میاں کس لئے تو تیغ و سپر کے

خونریز نگاہ اپنی کے ٹک دیکھ تو کر توت　　لاکھوں ہیں کہ گھائل پڑے آگے ترے در کے

ہم وہ شجر خشک ہیں تیشے کے سزاوار　　شایان نہ گلشن کے نہ گل کے نہ ثمر کے

تیروں سے مری آہ کے اے شوخ حذر کر　　پیکاں ہیں بجھائے ہوئے پانی میں اثر کے

بھڑکائے ہے دل روز نئی طرح کی آتش　　سر پر میرے احسان ہیں اس دیدہء تر کے

نامے کا جواب اس نے لکھا کب ہے کسی کو　　قاصد ہی کے ہم ہیں نگراں خیر و خبر کے

منت کش ساقی ہیں ہم اس واسطے یاراں　　یہ فصل گل اب کے جو یونہی جائے گزر کے

تا سال دگر مے کہ خورد زندہ کہ ماند　　محبوس قفس بے پر و بے بال ہیں پر کے

کس نیند میں سوتا ہے محب آنکھ تو ٹک کھول
تیار ہیں سارے رفقا عزم سفر کے

☆ ☆ ☆

کیا ہی اڑ لگتی ہے الفت کی نظر رشتے سے　　طائر شوق کے بندھتے نہیں پر رشتے سے

ہیں یہ موقوف کسی تار نگہ پر ہمدم　　پارہء دل مرے پیوند نہ کر رشتے سے

دل بے روزنہ غم سے نکلتی نہیں آہ　　ربط رکھتا نہیں ناسفتہ گہر رشتے سے

دل عشاق مسلسل ہیں بہر اک سرمو　　ترے جس دن سے گندھے گیسوئے سر رشتے سے

خلوت دوست میں جز شمع جگر سوختہ ہائے　　ترک سر کے کوئی واقف نہیں سر رشتے سے

دلق میں جہد سے ناکوں کو بھرے مت زاہد　　باندھ مضبوط توکل کی کمر رشتے سے

کیوں الجھتے ہیں بہم شیخ و برہمن ناحق　　ایک آپس میں ہیں آدم کے پسر رشتے سے

منتظم کیوں نہیں ہوتے ہیں سوا ڈوری کے   نہیں زنار کی تسبیح اگر رشتے سے

ہاتھ پتھروں سے محب خالی ہیں کیوں لڑکوں کے
کوئی باقی نہیں مجنوں کے مگر رشتے سے

☆ ☆ ☆

عارض اس کے تھے عرق سے یوں سحر بھیگے ہوئے   جس طرح شبنم سے وہ گلبرگ تر بھیگے ہوئے 355

پڑھنے لائق اشک کب چھوڑے ہے خاک آوے جواب   جتنے خط میرے گیا لے نامہ بر بھیگے ہوئے 356

اشک سے مژگاں ہیں نم تجھ تک پہنچتی نہیں نگہ   مانع پرواز ہیں طائر کے پر بھیگے ہوئے 357

دل مرا یا رب یہ کس دریائے خوں کا ہے صدف   اشک کے آتے ہیں لوہو سے گہر بھیگے ہوئے

کینچلی ڈالے ہوئے ہر ایک کالا ناگ ہے   تیل میں دیکھے جو تیرے موئے سر بھیگے ہوئے 358

آئے آئے کر رہے ہیں تم کو عاشق چار طرف   رنگ میں ہولی کے جاتے ہو کدھر بھیگے ہوئے

اشک کا دریا بہے اے چشم اگر کیجے فشار   پاٹ ہیں دامن کے میرے اس قدر بھیگے ہوئے

عشق سے دل سرد ریشائیل زاہد ہیں مدام   کب جلیں آتش سے کولے ہوں اگر بھیگے ہوئے

خواب ان خانہ خراب آنکھوں میں خاک آوے محب
جن کے بن برسات بھی رہتے ہیں گھر بھیگے ہوئے

☆ ☆ ☆

ہیں تپ دوری سے از بس دل جگر سوکھے ہوئے   روز و شب ہیں خانہ ہائے چشم تر سوکھے ہوئے

اشک بن رہتے ہیں یوں آنکھوں کے گھر سوکھے ہوئے   سیپ جوں خالی پڑے ہوں بے گہر سوکھے ہوئے 359

خار مژگاں اشک کے قطروں سے یوں پھولے پھلے   سبز جوں باراں سے ہوتے ہیں شجر سوکھے ہوئے

صید دل میں خوں کہاں اس کی نگاہ کے سہم سے   تیر مژگاں شوخ کے ہیں سر بسر سوکھے ہوئے

شرح چشم زار کا نامہ کبوتر کو نہ سونپ   واں تلک اس کے رہے کب بال و پر سوکھے ہوئے

لخت دل میری مژہ پر جم گئے یوں خشک ہو — خار پر ہوں شاخ سے گر جوں ثمر سوکھے ہوئے
گرمیٔ خواہش سے اس کے لعل لب کے رہتے ہیں — ہونٹ اپنے جوں خزف شام و سحر سوکھے ہوئے
راہ میں کہتا تھا کل اک شخص صورت آشنا — دست و پا میرے نہایت دیکھ کر سوکھے ہوئے

کیا کہیں عاشق ہوا تو اے محب مجنوں کی طرح
استخواں تیرے تو ہیں نے سے بتر سوکھے ہوئے

☆ ☆ ☆

ہنستا ہوا تو جائے اگر باغ میں تڑکے — تو دے بندھیں پھولوں کے چمن زار میں جھڑکے
کر قتل تو حاضر ہوں ولے جانہ جھگڑ کے — ممکن نہیں جیتا رہوں میں تجھ سے جھگڑ کے
سیدھی سی ملاقات تھی سو بھی رہی موقوف — قربان ہیں ہم تجھ سے تو بانکے کی اکڑ کے
اک عمر دعا میں ہمیں ہو اس کے عوض صرف — گالی کبھو دے جائے نشے میں وہ بگڑ کے
غیروں کو اڑا کر جو چلے ساتھ وہ میرے — پھر دل یہ کبوتر کی طرح کاہے کو پھڑکے
تاراج کیا لشکر غم نے مرے دل کو — اس طرح کہ پھر جوں نہ بسے شہر اجڑ کے
اک آہ کے نعرے کا ہماری جو سنے شور — نہ رعد ہی گرجے کبھو نہ برق ہی کڑکے
دھومیں تو مچاتا دل سودا زدہ میرا — زنجیر نے اس زلف کی باندھا ہے جکڑ کے

نالے سے محب تیرے ہوئے سنگ تو پانی
دیوانے کا اب کچھ نہیں کرسکتے ہیں لڑکے

☆ ☆ ☆

جو اول آب شمشیر جفا سے کر وضو بیٹھے — شہیداں وفا کی صف میں آخر سرخرو بیٹھے
اٹھے اک آہ ہو سرو چمن سینے سے قمری کے — سہی قامت مرا جو بر کنار آب جو بیٹھے
لب خشک و گریباں چاک و چشم تر دل نالاں — ترے کوچے کے باشندوں میں ہم با آبرو بیٹھے
اٹھایا ہاتھ دھمکانے کو اکثر تیغ لے لے کر — ولیکن لطف سے آکر نہ یک شب وہ کبھو بیٹھے
نگاہ سرمہ سا دیکھیں اگر گلشن میں اس گل کی — غزل خوانی سے گل کی عندلیبوں کا گلو بیٹھے

لیا جس وقت بیڑا ہاتھ سے اغیار کے تو نے
نہ تھا کچھ بس پر اپنا اس گھڑی پی کر لہو بیٹھے

غبار اپنا ترے دامن تلک پہنچائیں ہم کیونکر
پھرے صحرا بہ صحرا خاک ہو کر کو بکو بیٹھے

میاں ہم اپنے جی سر کھیل گزرے مارے سودا کے
جو تیری زلف ناگن کو یکایک ہاتھ چھو بیٹھے

نہ پائی اے محب بوئے وفا اس باغ میں مطلق
صبا کے ساتھ مدت تک پھرے کر جستجو بیٹھے

☆ ☆ ☆

اس بت نے گلابی جو اٹھا منہ کو لگائی
شیشے میں عجب آن سے جھمکے تھی خدائی

ہم جھوٹ کہیں تو نہ ہو دیدار خدا کا
ہے روز قیامت تری اک شب کی جدائی

مارا ہے اسے ٹھور ترے تیر نگاہ نے
جس ساتھ میاں تو نے ذرا آنکھ لڑائی

گو غیر سے ملنے کی قسم کھاتے ہو پیارے
چھپتی نہیں وہ بات جو ہو دل سے بنائی

واللہ ہمیں عشق کی بھولی ہوئی سب چال
کافر تری رفتار نے پھر یاد دلائی

مکھڑے کے ترے حسن کے جلووں کو جو دیکھا
ہر آن میں اللہ کی قدرت نظر آئی

ہر دم تو بھرا شیشہ جھکاتا ہے نشے میں
ڈرتا ہوں کہ تیری نہ مڑک جائے کلائی

آئینہ نمد پوش ہوا عشق میں تیرے
چار ابرووں کی لے کے فقیرانہ صفائی

عالم میں نشے کے شب مہتاب میں تیرے
خورشید سے مکھڑے نے طلسمات دکھائی

ہے نزع کی تلخی سے جراءت اسے پینے
پینے میں پیالے کے کبھو بھوں نہ چڑھائی

عاشق کو محب سلطنت ہر دو جہاں ہے
گر یار کے کوچے کی میسر ہو گدائی

☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆

محب اس کے آنے کا وعدہ تو کل ہے
سو یاں آج ہر آن پہنچی اجل ہے

وہ خالی ملاقات بھی چھوڑ بیٹھا
تیری شان میں ہم سے ملنا خلل ہے

نظر بازی اوروں سے اور ہم سے بے رخ
تیری ایسی چالوں سے دل چل بچل ہے

کریں دیو کو بند شیشے میں لے کر
یہ مستوں کو پہنچا عجائب عمل ہے

ہمیں روز روزی رساں ہے الم کا
تیرا غم مقدر ز روز ازل ہے

ہوا محو وہ خود نما آئینے کا
کہ یرجع الیٰ اصلہٗ فی المثل ہے

الجھیو نہ اس زلف پیچان سے اے دل
کہ واں شانہ ہے . . . تونہ بل ہے

مرے دل میں آ سیر کر آبلوں کی
یہ سینہ ہے یا آئینے کا محل ہے

گیا جیسے میں تو نے رستہ نہ پوچھا
محب خیر تو ہے تجھے کیا کسل ہے

☆ ☆ ☆

اٹھا ہے ابر ساقی جام مے لے
گھٹاوے دل سے غم برسوں کا خیلے

بہار آتی ہے اے مجنوں مرے دل
اگر کچھ عقل ہے جنگل کی لے لے

ترے تیر نگاہ پر دل ہے قرباں
کہ لگ چھاتی سے گزرا یار بیلے

مزور زاہدوں کی بر میں یارو
یہ جبے ہیں کہ ڈھٹ بندوں کے تھیلے

اصالت تیغ کی کھوتا نہیں زنگ
اگر اشراف کے کپڑے ہوں میلے

لحاظ اس دور میں ہم نے رکھا یہ
نہ دامن سے زیادہ پاؤں پھیلے

شراب خوں کباب پارۂ دل
محب کے پاس یہ موجود ہے لے

☆ ☆ ☆

تیری چاہ میں جو مصیبت سہی ہے   میاں سن کہوں کیا غرض باولی ہے
جو دانا ہو دشمن تو چنداں خطر نئیں   یہ نادان دل کی غضب دوستی ہے
یہ کافر نہ سوئے نہ سونے دے مجھ کو   خدا جانے اس دل کو کیا دشمنی ہے
تجھے تو بن آیا ہے اوروں سے ملنا   ہمیں بن تیرے جان پر آبنی ہے
رکھا ٹھور فرقت میں اپنی محب کو
محبت کی تو نے بڑا خوب دی ہے

☆ ☆ ☆

جوں شمع پاؤں گاڑ کے مردانہ جل سکے   پروانہ اس طرح نہ دلیرانہ جل سکے
یہ داغ عشق یاں سے لئے چل دل غریب   تا گور پر چراغ غریبانہ جل سکے
ساقی بغیر دیجئے میخانے کو جلا   داغ دل برشتہ جو مستانہ جل سکے
بھیجے وہ شمع گل جو ہمارے مزار پر   بلبل بھی داغ ہوسکے پروانہ جل سکے
اس آتش فراق سے اے آہ تا کجا   دل درمیان مسجد و میخانہ جل سکے
تجھ حسن خانہ سوز سے دل ہو کے آشنا   ممکن نہیں بہ گرمیٔ بیگانہ جل سکے
دل داغ عشق سے ہے محب آتش بہار
لالہ سے کب یہ دامن ویرانہ جل سکے

☆ ☆ ☆

362 جس کے دل کی جان مجھ سے لاگ ہے   سب لگاوٹ سے وہی بے لاگ ہے
سن کے میرا ذکر کہتا ہے وہ شوخ   چپ رہو جی میری اس کی لاگ ہے
میں نہ مانوں گر فرشتہ بن کے آئے   بو الہوس عاشق کہاوے لاگ ہے
ہم نے پہچانے ہیں تیرے کٹ کنے   جس سے تو کہتا ہے لے بے لاگ ہے
اے محب من کسی سے تو کہیں
تیرے دل کی سچ بتا دے لاگ ہے ؟

☆ ☆ ☆

اے آہ ترے ہر شب کیا غل ہیں شراروں کے — ہر سانس میں چھٹتے ہیں سو گنج ستاروں کے
غنچہ سے لگا گل تک کس گل کے لئے بلبل — صد چاک ہیں پیراہن گلشن میں ہزاروں کے
اغیار ہمیں تنہا ٹھہرے ہیں میاں ورنہ — چرچے ہیں دھڑلے ہیں ہر سو تیرے یاروں کے
داغوں نے مرے دل کے آتے ہی گورستاں — کیا کر دئے ہیں روشن قندیل مزاروں کے
آنا ہے تو آ ظالم ہے ایک رمق باقی — گفتار سے گزرا ہوں قابل ہوں اشاروں کے
گزرا جو کوئی سر سے ہے سر سے وہی واقف — پہچاننے والوں میں عشاق تمہاروں کے
اس زلف کے افعی نے کاٹا ہو جسے اس کو — دریافت مزے ہوویں ہم عشق کے ماروں کے
آ بام پہ دکھلا دے پھر طور کے جلوے کو — لاکھوں ہیں کھڑے در پر مشتاق نظاروں کے
تلاش میں اک مدت ہمراہ صبا ناحق — ڈھونڈوں ہوں گلی کوچے ہر شہر دیاروں کے
جو برق صفت گزرے صحرائے محبت سے — کب نقش قدم پائے ان شاہسواروں کے

کیا خاک محب پایا جز داغ جگر تم نے
ہے عشق میں کیا حاصل ان لالہ عذاروں کے

☆ ☆ ☆

بہ جز عشاق زاہد کوئی کعبے سے نہ خوش آوے — جو بت خانے سے واں وہ کافر دیندار کش آوے
لب مے گوں سے اس کے جس نے کیفیت اٹھائی ہے — پھر اس کے طعم میں آب عنب تلخ و ترش آوے
مدارت اس کی پھر کیا کیا بجا لاویں نہ سب مل کر — جو زاہد بزم میں رندوں کی بایں ریش و فش آوے
ہنسی اس گل کی بلبل دیکھ کر گویا چمن میں ہے — کہ غنچہ شاخ سے اب جائے لالہ در حمش آوے
نشہ ہے چشم مست یار کی گردش کا وہ مجھ کو — کہ دور حشر تک جز بے ہشی ہرگز نہ ہش آوے
مریض سل ہو ایسا تاکہ خون حیض دخت رز — لبوں پر محتسب تیرے مدام از صدر وشش آوے

کبھو تو دور میں تیرے محب کے ہاتھ اے ساقی
گزک بوسے کی بے تہ جرعہ ساغر الش آوے

☆ ☆ ☆

اپنی تو محب ہجر میں اس مجلہ نشیں کے
ہیں آہ و فغاں نالہ عدو جان حزیں کے

انگشت نما شہر میں اس ماہ جبیں کے
عاشق ہیں ہم ایسے نہ فلک کے نہ زمیں کے

مقتل پہ ہمارے ہے عجب شور قیامت
ہم بے مزہ کشتہ نہیں روئے نمکیں کے

میٹھا کریں منہ آج تو دشنام ہی سن کر
ہو بوسہ طلب یار سے لعل شکریں کے

چیں مان گیا لکھنے میں ابرو کے تیری چین
دی دان قلم ہاتھ سے نقاش نے چیں کے

جو صید ہے ناخن بدل آہو نگھوں کا
پیچھے سے جھجکتا نہیں وہ شیر جزیں کے

عاشق ہیں ہم اس تن کے خدا اپنا ہے شاہد
طالب نہیں ہیں کفر کے دنیا میں نہ دیں کے

لکھتا ہوں تری چشم و خط و خال کا اوصاف
دل پر ہیں یہ سب حرف و نقط نقش نگیں کے

کیا تازہ شکار آج کوئی ہاتھ نہ آیا
ترخوں میں جو فتراک نہیں ہیں تری زیں کے

سیار جو ہیں یار کے کوچے کے وہ اے شیخ
دروازوں کو جھانکیں نہ کبھو خلد بریں کے

ہم رند ہیں زاہد نہ ہمیں چھیڑ حذر کر
ایسا نہ ہو عمامہ و تسبیح کو جھٹکے

دل لوٹے ہے دیکھ اس کے در گوش کا ہلنا
ہاں ساتھ تو تھوڑا ہے بہت ساتھ نہیں کے

بے نور ہے گھر چشم کا جو تو نہیں اے ماہ
عالم میں مکاں کو ہے شرف ساتھ مکیں کے

قطرات عرق یار کے مکھڑے کے مرا اشک
ہیں قدر شکن بیش بہا در ثمین کے

چاہے ہے خدا جس کو محب ہم تو ہیں بندے
بے وجہ تو عاشق نہیں ہم روئے حسیں کے

☆ ☆ ☆

ہوا دل خوں ہمارا دیکھ یہ نیرنگ و سالوسی
کہ کرتی ہے حنا ہیہات ظالم تیری پابو سی

شب مہتاب میں اس مہوش کے عکس عارض سے
ہوا جام مئے گلگوں ید بیضائے موسی

شہید اس سرمہ گیں چشم سیہ خوں ریز کا ہوں میں
بجا ہے دوستاں مجھ کو کفن دیں رنگ گیروسی

مرے ہر استخواں سے اس صنم کافر کی فرقت میں
مسلماں ہوں نکلتی ہے صدائے نالہ ناقوسی 369

جہاں تک نرگستاں اس چمن زار جہاں میں ہیں
وہ ہر اک شکل گل میں ہے کسی کی چشم جادوسی

نہ بوئے مشک تھی نہ عطر فتنے کی لپٹ پیارے
محب نے قہر کچھ پائے تیری زلفوں میں شب بوسی

☆ ☆ ☆

نہ جیتے ہم اگر ہوتا جو اب تیرا تغافل ہے
ستم تیرا تغافل ہے غضب تیرا تغافل ہے

نہ کچھ اسباب جینے کا نہ کچھ اسلوب مرنے کا
میرے بیتاب رہنے کا سبب تیرا تغافل ہے

فراموش اپنے بندوں کو کیا یکبارگی دل سے
خدا نا ترس اے ظالم عجب تیرا تغافل ہے

نہ دل کا جرم ہے نہ چشم کا نہ کچھ گنہ میرا
جفا مجھ پر جو گزری ہے یہ سب تیرا تغافل ہے

جو اک ساعت ہو یا اک دم ہو بجوں تو ں کر گزر جاوے
قیامت ہے کہ یکساں روز و شب تیرا تغافل ہے 370

نہ تجھ تک ڈھب ہے آنے کا نہ تو کرتا ہے یاد اس کو
محب مر جائے گا پیارے کڈھب تیرا تغافل ہے

☆ ☆ ☆

تک اس کو تو بھی تو دیکھ آ کر کہ کیا ہی تجھ بن بھٹک رہا ہے
یہ جی ترے دیکھنے کو پیارے اب آنکھوں میں آ اٹک رہا ہے

نہ پوچھ میرے ہیئے کا بستا نگر ہوا ہے اجاڑ کیونکر
برہ کا دھرتی پہ یاں کی پیارے سدا سے اترا کٹک رہا ہے

تیری گلی میں برہ اگن سے ہوا ہوں میں جل کے راکھ تو بھی
تجھے وہی ہٹ ہے مجھ سے اب تک کہ پاؤں رکھتے ٹھٹک رہا ہے

ترے نہ ملنے سے جان میری کو بے کلی ہے یہ رات اور دن — کہ سانس لینے میں جیسے کانٹا کلیجے میں کر کھٹک رہا ہے
گلی گلی میں جتنا پھرتا ہوں ڈھونڈھتا تجھ کو اے سریجن — تو مجھ سے اتنا ہی پھول کے سانس راہیں بھٹک رہا ہے 366
تو دیکھ پھلواریوں میں جا کر کہ جیسے اسپند آگ میں ہو — کلیجا ہر اک کلی کا تیرے نہ دیکھنے بن چٹک رہا ہے
تری بتیسی مسی لگانے میں کیا ہی اچرج دکھائی دے ہے — کہ جیسے کالی گھٹا میں تارا ہر ایک نیارا چمک رہا ہے
لیا ہے آگھیر دکھ نے ایسا کہ جی کا بچنا کٹھن ہوا ہے — نہ جا سکے ہے نہ رہ سکے ہے سسک سسک سر پٹک رہا ہے
کسی کو جیتا بھی چھٹتے دیکھا کسی نے بالوں کے بند ہیں سے — ہر ایک لٹ میں تری الجھ کر ہر ایک کا دل لٹک رہا ہے
میں چاہتا ہو کہ دھول ہو کر بھی تیرے پاؤں تلک تو پہنچوں — پہ تو تو مجھ سے بگولے کے بھانت باد ہو کر سٹک رہا ہے

ابھی سبج میں یہ مر چکے گا ٹک اپنے پاؤں پہ رکھنے دے سر
محب ترے ہاتھوں اپنے جینے سے ہاتھ نس دن جھٹک رہا ہے

☆ ☆ ☆

دن کو کب آس ہے اوقات گزر جاوے گی — اب نہ آؤ گے تو کیا رات گزر جاوے گی
نہ وہاں شکر سے قاصر ہے نہ دل شکوے سے — یونہیں در شکر و شکایات گزر جاوے گی
بارش اشک سے غرقاب ہوں بے ساقی وے — اب کے ایسے ہوئی برسات گزر جاوے گی
ہم کو جینے کی نہ شادی ہے نہ غم مرنے کا — دونوں سمجھے ہیں مساوات گزر جاوے گی
ہوتی پامال ہے اپنی تو ہمیں عمر عزیز — جوں حنا خلق میں ہیہات گزر جاوے گی
نہیں کٹنے کی ترے ہجر کی یک شب مجھ سے — اور سو طرح کی آفات گزر جاوے گی
منع ملنے سے نہ کر مجھ کو صنم کے اے شیخ — بخدا قبلۂ حاجات گزر جاوے گی

دید وا دید غنیمت ہے محب ہستی کا
دم میں یہ سیر طلسمات گزر جاوے گی

☆ ☆ ☆

میں ایک بوسے کا طالب ہوں فیض عامت سے
نہ سوچ بندگی اپنی سے اور قدرت سے

نہ کم ہو مرد کی قوت خمیدہ قامت سے
رہے ہے شکل کماں زور استقامت سے

سیاہ نامہ ہوں ایسا کہ حول و قوت کا
نہیں ہے وسوسہ خاطر میں کچھ قیامت سے

رہے پپائے سبو ہم مدام سر بہ سجود
نماز عالم مستی پڑھی امامت سے

ہوا تڑپنے سے ترک ادب جو قاتل کا
ہلاک ہے دل مجروح اس ندامت سے

بغیر حسن پرستی نہیں ہے تو اے شیخ
مرید عشق ہے منکر تیری کرامت سے

ازل سے یہ دل سودا گرفتہ زلفوں کے
پھنسا ہے دام میں بخت سیہ کی شامت سے

نہ ہووے پستیٔ ہمت سے اس کا نام بلند
جو ننگ و عار رکھے عشق میں ملامت سے

سوائے خنجر قاتل دل جنوں زدہ کے
نہ کم ہو جوشش خوں نشتر و حجامت سے

ہزار مرتبہ احرام کعبہ باندھ کے ہم
نہ میکدے کے گئے کوچۂ سلامت سے

محب کہے ہے تجھے روز و شب بہ نالہ و آہ
نشاں ہے یہ مرض عشق کی علامت سے

☆ ☆ ☆

لب گلستاں میں ہنس کر وہ گل اگر نہ کھولے
غنچہ گرہ سے اپنی یک مشت زر نہ کھولے

دید اپنی کو ہے رخنہ دیوار کا بھی کافی
گو باغباں چمن کا غصے سے در نہ کھولے

خوں عاشقوں کے سر سے یک نیزہ تا نہ گزرے
وہ یکہ تاز بانکا جب تک کمر نہ کھولے

اس خنجر نگہ کا ہے بندھ رہا تصور
جراح اس جنوں کی رگ نیشتر نہ کھولے

یاں چشم تر ہنسی پر اس کی نہیں ہے ممکن
بہر نگار اپنا درج گہر نہ کھولے

سونے کا ساتھ اس کے عقدہ ہے سخت مشکل — کس طرح کھولیں جب تک وہ سیم بر نہ کھولے
ہے بے جواب ہمدم اب تک سوال بوسہ — خشکی نے طالعوں کی وہ لعل تر نہ کھولے
بند قبا جو باندھے گلشن میں جا کے وہ گل — غنچے کی پھر گرہ کو باد سحر نہ کھولے
شیریں لبوں کی پاوے باتوں سے گر حلاوت — پھر نیشکر گرہ سے اپنی شکر نہ کھولے
طاقت بشر کی کیا ہے، شرمندہ ہو کے آنکھیں — کیا شمس تیرے مکھ پر اور کیا قمر نہ کھولے

پہنچائے خط کبوتر کیونکر محب کہ اس کے
کوچے میں جا فرشتہ دہشت سے پر نہ کھولے

☆ ☆ ☆

خانۂ دل کا جو طوائف ہے — قصد بیت الحرم سے خائف ہے
آئینہ حسن کے صحیفے کا — لوح پرواز ہے صحائف ہے
گلرخوں میں لطیفہ گو ہیں ہزار — پر وہ گلدستۂ ظرائف ہے
ذکر تیرا برب کعبہ صنم — ہم کو اوراد ہے وظائف ہے
کیا کہوں میں ظرافتیں اس کی — بے سخن معدن ظرائف ہے
نشۂ ہوش سے یہ کیفیت — عالم کیف پر کوائف ہے

اے محب کیجئے دل اس کی نذر
یہی تحفہ یہی تحائف ہے

☆ ☆ ☆

گلچیں جو اس کی دل شکنی پر نگہ رکھے — نالاں نہ عندلیب کو شام و پگہ رکھے
گردش میں تجھ کو دیکھئے لیل و نہار کے — کب تک دلا تعشق چشم سیہ رکھے
اے مہوش یہ بات ہے دعوائے حسن آج — گو آسمان پر ہے ولے تجھ سے مہ رکھے

تیغ نگہ کے خوف سے تیری یہ شرط ہے   دریا پر آب تیر تموج زرہ رکھے

شاہانہ ترک چشم بنائی خدائی میں   ناز و کرشمہ سینکڑوں خیل سپہ رکھے

جوں شمع کل بسر ہو دل سوختہ نے آہ   کیا کیا نہ نقش داغ جگر دہ بدہ رکھے

کہہ کر دیا نہ بوسہ پھر اس بعد عزم قتل   یہ بخشش اب بہ ذمہ دل کیا گنہ رکھے

اس پر ہو روز حشر بیک خیرہ آفتاب   مکھ سے جو آفتاب ترے مشتبہ رکھے

تجھ درد و غم کے دو ہیں بناوٹ میں ... 367   سو دل نے عشق بازی میں دینے کو شہ رکھے

دیکھا جو رتبہ غور سے درگاہ عشق کا   واں دخل کچھ فقیر نہ کچھ بادشاہ رکھے

واشد ہو کاربستہ کی اس کو وہاں جاں   جو دل میں عشق مو کمراں سے گرہ رکھے

شادی تو اپنے آنے کی ایسی تو شہرہ کر   تا غم نہ اپنے رہنے کی دل میں جگہ رکھے

الفت کے ہیں نباہ کے دو چار ہی سخن   کوئی سنے تو دل کی یہ خواہش ہی کہہ رکھے

اول تو یہ کہ قبضے پہ قاتل رکھے جو ہاتھ   دامن اجل کا پنجہء ہمت سے گہہ رکھے

اور دوسرے جو اقمشہ دنیا کا ہو اسے   آتے ہی راہ عشق میں سب کرکے تہہ رکھے

پھر تیسرے بنا بر جمعیت نہاں   ظاہر میں شکل اپنی پریشاں بنہ رکھے

جو تھے سو ہوئے خار و خس کوچہء صنم   یا اللہ اس کو طرہء تاج و کلہ رکھے

جس میں ہوں یہ خواص تو خوبان شہر سے   شاید طریق مہر و وفا سال و مہ رکھے

سمجھائے خضر دل کو ترے اے محب تو کیا
گرہ یہ وہ نہیں ہے کہ پھر روبرہ رکھے

☆ ☆ ☆

شکل دل جوں شیشہ یکسر آبلوں سے پاک کی
خوشہ چینی کرکے ہم نے نخل بند تاک کی

ان تنگ ظرفوں کے ہاتھوں ہم نے پیش از مرگ آہ
زندگی اپنی بسر جوں خم بہ زیر خاک کی

لکھ رکھی دل پر ہر اک غنچہ نے اے گل پیرہن
شرح جوں منقار بلبل مجھ دل صد چاک کی

کاش شادی مرگ ہو گلچیں گلوں کو توڑ کر
قدر تب بلبل کی ہو کچھ خاطر غم ناک کی

رشک سے گل چاک کرتے ہیں قبا گلزار میں
کرتے ہیں توصیف بلبل جب تری پوشاک کی

جام خالی ہی مدام اس دور میں پہنچا ہمیں
جائے مے شیشے میں گردش ہے بھری افلاک کی

کیا عجب تحریر پر اس کی بلا گرداں ہو برق
جب لکھوں شوخی صنم کے غمزہء چالاک کی

سدِراہِ موج رشک خوں صفِ مژگان ہوں
روکے دریا کو کہاں جرات خس و خاشاک کی

خال لب کا لیتے ہی بوسہ ہوئے بے ہوش ہم
مے سے کیا کم کیف ہے اس حبہء تریاک کی 368

اے محب ہے عشق راز سر بہ مہر علم حق
یاں نہیں گنجائش اپنے فہم اور ادراک کی

☆ ☆ ☆

تیری گلی کو سر سے کفن باندھ ہم چلے
پھرواں سے جیتے آنے کی کھا کے قسم چلے

لکھنے میں اس نگار کے توصیف خال و خط
ہووے زباں قلم جو اگر بیش و کم چلے

ہم کب چلے ہیں سوئے صنم خانہ پاؤں سے
سر سے بہ رب کعبہ چلے جو قدم چلے

با چشم زار ہجر میں اس گل کے عندلیب
شبنم کی طرح اس چمنستاں سے ہم چلے

کوچے میں عشق کے نہ رکھیں گے قدم کبھو
ہم تیرے سر کی جاتے ہیں کھا کر قسم چلے

تیرے سوا کسو کی پرستش نہ کرنے دوں
مقدور گر خدائی میں میرا صنم چلے

دل نے مگر تراوش غم کی تمام جذب
کچھ ان دنوں میں خشک ہو کیوں چشم نم چلے

جوش و خروش تھے جو وہ سیل سرشک کے — ہے کیا سبب کہ آنکھوں میں آنے سے تھم چلے
یا رب دہان حرص کہاں تک بدور چرخ — لب پر لب آسیا کی طرح سے بہم چلے
اس حال سے تو دے گی اسے ایک مشت خاک — گر فیض روح تا نہ بدور شکم چلے

دنیا سے یہ محب غم حسنین کے سوا
یا رب نہ لے کے اور کوئی درد و غم چلے

☆ ☆ ☆

ترا پس خورد ، مجلس میں جدھر کو جام پھرتا ہے — وہ آنکھوں میں ہیں بوسہ کا ادھر پیغام پھرتا ہے
نشے میں سرخ ڈورے یاد کر اس چشم میگوں کے — ہماری چشم میں رنگ گل بادام پھرتا ہے
قمر در عقرب اکثر خواب میں دیکھوں ہوں میں از بس — خیال زلف و رخ آنکھوں میں صبح و شام پھرتا ہے
بہ گرد کعبہء دل دیکھئے کیا فتنہ برپا ہو — کہ وہ کافر صنم غارت گر اسلام پھرتا ہے
ہوا اس کام جاں کے ہاتھ سے گر قتل کام آیا — گلی اس کی سے عاشق کب کوئی ناکام پھرتا ہے
گیا رم وہ غزال شوخ بے آرام کر مجھ کو — رقیبوں ساتھ با آرام ہو کر رام پھرتا ہے
ابھی زنار پہنے شیخ گر اس بت کو دکھلاؤں — لئے تسبیح کو کعبے کا باندھ احرام پھرتا ہے
تجھے کب نیک نام اے چرخ ان چالوں سے ہونا ہے — کہ جو عاشق ہے تیرے دور میں بدنام پھرتا ہے
نہ لڑتا پھر طلب میں رزق کی جوں مرغ اے ناداں — کہ دانہ راہ میں تیرے بچھائے دام پھرتا ہے
سفر ہے دور کا از بس شب و روز آگے آنکھوں کے — سواری کو ہماری ابلق ایام پھرتا ہے

محب جو پختہ کار عشق ہیں کب ہجر و وصلت کا
انہوں کے دل کے گرد آکر خیال خام پھرتا ہے

☆ ☆ ☆

ہر آن یاس بڑھتی ہر دم امید گھٹتی
دن حشر کا ہے اب تو فرقت کی رات کٹتی

پو پھاٹنا نہیں یہ مجھ سینہ چاک کے ہے
ہر صبح بار غم سے چھاتی فلک کی پھٹتی

کوچے میں اس کے باقی مجھ خاکسار پر اب
یا آسماں ہے گرتا یا ہے زمین پھٹتی

مژگاں کی برچھیوں نے دل کو تو چھان مارا
اب بوٹیاں ہیں باقی ان پر جگر کی بٹتی

خط کی سیاہی نے آ گھیری صباحت حسن
اس روم سے ہے مشکل یہ فوج زنگ ہٹتی

زلف سیہ میں اے دل بکھرا نہ مایہء جاں
یہ جنس تیرہ شب میں مشکل ہے پھر سمٹتی

خون جگر کا کھانا دل پر نہیں گوارا
ان ترش ابروؤں کی جب تک نہ ہوئے چٹنی

آئینہ کہہ رہا ہے خوبوں کے صاف منہ پر
ہیں ایک دن یہ شکلیں سب خاک بیچ اٹتی

رنگیں ہے یوں بتوں کی کیف نگہ کی گردش
جوں برج کی پھرے ہے ہولی میں مست جٹنی

کیا پست فطرتوں کو بخشے ہے سربلندی
دنیا کے شعبدے سے تعلیم ہوئے نٹنی

تو نے محب بٹھائے یہ قافیے وگرنہ
پائے قلم کو یکسر ہے یہ زمیں رپٹنی

☆ ☆ ☆

لالہ رو تم غیر کے پالے پڑے
دیکھنے کے ہیں ہمیں لالے پڑے

جب نظر سرے کے دنبالے پڑے
دل کے پیچھے تیر اور بھالے پڑے

اس برس فرقت میں تیرے اشک کے
چشم سے بہتے ہیں پرنالے پڑے

ہم ہوائے وصل میں یاں تک پھرے
جو ہوس کے پاؤں میں چھالے پڑے

عارض اس کے پر نہیں زلف سیاہ
گنج پر سوتے ہیں دو کالے پڑے

آہ اور نالے کے گردا گرد دل
پھرتے ہیں راتوں کو رکھوالے پڑے

کیا نزاکت ہے کہ بوسہ لیتے ہی   ہونٹ پر اس گل کے تبخالے پڑے
آنکھیں اس خوں خوار سے پھر جا لڑیں   زخم دل کے ہیں ابھی آلے پڑے
عشق کے ہاتھوں سے جوں فرہاد و قیس   کیا کہیں کس کس کے گھر گھالے پڑے
عاشق اس کی مست آنکھوں کے مدام   پھرتے ہیں بے ہوش متوالے پڑے
شیخ تم فی الحال در بزم سماع   بد اصولی سے ہو بے تالے پڑے
اپنے گھر میں شیخ اندھیری رات میں   ہاتھ جو آوے اسے جا لے پڑے
کھولے یہ شیشوں کے منہ ساقی نے آج   بزم میں ترتے ہیں کیا پیالے پڑے
اڑتے پھرتے ہیں زمیں پر شکل ابر   پرچہ پرچہ روئی کے گالے پڑے

در پر اس گل کے محب تم سے ہزار[369]
پھرتے ہیں دل بیچنے والے پڑے

☆ ☆ ☆

جو اس کی چشم کی موجوں سے دریا آشنا ہووے   تو پھر چشم حباب اک چشمہ آب بقا ہووے
گزر کوچے میں اس گل روپری طلعت کے قاصد کا   نہیں ممکن فرشتہ ہو وگر پیک صبا ہووے
اگیں مژگاں بجائے سبزہ اور گل کی جگہ پر دل   جہاں اس اپنی اشک و آہ سی آب و ہوا ہووے
نہال زندگانی سے نہ کر قطع امید اے دل   مگر وہ سرو قامت جس گھڑی تجھ سے جدا ہووے
زبس ہم پہلوئے دل خستگان عشق ہے ہمدم   عجب کیا ہے کہ گرم نالہ جوں بے بوریا ہووے
تلاش اس کی میں سرگرداں ہے دل وہ دل میں ہے ساکن   اب اس قبلے کا عشق یار ہی قبلہ نما ہووے
بہر صورت جہاں میں صافیء طینت سے روشن ہے   کہ منہ پر نیک و بد کے باب آئینے کا وا ہووے
قدم اس شمع رو قاتل کی محفل میں رکھا جس نے   یقیں ہے شام سے تا صبح سر کٹوا چکا ہووے
اگر سوز و گداز عشق سے جلتا ہو پروانہ   دھواں ہی شمع کا جوں سایہء بال ہما ہووے

جو طالب ہیں نشے کے ان کو جام جم سے کیا مطلب   کہ میخواروں میں خالی شیشہ کب حاجت روا ہووے

امید اس بے وفا سے کیا وفائے عہد کی رکھئے
کہ جس کا شاہد القول اے محب رنگ حنا ہووے

☆ ☆ ☆

گردوں نہ جائے امن ہے اک کہنہ کاخ ہے   سبھی زمین پر تو زمیں سنگلاخ ہے
رخ پھر گیا کماں کا تجھ ابرو کے روبرو   اب پھر جو منہ چڑھے گی تو کیا اس کی شاخ ہے
عاشق کا سینہ کیا ہے وہ دھنستی ہیں سنگ میں   مژگاں تری تو نیکھی برنگ سلاخ ہے
مرغی رقیب خانہ بہ خانہ رہی ہیں چھپ   جیتی جو ہم نے یار سے شرط زناخ ہے
کیا مانگیں چرخ سفلہ دنی تنگدل سے ہم   اپنا زیادہ دامن ہمت فراخ ہے
کیا شمع و گل پہ بلبل و پروانہ ہیں خراب   وہ برگ برگ پر ہے تو وہ شاخ شاخ ہے

اس گھر کو تر نہ اشک سے رکھ روز و شب محب
تیرا رواق چشم تو اس کا مناخ ہے

☆ ☆ ☆

ہجر میں اس کے محب کیا کوئی مایوس جئے   کب تلک دل سے رکھے صبر کو مایوس کئے
شیخ تزویر سے گو خرقۂ سالوس سئے   پھرے ہے ہاتھ سے سر رشتہ ناموس دئے
عکس سے دست نگاریں کے وہ آتا ہے نگار   ہاتھ میں شیشۂ مے صورت طاؤس لئے
واں شب تار میں ذروں سے بھی جانا ہے محال   اس کے کوچے میں لئے پھرتے ہیں جاسوس دئے
چشم پوشی سخن نغز سے جن کا ہے شعار   اہل بینش نہیں کور ان کے ہیں افسوس ہئے
رہتے بے حس پڑے محشر تیئں عشاق کے ڈھیر   تیرے آنے سے ہوئے جان یہ محسوس دئے
ملے کیفیت لعل لب یار اس کو مدام   دور ساغر میں جو تہ جرعۂ مے چوس پئے

کعبہ و دیر میں جب وہ بت کافر نہ ملا   بخدا ہم نے بہت نالہ ناقوس کیے
ہم صفیروں سے جدا موسم گل میں کس طرح
اے محب کنج قفس میں کوئی محبوس جیے

☆ ☆ ☆

عالم میں نشے کے بت مغرور ہمارا ' برگشتہ وفا سے   ناحق کرے ہے شیشہ دل چور ہمارا ' اب سنگ جفا سے
اے ہم نفس اب مرگ سے نزدیک ہیں ہم تو غافل وہ پھرے ہے   جینا ہے جدا اس سے بہت دور ہمارا ' خیر اس کی بلا سے
خواہش نہیں جی میں تیرے ملنے کے سوا اور کہتے ہیں صنم سے   چلتا نہیں پر کیا کریں مقدور ہمارا ' تقدیر خدا سے
ہاتھوں کو ہمارے ہی میاں خون سے لو رنگ یا کر اسے پامال   ہے غرق لہو میں دل رنجور ہمارا ' کھا رشک حنا سے
ہے غیر کا مجلس میں تری ذکر شب و روز ' انصاف تو کر یار   سنتا نہیں کوئی کبھو مذکور ہمارا ' تیرے رفقا سے
آتی ہے طبیعت جدھر اپنی نہیں پھرتی آئینہ کے بالعکس   یک رو ہیں دو روئی نہیں دستور ہمارا خاطر کی جفا سے
لے عشق کی کانوں میں نہ کچھ آج پھرے ہے تو بھی تو ہے بر میں   ہے تار نفس صورت طنبور ہمارا ' اے شوخ صدا سے
کاہیدہ ترے عشق میں از بس کہ ہوئے ہیں ہر رنگ تو کاہی   خلقت میں مگر چشم ہے کافور ہمارا ' مل کاہ ربا سے
ہر شب کرے ہے گھر کو تو اغیار کے روشن اے شمع مجالس   کر خانۂ دل بھی کبھو پر نور ہمارا ' بے مہر وفا سے
باطل کے سوا کلمہ حق خلق میں مطلق باقی جو نہیں ہے   ہے عزم سفر صورت منصور ہمارا ' اس دار فنا سے
وصاف جو روئے نمکیں کے ہیں محب ہم یاں بند ہیں اب در   عالم میں سخن گوئی کے ہے شور ہمارا ' انداز و ادا سے

☆ ☆ ☆

شب نہ یہ سردی سے یخ بستہ زمیں ہر طرف ہے   مہ پکارے ہے فلک پروردگی تو برف ہے
شاہ گل کا حکم سیاروں کے یہ ہے باغ میں   جو نہ پی کر آئے مے نوکر نہیں ' برطرف ہے
سرخ ہے رومال شالی اس کے تحت الحنک تک   مصحف رخسار پر یا جدول شنگرف ہے
نو خطوں کے دل میں جز مشق ستم طرز وفا   یکسر مو ہو سکے کرسی نشیں کیا حرف ہے

درس علم عشق سے واقف نہیں مطلق فقیہ
نحوہی میں محو ہے یا صرف ہی میں صرف ہے

موسے ہے باریک شعر و شاعری کے درمیاں
معنیء مصراع قامت کیا قیامت ژرف ہے

زاہد خشک و خنک سے کب ہو صحبت ان کی گرم
آتش تر سے محب جن کا لبالب ظرف ہے

☆ ☆ ☆

دلا یہ میکدہ عشق ہے شراب تو پی
شراب اگر نہیں خون دل خراب تو پی

بہے جو دھار دم تیغ سے نہ جا پیاسا
سبیل نذر شہیداں یہی ہے آب تو پی

برنگ شبنم گل داغ عشق سے دل پر
جو گل نہ کھائے تو بے خود نہ ہو گلاب تو پی

نہ آفتاب قیامت سے ڈر مئے گلرنگ
کرے چمن میں اگر سیر ماہتاب تو پی

دلا یہ جام مئے ناب برق و باراں میں
جو جام جم سے ہے مانا بآب و تاب تو پی

شراب جوہر آتش ہے عقل ہے سیماب
یہ لے اڑے ہے اگر اس کی لائے تاب تو پی

رسید قطرہ بہ دریا ہے مے سے بھر بھر کے
صراحی گہر و کاسہء حباب تو پی

نقاب منہ سے اٹھا آفتاب ابر میں ہے
میاں پیالہ جو پینا ہے بے حجاب تو پی

ہے ابر سایہ رحمت گناہگاروں پر
پیالہ ہوئے اگر رشحہ سحاب تو پی

جگر جلے تو نہ گرنے دے آنکھ سے آنسو
بہ از شراب یہ خوننابہء کباب تو پی

رہے گا مست تہہ خاک دور محشر تک
محب من مئے عشق ابو تراب تو پی

☆ ☆ ☆

وہیں جی اٹھتے ہیں مردے یہ کیا ٹھوکر سے چھونا ہے
وہ رفتار اور وہ قامت قیامت کا نمونہ ہے 370

گھٹا آتا ہے دم یہ عشق نے آتش ہے سلگائی
دل سوزاں سے یا قسمت دھواں آنکھوں کا دونا ہے

ارے او خانہ آباد اتنی خونریزی ، یہ قتالی
کہ ایک عاشق نہیں کوچہ ترا ویران سونا ہے

کباب دل اگرچہ سوختہ ہے ' چکھ تو اے کینی — یہ انگاروں پر آہ آتشیں نے خوب بھونا ہے
مبصر جوہر خط پر کہیں ہیں اس کے ابرو کو — سروہی کوئی ہے بے کل کہ جس کا اب یہ کونا ہے 371
طلسم اک حسن خلق اللہ کے عالم کا دل پہ ہے — پھرو ایران و ترکستان فرنگستاں و یونا ہے
ہمارے آہ تیر بے کماں نے خانۂ دل سے — یہ رخ پھیرا کہ تا بام فلک باندھا ستونا ہے
جہاں اہل ورع مجلس میں ہوں وہ بخش لینے کو — نشاں نقش دنی کا ساتھ اک لڑکا جونا ہے
اگر تصویر رنگ زرد عاشق خوبرو دیکھیں — کوئی بتلائے گا سونا گھر کا کوئی کونا ہے
دیا میں پان اسے اک ریختہ پڑھ کر لگا کہنے — یہ اینٹی کھوئی کا کتھا ہے اور کنکر کا چونا ہے

تجھے دیتا ہے بازی اے محب بچ جائیو اس سے
کہ نٹ کھٹ اس کے یار اور وہ دغاباز ایک گھونا ہے

☆ ☆ ☆

خاک ہے جو کچھ کہ ہے افلاک کے سائے تلے — دورۂ افلاک پھر ہے خاک کے سائے تلے
اے پری رویو گریباں چاک کشتوں کا غبار — دور دامن کے ترے ہے چاک کے سائے تلے
مے نہ پینا پھر تیرا روشن کرے ہے زاہدا — شمع صد میخانہ اک مسواک کے سائے تلے
ناک باندھے مست تیرے ابر رحمت پر مدام — ساقیا بے خود پڑے ہیں تاک کے سائے تلے
پھول ٹیسو کے جھڑے واں جوں شرر ہر شاخ سے — ٹک تمازت میں جو بیٹھے ڈھاک کے سائے تلے
گر فریدوں نام کا ظالم ہو مورے بادشاہ — مار ہے وہ افسر ضحاک کے سائے تلے
نخل معنی بار ور ہوئے بہر صورت اگر — پرورش ہو صاحب ادراک کے سائے تلے
عاشق ہر سرو قامت کا ہو مدفن چاہیے — نونہالان زمین پاک کے سائے تلے
آہ ڈوبے پال کر عمار فتنے طفل اشک — ہم سحاب دیدۂ غمناک کے سائے تلے

حشر کے دن بالیقین محشور ہوگا تو محب
دامن عفو شہ لولاک کے سائے تلے

ملتے مسی تو دیکھو سر انگشت کے تلے
دندان ہیں اس کے یا گہر انگشت کے تلے

بالیں سے تیری اٹھ گیا مایوس ہو طبیب
دیکھا یہ ضعف نبض ہر انگشت کے تلے

اس کاوش مژہ سے ہے ہر دم فساد خوں
رہزن نہ رکھ تو نیشتر انگشت کے تلے

ہاتھ اس کے سے چھٹے نہ ہوا پر پرند تک
رہ گیر ہے وہ شصت ز انگشت کے تلے

مجھ صید ناتواں پہ نہ صیاد ہاتھ ڈال
دب جائیں گے یہ مشت پر انگشت کے تلے

چشم پس طمع کو تو اے زاہدا اکول
رندوں کے جاشکم کے دھر انگشت کے تلے

مضمون شوق کا جو کوئی لفظ ہم لکھیں
اس کو پڑھو ہو واب کر انگشت کے تلے

خط لکھنے سے کریں گے قلم ہاتھ اپنے کو
ہے سر نوشت بسمہ گر انگشت کے تلے

سرگشتگی شمردہ ہماری جو کی رقم
خامے کو ہے محب سفر انگشت کے تلے

☆ ☆ ☆

مژگاں کے طفل اشک پلے چھاؤں کے تلے
بے مہر لوٹیں ہیں وہ ترے پاؤں کے تلے

اے اہل دید جز صدف چشم اشکبار
گنجینۂ گہر نہیں دریاؤں کے تلے

بیرون شہر بھی مرے سیل سرشک سے
تالاب ایک دو ہیں ہر اک گاؤں کے تلے

جس سے بچے نہ صید ہوا وہ سمند ناز
ہے ان بتان ہند خود آراؤں کے تلے

کیا ناشناس ہوگئے چربی سی چھا گئی
کچھ ان دنوں میں چشم شناساؤں کے تلے

لیلی وشوں کے عشق کے دفتر میں ہے سند
مرقوم نام قیس مرے ناؤں کے تلے

سیر چمن میں عکس حسینوں سے آب جو
ہے شکل آئینہ رخ زیباؤں کے تلے

فرہاد کی طرح سے نہ جاں بر ہوا کوئی
کوہ گران عشق کے ایذاؤں کے تلے

ملتا نہیں ہے دوت دبک سے ہے سگ رقیب　　ہے چھچھڑے سا اس کے لگا خاؤں کے تلے
ناصح بگاڑیں گے تیری غنک سی شکل کو　　رندوں کے آگیا جو کبھو داؤں کے تلے
پھولوں کی سیج دوست کی خاطر محب بچھاؤ
کانٹے رکھو ببول کے اعداؤں کے تلے

☆ ☆ ☆

مے سے بھر بھر کے جو پی اس نے کئی جام لئے　　نام مجلس میں لئے جن کے بہ دشنام لئے
ساتھ اغیار کئی، وہ بت خود کام لئے　　یارو آتا ہے چلا گھر کا مرے نام لئے
صبح تک جان رہے یا نہ رہے جاناں تک　　یہ خبر ہمدم من جاؤ سر شام لئے
بت کافر نے مرے اپنی غلامی میں ہزار　　اہل تقویٰ بخدا صاحب اسلام لئے
پئے صید طمع و حرص بہ تذویر و ریا　　شیخ تسبیح کا پھرتا ہے پڑا دام لئے
دل و جاں رات تو چل نکلے تھے لیکن تیرے　　دن کے وعدے نے یہ جاتے ہوئے پھر تھام لئے
گردش چشم سے اس شمع کی اپنے شب و روز　　جی چھپاتی پھرے ہے گردش ایام لئے
عاشق اس چشم و دہن کا ہوں عزیزاں مجھ پاس　　آؤ تسکیں کو مری، پستہ و بادام لئے
جی کو ہم اپنے کریں وار تصدق تم پر　　آؤ جب کھینچی ہوئے ہاتھ میں صمصام لئے
آج تو بوسہ ہی دے سنگدل اتنا بھی نہ ہو　　روز ہم گالیوں کا جاتے ہیں انعام لئے
نقد جاں مرد محب قول پر آشفتہ کے دے
قاصد آتا ہے چلا یار کا پیغام لئے

☆ ☆ ☆

چرخ مینائی پہ آج ایسی ہوائے شیشہ ہے　　ساقیا مجلس میں جانے ہے تو جائے شیشہ ہے
دختر رز کو ملا مستوں سے لا کر محتسب　　مجھ سے لینا واجبی یہ خوں بہائے شیشہ ہے
آئی خوش وہ عالم مستی کہ ہر سو بزم میں　　بے خودانہ میکشوں کا سر بہ پائے شیشہ ہے

کم بقا کتنا ہے اور نازک اگرچہ سنگ ہے — ٹھیس لگ جاوے تو اک دم میں فنائے شیشہ ہے
مجلس احباب دور آخری کو سیر کر — دوست ساغر کا ہے بندہ آشنائے شیشہ ہے
صورت گرداب ساغر جوش طوفاں لائے ہے — بحر ہستی میں حباب آسا بنائے شیشہ ہے
مے پری در شیشہ ہے لیکن جو ساقی تو نہ ہو — میکشوں کے جام عشرت پر بلائے شیشہ ہے
دیکھتا تو پھر نہاں کرتا یدبیضا کلیم — ہاتھ میں اس مہروش کے یہ ضیائے شیشہ ہے
دیکھئے حقا تو ساقی نامہ ہے میرا کلام — جس میں یا توصیف ساغر یا ثنائے شیشہ ہے
کیوں نہ رووے دیکھ مستوں کو کشاکش میں مدام — دختر رز ننگ ناموس و حیائے شیشہ ہے

تاکہ ہووے حشر میں آمرزش میخوارگاں
چار قل پڑھنا محب ہر دم دعائے شیشہ ہے

☆ ☆ ☆

ادھر وہ بے مروت ' بے وفا ' بے رحم قاتل ہے — ادھر بے صبرو بے تسکیں و بے طاقت مرا دل ہے
ادھر صیاد چشم و دام زلف و ناوک مژگاں — ادھر پہلو میں دل اک صید لاغر نیم بسمل ہے
ادھر اس کو تو میرے نام سے بھی ننگ ہے ہر دم — ادھر سینے میں دل مشتاق ہے عاشق ہے مائل ہے
ادھر وہ خود پرست عیار ہے مغرور ہے خود بیں — ادھر میرا دل از خود رفتہ ہے شیدائی غافل ہے
ادھر ہر روز کا اس کو خلاف وعدہ ہے آساں — ادھر شب تا سحر گہہ انتظاری سخت مشکل ہے
ادھر خوش سیر دریا سے ہے وہ نا آشنا ظالم — ادھر ہم غرق بحر غم ہیں اور ناپید ساحل ہے
ادھر برق نگہ ہے صبر کے خرمن کی آتش زن — ادھر کشت امید و یاس اب تک سیر حاصل ہے
ادھر شانے کو اس کے زلف و کاکل نے چڑھایا سر — ادھر دل پر بلائے آسماں یک دست نازل ہے
ادھر باقی ہوس ہے بے حساب اس کو جفاؤں کی — ادھر لکھئے وفاؤں کی تو کچھ اپنا ہی فاضل ہے
ادھر وہ آئینے میں عکس رو اپنے کا ہے مائل — ادھر ہر شے میں وہ ہے جلوہ گر شکل و شمائل ہے

ادھر ہے اختلاط اغیار سے اس یار جانی کا
ادھر دل ذکر اس کے کا محب دن رات شاغل ہے

☆ ☆ ☆

گھیر قاتل کا جو ہم راہ گزر بیٹھ گئے ہاتھ اٹھا جان سے بے خوف و خطر بیٹھ گئے
بت کدے سے ہو جدا جب کے گئے بیت اللہ مردم چشم کے روتے ہی میں گھر بیٹھ گئے
پھر تو ٹالے نہیں ٹلنے کے زمیں سے جوں کوہ تیری دہلیز کے پتھر ہو اگر بیٹھ گئے
شوخ سرکش تیرے ہم ہیں گے نگہ کے مشتاق صف عشاق میں گر سینہ سپر بیٹھ گئے
ہم نے چاہا تری مجلس میں کریں دل خالی خون دل سے قدح چشم کو بھر بیٹھ گئے
عشق کے معرکہ میں آکے بغیر از در دوست کوئی سوجھی نہ ہمیں جائے سفر بیٹھ گئے

طور اپنے کی غزل ایک لکھو اور محب
قافیے یہ تو با انداز دگر بیٹھ گئے

☆ ☆ ☆

ہم ترے کوچہ میں بے دیدہء تر بیٹھ گئے پل میں سن لیجو کتنوں ہی کے گھر بیٹھ گئے
قصہ مے خانے کا سو مرتبہ ہم کرکے اٹھے عطشہء شیخ سے پھر کھول کمر بیٹھ گئے
چشم پوشی نہ کر اتنی تو ہمیں رخصت دے [372] دو گھڑی شام کو یا وقت سحر بیٹھ گئے
دیر و کعبہ نہ گئے ہم کہ نہیں بھر پائے مست ہیں گھیر کے میخانے کا در بیٹھ گئے
شیشہء صاف تیرا دیکھ کے انداز سخن شرم سے آب ہو دریا میں گہر بیٹھ گئے
ظرف سیراب کسی آبلہ پانے نہ کیا خاک صحرائے جنوں خاک بسر بیٹھ گئے
سینہ اس ناوک مژگاں سے نیستان ہے اب یہ پیاپے[373] بہ دل و جان و جگر بیٹھ گئے

☆ ☆ ☆

آپ جو ہم سے ملتے ہیں ان دنوں کچھ اداس سے
تم نے بھی دل دیا کہیں سمجھے ہیں ہم قیاس سے

اک دم آب تیغ سے کر لب زخم ان کے تر
مرتے ہیں بسمل نگاہ تیرے تڑپتے پیاس سے

حسن کا تیرے شیفتہ کون نہیں ہے اے پری
جن و ملک سے حور سے خلق میں نوع ناس سے

شیشے کے شیشے ہیں چڑھائے ہوئی ذرا نہ سرخوشی
ساقی اب ایک جرعہ بخش اپنے پئے گلاس سے

چوری سے شب کو ہم گئے کوچے تک اس کے ایک روز
سو گئے بخت پاسباں جاگ اٹھے آس پاس سے

ابروئے یار سا کہاں ہے مہ نو بہ ہیچ وجہ
تیغ کو دیں مشابہت ہم تو نہ شکل واس سے

غارت دین و دل کریں کعبے سے لائیں دیر میں
ہے یہ بتوں کا اختلاط قوم خدا شناس سے

اہل سخن کا قدر داں ہو جو کوئی تو نزد فہم
منزلت اس کی ہے بڑی قدر گہر شناس سے

پہنچے ہے باغ عشق سے جس کو شمیم گلرخاں
کیوں نہ مشام میں خلل اس کے ہو گل کی باس سے

سوز و گداز عشق سے زر مس قلب کو بنا
ہے یہی کیمیا نہ وہ ہو جو طلا نحاس سے

پاس ادب سے اے محب کہہ نہ سکا کچھ اس کو میں
گزری نہ ایک پاس شب اٹھ گیا میرے پاس سے

☆ ☆ ☆

تمہیں تو ہے اپنے بانکپن میں یہ شوق لڑنے کا خانہ جنگی
کہ گھر سے باہر نکلتے ہو جب تو ہاتھ میں لے کے سیف تنگی

فریب وعدہ جو کچھ ہے اس کا شکیب و طاقت کہاں وہ دل میں
دریغ مر جائیے تو کچھ ہو کہ حوصلہ اب کرے ہے تنگی

عدم کے رستے کے چلنے والے اکیلے جاتے ہیں آنکھ موندے
نہ راہ اوہٹ نہ خوف رہزن نہ کوئی ساتھ نہ کوئی سنگی

کیا ہے جادوے چشم تیری نے اپنے قابو میں دل سبھوں کا
نہ شیخ چھوڑا ہے نہ برہمن نہ اک مسلماں نہ اک فرنگی

تمام چولے مسک رہے ہیں ہوئے ہیں بندوں کے ٹکڑے ٹکڑے
وہ ہم سے رہنا کشیدہ داماں یہ ساتھ غیروں کے غول زنگی

گھناؤ الفت کہ ہے جو رشتے کا دل ہی واقف ہے اسی کے لڑے
نہ اس میں پتوں کا کچھ علاقہ نہ بانٹ جائے رسی شنگی

ضعیف مسکیں گدا سے مائل نہ دل ہو دنیائے فاحشہ کا جو کنگرا ہو بخیل و ممسک اسے دبوچ یہ ہے دبنگی
نہ اس کو کہتے ہیں گل اناری نہ ہے یہ نارنجی و گلابی بتا تو خوں ہے یہ کس کے دل کا کہ جس میں رستار تو نے رنگی
نشے سے باہر نہیں ہے کوئی مجاز میں ہے حقیقتاً" یہ کوئی افیمی و کوکناری کوئی شرابی ہے کوئی بھنگی
صباحت حسن کی قلمرو سواد خط نے جو گھیر لی ہے چڑھی ہے اقلیم روم کو یہ محاصرہ کرنے فوج زنگی

محب کو یار و شراب پینے کی تم نہ تکلیف دو بکثرت
وہ ساغر عشق سے ہے سرخوش نشے کا وحدت کے ہے ترنگی

☆ ☆ ☆

سر بر خط فرماں رہے تحریر کے آگے ہو لال زباں واں مری تقریر کے آگے
دل ہر سو نگہ تیری کے ہے تیر کے آگے سر ہے سو خمیدہ دم شمشیر کے آگے
تدبیر پڑی ٹھوکریں کھاتی رہی پیچھے یاں حضرت انساں تری تقدیر کے آگے
ہوتا ہے ہمیں محو خدائی کا پھر آداب جا نکلے ہیں جب اس بت بے پیر کے آگے
شیطاں جسے کہتے ہیں وہ اے شیخ مُزوّر پیچھے ہی رہے ہے تری تزویر کے آگے
شایان قرینہ ہو اگر عرش تو ہووے قصر دل کی ریختہ تعمیر کے آگے 374
کیا معنی ہے آئینہ نہ پاتے ہو بصد رنگ اس بو قلموں شوخ کی تصویر کے آگے
ہے شرح ترے حسن کے مضمون سے واحد کی سورہء یوسف کی جو تفسیر کے آگے
کس طرح نہ ہو سلسلہ زنجیر کا برپا دیوانوں سے اس زلف گرہ گیر کے آگے
پیچھے ہی ہٹے عشق کی صورت سے تہمتن گو رستمی اپنی سے وہ ہو تیر کے آگے
مبحث میں چکے چاہیے تصفیہ شعراء کا اس فن کے کسی صاحب توقیر کے آگے
ہے نقص جو شاعر ہوئے فریادی و دادی اکبر کے حضور اور جہانگیر کے آگے
تیری پہ ہدف کرکے رکھیں ہم سر حاسد تیر قلم اپنے کے سر تیر کے آگے
ہو رستم میدان سخن کے بھی ہمارا یک مصرع سو مصرع شمشیر کے آگے

جو عرض مطالب کرے مقصد ہی کو پہنچے
با صدق محب حضرت شبیر کے آگے

☆ ☆ ☆

عیسیٰ سے کچھ غرض ہے نہ اس کی صفات سے — اپنی تو زندگی ہے میاں تیری ذات سے
تیرے مریض کا ہے بد احوال رات سے — جاں بر ہوتا بہ صبح تو ہے نادرات سے
طالب ہیں خط سبز کے یا لعل لب کے ہم — مطلب نہ خضر سے ہے نہ آب حیات سے
عالم میں بے خودی کے دو عالم کی سیر ہے — کیا غیر ممکنات سے کیا ممکنات سے
فرقت میں مرگ و زیست ہے یکساں زبس ہمیں[375] — شاداں حیات سے ہیں نہ غمگیں ممات سے
خط لکھنے کو قلم ہے مژہ مرد مک دوات — چشم امید خامہ سے یاں نہ دوات سے
روز وصال اور شب ہم بستریء یار — بہتر ہے روز عید سے اور شب برات سے
پوچھے نبات و قند شکر کے وہ بے سخن — شیریں ہوں جس کے لب تیرے لب کے نبات سے
منہ زور یہ رقیب سیہ رو مرے شتاب — ہاتھی کے دانت سے کہیں گھوڑے کی لات سے
تو درمیاں نہ ہوئے تو واللہ اے صنم — بیزار دیر سے ہو خفا سومنات سے
ہر برہمن کہے بہ سماجت یہ شیخ کو — کعبے سے توڑ یا سر عزا کو لات سے
اس بت بنے کی بات کا کس رو سے دے جواب — واقف محب نہ حک سے نہ رمز و نکات سے
اے دل کشاد کار کو تو اپنے زینہار — ہو ملتجی نہ دست شل کائنات سے
آسانیت سے ناخن شیر خدا سوا — وا ایک عقدہ ہو نہ کبھو مشکلات سے

عشاق کے مزار پر آنا ضرور جاں
اول تو حسن خلق دوم محسنات سے[376]

☆ ☆ ☆

نہ غبار سینہ نہ روشن گر بیکار ہے — صاف دل اپنا بوجہا" آئینہ کردار ہے
زندگی یاں کس کو اے آرام جاں درکار ہے — گزرے ہے جو دم جدا تجھ سے دم تلوار ہے

دیں سے پیدا کفر ہے اور نور شکل نار ہے ۔۔۔ رشتہ جب سُبحہ سے نکلا صورت زنار ہے
دل جلے آنسو کا اب مجلس تیری دربار ہے ۔۔۔ شمع کو بھی وقت شب پروانگی سے بار ہے
موسم گل میں پھر اپنا اے گل داغ جنوں ۔۔۔ تجھ سوا وہ کونسا گل رونق دستار ہے
جسم خاکی جز و کل میں جلد بے شیرازہ ہے ۔۔۔ اک دم تار نفس کا سب یہ کچھ بستار ہے
نوشدان زندگی میں جائے گل اے عندلیب ۔۔۔ یا دل پژ مردہ ہے یا خاطر افکار ہے
کام دل پر آچکا ایسے سے جس کے ہر گھڑی ۔۔۔ بر زباں اقرار ہے تو زیر لب انکار ہے
جنس عصیاں سے لئے چل یاں سے واں جو ہاتھ آئے ۔۔۔ یہ ہی آمرزش کی ناداں گرمیء بازار ہے
عشق ابراہیم دل کی کیوں نہ ہوئے منجنیق ۔۔۔ بارکش نمرود اس کا چہرہء گلنار ہے
یاں غرض گل سے نہ بلبل سے ہمیں نہ ابر سے ۔۔۔ سینہء صد چاک و دل نالاں چشم زار ہے
اس کو آنا ہم تک آساں ہے ہمیں تو ہے یہ ضعف ۔۔۔ بے ہشی سے ہوش میں آنا بہت دشوار ہے
مل چلے ہے جب کسی کا دل اڑایا چاہے ہے ۔۔۔ وہ بت عیار یارو اپنے گوں کا یار ہے
فخر شاہی عشق کی دولت سے فقر اپنا ہوا ۔۔۔ بیکسی لشکر خزینہ چشم گوہر بار ہے

ہوگیا دیوانہ تو کس زلف پیچاں کا محب
آہ و نالے میں ترے زنجیر کی جھنکار ہے

☆ ☆ ☆

ساقیا لطف و عنایات ہو پھر جیتے جی ۔۔۔ میں ہوں اور کنج خرابات ہو پھر جیتے جی
مہوش یارو شب مہ چمن و ابر و ہوا ۔۔۔ کبھو یہ سیر طلسمات ہو پھر جیتے جی
کشت شہ مات پہ رخ لائے ہے پھر فیل فراق ۔۔۔ کسو منصوبے سے یہ بات ہو پھر جیتے جی
الفت و دوستی و مہر و مروت معلوم ۔۔۔ گالیوں ہی کی مدارات ہو پھر جیتے جی
جاں ہے رخصت طلب اور دل میں یہی ہے خواہش ۔۔۔ ایک دم اس سے ملاقات ہو پھر جیتے جی

فوج ہجران سے لڑانے کو تو اے شاہ جہاں — یہ غلام اب نہ تعینات ہو پھر جیتے جی
377
سنگ اور خشت کے . . . . — لاکھ آفات و صعوبات ہو پھر جیتے جی
جلوہء یار کے عاشق کو خدا شاہد ہے — کعبہ و دیر مساوات ہو پھر جیتے جی
صورت یار سے خواہش ہے کہ تک آنکھوں میں — معنیء لطف اشارات ہو پھر جیتے جی

در سے آجائے اگر بند قبا کھولے یار
اے محب باب فتوحات ہو پھر جیتے جی

☆ ☆ ☆

شب فراق نہ کاٹے کٹے ہے کیا کیجئے — نہ صبح ہوئے ہے نہ پو پھٹے ہے کیا کیجئے
صفا تھا عکس رخ اس کے سے دل کا آئینہ — اب اس پہ زنگ کدورت اٹے ہے کیا کیجئے
رحیم و رام کی سمرن ہے شیخ و ہندو کو — دل اس کے نام کی رٹنا رٹے ہے کیا کیجئے
بسان ہر مژہ پر پارہء دل مجروح — ہر ایک پل نہ شمرہ بٹے ہے کیا کیجئے
پئے تھا رات تو کل غیر پاس یار شراب — اور آج قسمیں ہی کھا کھا نٹے ہے کیا کیجئے
یہ جوں جوں وعدے کے دن رات پڑتے جاتے ہیں — گھڑی گھڑی میں میرا جی کٹے ہے کیا کیجئے
رقیب جم کے یہ بیٹھا کہ ہم اٹھے ناچار — یہ پتھر اب نہ ہٹائے ہٹے ہے کیا کیجئے
378
جگر کے ٹکڑوں سے جب تک (کہ) گود بھرلے آئے — یہ طفل اشک تو رو رو ہٹے ہے کیا کیجئے

یہ دخت زر کوئی ایسے لٹی ملے ہے محب
دل اس کی ناک میں اپنا لٹے ہے کیا کیجئے

☆ ☆ ☆

نہ یار کیجے بتوں کو نہ آشنا کیجے — کنارے بیٹھئے چپکے خدا خدا کیجے
بجائے شکوہ دلا شکر ہی ادا کیجے — جفا پر اس کی نہ کیجئے نظر وفا کیجے
اٹھاؤ ہاتھ لگانے سے جان مہندی کے — ہمارے خوں ہی کو پامال جوں حنا کیجے
زباں اس کی جو دشنام دینے پر ہی کھلی — تو تازہ باندھ کے مضموں اسے دعا کیجے

زباں گو ہو کوئی یا کہ خود ستا ہووے — جواب اس کو نہ دیجئے نہ کچھ کہا کیجے
سمجھ کے ظرف تہی اس کو محض بے بہرہ — خموش بیٹھے ہوئے جو کہے سنا کیجے
سقیم عشق کا گر ہو طبیب افلاطوں — علاج اس کا نہ کیجئے نہ کچھ دوا کیجے
اگر چمن میں وہ بے رحم آئے آج کے دن — تو گل گلوں سے کہیں ہیں کہ رت جگا کیجے
نہ کیجیے وہ کہ میاں جس سے دل کوئی ہو ملول — سوائے اس کے جو جی چاہے سو کیا کیجے
کسی کو قتل کیا چاہو تو نہ کھینچو تیغ — میاں اشارہء ابرو ہی اک ذرا کیجے
میسر اس کا اگر ہوئے سایہء دیوار — کبھو نہ آرزوئے سایہء ہما کیجے
علوئے شان نہ اے شاہ حسن کچھ ہوگا — اگر نگاہ کرم جانب گدا کیجے
تم اپنے دل کو صنم سنگ سمجھے ہو لیکن — یہ خیریت ہے میری آہ سے ڈرا کیجے
ہوائے خاک نشینی سے دل کے آئینے کو — چھڑا کے زنگ ہوس صاف تر جلا کیجے
حضور دوست زباں زد سوائے صبر و رضا — نہ عرض مطلب نہ حرف مدعا کیجے 379
ملو سبھوں سے ولیکن اس اپنے مخلص کو — کبھو نہ آپ سے آزردہ کر جدا کیجے

بقید لام قوافی لکھو غزل کہ محب
شب فراق تو کٹتی نہیں ہے کیا کیجے

☆ ☆ ☆

یہ جی میں ہے کہ اسے خوب مے پلا کیجے — بہ منت عرض کہو ہم سے پھر ملا کیجے
بسان شمع جلے منہ وہاں اگر تیرا — کٹا کے سر بھی جو روشن میاں گلا کیجے
نہ صبر کی تجھے طاقت نہ اس کے وصل کی بات — کچھ اپنی فکر بھی جو ہو سکے ولا کیجے
نہ شانہ کیجئے زلفوں میں کیجئے نہ وبال — جنوں زدوں کا پریشاں نہ سلسلہ کیجے
نظر میں اپنی تو وہ چند ہے اگر یک چند — جمال یار کو مہ سے مقابلہ کیجے

ہوس ہے نسخہء اکسیر فقر سے دے چرخ
گداز کر کے مس قلب کو طلا کیجے

زمیں کی سطح سے تاسقف آسماں ہر شب
جو نالہ کیجے تو محشر کا زلزلہ کیجے

کسو کے خال کو یا زلف و خط کے دام کو دیکھ
اسیر دل کو نہ کیجے نہ مبتلا کیجے

چمن میں آیئے پیارے گلوں کی کیجے سیر
شگفتہ ہو جئے اور غنچہ ساں کھلا کیجے

قرار و طاقت و صبر و شکیب رکھیے ولے
چلے جو دل تو یہ ہمراہ قافلہ کیجے

محب لکھ اور غزل قافیہ کو کر تبدیل
کہ نذر طبع کی تحسین کا صلا کیجئے

☆ ☆ ☆

اس صنم کافر کے جو کچھ دل میں اپنی چاہ ہے
دل ہی اپنا جانتا ہے یا خدا آگاہ ہے

تاب کیا دیکھے کوئی اس کی تجلی حسن کی
نہ وہ ہے خورشید کی صورت نہ شکل ماہ ہے

ہیں شب فرقت میں ہمدم یہ کئی اپنے رفیق
بے قراری ' بے کلی نالہ فغان و آہ ہے

نہ حرم کی راہ خالی ہے نہ رستہ دیر کا
جستجوئے یار میں اپنا دل گمراہ ہے

اپنے جی پر ہی قدم رکھتے ہیں راہ عشق میں
سر دیئے بن کس طرح اس راہ کا نرباہ ہے

صاحب من ساتھ غیروں کے نہ جایا کیجئے
جان تک حاضر ہماری بندہء درگاہ ہے

دیکھ اس بت کو برہمن سب کہیں ہیں رام رام
شیخ کہتے پھرتے ہیں اللہ ہی اللہ ہے

عشق کے اقلیم کا سب سے نرالا ہے چلن
شہ وہاں دلق گدا ہیں ہر گدا سو شاہ ہے

خانہء دل کے برابر کس مکاں کو ہے شرف
عرش و کرسی بھی ہے یہ اور یہ بہشت اللہ ہے

کیا تری صورت بنائی ہے خدا نے اے صنم
خلق میں جو ہے زباں پر اس کے وا سو واہ ہے

مال زادی سے محبت میں نہیں اپنا وقار
دشمن جاں مرد کی دنیامیں حب جاہ ہے

خواہش افسانے کے سننے کی ہمارے کس کو ہو
سرگزشت اپنی قیامت قصہء جاں کاہ ہے

لوٹتی دنیا رہے خوش ہو کے کب منعم کے پاس
وہ حریص شہوت اور ان کو سو ضعف باہ ہے

جان شیریں دے کے تیشے پر لکھا فرہاد نے
عشق ہے جوں کوہ اپنا حوصلہ جوں کاہ ہے

بچ نکلیو آنکھ لڑ جانے سے اس کی اے محب
فتنہء چشم سیہ اک آفت نا گاہ ہے

☆ ☆ ☆

اے دل زار و ناتواں تو نے
گم کیا آپ کو کہاں تو نے

باندھا اے طائر فغاں تو نے
عرش پر اپنا آشیاں تو نے

میری آنکھوں سے ہو نہاں تو نے
کیا تاریک اک جہاں تو نے

خاک میری کو ذرہ ذرہ کر
کیا برباد مہرباں تو نے

داغ فرقت سے سینہء مجروح
کر دیا رشک گلستاں تو نے

تخم گل بو کے باغ الفت میں
کی بہار گل خزاں تو نے

اس کی وصف کمر کے اے دل زار
نہ لکھے شعر درمیاں تو نے

کم کیا شعر و شاعری کا نام
اے میاں تو نے او میاں تو نے

کیا توانا کیے بقدر تواں
کتنے شہ زور ناتواں تو نے

یار عشاق حال دل گریاں
کیے مجلس میں قصہ خواں تو نے

کر لیا تیغ کھینچ کے یک دم
آج یاروں کا امتحاں تو نے

تیغ ہی کی قسم کہ دیکھا اور
کوئی مجھ سا بھی جاں فشاں تو نے

گالیوں سے تو بند کر منہ کو
بے طرح کھولی ہے زباں تو نے

نعمت دہر سے ہے قسمت خاک
یاں لیا گو خطاب خاں تو نے

عشق نالے سے کر دئے میرے
استخواں شکل نیستاں تو نے

خجل اس مکھڑے سے کیا بر میں مہ خورشید آسماں تو نے

گل معنی سے اس زمیں کو کیا

اے محب باغ و بوستاں تو نے

☆ ☆ ☆

اب عشق کی آتش سے کس مست شرابی کی
دل سینہ کو رکھتا ہے دکان کبابی کی

دل کی تو ہم اے مردم کچھ سہل ہی سمجھے تھے
پر چشم نے گھر بیٹھے سب خانہ خرابی کی

دل عشق کے دریا میں آنکھوں سے ڈبو دینا
بھرپن شرارت ہے ان مردم آبی کی

اس دور میں گزرے ہے عشرت سے مدام ان کی
جن کو لب گل رو سے چسکی ہے گلابی کی

قاصد تو پہنچنا تھا تاخیر میں اک دم کے
افسوس نکلنے میں کیا دم نے شتابی کی

سیر چمنستاں میں بلبل کو غزل خواں سن
پڑھتے ہیں غزل میکش دیوان سحابی کی

تیری تو جفاؤں کا یاں کون محاسب ہے
ہم نے ہی وفا تجھ سے سب غیر حسابی کی

ابرو کی کماں تیری گو دور ہلک لے ہے
ہر آہ میری ہمسر ہے تیر شہابی کی

خورشید و مہ اس رو سے کس وجہ مشابہ ہوں
سیمیں و زریں دونوں ہیں شکل رکابی کی

قرآں کی تلاوت میں کچھ سورۂ یوسف بھی
تفسیر نظر آئی اس روئے کتابی کی

سرشار مئے غفلت جو بستر گل پر ہو
کس کی رکھے ہے پروا وہ بے خورد خوابی کی

آ جلد پہنچ ساقی آنکھوں میں ہے میرا دم
اب بات ہوا پر ہے اس جام حبابی کی

خالی کریں کیا رو کر ہم خاک دل اپنے کو
چشموں نے تو چشموں کی طوفان بر آبی کی

بے مہریٔ دوراں سے دن رات ہوں گردش میں
مجھ سے مہ من تو نے کیوں چشم عتابی کی

دوراں کی سن اے واعظ بس بو قلمونی کو
ہم رنگ نہ کر اپنی اس ریش خضابی کی

عاشق تو خطاب اپنا ہے عشق کی دولت سے
اب ہم کو نہیں خواہش خانی و نوابی کی

ہم خاک سمجھتے ہیں تعمیر جہاں منعم — گو تو نے عمارت کی تزئین وہابی کی
آنے کا وہ شائق تھا سننے کو مضامیں کے — ہم نے یہ غزل جس دن تحریر جوابی کی

موجب ترے مصرع کے اے مہر محب کی ہے
اس دل کے تڑپنے نے کیا خانہ خرابی کی

☆ ☆ ☆

381

بڑھ کچھ تو ایک بوسے پراے یار اور بھی — ہیں جنس دل کے ورنہ خریدار اور بھی
عاشق کشی جو ہے سو ترے نام پر ہے ختم — معشوق تو ہوئے ہیں ستم گار اور بھی
وہ دھج کشیدہ ہوش ربائندہ ہے وہ شخ — عالم میں ہیں وگرنہ طرحدار اور بھی
اک میں ہی کشتنی ہوں وگرنہ ہزار ہیں — اس گل کے دیکھنے کے گناہ گار اور بھی
گالی سوا مجھے نہیں معلوم ہم نفس — آتی ہے یاد میں اسے گفتار اور بھی
پاس ادب سے چپکے ہیں شکوے کی ورنہ یار — باتیں تو تجھ سے کرنی ہیں دوچار اور بھی
منہ سے نہ بیش و کم در میخانہ پر نکال — مستوں کی شیخ کھائے ہے کب مار اور بھی
اک سر برہنہ تو ہے نہ یاں آن گر چلا — چھنتے بہت ہیں جبہ و دستار اور بھی
جس بات پر وہ گالیاں دیتا ہے چھیڑ چھیڑ — کہتا ہوں بار بار بہ تکرار اور بھی
پہنچے ہے ہر نفس جو ہوا چاک سینے سے — ہے شعلہ خیز آہ شرر بار اور بھی
آئینہ ہی کا محو نہ ہو ان کو بھی جلا — مرتے ہیں تیرے طالب دیدار اور بھی
پوچھو تو ماہ نو سے تم اک دم بھرو — ابرو سے اس کے تیغ ہے خمدار اور بھی
مجنوں ہوا تھا جیسے سن اے لیلیٔ جہاں — رو سے زیادہ مجھ کو ہے آزار اور بھی
اک میں ہی ناامید رہائی سے ہوں اسیر — ہیں دام زلف کے تو گرفتار اور بھی
دنیائے فاحشہ سے جو کرتے ہیں شک گی — کھائے گرہ انھوں سے وہ مردار اور بھی

بیدار بخت وہ ہیں جو ہم خواب یار ہیں — خوابیدہ بخت ہم سے ہیں بیدار اور بھی
شب ہائے ہجر یار میں جز اپنی بیکسی — دیکھا نہ خواب میں کوئی غم خوار اور بھی
کچھ آب آئینہ سے یہ حیرت کا ہے مقام — پھولے ہے اس کے حسن کے گلزار اور بھی
وقف خزان مرگ ہے ہر دم بہار عمر — اک آن اس چمن کے ہیں سیار اور بھی
اک فکر زاد رہ سے ہے کچھ پیش و پس ہمیں — چلنے کو تا عدم تو ہیں تیار اور بھی

تم کار عشق سے کہیں باز آؤ اے محب
عالم میں اس سوا ہیں سروکار اور بھی

☆ ☆ ☆

جو تخم عشق بونے کے قابل زمین ہے — وہ ہفت آسماں سے پرے دل زمین ہے
جس کے سواد سے ہے سویدائے دل کو نور — وہ خال خال چہرے پر اک تل زمین ہے
رویا ہوں شب یہ شبنم گل سے بہم کہ صبح — جو گل زمین باغ ہے سو گل زمین ہے
یاں بو کے تخم دوستی ہوگا نہال خاک — اقلیم کے بتوں کی ولاسل زمین ہے
اس زلف حلقہ دار کا جب سے پڑا ہے عکس — دریا کی موج خیز سلاسل زمین ہے
طوطی خوش نوا شکرستاں میں ہے مقیم — بہر فغان زاغ مزابل زمین ہے
دونو کشیدہ ہیں خط سبز و حسین سبز — وہ زہر قاتل اور وہ قاتل زمین ہے
اکثر اسی میں پھولتی دیکھی بہار حسن — آئینہ زور تختہ کامل زمین ہے
مدفن ہے تیرے ناز کے کشتوں کا واں جہاں — شمشیر موج آب سے گھائل زمین ہے
شاعر بلند طبع تو کر آسماں دکھائے — پہ پست فطرتوں ہی کو مشکل زمین ہے
جوں ماہ دل کا آئینہ ہے مائل خسوف — خط کے ترے مقابلہ حائل زمین ہے
اے کاش برق مرگ گرے آسماں سے جلد — خرمن سے زندگی کے تو حاصل زمین ہے

تا چرخ جن کے قصر ہیں سر بر فراختہ — پایان کار ان کی بھی منزل زمین ہے
جوں گل ہزار خاک بظاہر ہے پر نسیم — اس کے ہنسے سے دل کی گئی کھل زمین ہے
مالک نہ سر زمین جنوں کا فقط ہے قیس — دیوانگی کی اپنی ہی شامل زمین ہے
جولاں مرے کمیت قلم کی ہے اس جگہ — موزوں جہاں برابر خردل زمین ہے

دہقان عشق نے نہ اٹھایا اسے محب
بے تخم داغ دل کی معطل زمین ہے

☆ ☆ ☆

دل خود رفتہ و خود کام خوداری کو کیا جانے — شراب بے خودی کا مست ہشیاری کو کیا جانے
جو محو دلربائی ہے وہ دلداری کو کیا جانے — غم دل سے ہے جو بے غم وہ غم خواری کو کیا جانے
یہ چار عنصر اگرچہ جمع ہیں ترکیب ہستی میں — پر ان کی بیٹھنے کی کوئی ناچاری کو کیا جانے
کیا ہو خواب جس نے بستر گل پر وہ اے ہمدم — جگر خواروں کے بے کلیوں کی بیداری کو کیا جانے
نہ دیکھا ہوئے جس نے سلسلہ زلف پری رو کا — وہ دیوانہ کسو کا دل گرفتاری کو کیا جانے
مقابل تیغ ابرو کے بھلا جز داغ عاشق کا — دل مجروح اے قاتل سپرداری کو کیا جانے
متاع دل تو ہم لے جائیں بازار محبت میں — وہ ظالم مفت بر طرز خریداری کو کیا جانے
قسم دے ابر دریا بار کو اے گلرخو پوچھو — کہ جز چشم تر عاشق وہ خوں باری کو کیا جانے
خوش آئی ہوئے جس عیار کو اغیار کی صحبت — وہ رسم دوستی اور شیوہ یاری کو کیا جانے
تماشائی جو سیر لالہ زارستاں کا ہے یارو — وہ گل رووں کے داغستان کی سیاری کو کیا جانے
جسے پرہیز اک چشم مروت سے ہو عاشق پر — وہ درد دل کو کیا سمجھے وہ بیماری کو کیا جانے
جو راہ عشق میں پابند ہو بار علائق کا — وہ بے تمیز ماچہ خر سبکساری کو کیا جانے
دماغ دل نہ ہو مالوف جس کا نکہت گل سے — کسوکی وہ جگر سوزی وافگاری کو کیا جانے

جو مجبوری سے عاشق جان دے گزرا ہو فرقت میں — وہ راضیٔ رضائے دوست مختاری کو کیا جانے
محب جو قہقہے سے شیشہ مے کے رہے سرخوش
وہ ذوق نالہ و کیفیت زاری کو کیا جانے

☆ ☆ ☆

گھر ہمارے نہ میاں تم کبھو مہمان ہوئے — ہم تو صدقے بھی تمہارے ہوئے قربان ہوئے
ہدف تیر مژہ اس کے جو ہر آن ہوئے — دل جگر سینے میں صحرائے نیستان ہوئے
کہیں ٹلتی نہ نظر ہم تو اسی خطرے سے — آبلہ دیکھ ترے ہاتھ میں حیران ہوئے
اب کے وہ شور جنوں لائی ہے گلشن میں بہار — چاک تا غنچہ و گل سب کے گریبان ہوئے
گل زمیں باغ کی اے گل نہیں تر شبنم سے — رات ہم تیری جدائی میں یہ نالان ہوئے
جب سے اس زلف کے سودا میں ہوئے سرگرداں — خاطر جمع جو رکھتے تھے پریشان ہوئے
مرثیہ خوان گلوں کے نظر آئے تجھ بن — صبح دم باغ میں بلبل جو غزل خوان ہوئے
دل و جاں کے ترے آنے سے ہوئے شہر آباد — ورنہ مدت سے یہ افتادہ بھی ویران ہوئے
حسن کی شان ترے مصحف رو کی یہ ہے — اس کے عشاق سبھی حافظ قرآن ہوئے
چھوڑ جانے ہی کی حسرت کے سبب ہستی میں — جو عدم سے چلے آتے ہیں سو عریان ہوئے
عشق کا بوجھ فرشتوں سے تو مطلق نہ اٹھا — اس کے حامل جو ہوئے حضرت انسان ہوئے
آج اس دھج سے تو آیا کہ تجھے دیکھتے ہی — ہوش برجا نہ رہے باختہ اوسان ہوئے
کفر کا بھی ہے وہ سر رشتہ صنم کا بخدا — طالب اس کے جو ہوئے صاحب ایمان ہوئے
وصف ابرو کے ترے شعر کو سن کر اے ماہ — اک ہلالی سے کئی صاحب دیوان ہوئے
مذہب عشق کے عشاق جو ہم مشرب ہیں — وہ نہ کافر ہی ہوئے اور نہ مسلمان ہوئے
دل میں جو عقدہ مشکل تھے بھرے شکووں کے — اک تبسم سے ترے یار وہ آسان ہوئے

اس چمن میں تو رہا دست و گریباں دل داغ　　　گل مرے کب طرف گوشہ داماں ہوئے
اب تو ہر آن پہنچنے لگے تا بام فلک　　　کیوں میاں دل ترے نالہ نہ ہوئے بان ہوئے

خوف محشر کا محب اب تو غلط ہے تجھ کو
کہ مدد گار ترے شاہ خراساں ہوئے

مخمسات

ہمیشہ کفر اور اسلام کا جھگڑا اٹھاتے ہیں دوئی کے نقش باطل کو نہ دل پر سے مٹاتے ہیں
جو دانا ہیں انہیں سو مرتبہ ہم کہہ سناتے ہیں بہ تسخیر بتاں تسبیح کیوں زاہد پھراتے ہیں
یہ لوہے کے چنے واللہ عاشق ہی چباتے ہیں

☆ ☆ ☆-

کنارے پر ہی یاں جاہل تو کھاتا پھرتا ہے غوطے جو بحر علم کا ہووے شناور وہ اسے سمجھے
صدف میں ابر نیساں کے لالئی ہوں نہ یوں قطرے بنے ہے جوں گہر صورت سخن کی اہل معنی سے
یہ ہم ناداں ہی کہنے سننے کو باتیں بناتے ہیں

☆ ☆ ☆

کھنچا جاتا ہے دل مطرب پسر کی انکا تانوں میں سروں کے لاگ میں اور گٹکری بھرنے کی آنوں میں
خیال جانی اور شوری کے ٹپوں میں ترانوں میں سدا سے عشق کی لے بھر رہی ہے جن کے کانوں میں
وہ کب سنتے ہیں یہ ناصح جو اپنا راگ گاتے ہیں

☆ ☆ ☆-

خزاں کے کھینچ تکلیفات گوناگوں رہے جیتے توقع پر کہ اب کے سیر کی دل سے ہوس نکلے
زمانے کی ہوا نے رنگ بدلا اور یہ گل پھولے بہار آئی قفس سے ہم نہ چھوٹے ہمصفیر اپنے
چمن میں چہچہے کرتے ہیں اور دھومیں مچاتے ہیں

☆ ☆ ☆-

کسو سے ہوسکے جو خاطر داشت کی تیری سہی ہر آن میں جھڑکی سنی ہر باب میں گالی
ولے اس وضع سے اپنا بھی اب رکنے لگا ہے جی خدا سے دوستی تیری مگر ہم کو ملاوے گی
صنم ناحق ترے ہم روز نکتوڑے اٹھاتے ہیں

☆ ☆ ☆-

☆ ☆ ☆

جدا ان سے نہ گل عاشق کے جی کو ہر کسی گل میں   پہاڑ او جھل ہے ان سنگیں دلوں کی آنکھ او جھل میں
بتوں کی مروماں ہے سامری کا سحر چھل بل میں   کوئی کیسا ہی روٹھا ہو ملا لیتے ہیں اک پل میں
یہ ظالم خوبرو سمکھ ہو جب آنکھیں لڑاتے ہیں

☆ ☆ ☆

قبائے گل گلابی رنگ کی جیسی ہے گلشن میں   گلابی غنچے کی جوں چاہیے ویسی ہے گلشن میں
قدح دستوں میں لے نرگس کھڑی کیسی ہے گلشن میں   صبا کس گل کے آنے کی خوشی ایسی ہے گلشن میں
کہ گل جامے میں آج اپنے نہیں پھولے سماتے ہیں

-☆ ☆ ☆

گل مہندی ترے ہاتھوں کی مہندی پر سے ہے صدقے   گل اورنگ ہے قرباں ترے اس فندق پا کے
نہ وقت سیر گل ہو دل گرفتہ دیکھ تو پیارے   ہنساتے ہیں تجھے ساکن چمن کے کس خوشامد سے
کہ بلبل ہے غزل خواں چٹکیاں غنچے بجاتے ہیں

-☆ ☆ ☆

نہ اکل و شرب کی خواہش تری فرقت میں کرتے ہیں   زباں پر غیر خون دل نہ کوئی چیز دھرتے ہیں
مئے حسرت سے ہر دم عمر کا پیانہ بھرتے ہیں   ہم اپنے دل کی حالت کیا کہیں بے موت مرتے ہیں
تجھے ٹک دیکھ لیتے ہیں تو گویا جان پاتے ہیں

-☆ ☆ ☆

ہمارے دیکھتے آنکھوں سے ہو جائے وہ نابینا   دل اس کے میں بھرا جس نے ہماری طرف سے کینہ
بنی ہے اب تو آکر جان پر دشوار ہے جینا   گریباں کا ہمارے ناصحا موقوف کر سینا
کہ ہم سینے کا اپنے زخم کاری کب سلاتے ہیں

-☆ ☆ ☆

قرار و قول سب ہیں یاد اپنے یار کے ہم کو   کہ سو سو بار دے دھوکا گیا اغیار کے ہم کو
چلن معلوم ہیں گھر گھر کے جس سیار کے ہم کو   نہیں ہرگز امید آنے کی اس عیار کے ہم کو
خیال خام پر اپنی عبث چھاتی پکاتے ہیں

☆ ☆ ☆

اچھل کود اور ہو حق کی مچاتے ہیں کبھو دھومیں — کبھو دے تال قوالوں کے شامل حال ہو گاویں
اتاریں پیرہن گاہے عمامہ سر سے دے پٹکیں — تماشا شیخ جی کے حال کا ہے تحفہ مجلس میں
زنبوری ہیں مرید اور چوک میں بندر نچاتے ہیں

☆ ☆ ☆

کبھو تو گیند بازی کرتے ہیں اپنی سنور تڑکے — کبھو یہ کھیلتے ہیں گیڑیاں بج دھج میں کڑ کڑ کے
کبھو عاشق کو لٹو کر پھراویں بیٹھیں جب اڑ کے — کچھ ایسی گولیاں کچی نہیں کھیلے ہیں یہ لڑکے
جو چٹیالے ہوئے ہیں ٹیپ ٹاپ ان کو دکھاتے ہیں

☆ ☆ ☆

بہر صورت صفایہ دل کی دیکھی دوست دشمن کی — کہیں کچھ اور کریں کچھ اپنی گوں کے یار بن بن کے
محبت کی لگاوٹ کر عدو ہوں جان اور تن کے — دلوں کے آئینے اب بن گئے ہیں سنگ و آہن کے
کہ مل کر جی میں جا گہ دیں بچھڑ کر بھول جاتے ہیں

☆ ☆ ☆

سنا ہے یوں کہ کل نکلا جو وہ قاتل کمر کس کر — صف عشاق کے درمیان کودا کھینچ کے خنجر
چلائے وار جس جس طرح چاہے اس نے دل بھر کر — بہت مارے گئے واں اور بہت زخمی ہوئے تس پر
محب کوچے میں اس کے آج ہم پھر دل جلاتے ہیں

حواشی

1- عیار الشعرأ

2- کرم خوردہ

3- ایضاً

4- ایضاً ۔ قیاسی تصحیح

5- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

6- کرم خوردہ

7- مجموعۂ نغز ۔ عیار الشعرأ

8- کرم خوردہ ۔ تصحیح قیاسی

9- ایضاً

10- ایضاً

11- مسرت افزا

12- مخطوطے میں املا ذال سے ہے ۔ دوسرا مصرع کا پہلا حصہ کرم خوردہ

13- مجموعۂ نغز ۔ عیار الشعرأ

14- کرم خوردہ ۔ تصحیح قیاسی

15- ایضاً

16- مسرت افزا

17- مخطوطے میں املا " طاذم"

18- مجموعۂ نغز ۔ عمدۂ منتخبہ، خوش معرکۂ زیبا ۔ تذکرۂ ہندی، مسرت افزا، عیار الشعرا

19- مجموعۂ نغز ۔ عیار الشعرأ

20- مسرت افزا

21- مسرت افـزا

22- عمدہ منتخبہ ـ مجموعہ نـغز ـ عیار الشعرأ

23- مخطوطے میں املا " بورش"

24- مخطوطے میں : گل غـدار

25- مجموعہ نـغز ـ عیار الشعرأ

26- مخطوطے میں : مصالح

27- کرم خوردہ

28- مخطوطے میں : مدح حیدر خاں

29- مخطوطے میں : فرشتا

30- عمدہ منتخبہ ـ عیارالشعرأ ـ تذکرہ ھندی

31- عیار الشعرأ

32- مخطوطے میں املا : حالا

33- عمدہ منتخبہ ـ عیارالشعرأ

34- عمدہ منتخبہ . عــ صیاد وقت نزع ھے نخچیر بے صدا

35- کرم خوردہ ـ قیاسی تصحیح

36- ایضاً

37- مجموعہ نـغز

38- کرم خوردہ ـ قیاسی تصحیح

39- ناخـوانا

40- مخطوطے میں : " د ہ "

41- تـذکرہ ھندی ـ عیارالشعرأ

42- شب فرقت میں جو اٹھیں ھیں جگر سے ھو کہیں

43- مخطوطہ : نشونما

-44 تـذکرہ هندی۔ خوش معرکہ زیبا ۔ عیارالشعرا

ہاتھ تب عشق کے تھا سنگ گراں پر ڈالا (عمدہ منتخبہ)

-45 ناخوانا

-46 مصرع ناموزوں مگر مخطوطے میں اسی طرح ہے ۔

-47 ناخوانا

-48 یہ لـفظ مخطوطے میں نہیں ۔ قیاسی تصحیح

-49 مخطوطے میں املا : " ذهر "

-50 مخطوطے میں : افسوں (جو درست نہیں)

-51 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-52 مجموعہ نـغز

-53 اس غزل کے ختم ہونے پر مستزاد کا ایک مطلع درج ہے جو یہاں سے اس لیے حذف کر دیا گیا ہے کہ مکمل مستزاد ردیف" هائے" میں موجود ہے ۔

-54 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-55 عیارالشعرا ۔ مجموعہ نـغز

-56 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-57 ایضاً

-58 کرم خوردہ

-59 مصرع درست نہیں مگر مخطوطے میں اسی طرح ہے ۔

-60 مجموعہ نـغز

عیارالشعرا ع۔۔۔ کچھ بات تو بتاؤں

- 61 مخطوطے میں : گیس ہیں ۔

-62 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-63 عیارالشعرا ۔ مسرت افزا ۔ مجموعہ نـغز

-64 عیارالشعرا ۔ مسرت افزا ۔ مجموعہ نـغز

65- کرم خوردہ ، قیاسی تصحیح

66- ایضاً

67- مخطوطے میں خطرہ کو خطرا لکھا گیا ہے اس لیے غزل ردیف الف میں درج کی ہے ۔

68- مسرت افزا ع چلے تو جبکہ دنیا سے .....

69- مسرت افزا ع بجائے گنج گوہر ساتھ اپنے گنج زر لے جا ۔

70- مخطوطہ : طائری دل

71- مخطوطے میں ابر ومژگاں (واو عطف موجود نہیں)

72- مخطوطے میں صواب ہے مگر ثواب ہونا چاہئیے ۔

73- مسرت افزا

74- محب کے معاصرین میں رنگین سر ہند کے رہنے والے تھے ۔

75- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

76- عمدہ منتخبہ ۔ طبقات الشعرائے ہند ۔ عیارالشعراً ، مجموعہ نغز ، ہمیشہ بہار
گلشن بے خار ، مسرت افزا

77- مخطوطے میں یہ شعر حاشیے میں درج ہے ۔

78- مخطوطہ : کہو

79- مخطوطے میں " مطالب" جو درست نہیں۔

80- مخطوطے میں رعایت لفظی کی خاطر" بےلی" کو یکجا کرکے " لیلی" لکھا گیا ہے ۔

81- کرم خوردہ ، قیاسی تصحیح

82- مخطوطے میں " گا لیا"

83- مخطوطے میں مصرع ناموزوں ہے " کچھ" کا اضافہ قیاسی طور پر کیا گیا ہے ۔

84- مخطوطے میں " ہے " غائب

85- مخطوطے میں مصرع یوں ہے ع زنجیر کا کھڑکا ہے نہ کچھ ہے شور زنداں میں ۔ ظاہر
ہے کہ ایک " ہے " زائد ہے ۔

86- مسرت افزا

87- مسرت افزا

88- مخطوطہ : چاہ وذقن

89- کرم خوردہ - قیاسی تصحیح

90- ایضاً

91- مسرت افزا - مجموعہ نغز

92- مسرت افزا هم سے ملنے کی اس قدر خواهش
وہ بت بے وفا نہیں رکھتا

93- مسرت افزا

94- کرم خوردہ

95- کرم خوردہ - قیاسی تصحیح

96- مجموعہ نغز

97- مسرت افزا

98- ایضاً

99- کرم خوردہ

100- کرم خوردہ - قیاسی تصحیح

101- مخطوطے میں املا : عظم

102- مخطوطے میں یہ لفظ نہیں - قیاسی تصحیح

103- مجموعہ نغز - عیارالشعرا

104- عیارالشعرا ، مجموعہ نغز ع شکست دل کی هوتی هے درستی بات کہنے سے

105- مخطوطہ : کہو

106- رند خراب حال کو زاهد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

107- کرم خوردہ

107- الف و ب : کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

108- مخطوطہ : ناموزوں مصرع ۔ قیاسی تصحیح

109- مجموعۂ نغز ۔ عیارالشعرا

110- مجموعۂ نغز ع وہ شعلہ خو لب دریا کرے جو بادہ کشی

111- عیار الشعرا

112- مخطوطہ : شصت انداز

113- مجموعۂ نغز

114- مخطوطہ : فراق

115- مخطوطے میں "وہ " نہیں ہے ۔

116- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

117- مخطوطے میں " قد "

118- مخطوطے میں : گلزار

119- مجموعۂ نغز ع نشے میں رات عجب بانکپن سے بہکے آپ

120- مخطوطے میں : ڈھونڈے ہے تھا گھر ....

121- مخطوطے میں یہ شعر حاشیے پر لکھا ہے ۔

122- مخطوطہ : سدائے

123- مخطوطہ : سماں

124- مخطوطہ : کیسو

125- مخطوطہ : راہ و فناں

126- مجموعۂ نغز

127- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

128- عمدہ منتخبہ ۔ تذکرہ ہندی

خوش معرکہ زیبا ع غلط ہم کو کہتا ہے تو بے مروت

-129 تذکرۂ ھندی ع اک آئینہ ھے اور تو بے مروت

-130 خوش معرکۂ زیبا ۔ تذکرۂ ھندی

-131 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-132 مجموعۂ نـغز

-133 مخطوطہ : دختر رز کی بھی ھے زور ظلمات کی بات

-134 مخطوطہ : قبل غم صبر کی بازی کہے بات کی بات

-135 مجموعۂ نـغز

-136 کرم خوردہ

-137 مخطوطہ : ھمہ (اگرچہ لفظی رعایتوں سے اندازہ ھوتا ھے)
(کہ مراد " ھما" ھے)

-138 مجموعۂ نـغز

-139 مخطوطہ : باالفعل

-140 مجموعۂ نـغز

-141 مخطوطہ : کا

-142 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-143 ایضاً

-144 مخطوطہ : دوکان

-145 مخطوطہ : بھریں ۔ ھیں

-146 مخطوطہ : دیکھاتے

-147 ھاجی کا مطلب ھجو کہنے والا ، لیکن مخطوطے میں املا " حاجی " ھے ۔

-148 عریانی کے سبب خارج کیا گیا ۔

-149 مجموعۂ نـغز ۔ عیارالشعرا

-150 اس کے بعد تین اشعار عریانی کے سبب حذف کیے گئے ۔

-151 مجموعۂ نـغز

-152 مخطوطہ : عیوض

-153 مجموعۂ نـغز

-154 مخطوطہ : گـدایان

-155 اس کے بعد ایک شعر عریانی کی وجہ سے حذف

-156 ایضاً

-157 مخطوطے میں یہ مصرع یوں ہے " یہ دفت از ہے ہے چغل خور سارے عالم کی "

-158 یہ مصرع درست نہیں مگر مخطوطے میں اسی طرح ہے ۔

-159 مخطوطہ : پہلوی

-160 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-161 مخطوطہ : مخمسہ

-162 مخطوطہ : گـزر کر گئے ۔

-163 مخطوطہ : صرصری

-164 مخطوطہ : حسین

-165 مخطوطہ : "ادل کو ہے و کوچہ"

-166 ایک مصرع کے دو ٹـکڑوں کو بالعکس کرکے دہرانا بازگشت کہلاتا ہے ۔ اس کی مثالیں ولی کے ہاں موجود ہیں ۔

-167 مخطوطہ : مخطوطہ : تلواریوں میں تجھ کو تو سبک درست سنا ہے ۔

-168 مخطوطہ : اپنے ہیں شب و روز یونہیں صدا چشم گھر بار

-169 عیارالشعرا ۔ مجموعۂ نـغز

-170 عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

-171 عیارالشعرا

172- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

173- مجموعۂ شغز

174- مخطوطہ : کیو

175- مجموعۂ شغز ۔ عیارالشعرا

176- مخطوطہ : کیو

177- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

178- مخطوطہ : شعت

179- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

180- ایضاً

181- مجموعۂ شغز

182- مخطوطہ : قوس و قزاح

183- مخطوطہ : صدا صدا کر

184- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

185- کرم خوردہ ۔ ناخوانا

186- مخطوطہ : گلزار

187- مجموعۂ شغز

188- کرم خوردہ

189- مخطوطہ : طفل رنبت کمال اس واسطے

190- مخطوطہ : شیخ کو کعبے جانے کا غضب ....

191- مجموعۂ شغز

192- مخطوطہ : " اک" غائب ہے ۔

193- کرم خوردہ

194- مخطوطہ : " ذال"

195- مجموعۂ نـغز

196- مجموعۂ نـغز

197- مجموعۂ نـغز

198- مخطوطہ : " کہ" موجود نہیں -

199- [illegible] X

200- مجموعۂ نـغز

201- مجموعۂ نـغز ـ عیارالشعرا

202- مخطوطے میں " ہے " موجود نہیں

203- مجموعۂ نـغز

204- مخطوطہ : سوزبانی

205- ناخوانا

206- مخطوطہ : لکھنواؤ

207- ناخوانا

208- مخطوطہ : یک تن تنہا صنم کی تجھ سے خدائی میں تمام

209- مخطوطہ : نہ عمامہ کی طلب کچھ ہے نہ مرکب دل کی غرض

210- مجموعۂ نـغز

211- مجموعۂ نـغز

212- مجموعۂ نـغز ـ عمدۂ منتخبہ ـ عیارالشعرا

213- ناخوانا

214- مجموعۂ نـغز

215- مخطوطہ : ادر-

216- مخطوطہ : " ے"

217- مخطوطہ : ہائے اس امر میں کب ہے زمانا موقع

218- مخطوطے میں مصرع اسی طرح درج ہے مگر درست معلوم نہیں ہوتا

219- مصرع درست معلوم نہیں ہوتا

220- کرم خوردہ

221- " اے" مخطوطے میں موجود نہیں

222- مجموعہ نغز

223- مخطوطے میں : جو شمشیر ایسی ہی عدو کو دی ہے

224- مخطوطہ : بہ گرد دل ہے محب جو لطافت نہ روئے انصاف کہہ تو صفا

225- مجموعہ نغز

226- مخطوطے میں " ہے " غائب

227- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

228- مخطوطہ : کیونکہ

229- یہ شعر حاشیے میں ہے

230- کرم خوردہ

231- مخطوطہ : بالکل

232- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

233- عمدۂ منتخبہ ۔ مجموعہ نغز ۔ عیارالشعرا

234- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

235- ایضاً

236- " آے" مخطوطے میں غائب

237- ناخوانا

238- اس سے قبل کا ایک شعر عریانی کے سبب حذف

239- تذکرہ ہندی

-240 مجموعہ نغز

-241 مجموعہ نغز۔ عیارالشعرا

-242 (دل اس کو دے کے) مجموعہ نغز

-243 اس شعر کے بعد مندرجہ ذیل شعر درج ہے جس کا اس غزل سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

جس سے جی ملنے کو چاہے ہو نہ اس سے اتفاق

خبر اس موقع میں کیا تکلیف ہے بالائے طاق

-244 مخطوطہ ۔ سدائے

-245 مجموعہ نغز

-246 ایضاً

-247 مخطوطہ : دشت پیماں

-248 عمدہ منتخبہ ۔ سوزاں ہیں مرے نالے سے .....

نیز مجموعہ نغز و عیارالشعرا

-249 مخطوطہ : قوس و قزح

-250 مخطوطہ : فراق و رخصت صبر و شکیب ہیں تنہا

-251 مخطوطے میں " کی " غائب

-252 مخطوطہ : اکثیر

-253 مندرجہ ذیل تین اشعار غزل کے اختتام پر درج ہیں ۔ غزل پوری نہیں ۔

حیرت سے چشم خشک و لب خشک واوئے خشک عاشق کو مثل آئینہ ہے ابروئے خشک

یا چشم تر ہے یا دل نالاں ہے دیکھ دیکھ ساقی بغیر ساغر خشک و سبوئے خشک

لب تر شراب سے نہیں کرنے کا محتسب مستوں نے ضد کی پائے گا کیا جز کدوئے خشک

-254 مجموعہ نغز

-255 احمد اللہ قادری کے مضمون میں اس غزل کے پہلے چار اشعار اور مقطع نقل کیے گئے ہیں ۔

-256 مخطوطہ : ھو

-257 مجموعہ نغز

-258 مجموعہ نغز ۔ عمدہ منتخبہ

-259 مجموعہ نغز

-260 مجموعہ نغز

-261 عمدہ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

-262 کرم خوردہ

-263 مخطوطہ : فساد

-264 مخطوطہ : سودا زدے

-265 مخطوطے میں اسی طرح ھے ۔ ظاھر کوئی لفظ رہ گیا ھے ۔

-266 مخطوطہ : مخمو

-267 کرم خوردہ

-268 مخطوطہ : آشنائے صاف دل سے دل بھی نہ کرافشائے راز

-269 عیارالشعرا

-270 جس غزل در غزل کی طرف اشارہ ھے وہ فوراً بعد درج نہیں کی بلکہ ذرا آگے ھے۔

-271 بازگشت کے انداز میں لیہ دوسری غزل ھے ۔

-272 عمدہ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

-273 طبقات شعرائے ھند ۔ گلشن بے خار اور عیارالشعرا میں مطلع اسی طرح ھے ۔ جبکہ عمدہ منتخبہ ، تذکرہ ھندی، خوش معرکہ زیبا اور حسرت موھانی کے ھاں یوں ھے:

خانہ دل کہ نہ ھو عشق کا آتش جس میں

ھے وہ قرآں کہ نہیں سورہ یاسیں جس میں

-274 مولوی عبدالحق نے محب پر اپنے تعارفی مضمون (رسالہ اردو ۔ اپریل 1927ء) میں یہ غزل منتخب کی ھے ۔ حکیم احمد اللہ قادری نے بھی اپنے مضمون میں اسے (سوائے شعر نمبر 6 کے) درج کیا ھے ۔

275- واضح نہیں

276- مخطوطے میں " نے" نہیں ۔

277- کرم خوردہ

278- مخطوطہ : فساد

279- مخطوطہ : تبریں

280- مخطوطے میں مصرع ناموزوں ۔ قیاسی تصحیح

281- مخطوطہ : توا جب التحذیر ۔

282- مخطوطہ : صواب

283- عمدۂ منتخبہ

عیارالشعرا ۔ ساقی کو لے بغل میں ہم تو یہ توڑتے ہیں

284- مخطوطے میں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔ مصرع ناموزوں ہے ۔

284- (الف) مخطوطہ : تکے

285- عمدۂ منتخبہ میں یہ شعر موجود ہے جو مخطوطے میں نہیں

میں ہی تم سب کا بنا تیر ملامت کا نشاں

اس بت سرکش کو یارو کوئی سمجھاتا نہیں

286- عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

287- مخطوطہ : بگھولا

288- مخطوطہ : پڑی

289- مخطوطہ : چھوڑ

290- مخطوطہ : آئیں

291- مخطوطے میں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔

292- معاصرانہ چشمکوں کے پس منظر میں لکھی ہوئی یہ پوری قطعہ نما غزل فحش ہے اس لیے مقطع کے سوا حذف کی گئی ۔

-293 مخطوطے میں ایک لفظ رہ گیا ہے ۔ قیاسی تصحیح

-294 مخطوطہ : قوس و قزح

-295 مخطوطہ : جست و جو

-296 مخطوطہ : تو

-297 مخطوطہ : صورت

-298 عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

-299 مخطوطہ : اب تغافل کا نہیں ہے ہے وقت ۔

-300 ناخوانا

-301 جن شعروں پر * کا نشان ہے وہ مولوی عبدالحق نے اپنے مضمون میں منتخب کیے ہیں۔

-302 ناخوانا

-303 ایضاً

-304 عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا

-305 تذکرہ ہندی ، حسرت موہانی

-306 ایضاً

-307 مخطوطہ : یو نہیں

-308 عیارالشعرا

-309 مخطوطہ : حائل

-310 مخطوطہ : اجل تازہ

-311 یہ شعر حاشیے میں درج ہے ۔

-312 مخطوطے میں یہ شعر دونوں جگہ تھوڑی تبدیلی کے ساتھ درج ہے ۔

-313

-314 مخطوطے میں ، یا شیر خدا تیرے در کا محب ساکن ہے ۔

315- مخطوطہ : زر ذرد (ذال سے ہے)

316- عمدۂ منتخبہ

317- غیر واضح

318- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

319- مخطوطہ : گلزار

320- خوش معرکۂ زیبا ۔ عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا ۔ تذکرۂ ہندی

321- خوش معرکۂ زیبا ۔ تذکرۂ ہندی

322- عمدۂ منتخبہ

323- خوش معرکۂ زیبا ۔ (فکر دوست)

324- احمد اللہ قادری کے منتخب کیے ہوئے اشعار پر * کا نشان ہے ۔

325- خوش معرکۂ زیبا ۔ عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعرا ۔ تذکرۂ ہندی

326- کرم خوردہ

327- مخطوطہ : اساسا

328- مخطوطہ : تھمبتں

329- مخطوطہ : چشم گوہر بار کو صرف اشکباری دیکھئیے

330- عمدۂ منتخبہ ۔ عیارالشعراء ۔ مجموعۂ نغز

331- مخطوطہ : بارو

332- عیارالشعراء ۔ مجموعۂ نغز

333- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

334- ناخوانا

335- عیارالشعراء ۔ مجموعۂ نغز

336- کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

337- عیارالشعراء ۔ مجموعۂ نغز

-338 گلشن بے خار۔ گلشن ہمیشہ بہار ۔ مجموعہ نغز ۔ عیارالشعراء ۔ طبقات شعرائے ہند

ع جیتے کا ہے کو ہم رہیں گے (عمدہ منتخبہ)

-339 خوش معرکہ زیبا) (جو خواہش دل تھی) تذکرہ ہندی (جو خواہش دل ہے

عمدہ منتخبہ)))

-340 تذکرہ ہندی : دلی کے ہیں کوچوں میں محب سحر کے پھانسے

-341 تذکرہ ہندی ۔ عیارالشعراء

-342 تذکرہ ہندی

-343 ایضاً

-344 تذکرہ ہندی ۔ خوش معرکہ زیبا ۔ عیارالشعراء

-345 تذکرہ ہندی

-346 کرم خوردہ

-347 مخطوطہ : تیری نگاہ

-348 مخطوطہ : صرصری

-349 خوش معرکہ زیبا ، عمدہ منتخبہ ، تذکرہ ہندی

-350 تذکرہ ہندی

-351 مجموعہ نغز ۔ عیارالشعراء

-352 مخطوطہ ۔ پروا نہیں جو شمع بھی اک شب، دل جلی جلی

-353 حاشیے میں یہ مصرع یوں بنا دیا گیا ہے :

نکلے ہے جوں شفق میں ڈوبا ہلال مہندی

-354 مخطوطہ : مادب

-355 تذکرہ شعرائے اردو ۔ عمدہ منتخبہ

-356 گلشن بے خار، طبقات شعرائے ہند

-357 تذکرہ شعرائے اردو ، گلشن بے خار

358- عیارالشعراء ـ مجموعۂ نغز

359- مجموعۂ نغز ، رہتے ہیں بے رشک یوں آنکھوں کے گھر سوکھے ہوئے

نیز مخطوطے کے حاشیے میں بھی یہ مصرع اسی طرح درج ہے ـ

360- تذکرہ نگاروں اور ادبی مورخوں نے کلام محب میں سے زیادہ تر اسی غزل کے اشعار

منتخب کیے ہیں ـ تفصیل درج ہے :

تذکرہ ہندی : شعر 1-9-3-4-5-7-2-11

عمدۂ منتخبہ : شعر 1 (عجب رنگ ہے) 5

عیارالشعراء ـ شعر 5

دلی کا دبستان شاعری : شعر 1 - 9 - 3 - 4 - 5 - 7

سفینۂ غزل : شعر 1 - 9 - 5 - 2 - 11

میر و سودا کا دور : شعر 1

حسرت موہانی : شعر 1 - 3 - 4 - 5 - 2 - 11

361- تذکرہ مسرت افزا / فلک اس کے آنے کا وعدہ تو کل ہے /

362- غزل بقید یک قافیہ

363- مخطوطہ : ما نو

364- اس کے بعد درج شدہ ایک شعر کثافت کی وجہ سے حذف کیا گیا ـ

365- مخطوطے میں یہ شعر حاشیے پر درج ہے ـ

366- کرم خوردہ ـ قیاسی تصحیح

367- کرم خوردہ

368- اس کے بعد کا شعر کثافت کی وجہ سے حذف کیا گیا ـ

369- مجموعۂ نغز

370- عمدۂ منتخبہ ـ عیارالشعراء

371- عیارالشعراء

-372 کرم خوردہ ۔ قیاسی تصحیح

-373 ایضاً

-374 مصرع درست نہیں مگر مخطوطے میں اسی طرح درج ہے ۔

-375 مخطوطے میں " ہے" موجود نہیں

-376 مخطوطے میں " ہے "

-377 کرم خوردہ

-378 مخطوطے میں "کہ" موجود نہیں ۔ قیاسی تصحیح

-379 مخطوطے میں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔

-380 مخطوطے میں کوئی لفظ رہ گیا ہے ۔ قیاسی تصحیح

-381 عمدۂ منتخبہ ۔ گلشن بے خار، طبقات شعرائے ہند ۔ عیارالشعراء ۔

مصادر و منابع

1۔ ابواللیث صدیقی — لکھنو کا دبستان شاعری — غضنفر اکیڈمی پاکستان کراچی طبع ثانی 1987ء

2۔ اسپرنگر — یادگار شعرا مترجمہ طفیل احمد — اترپردیش اردو اکیڈمی لکھنو 1985ء

3۔ اعظم الدولہ سرور — عمدۂ منتخبہ یعنی تذکرہ سرور مع مقدمہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی — دہلی یونیورسٹی، دہلی 1961ء

4۔ امراللہ الہ آبادی ابوالحسن امیر الدین احمد — تذکرہ مسرت افزا — مرتبہ قاضی عبدالودود — س ۔ ن

5۔ " — " — مترجمہ ڈاکٹر مجیب قریشی، علم مجلسی کتب خانہ، دہلی 1968ء

6۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات — اترپردیش اردو اکادمی لکھنو دوسرا ایڈیشن / 1986ء

7۔ باطن، قطب الدین — گلستان بے خزاں — مطبع نولکشور، لکھنو جون 1875ء

8۔ بےجگر، خیراتی لال — تذکرہ بے جگر — عکسی نسخہ از انڈیا آفس لندن مملوکہ مشفق خواجہ

9۔ ثناء الحق — میر و سودا کا دور — ادارہ تحقیق و تصنیف 1965ء

10۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر — تاریخ ادب اردو جلد دوم حصہ اول — مجلس ترقی ادب، لاہور جون 1982ء

11۔ ذکا، خوب چند — عیار الشعرا — مخطوطہ مملوکہ قریشی احمد حسین قلعداری، گجرات

12۔ زور، محی الدین قادری — تذکرہ مخطوطات — ترقی اردو بیورو، نئی دہلی 1984ء

13۔ سعادت خاں ناصر — خوش معرکۂ زیبا (جلد دوم) مرتبہ مشفق خواجہ — مجلس ترقی ادب، لاہور 1972ء

14۔ شاہ کمال — مجموعہ انتخاب شاہ کمال مرتبہ نصیر الدین ہاشمی — سہ ماہی "اردو" جنوری 1956ء

15۔ شورش و عشقی — دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد — س ۔ ن

1- شیفتہ، محمد مصطفی خاں	گلشن بیخار	مرتبہ کلب علی خاں فائق	مجلس ترقی ادب لاہور/ اکتوبر 1973
1- فیلن و مولوی کریم الدین	طبقات شعرائے ہند (قلمی)	مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مملوکہ مرتب	
1- "	طبقات الشعرائے ہند (طبع سوم)	مرتبہ عطا کاکوی	دائرہ ادب پٹنہ جولائی 1967
- قاسم، میر قدرت اللہ	مجموعۂ نغز (در دو جلد)	مرتبہ محمود شیرانی	سلسلۂ نشریات کلیۂ پنجاب لاہور 1933ء
- لطف، میرزا علی	گلشن ہند	تصحیح و تحشیہ شبلی نعمانی	دارالاشاعت پنجاب پریس لاہور 1906ء
- مبتلا و عشق میرٹھی	طبقات سخن	مرتبہ ڈاکٹر نسیم اقتدار علی	عکسی اشاعت ، لکھنو 1991
- مبتلا لکھنوی ، مردان علیخاں	گلشن سخن	مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب	انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ 1965ء
- مبتلا ، مردان علی خاں و خلیل ، علی ابراہیم	تذکرہ گلشن و گلزار	تلخیص و ترجمہ عطا کاکوی	عظیم الشان بک ڈپو پٹنہ جولائی 1968ء
- محب، شیخ ولی اللہ	دیوان شیخ ولی اللہ محب		مخطوطہ مملوکہ نیشنل میوزیم - کراچی (ترقیمہ ندارد)
- محسن علی محسن	تذکرہ سراپا سخن	تلخیص و ترتیب ڈاکٹر اقتدا احسن	اظہار سنز، لاہور جنوری 1970ء
- محمد عباس سید	سفینۂ غزل		تاج کمپنی کراچی لاہور ڈھاکہ 1958ء
- مشفق خواجہ	جائزہ مخطوطات اردو جلد اول		مرکزی اردو بورڈ لاہور فروری 1979ء
- مصحفی ، غلام ہمدانی	تذکرہ ہندی	مرتبہ مولوی عبدالحق	انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن 1933ء
- میر حسن	تذکرہ شعرائے اردو	بہ تصحیح و تنقید مولانا محمد حبیب الرحمن خان شروانی	انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی 1940ء

30- نساخ، عبدالغفور — سخن شعراء — مطبع نولکشور لکھنو 1874ء

31- نصراللہ خان خویشگی — گلشن ہمیشہ بہار مرتبہ ڈاکٹر اسلم انجمن ترقی اردو کراچی 1967ء

32- نورالحسن ہاشمی — دلی کا دبستان شاعری (فرخی) — اردو اکیڈمی سندھ کراچی دسمبر 1966ء

رسائل و جرائد

1- "اردو" سہ ماہی — بادۂ کہن (شیخ ولی اللہ محب از مولوی عبدالحق) — اپریل 1927ء

2- نگار پاکستان کراچی — تذکروں کا تذکرہ نمبر مرتبہ فرمان فتحپوری — سالنامہ 1964ء

3- اردوئے معلے — (مدیر حسرت موہانی) مضمون، شاگردان سودا — مارچ 1911ع

4- زمانہ کانپور — مضمون: محب از حکیم سید احمد اللہ قادری — جولائی 1929ء

English Books.

1. A Dictionary - Duncan Forbes Utter Paradesh Urdu Academy, Lakhnau, Reprint, 1987

2. A New Hindustani - English Dictionary S.W. Fallan Central Urdu Development Board, Lahore. Reprint 1976.

3. Haleson - Joleson : Henry Yule & A.C. Busnell London & New York Reprint 1986.

4. Freeman - Grenuille: The Muslim and Christian Calenders. Oxford University Press. New York - Tornonto (1963)